

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ

معارف الحديث

ان روایات پر محدثین، دیوبند، بریلوی اور اہلحدیث علماء کا اتفاق ہے

جلد اول

میاں محمد جمیل ایم۔ اے
فاضل اوردو۔ علوم اسلامیہ

ابوہریرہؓ اکیڈمی
۳۷- کریم بلاک، فون نمبر
5417233 اقبال ٹاؤن، لاہور



سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

حقوق بحق مؤلف

ترجمہ و تفہیم.....	میاں محمد جمیل ایم اے
اشاعت اول.....	اکتوبر 2003ء
اشاعت دوم.....	جنوری 2004ء
اشاعت سوئم.....	اکتوبر 2004ء
اشاعت چہارم.....	ستمبر 2005ء
صفحات.....	616
قیمت.....	300

ناشر

ابو ہریرہ الیذی 37- کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور۔ فون: 5417233

ملنے کے مراکز: مکتبہ دارالسلام، نعمانی کتب خانہ، مکتبہ سلفیہ، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

تعارف فہم الحدیث

میں نے فہم الحدیث میں حدیث کی روانی، کلامِ رسول ﷺ کا تسلسل اور نبوت کے معجزہ خطابت کو حتی المقدور قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے یہ اہتمام کیا ہے کہ احادیث کا ترجمہ اور تشریح اس انداز میں عام فہم ہو کہ عام آدمی کی سمجھ میں آ سکے۔ اسی لیے ابتدا میں باب کا مفہوم اور آخر میں باب کا خلاصہ اس طرح ذکر کرنے کی کوشش کی ہے کہ تعلیم یافتہ طبقے کو کم از کم 80% مسائل کسی عالم دین سے پوچھنے کی ضرورت باقی نہ رہے پھر اس بات کا بھی خیال رکھا کہ فرقہ واریت کی بجائے حدیث کی تشریح اور مفہوم وہی بیان کیا جائے جو رسالت مآب ﷺ کے فرمان کا مقصد ہے۔ رب کریم کے حضور عاجزانہ التجا ہے کہ وہ اسے ہم سب کے لیے دنیا اور آخرت کی کامیابیوں کا ذریعہ بنائے۔

آمین یا ارحم الراحمین

میاں محمد جمیل ایم اے

آئینہ کتاب

صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث
55	شراب پیتے ہوئے ایمان سے خارج ہوتا ہے			ایمان اور اس کے متعلقات-1	
	مناقش کی تین بڑی نشانیاں	36	39	1. اسلام ایمان اور احسان کیا ہے؟ قیامت کی نشانیاں	1.
	برے خیالات-3		40	2. اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے	2.
	برے خیالات مغاف ہیں بشرطیکہ ان پر عمل نہ ہو۔	40	41	3. ایمان کے 70 ستر سے زیادہ شعبے	3.
57				6. ایمان کا لطف کون اٹھاتا ہے	6.
	رب کو کس نے پیدا کیا خیال پر غور باللہ پرہیں	42	42	9. دو گنے اجر کے مستحقین کون؟	9.
58	ہر شخص کے ساتھ ایک جن اور ایک فرشتہ مقرر	44	43	12. اگر جنتی کی زیارت کرنا چاہو	12.
	شیطان خون کی گردش کی طرح اثر انداز ہوتا ہے	45		14. کامیابی کی ضمانت کیا ہے	14.
	ہر بچہ کی پیدائش پر شیطان کی چھیڑ چھاڑ	46	44	15. ایمان کے کم از کم تقاضے کتنے ہیں	15.
	میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے والے	48	45	16. بیعت کی شرائط کیا ہیں	16.
	شیطان			17. خواتین کو الگ بھی نصیحت کرنا چاہیے	17.
59	دوران نماز مغالطے ڈالنے والے شیطان کا نام ”خزب“	51	46	19. زمانے کو گالی دینا اللہ تعالیٰ کو گالی دینا ہے	19.
			47	21. اللہ کا بندے پر حق اور بندے کا اللہ پر حق؟	21.
	تقدیر پر ایمان لانا-4			22. جہنم کی آگ کس پر حرام ہے؟	22.
62	زمین اور آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے تقدیریں لکھ دی گئی	52	48	23. جنت میں داخلہ کی شرائط کیا ہیں؟	23.
63	حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کی اپنے رب سے سامنے تکرار	54	49	25. اسلام ہجرت اور حج سے پہلے گناہ معاف	25.
			52	31. دس سے سات سو گنا تک ثواب بڑھنا	31.
				بڑے بڑے گناہ اور منافقت کی نشانیاں-2	
	ماں کے پیٹ میں ہر انسان کا کردار موت رزق اور سعید و شقی ہونا لکھا جاتا ہے	55	53	32. اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، ناحق قتل،	32.
64	اعمال کا دار و مدار خاتمہ پر ہے	56		(ii) پڑوسی کی بیوی کے ساتھ بدکاری والدین کی	
65	ہر شخص کا جنت اور دوزخ میں ٹھکانا مقرر	58	54	33. نافرمانی، ناحق قتل، جھوٹی قسم اور شہادت	33.
67	دل رطمن کی انگلیوں کے درمیان ہیں	62	54	34. جادو کرنا سود اور یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ	34.
	ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے مگر اس	63		سے فرائض پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا	
				35. زانی زنا کرتے وقت چور چوری کے وقت شرابی	35.

صفحہ	ابواب وعنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب وعنوانات	حدیث
	بیت الخلاء کے مسائل-10			لوگ مصروف ہوں تو درس نہ دیں	108
98	قضاے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ	134		علم نہ ہونے کا اعتراف بھی علم ہے	110
	یا پیٹھ نہ کرنا		89	اچھے استاد سے علم دین حاصل کرنا	111
	دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرنا ڈھیلے تین ہونا	135		طہارت کے مسائل-8	
99	گوبر اور ہڈی سے استنجاء کا نہ کرنا			پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے	113
	رفع حاجت کے وقت کی دعا	136	90	الحمد للہ میزان کو بھرتا ہے	
	پیشاب کے قطرے اور چغلی باعث عذاب	137		(ii) نماز صدقہ اور صبر کی فضیلت	
	راستہ اور سایہ دار جگہ پر پیشاب کرنا گناہ ہے	138		وضو کر کے مسجد میں جانا اور نفلی نماز کے بعد	114
100	پانی پیتے وقت پھونک مارنے کی ممانعت	139		انتظار ”کرنا“ جہاد ہے	
	استنجاء میں طاق ڈھیلوں کا استعمال کرنا	140	91	وضو سے گناہ جھڑ جاتے ہیں	116
	صرف پانی سے استنجاء کرنا کافی ہے	141		اچھی طرح وضو اور خشوع کے ساتھ	117
	کھڑے ہو کر پیشاب کرنا کب جائز ہوگا	142		نماز سابقہ گناہوں کا کفارہ بنتی ہے	
	مسواک کی فضیلت-11		92	دوسرے کو وضو کر کے سکھانا	118
102	عشاء کی نماز دیر سے پڑھنا زیادہ ثواب	144		وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھنا	120
	فطرت کے دس کام	147	93	قیامت کے دن وضو کی وجہ سے اعضاء کا چمکنا	123
103	بڑے کو مسواک دینا چاہیے	148		وضو کو لازم کر دینے والے امور-9	
	وضو کا طریقہ-12		95	بے وضو شخص کی نماز نہیں حرام مال سے	125
104	سوکر اٹھنے کے بعد پہلے ہاتھ دھونے چاہئیں	150		صدقہ نہیں	
	بیداری کے بعد وضو کرنا اور وضو کا طریقہ	151		نذی میں استنجاء اور وضو کرنا چاہیے	126
105	وضو میں ہر عضو ایک دفعہ دھونا	152		پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد نئے وضو کی	127
	وضو میں ہر عضو دو دفعہ دھونا	153		ضرورت نہیں	
	وضو میں ہر عضو تین دفعہ دھونا	154		اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا	128
	ایڑیوں کو اچھی طرح دھونا چاہیے	155	96	آواز یا بدبو محسوس ہو تو نیا وضو کرنا چاہیے	129
106	پیشانی بالوں پگڑی اور موزوں پر مسح	156		دودھ پی کر کلی کا نہ کرنا	130
				ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا اور موزوں پر مسح	131

صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث
115	حیض آلودہ کپڑے کی صفائی	180	157	ہر کام کی ابتدا دائیں طرف سے	157
	منی آلودہ کپڑا دھونا	181	158	سر کا مسح کس طرح کیا جائے	158
	بچے کے کپڑے پر پیشاب کرنے کی صفائی	183		غسل کا طریقہ - 13	
116	مردہ حلال جانوروں کی کھال کا استعمال جائز ہے	185	160	انزال پر غسل کا واجب ہونا	160
	مسجد میں کتے کے داخل ہونے پر	187	161	بچے کی شکل و صورت کس طرح بنتی ہے	161
	موزوں پر مسح - 17		162	غسل واجب کا طریقہ	162
117	موزوں اور جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے	188	164	حیض سے پاکی کے بعد خوشبو کا استعمال	164
	تیمم کا طریقہ - 18		165	عورت بال کھولنے کے بجائے تین چلو سر میں ڈال لے	165
119	امت محمدیہ کی دوسری امتوں پر تین فضیلتیں	190	166	وضو اور غسل میں پانی کی کم سے کم مقدار	166
	تیمم سے نماز پڑھنا	191	167	میاں بیوی کا ایک برتن سے غسل کرنا	167
120	واجب غسل اور بغیر وضو سلام کرنا	193		جنبی کے ساتھ میل جول - 14	
	مسنون غسل - 19		168	کیا مومن پلید ہوتا ہے؟	168
121	جمعہ کے دن غسل سنت ہے	194	169	غسل واجب کی صورت میں سونا	169
	حیض کے مسائل - 20		170	جنبی ہونے کی صورت میں کھانا پینا	170
123	حائضہ سے عمل مخصوص کی ممانعت	195	171	بیوی کے پاس دوبارہ جانا	171
	استحاضہ کے مسائل - 21		172	ایک رات میں کئی بیویوں سے جماع کرنا	172
125	استحاضہ کے مسائل	203	173	آپ ﷺ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے	173
	نماز کا اجر و ثواب - 22			پانی کے بارے میں احکامات - 15	
126	پانچ نمازیں جمعہ رمضان گناہوں کا کفارہ	204	174	نمہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا	174
	پانچ نمازیں پانچ دفعہ غسل کے برابر	205		نجاستوں کی صفائی - 16	
128	پسندیدہ اعمال کون سے ہیں؟	208	177	کتے کے جھوٹے برتن کا دھونا	177
	بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز	209	178	پیشاب پر پانی ڈالنا	178
	نیکیاں گناہوں کو ختم کرتی ہیں	210	179	مساجد گندگی کے لیے نہیں عبادت کے لیے ہیں	179
	نمازوں کے اوقات - 23				

صفحہ	ابواب وعنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب وعنوانات	حدیث
	اذان-26	130	211	اوقات نماز کی تصریح	
143	اذان دومرتبہ اور اقامت کے الفاظ ایک دفعہ ہونے چاہیں	244	213	جرائیل کا آپ کی امامت کروانا	
	اذان کے الفاظ	245		فرض نماز اول وقت میں ادا کرنا-24	
144	اذان کی ابتداء کس طرح ہوئی؟	246	217	نماز ظہر زیادہ گرمی میں ٹھنڈا کر کے پڑھنا	
	اذان کی فضیلت اور مؤذن کے الفاظ		218	عصر کی نماز کا وقت کب تک ہے؟	
	کا جواب دینا-27		219	منافق کس وقت نماز پڑھتا ہے؟	
145	قیامت کے دن مؤذن سر بلند ہوگا	247	220	عصر کی نماز کا ضائع ہونے کا نقصان	
	اذان اور اقامت کے وقت شیطان کا بھاگنا	248	222	مغرب کی نماز کا وقت	
	مؤذن کی قیامت کے دن شہادت	249	223	عشاء کی نماز کا وقت	
	اذان کا جواب دینا چاہیے؟	250	224	صبح کی نماز کا وقت	
146	اذان کے بعد کوئی دعا پڑھنی چاہیے	252	225	سحری اور نماز فجر میں وقفہ	
147	حملہ کرنے سے پہلے اذان کا انتظار کرنا	253	226	اول وقت نماز ادا کرنے کی ہدایت	
	اذان کے بعد شہادت اور دوسری دعا	254	227	نماز فجر اور نماز عصر کا آخری وقت	
	اذان اور تکبیر کے درمیان نماز	255	229	بھولنے اور سونے والا نماز کس وقت پڑھے	
	اذان اول وقت سے مؤخر کرنا-28		232	عشاء کی نماز دیر سے ادا کرنا زیادہ ثواب	
149	حضرت ابن ام مکتوم کی اذان اور تکبیر	257		نماز کے فضائل-25	
	سفر میں اذان تکبیر اور امامت کروانا سنت ہے	259	235	فجر اور عصر کی نمازوں کا خصوصی اہتمام کرنا	
	نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے دیکھتے ہو	260	237	نمازیوں کے لیے فرشتوں کی شہادت	
	آپ ﷺ کا سو جانا اور طلوع فجر کے بعد نماز پڑھنا	261	238	صبح کی نماز ادا کرنے والا اللہ کی حفاظت میں	
150	اقامت کے بعد اٹھنا	262	239	اذان اور پہلی صف کی فضیلت	
151	نماز کے لیے سکون کے ساتھ آنا چاہیے	263	240	منافقوں کے لیے فجر اور عشاء کی نماز کا بوجھل ہونا	
			241	فجر اور عشاء کی نماز باجماعت کی فضیلت	
			242	دیہاتی لوگوں کا مغرب کی نماز کے نام کو بدلنا	
			243	غزوہ خندق کے دن نماز عصر کا قضا ہونا	
			142		

صفحہ	ابواب وعنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب وعنوانات	حدیث
162	ایک کپڑے میں نماز پڑھنا	291	29	مساجد اور نماز ادا کرنے کے مقامات	264
	نماز میں کندھوں کا ڈھانکنا ضروری ہے	292	153	خانہ کعبہ قبلہ نماز ہے	265
	نماز کو پوری توجہ سے ادا کرنا	294	154	آپ ﷺ کا خانہ کعبہ میں داخل ہونا	266
163	ریشمی لباس جائز نہیں	296		مسجد نبوی کی فضیلت دوسری مساجد پر	267
				مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کی فضیلت	
	سترہ کا بیان-31				
165	عید گاہ میں نیزہ گاڑنا	299	268	ریاض الجزیہ کو کسی جگہ ہے؟	269
	سواری کو بطور سترہ استعمال کرنا	300	155	رسول اللہ ﷺ کا مسجد قبا میں جانا	270
166	نمازی کے سامنے سے گزرتا ممنوع	303		مساجد محبوب بازارنا پسندیدہ ہیں	271
	دوران نماز گزرنے والے کو روکنا	304		مسجد کی تعمیر کی فضیلت	272
167	عورت، گدھا اور کتا ناقص نماز	305		مسجد میں آنے والے کی مہمان نوازی	273
صفحہ	ابواب وعنوانات	حدیث		مسجد میں دور سے چل کر آنا	274
	سترہ رکھنا افضل ہے فرض نہیں	307	156	مسجد میں آنے کے لیے قدم قدم پر ثواب	275
168	نمازی کے سامنے سونا	308		سات آدمی اللہ تعالیٰ کے عرش کے تلے	276
	نماز ادا کرنے کا طریقہ-32		157	نماز باجماعت کا بچپن گنا زیادہ ثواب	277
170	خشوع و خضوع اور قیام، رکوع سجود اطمینان سے کرنا	309		مسجد میں داخل ہونے کی دعا	278
				مسجد میں داخلے کے نفل	280
171	طریقہ نماز اور رفع الیدین کرنا	310	158	مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان جائز نہیں	281
173	دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا	317	159	مسجد میں بودالی چیز کھا کر آنا جائز نہیں	283
174	طویل قیام افضل ہے	319		مسجد میں تھوکانا منع ہے	284
	بائیس تکبیروں سے نماز	321		دوران نماز تھوکانا کب جائز ہوگا؟	285
	نماز کی پہلی تکبیر کے بعد کیا پڑھنا چاہیے-33			قبروں کو مسجد بنانا	287
176	قرأت اور تکبیر کے درمیان اور رکوع و سجود میں دعائیں	322	160	گھروں کو قبرستان نہ بنانا	288
			161	مسجد میں بلند آواز سے باتیں کرنا منع ہے	290
178	دوسری رکعت میں فوراً الحمد للہ پڑھنا شروع کرنا	325		دنیا میں پہلی مسجد کوئی ہے	
				نماز میں جسم کو ڈھانپنا-30	

صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث
				نماز میں قرآن کی تلاوت - 34	
	سجدے میں رب کا قرب	364		فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی	326
	سجدہ کے وقت شیطان کا رونا	365	179	قرأت کا آغاز الحمد للہ سے کرنا	328
	کثرت سجود سے رسول اکرم ﷺ کی رفاقت	366	180	آمین بلند آواز کہنا	329
191	کثرت سجود سے جنت میں داخلہ اور بلند مقام	367		مضوں کی درستی اور آمین کہنا چاہیے	330
	الاحتیات - 37		181	نجر، ظہر اور عصر کی نمازوں میں سورتوں کا ملانا	331
192	تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ	368	182	نماز کی قرأت میں نمازیوں کی رعایت	336
193	تشہد میں کیا پڑھنا چاہیے؟	370	183	نماز کے دوران کھانسی پر رکوع میں جانا	340
	درود کے فضائل - 38		184	جمعہ کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کرنا	342
195	نماز میں درود	372		عید کی نمازوں میں بلند قرأت	344
	(ii) کونسا درود پڑھنا چاہیے؟		185	رکوع کرنے کا طریقہ - 35	
	آخری تشہد میں دعائیں - 39			رکوع و سجود کی صحیح طریقے سے ادائیگی۔	347
197	تشہد میں دعا، قرض سے پناہ	375	186	رکوع و سجود اور جلعے کا برابر ہونا	348
	چار چیزوں سے پناہ کی دعا	376		رکوع کے بعد قومہ	349
198	تشہد میں دوسری دعائیں	378		رکوع اور سجود کی دعا	350
	سلام پھیرنے کا طریقہ	379		رکوع اور سجود میں قرآن پڑھنا منع ہے	352
	سلام کے بعد چہرہ کس طرح پھیرا جائے؟	381	187	رکوع کے بعد کے کلمات	353
	نماز میں شیطان کو حصہ دار نہ بنانا	382		رکوع و سجود کی پورے طور پر ادائیگی	357
199	سلام کے بعد عورتوں کا فوراً اٹھنا	384	188	سجدے کا طریقہ اور فضیلت - 36	
	فرض نماز کے بعد وظائف - 40			سات ہڈیوں پر سجدہ کرنا	358
200	اختتام نماز پر اللہ اکبر کہنا	385	189	سجدے میں اعتدال ضروری ہے	369
	مصلے پر بیٹھنے رہنے کا ثواب	386		سجدے میں کہنیاں اٹھا کر رکھنا	360
	سلام کے بعد تین بار استغفر اللہ پڑھنا	387		سجدے کا طریقہ	361
201	نماز کے بعد اذکار و دعائیں	388		سجدے کی دعا	362
	غریبوں کا امیروں سے آگے بڑھ جانا	391			
202	سمندر کی جھاگ کے برابر گناہوں کی معافی	393	190		

صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث
216	آفتاب کے طلوع و غروب کے وقت نماز نہیں	417	نماز میں جائز اور ناجائز امور-41	394	نماز میں سلام وغیرہ کا جواب
	تین اوقات میں نماز اور مردوں کو دفنانا ممنوع	418	204	396	نماز میں سجدہ کی جگہ کو برابر کرنا
	نماز فجر کے بعد سورج طلوع ہونے اور عصر کی	419	206	397	نماز میں پہلوؤں پر ہاتھ رکھنا منع ہے
217	نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک نماز نہیں			398	نماز میں ادھر ادھر دیکھنا جائز نہیں
	صبح و شام سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان	420		399	نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا منع ہے
218	ظہر کے فرضوں کے بعد دور کعتیں ادا کرنا	421	207	400	نماز میں بچے کو کندھوں پر بٹھانا
	جماعت اور اس کی فضیلت-45			401	نماز میں جمائی کو روکنا
220	جماعت کے ساتھ نماز ستائیس درجہ افضل	424		402	دوران نماز شیطان کی دخل اندازی
	آپ نے گھروں کو جلا دینے کا ارادہ فرمایا	425		403	نماز میں مرد اور عورت لقمہ کس طرح دے؟
	نا بیٹے کو نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم	426	208		نماز میں بھول جانے کی تلافی-42
221	بارش کی صورت میں نماز گھر میں ادا کرنا	427		405	نماز میں بھولنے کی صورت میں سجدہ سہو
	کھانا سامنے ہو تو کھا کر نماز پڑھنا	428	210	406	سجدہ سہو ایک رکعت کے قائم مقام ہے
	پیشاب پاخانہ کی حاجت ہو تو.....؟	429	211	407	شک میں نماز مکمل کر کے سجدہ سہو کرنا
222	جماعت کھڑی ہو تو دوسری نماز نہیں	430		408	نماز میں کسی کی جانب توجہ دلانا
	خواتین کو مسجد جانے سے روکنے کی ممانعت	431	212	409	تشہد بھول جائے تو سجدہ سہو کرے
	عورت مسجد میں تیز خوشبو لگا کر نہ آئے	432			قرآن مجید کے سجدے-43
223	باجماعت نماز ادا کرنا ہدایت کا راستہ	433		411	تلاوت کے دوران مسلمان، مشرکین اور
	ہر قدم پر گناہ معاف، نیکیوں میں اضافہ	434			جنوں کا سجدہ کرنا
	اذان سن کر مسجد سے نکلنا ناجائز ہے	435	214	412	سورۃ "النشفاق" اور "الفر" کے سجدے
224	حدیث سن کر عمل نہ کرنے والے پر ناراضگی	437		413	نماز یوں کا امام کے ساتھ سجدہ کرنا
	صف بندی کی اہمیت-46			415	سورۃ "ص" کا سجدہ
225	صفوں کی درستی کرو ورنہ دلوں میں اختلاف	438	215	416	امیہ بن خلف کا سجدہ تلاوت نہ کرنا
	نبی کریم ﷺ کا اپنے عقب سے دیکھنا	439			ممنوع اوقات-44
	صف بندی نماز کا حصہ ہے	440			
226	سمجھ دار امام کے پیچھے کھڑے ہوں	441			

صفحہ	ابواب وعنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب وعنوانات	حدیث
241	فرض نماز دو دفعہ ادا کرنا	469	442	مسجدوں کو شور و غل سے بچانا	
	سنت نماز کے فضائل-52		443	صفوں میں خالی جگہ نہ چھوڑنا	
242	فرض نماز کے علاوہ بارہ رکعتیں ادا کرنا	471	227	صف بندی کرنے کی ہدایت	
	رکعتوں کی تفصیل	472		امام کہاں کھڑا ہو؟-47	
	جمعہ کے بعد دو رکعت گھر میں	473	228	مقتدی امام کے دائیں جانب کھڑا ہو	446
243	صبح کی سنتیں ہر چیز سے افضل	476		زیادہ ہوں تو امام کے پیچھے صف بنائیں	447
	مغرب کی نماز سے پہلے دو نفل	477		عورت کہاں کھڑی ہو؟	448
243	جمعہ سے پہلے اور بعد میں نوافل	478		جماعت کھڑی ہونے کے بعد شامل ہونا	450
	عصر کے بعد دو رکعات ادا کرنا	479	230	منبر پر چڑھ کر نماز پڑھانا	451
245	فرض نماز اور نفلوں میں وقفہ کرنا	483		امامت کا معیار-48	
	نماز تہجد-53		231	نماز کی امامت کون کرائے؟	452
247	نماز تہجد دو دو رکعات ادا کرنا	484	232	تین نمازیوں کی جماعت	453
248	فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا	486		نابالغ کا جماعت کروانا	454
	نماز تہجد کی کیفیت	490		غلام کی امامت جائز	455
	نماز تہجد سے پہلے تلاوت اور رکعات کی تعداد	491		امام کی ذمہ داری-49	
251	نماز تہجد بیٹھ کر ادا کرنا	494	234	جماعت ہلکی کروانا چاہیے	457
252	نماز تہجد میں پیشگی کرنا	496	235	نماز میں کمی کی ذمہ داری امام پر	460
	تہجد کی دعائیں-54			امام نمازیوں کی رعایت کرے	461
253	تہجد کے وقت پر مسنون دعا	497		مقتدی کی ذمہ داری اور بعد میں شامل ہونے والا-50	
254	دوسری دعا	498	236	امام کے سجدے میں جانے کے بعد جھکنا	462
	تیسری دعا	499		امام سے آگے نہ بڑھنا	463
	تہجد کی ترغیب دینا-55		238	آپ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہما کی امامت کروانا	466
255	تہجد کی ترغیب اور شیطان کی گرہیں	500		امام سے پہلے اٹھنے والے کو تنبیہ	467
	نبی کریم ﷺ کا قیام اللیل	501		فرض دو مرتبہ پڑھنا-51	
256	شیطان کا کان میں پیشاب کرنا	502			

صفحہ	ابواب وعنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب وعنوانات	حدیث
265	نماز بیٹھ کر اور رکوع کھڑے ہو کر کرنا	529	503	تہجد کے لیے گھر والوں کو جگانا	
	دعائے قنوت-58		504	اللہ تعالیٰ کا آسمان دنیا پر جلوہ فرما ہونا	
266	قنوت نازلہ رکوع کے بعد الفاظ دعا	530	505	رات میں قبولیت کی گھڑی	
267	قنوت رکوع سے پہلے صرف ایک ماہ	531	257	حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز اور روزہ	506
	قیام رمضان-59		508	تہجد شروع کر کے چھوڑنے کی مذمت	
268	نوافل گھر میں ادا کرنا	532		اعمال میں میانہ روی-56	
269	رمضان کے قیام کی ترغیب	533	258	آپ ﷺ کے صوم و صلوٰۃ کی کیفیت	509
	رمضان میں تراویح	535		عمل میں ہمیشگی ہونی چاہیے	510
	نماز چاشت-60			طاقت کے مطابق عمل کرنا	511
271	آپ کا چاشت آٹھ رکعت پڑھنا	536	259	طبیعت کی آمادگی تک نماز پڑھنا	513
	چاشت کی نماز چار رکعت	537		اعمال میں میانہ روی اختیار کرنا	514
	چاشت کی نماز کا افضل وقت	539		رات کا وظیفہ پورا نہ ہو تو.....؟	515
	نماز نفل-61		260	نماز کھڑے بیٹھ یا لیٹ کر پڑھنا	516
273	بلال رضی اللہ عنہ کے جوتوں کی جنت میں آہٹ	541		بیٹھ کر نماز پڑھنے کا آدھا ثواب	517
	دعائے استجارہ	542		نبی کریم ﷺ کا بیٹھ کر نماز پڑھنا	518
	نماز سفر-62			نماز وتر-57	
275	ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں	543	262	نفل دو دو اور وتر ایک	519
	منیٰ میں قصر	544		نماز وتر رات کے آخر میں	520
	قصر اللہ کا انعام	545		پانچ رکعت وتر پڑھنا	521
276	منیٰ میں دس دن قصر پڑھنا	546	263	رات کی نماز کو آخر میں طاق بنانا	523
	انیس دن قصر کرنا	547		نماز عشاء کے ساتھ وتر ادا کرنا	525
	قصر میں سنتیں نہ پڑھنا	548	264	رات کے کسی حصہ میں وتر ادا کرنا	526
	دونمازوں کو ملا کر پڑھنا	549		نفلی روزے چاشت اور سونے سے پہلے وتر	527
	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا منیٰ میں قصر نہ کرنا	551		ایک وتر ادا کرنے کا ثبوت	528
277	پہلے فرض نماز دو بعد میں چار رکعت	552			

صفحہ	حدیث	ابواب و عنوانات	صفحہ	حدیث	ابواب و عنوانات
287	581	دورانِ خطبہ بے جا حرکات کرنا	553	سفر میں دو اور خوف میں ایک فرض	جمعہ کی اہمیت و فضیلت-63
		نمازِ خوف-67			
289	582	حالتِ جنگ میں نماز پڑھنے کا طریقہ	279	554	آخر میں ہونے کے باوجود آگے ہونا
		نمازِ عیدین-68			
292	586	نمازِ عید کے بعد خطبہ دینا چاہیے		555	سب سے بہتر دن جمعہ
	588	عیدین کی نماز اذان و اقامت کے بغیر		557	جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی
293	589	نمازِ عیدین سے پہلے اور بعد میں کوئی نفل نہیں			جمعہ کی فرضیت-64
	590	سب عورتوں کو دعا میں شامل ہونا چاہیے	281	558	ترک جمعہ سے باز آؤ
	591	عید کے دن بچوں کا دف بجانا اور گانا		559	جمعہ سے پیچھے رہنے والوں کی سزا
	592	عید کے دن طاق کھجوریں کھانا			جمعہ کے لئے طہارت-65
294	593	آتے جاتے راستہ تبدیل کرنا	282	560	جمعہ سے جمعہ تک کے گناہوں کی معافی
	594	نمازِ عید الاضحیٰ کے بعد قربانی		562	جمعہ میں نکلیں گے کھیلنا
		مسائل قربانی-69		(ii)	دورانِ خطبہ فضول حرکت کرنا گناہ
297	600	آپ کا دو مینڈھے قربانی کرنا		563	جمعہ میں پہلے آنے والوں کا ثواب
	601	قربانی کرتے ہوئے تکبیر اور دعا	283	564	دورانِ خطبہ خاموش رہنا
	602	دو ندا جانور ملنا مشکل ہو تو.....؟		566	کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھنا غلط
298	604	عید گاہ میں قربانی اونٹ نخر کرنا			خطبہ اور نماز جمعہ-66
	605	گائے اور اونٹ میں سات حصے	284	567	سورج ڈھلنے پر نماز جمعہ ادا کرنا
	606	قربانی کرنے والا حجامت نہ کروائے		569	سردی میں اول وقت گرمی میں تاخیر سے
	607	قربانی کے دس دنوں کی فضیلت		570	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دوسری اذان کہلوانا
		رجب میں جانور ذبح کرنا منع ہے-70	285	571	جمعہ کے دن دو خطبے
300	609	اسلام میں فرع اور عتیرہ نہیں		572	خطبہ مختصر نماز لمبی ہونی چاہیے
		گرہن کے وقت نماز-71		573	نبی کریم ﷺ کے خطبہ کی کیفیت
			286	577	دورانِ خطبہ آنے والا دور کعتیں پڑھے
301	610	نمازِ خسوف کس طرح پڑھنی چاہیے؟		580	خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے

صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث
	شہداء کو بغیر غسل اور جنازہ کے دفنانا	698		مصیبت کے وقت دعا کرنا	669
333	یہودی کے جنازے کے لیے کھڑے ہونا	700	322	مرنے والے کی آنکھیں بند کرنا	670
	میت کو دفن کرنا-79			مرنے والے کو ڈھانپنا چاہیے	671
334	قبر پر کئی بنانی چاہیے	701		نیک روح اور خبیث روح کا مقام	672
	قبر میں چادر بچھانا	702		میت کو غسل اور کفن دینا-77	
	جاندار کی تصویر مٹانا اور اونچی قبر برابر کرنا	704	324	غسل دینے کا طریقہ	671
	قبر پر بیٹھنا اور اس پر نماز پڑھنا گناہ ہے	706	325	نبی کریم ﷺ کا کفن تین سفید چادریں	674
335	قبر پر بیٹھنے کا گناہ	707		محرم کو احرام میں دفنانا	677
	آپ ﷺ کی بیٹی کی تدفین	708		مصعب رضی اللہ عنہ کے کفن کی کیفیت	677
	میت پر آہ و بکا کرنا-80		326	عبداللہ بن ابی منافق کو دفنانا	678
336	آپ ﷺ کا بیٹے ابراہیم کی وفات پر رونا	710		جنازہ کے ساتھ چلنا اور نماز پڑھنا-78	
	نواسے کی وفات پر کیفیت	711	327	جنازے کو جلدی لے جانا چاہیے	679
337	رونے سے عذاب نہیں ہوتا	712	328	نیک اور بد روح کا جنازہ	680
	رخساروں کو پیشنا گناہ ہے	713		جنازہ کے ساتھ چلنے کا ثواب	684
338	سرمنڈوانا اور کپڑے پھاڑنا منع ہے	714	329	آپ کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھانا	685
	امت میں چار خصلتوں کا لوٹ آنا	715		جنازے میں تکبیرات کی تعداد	686
	صدمہ پہنچنے کے فوراً بعد صبر کرنا	716		نماز جنازہ میں سورۃ الفاتحہ	687
339	دو بچوں کی وفات پر ماں کو جنت ملے گی	718		جنازہ کی دعا	688
	میت پر نوحہ کے سبب عذاب کا مسئلہ	721	330	مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا	689
341	شہادت پر نوحہ سے منع کرنا	723		عورت کی نماز جنازہ	690
	شیطان کو گھر میں داخل نہ ہونے دو	724		جنازہ کی اطلاع دینا	691
342	نعمان بن بشیر کا بہن کو نصیحت کرنا	725	331	موحدین کی سفارش قبول	693
	چھوٹے بچوں کا والدین کو جنت میں لے جانا	726	332	مومن زمین پر اللہ کے گواہ	695
	قبروں کی زیارت-81			فوت شدہ کو برائہ کہنا	697

صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث	ابواب و عنوانات	صفحہ
728	قبروں کی زیارت اور دیگر مسائل	344	کس کو صدقہ لینا جائز ہے؟-85	
729	آپ ﷺ کا اپنی ماں کی قبر پر رونا			
730	قبرستان میں دعا کرنا	345		
731	نبی کریم ﷺ جنت البقیع میں			
732	قبروں کی زیارت اور دعا			
	زکوٰۃ کے مسائل-82			
733	سلامی دعوت کی ترتیب	346		
734	زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزائیں	347		
735	مال کا گنجا سانپ بن کر گلے پڑنا	349		
737	زکوٰۃ وصول کرنے والے کو خوش کرو			
738	زکوٰۃ دینے والے کے لئے دعا کرنا	350		
739	چچا کی زکوٰۃ بھتیجا کا ذمہ لینا			
740	سرکاری افسر تحفے قبول نہ کریں			
741	چھوٹی چیز بھی خیانت تصور ہوگی	351		
742	سہ زکوٰۃ نہ دینے والے سے جنگ کرنا			
	زکوٰۃ کن کن چیزوں پر فرض ہے؟-83			
743	کس مقدار اور تعداد پر زکوٰۃ نہیں؟	353		
744	غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں			
745	انصاب زکوٰۃ کی تفصیل			
746	بارانی زمین کے عشر کی مقدار	356		
747	مدفون خزانے پر پانچواں حصہ زکوٰۃ			
	صدقہ فطر-84			
748	سب پر صدقہ فطر اور اس کی ادائیگی	357		
749	اجناس سے صدقہ فطر دینا			
750	آپ ﷺ پر صدقہ حرام	358		
751	آپ کا کھجور حسن ﷺ کے منہ سے نکالنا	359		
752	صدقات اموال کی میل ہے			
753	آپ ﷺ کا صدقہ کی بجائے ہدیہ قبول کرنا			
754	دوسروں کے لئے صدقہ اور آل نبی کے لئے ہدیہ			
756	پائے کی دعوت قبول کرنا	360		
757	مسکین کون ہے؟			
	سوال کرنا کس کو جائز اور کس کو منع؟-86			
758	تین شخصوں کے لئے سوال کرنا جائز ہے	361		
759	لاچلی آگ کے انگارے مانگتا ہے	362		
760	لاچلی کا چہرہ گوشت کے بغیر ہوگا			
761	چٹ کر سوال کرنا جائز نہیں			
762	مانگنے کی بجائے مزدوری کرنی چاہیے			
763	اوپر والا ہاتھ نیچے والے سے بہتر ہے			
765	صبر سے بہترین کوئی تحفہ نہیں	363		
766	لاچ کے بغیر مال لینا جائز			
	صدقہ کرنا اور بخل سے اجتناب-87			
767	احد پہاڑ کے برابر صدقہ کرنے کے جذبات	365		
768	سخی کے لئے دعا، بخیل کے لئے بددعا	366		
769	بخل سے بچنا چاہیے			
770	خرچ کرنے کی ہدایت			
771	ضرورت سے زائد خرچ کرنا			

صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث
	بہترین صدقہ-89				
		366		بخیل اور سخی کی مثال	772
379	بہترین صدقہ ضرورت کے وقت خرچ کرنا	800	367	بخیل قتل اور حرام پر ابھارتا ہے	773
	اہل و عیال پر خرچ صدقہ ہے	801		جب صدقہ قبول کرنے والا نہیں ہوگا	774
380	رشتہ دار پر صدقہ کا دو گنا ثواب ہوتا ہے	805		سب سے افضل صدقہ کونسا ہے؟	775
381	عطیہ کرنے کا ثواب	806		صدقہ نہ کرنے والے نقصان میں ہونگے	776
	قریب تر پڑوسی کو دینے کا زیادہ ثواب	807	368	غیر مستحق کو دے دیا جائے تو.....؟	778
382	حضرت ابو طلحہ ؓ کا عظیم صدقہ	809	369	سخی کے لیے بادلوں کو بارش کا حکم	779
	عورت کا اپنے خاوند کے مال سے صدقہ کرنا-90			برص زدہ، گنجه اور اندھے کا واقعہ	780
		372		آپ کو گھر میں سونا رکھنا بوجھل ہوا	781
				صدقہ کرنے کی فضیلت-88	
383	بیوی خاوند کے ثواب میں شامل ہے	810		صرف حلال چیز کا صدقہ قبول ہوتا ہے	782
	عورت کو کس صدقہ کا نصف ثواب	811	373	صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی	783
	خازن بھی ثواب میں شامل ہوگا	812		سب دروازوں سے بلایا جانے والا کون؟	784
384	ایصال ثواب	813		روزے کے اوصاف	785
	غلام کا مالک کے مال سے صدقہ کرنا	814	374	معمولی ہدیہ کو بھی حقیر نہ سمجھو	786
	جو صدقہ واپس نہیں لیتا-91			ہر نیک کام صدقہ ہے	787
		375		کشادہ پیشانی سے ملنا بھی صدقہ ہے	788
386	کتے کا قے چاٹنے سے مترادف	815		لفظ صدقہ کی وضاحت	790
	مرحوم کے روزے اور حج ادا کرنا	816		ہر روز اور ہر جوڑ پر صدقہ ہے	791
	روزوں کے مسائل-92			بیوی کے ساتھ ملاپ بھی باعث ثواب	792
		376		بہترین صدقہ کرنا چاہیے	793
389	جنت کے دروازے کھلنا اور شیطانوں کا جکڑا جانا	817		پرندوں کا رکھنا اور مال چوری ہو جانا بھی صدقہ	794
	جنت کا دروازہ ”ریان“ ہے	818		زانیہ عورت کا کتے کو پانی پلانا بخشش کا ذریعہ	795
	روزہ اور قیام شب قدر سے گناہ معاف	819	377	بلی کو بھوکا مارنے پر عذاب	796
390	روزے کا ثواب روزہ دار کو دو خوشیاں	820		راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ثواب ہے	797

صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث
400	تکلیف دہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں	843
	ثواب میں سبقت لے جانا	844
	سفر میں روزہ رکھنا اور افطار بھی	845

روزے کی قضاء-97

402	روزوں کی قضا؟	848
	خاندن کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ	849
	حائضہ پر روزوں کی قضا ہے نماز کی قضا نہیں	850
	مرحوم کے روزے رکھنا	851

نفلی روزے-98

403	شعبان میں روزے رکھنا	852
	آپ ﷺ نے نفلی روزے پورا ماہ نہیں رکھے	853
404	شعبان کے آخری دنوں کے روزے رکھنا	854
	عاشورہ کے روزے کی فضیلت	856
	نومحرم کا روزہ رکھنا	857
	عرفہ کے دن آپ ﷺ نے دودھ پیا	858
405	عشرہ ذوالحجہ کے روزے نہ رکھنا	859
	ہر ماہ تین دن کے روزے	860
406	سوموار کا روزہ	861
	رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے	863
	عیدین کے روزوں کی ممانعت	864
407	ایام تشریق کھانے پینے کے دن	866
	جمعہ سے پہلے یا بعد روزہ رکھنا	867
	جمعہ کا روزہ مخصوص نہ کیا جائے	868
	بوجہ روزہ دوزخ سے ستر سال کی دوری	869
	نہ مسلسل روزے نہ ساری رات قیام	870
408	عاشوراء محرم کی فضیلت	871

صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث
	چاند دیکھنے کے مسائل-93	

391	چاند نظر نہ آنے پر تیس دن پورے کرنا	821
392	مینے کی گنتی کی وضاحت	823
	دو مہینوں کا ثواب برابر ہونا	824
	استقبال رمضان کا روزہ منع ہے	825
393	چاند دیکھنے پر رمضان شروع کرنا	826

سحری کھانے کے بارے میں-94

	سحری میں برکت ہے	827
394	جلدی افطار میں بھلائی ہے	829
	سورج غروب ہونے پر افطار	830
	روزوں میں وصال جائز نہیں	831
	نماز اور افطاری میں جلدی کرنا	832

روزہ میں ممنوع کام-95

396	روزے میں جھوٹ بولنا	833
	روزے میں بیوی سے بوس و کنار کرنا	834
	(ii) میاں بیوی کا باہم لیٹنا جائز	
397	روزے میں سینگیاں لگوانا جائز ہے	836
	بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا	837
	بیوی سے جماع کا کفارہ	838
398	کلی کی تری کا حرج نہیں	840

مسافر کے روزے-96

399	سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کی اجازت	841
-----	--	-----

صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث
				نفل روزہ رکھنا-99	
	قرآن کا شفاعت کرنا	900		کھانا نہ ملنے پر روزہ کی نیت کرنا	873
	عظمت والی سورت	901	410	نبی کریم ﷺ کا نفل روزہ نہ توڑنا	874
425	شیطان نے آیت الکرسی کا وظیفہ بتلایا	903		روزے میں دعوت قبول کرنا یا انکار کرنا	875
	دوسورتیں نور ہیں	904		شب قدر-100	
427	البقرہ کی تلاوت سے نقصان سے محفوظ	905		شب قدر طاق راتوں میں	876
	دجال سے حفاظت والی آیات	906	413	شب قدر کی صبح کی شعاعیں نرم	880
	قل ہو اللہ تہائی قرآن کے برابر	907	414	آخری دس راتوں میں زیادہ عبادت کرنا	881
	اس سے محبت اللہ سے محبت	908	415		
428	یہ محبت جنت میں داخل کرے گی	909		اعتکاف کے مسائل-101	
	الفلق اور الناس کی فضیلت	910		آخری عشرہ میں مردون کا اعتکاف بیٹھنا	884
	تلاوت قرآن کے آداب-103			رمضان المبارک میں زیادہ سخاوت	885
429	قرآن کا اونٹ کی طرح بھاگنا	913	416	اعتکاف میں باہر جانے کا جواز	887
430	طبیعت سیر ہو جائے تو تلاوت ختم کر دو	915	417	نبی کریم ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا	886
	قرآن مجید پڑھنے کا طریقہ	916		اعتکاف کی نذر پوری کرنا چاہیے	888
431	اچھے انداز سے تلاوت نہ کرنے کا گناہ	919		قرآن کے فضائل-	
	نبی کریم ﷺ کا قرآن سننا	920		قرآن پڑھنے پڑھانے والا سب سے بہتر	889
	آپ ﷺ کا ابی کو قرآن سنانا	921	420	دو آیتیں پڑھنا دو اونٹنیوں کی مانند	891
432	قرآن دشمن کے ہاتھ نہ لگنے پائے	922	421	انکہ انک کر پڑھنے والے کو دو ہر اثواب	892
	اختلاف قرأت اور قرآن کی تدوین-104			دو شخص قابل رشک ہیں	893
433	قرآن مجید کی سات قرأتیں	923	422	تلاوت کرنے اور نہ کرنے والے کی مثال	894
434	اختلاف کرنے کی ممانعت	924		قرآن کی بدولت عزت اور ذلت	895
	مختلف قرأتوں کو درست قرار دینا	925		بقرہ کی تلاوت پر فرشتوں کا نزول	886
435	مختلف قرأت سے حلال و حرام میں فرق نہیں	926	424	بقرہ کی تلاوت سے شیطان کا بھاگنا	899
436	قرآن کس طرح جمع کیا گیا؟	928			
437	قرآن کے اوراق کا تحفظ کس طرح؟	929			

صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث
				دعاؤں کا بیان-105	
	سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ معاف	951	930	قیادت کے لیے رسول اکرم ﷺ کی محفوظ دعا	439
	قیامت کے دن بھاری کلمات	953	931	آپ کی کس کے لئے بددعا باعث رحمت؟	440
	فرشتوں کا وظیفہ	955	932	اللہ تعالیٰ سے عزم بالجزم سے مانگنا چاہیے	
	اللہ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ	958	934	کوئی دعا قبول نہیں ہوتی؟	441
	توبہ استغفار کی فضیلت-109		935	دوسرے کی غیر حاضری میں دعا کرنا	
454	ستر بار سے زیادہ توبہ و استغفار کرنا	960	936	اپنی اولاد اور مال کے لئے بددعا کی ممانعت	
455	اللہ کی سلطنت میں کمی و بیشی نہیں ہو سکتی	963		اللہ تعالیٰ کا ذکر-106	
456	ننانوے قتل کرنے والے کی بخشش	964	937	ذکر کرنے والوں کے اللہ کے ہاں تذکرے	442
	گناہ نہ کرنے والوں کا اٹھایا جانا	965	938	خلوت پسند کا سبقت لے جانا	443
457	اللہ تعالیٰ کا دستِ رحمت پھیلا نا	966	939	ذکر کرنے والا زندہ دوسرا مردہ	
	گناہ کے اعتراف پر توبہ قبول ہونا	967	940	بندے کے ظن کے مطابق سلوک	443
457	قیامت سے پہلے توبہ کا دروازہ کھلا ہے	968	941	نیکی دس گنا برائی ایک یا معاف	
	بندے کی توبہ سے اللہ تعالیٰ بے انتہاء خوش	969	942	اللہ تعالیٰ کا اعلانِ جنگ اور تقرب	444
458	بندہ کی توبہ پر اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے استفسار	970	943	ملائکہ مجالس ذکر کی تلاش میں	
	اللہ تجھے معاف نہیں کرے گا کہنا گناہ	971	944	آدمی کی دو حالتیں ہونا	447
	سید الاستغفار اور اس کی فضیلت	972	945	اللہ تعالیٰ کن پر فخر کرتا ہے؟	448
	رحمت الہی کی وسعتیں-110		946	شیطان کس طرح دور ہوتا ہے؟	
462	اللہ تعالیٰ کے عرش پر کیا لکھا ہے؟	974	947	ذکر کے وقت اللہ کی معیت	
	اللہ تعالیٰ کی 100 رحمتوں میں سے ایک دنیا پر	975		اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی-107	
	عذاب کی سختی اور رحمت کی وسعت	976	948	اسماء الحسنی کی برکات	449
463	جنت اور جہنم جوتے کے تسمے سے قریب	977		اللہ تعالیٰ کی تسبیح، حمد و کبریائی اور الوہیت-108	
	اپنی لاش کو جلوانے کا واقعہ	978	949	چار بہترین کلمات	450
464	صرف اعمالِ نجات کا سبب نہیں	980			

صفحہ	ابواب وعنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب وعنوانات	حدیث
475	اللہ فکرو غم، کاہلی و قرض سے محفوظ فرمائے	1005	982	مسلمان ہونے پر پچھلے گناہ معاف	
476	اللہ کی نعمتوں کے چھن جانے سے پناہ	1008	983	نیکی میں وسعتیں	
	اللہ کی کردہ ناکردہ گناہوں کے نقصان سے پناہ	1009	(ii)	برے ارادے کے بدلے نیکی بشرطیکہ.....	
	اللہ کی عزت کی پناہ میں آنا	1010		صبح و شام اور سونے کی دعائیں-111	
	جامع دعائیں-114		984	صبح شام کے وقت دعائیں	466
478	خطاؤں اور جہالت سے بخشش مانگنا	1011	985	سونے اور بیدار ہونے کی دعائیں	
	دنیا و آخرت کی بہتری کی دعا	1012	987	دائیں کروٹ لیٹتے ہوئے دعائیں	467
479	ہدایت، تقویٰ، پاکیزگی کی طلب	1013	989	خادم سے بہتر وظیفہ	468
	ہدایت اور سیدھا رکھنے کی دعا	1014		مختلف اوقات کی دعائیں-112	
	قبول اسلام کے بعد دعا مانگنا	1015	991	مباشرت کی دعا	470
	دنیا اور آخرت کی بھلائی کی دعا	1016	992	مصیبت کے وقت کی دعا	
	آزبائش نہیں مانگنی چاہیے	1017	993	غصہ دور کرنے کے لئے	
	حج کے مسائل-115		994	مرغ اور گدھے کی آواز سن کر	471
482	حج زندگی میں ایک مرتبہ فرض	1018	995	سفر پر روانگی اور واپسی کے وقت	
	افضل اعمال	1019	996	دوران سفر کی دعا	472
	حج کی فضیلت	1020	997	پڑاؤ کی صورت میں	
	عمرہ سے عمرہ تک گناہ معاف	1021	998	مخلوق کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا	
483	رمضان میں عمرہ حج کے برابر	1022	999	دوران سفر سحری کے وقت	
	بچے کا حج	1023	1001	خندق کے دن مشرکین کے لئے بددعا	473
	حج بدل	1024	1002	کھلانے والے کے لئے دعا	
	حج کی نذر اللہ کا قرض ہے	1025	1003	چڑھتے اور اترتے وقت کیا پڑھنا چاہیے	474
484	عورت کو محرم کے بغیر سفر کی ممانعت	1026		نقصان سے اللہ کی پناہ طلب کرنا-113	
	عورت کا جہاد حج	1027	1004	اللہ مصیبت اور دشمنوں سے بچائے	
	احرام باندھنے کے میقات	1029			

صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث
502	مشرک حج نہیں کر سکتا	1062	485	آپ ﷺ کے عمرے ذوالقعدہ میں	1031
503	معذور کا طواف	1064		سفری اخراجات کا اہتمام کرنا	1033
	حجر اسود نفع و نقصان کا مالک نہیں	1065			

احرام اور تلبیہ-116

	عرفات میں قیام-119	486		احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا	1034
505	منیٰ سے عرفات جاتے ہوئے تلبیہ و تکبیرات	1066	487	تلبیہ	1035
	عرفات، مزدلفہ کہاں ٹھہرا جائے؟	1067		تلبیہ کا آغاز کہاں سے؟	1036
	یوم عرفہ، جہنم سے آزادی کا دن	1068		بلند آواز سے تلبیہ کہنا	1037
	قریش کا "حمس" کہلانا اور مزدلفہ تک جانا	1069		میل کرتلبیہ کہنا	1038
	عرفات اور مزدلفہ سے واپسی-120			نیت تلبیہ	1039

507	عرفات سے واپسی کس وقت؟	1070	488	حجۃ الوداع میں آپ ﷺ کا تلبیہ	1040
508	حجرۃ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ	1072		دو نفل پڑھ کر تلبیہ شروع کرنا	1041
	مزدلفہ میں مغرب اور عشاء پڑھنا	1073		مشرکین کا تلبیہ	1043

آپ کا آخری حج-117

508	مزدلفہ میں نماز فجر اول وقت میں	1074		نبی کریم ﷺ کے حج کی تفصیلات	1044
	کنکروں کا مزدلفہ کی رات منیٰ جانا	1075	490	عورت حائضہ ہو جائے تو کیا کرے؟	1045
	حُمر میں تیز چلنا	1076	494	حج کے ساتھ عمرہ	1046
509	عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں قصر	1077	495	عمرہ کے بعد حلال ہونا	1047
	کنکریاں مارنا-121		496		

510	سوار ہو کر کنکریاں مارنا	1078		مکہ میں داخلہ اور ثواب-118	
	چنے کے برابر کنکریاں	1079	500	مکہ میں داخلہ اور خروج	1050
	اذ و الحجۃ سورج کے بلند ہونے پر کنکریاں مارنا	1080		بیت اللہ میں داخلہ اور طواف	1052
	باقی دنوں میں زوال کے بعد کنکریاں مارنا (ii)			طواف اور سعی کی کیفیت	1053
511	رمی کے وقت اللہ اکبر کہنا	1081	501	حجر اسود کو بوسہ دینا اور ہاتھ لگانا	1055
	طاق ڈھیلے طاق کنکریاں طاق طواف	1082		رکن یمانی استلام	1057

قربانی کے مسائل-122

	سوار ہو کر طواف کعبہ	1058
--	----------------------	------

صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث
523	محرم کس طرح کے کپڑے پہنے؟	1116	513	قربانی کے جانور کو نشان لگانا	1083
	محرم کے پاس جو تانہ ہو تو	1117		قربانی کی بکریوں کو قلا دے ڈالنا	1084
524	احرام کی حالت میں نکاح اور منگنی ناجائز	1119		گائے کی قربانی	1085
	حالت احرام میں سرد ہونا	1122	514	قربانی کے جانور پر سوار ہونا	1089
	حالت احرام میں کچھنے لگوانا	1123		کنز و قربانی کے جانوروں کو پہلے ذبح کرنا	1091
525	کپڑے سے سایہ کرنا	1125		اونٹ اور گائے کی قربانی میں شراکت	1092
	تکلیف کے سبب سر مونڈنا اور اس کا کفارہ	1126		اونٹ کو خچر کرنے کا طریقہ	1093
	محرم کو شکار کی ممانعت - 127		515	قربانی کے جانور کی ہر چیز صدقہ	1094
527	حالت احرام میں شکار کرنا منع ہے	1129		قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنا	1096
528	پانچ جانور مارنے کی اجازت	1130		سر منڈوانا - 123	
	حالت احرام میں ہدیہ کا گوشت کھانا	1132	516	حج میں سر منڈوانا یا کتر وانا	1097
	حج اور عمرہ میں رکاوٹ پیش آنا - 128			سر منڈوانے کی فضیلت	1099
529	رکاوٹ ہو تو قربانی کر کے حلال ہو جائے	1133	517	پہلے دائیں طرف سے منڈوانا	1101
	حرمت مکہ اور اس کی اللہ حفاظت فرمائے - 129			حج کے ارکان میں تقدیم و تاخیر - 124	
532	جہاد اور ہجرت کی نیت باقی ہے	1138	518	مناسک کی تقدیم و تاخیر میں کوئی حرج نہیں	1104
	(ii) مکہ کی حرمت قیامت تک			منی میں خطبہ اور ایام تشریق - 125	
	مکہ میں ہتھیار اٹھا کر چلنا منع ہے	1139	519	قربانی کے دن کا خطبہ	1106
	ابن نخل کے قتل کا حکم	1140	520	کنکریاں مارنا	1107
533	مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا	1141		کنکریاں مارتے وقت اللہ اکبر کہنا اور دعا	1108
	کعبہ پر حملہ آور ہونے والے لوگوں سے اجازت	1142		10 ذوالحجہ کی رات مکہ میں رہنے کی اجازت	1109
	تیلی ناگوں والا یعنی خانہ کعبہ گرائے گا	1143	521	حاجیوں کو پانی پلانا	1110
	حرم مدینہ اور اس کی اللہ حفاظت فرمائے - 130			طواف وداع	1111
535	مدینہ حرم ہے اس میں بدعتی کو پناہ دینے والا	1146		ظہر کی نماز منی میں پڑھنا	1112
	ملعون			محرم کن چیزوں سے پرہیز کرے؟ - 126	

صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث
548	بیچتے خریدتے وقت آسانی کرنا	1180	536	مدینہ کی تکلیفوں پر صبر کرنا	1147
	خوش حال کو مہلت، تنگ دست کو معاف	1181		مدینہ کی حرمت کب قائم ہوئی؟	1150
549	خرید و فروخت میں قسمیں کھانا	1182	537	مدینہ منورہ کے درختوں کو کاٹنا ممنوع	1151
	تکبر کرنا، احسان جتلانا، جھوٹی قسمیں کھانا	1184		مدینہ کے لئے برکت کی دعا	1152
	خرید و فروخت میں اختیار-133			مدینہ کی دبا جھہ منتقل ہو جائے	1153
550	بیچنے اور خریدنے والے کو تبدیلی کا اختیار کب تک؟	1185	538	آپ ﷺ کا مدینہ چھوڑنے والوں پر تبصرہ	1154
	دھوکہ نہیں ہونا چاہیے	1187		مدینہ کھوٹ کو صاف کرتا ہے	1155
	سود کے احکامات-134			مدینہ پاک ہے	1156
552	سود لینے دینے، لکھنے اور گواہوں پر لعنت	1188	539	مدینہ کی فرشتے حفاظت کریں گے	1169
	چیز کا ہم جنس اور ہم وزن ہونا، مختلف ہوں	1189		دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتا	1160
	تو دست بدست خرید و فروخت			مدینہ منورہ کی محبت	1162
553	ایک ہی چیز کا کم و بیش لینا دینا سود	1190	540	آپ ﷺ سے احد پہاڑ کا محبت کرنا	1163
554	غلام کی بیعت کا مسئلہ	1196		اہل مدینہ کا دجال سے مرعوب ہونا	1165
	ہم جنس کا تبادلہ بغیر وزن کے ممنوع	1197		مدینہ کے لئے دگنی برکت	1166
555	سونا اور موتی علیحدہ علیحدہ بیچنا چاہیے	1198		تجارت کے مسائل اور کسبِ حلال-131	
	مقروض سے ہدیہ لینا جائز نہیں	1200	543	محنت کا کھانا بہترین کھانا ہے	1168
	ممنوع تجارت-135			حرام کھانے والے کی دعا ناقبول	1169
556	بیع مزابنہ ممنوع	1201	544	حلال حرام کی تمیز..... کا علم جاننا	1170
	مخابرہ محافلہ اور مزابنہ ممنوع	1202		حلال و حرام واضح مگر درمیان میں مشتبہات	1171
	بیع عرایا جائز بشرطیکہ-----	1204	545	جن لوگوں کی مزدوری حرام	1172
557	پھل پکے سے پہلے بیچنا	1206		خون کی قیمت اور سود حرام ہے	1174
	باغ کو کئی سالوں کے لئے بیچنا ممنوع	1208		شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی فروخت حرام	1175
	نقصان کی صورت میں خریدار کو معاف کرنا	1209	546	بچنے لگانے والے کی مزدوری	1178
558	غلہ کو قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت کرنا	1210		معاملات میں آسانی کرنا-132	
	تجارتی قافلوں کو شہر سے باہر نہ ملنا	1212			

صفحہ	ابواب وعنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب وعنوانات	حدیث
	مہلت دینا اور دیوالیہ کا بیان-139			(ii) جانور کے تھنوں میں دودھ روکنا جائز نہیں	
568	دیوالیہ کی صورت میں مال کا حق دار کون؟	1236	559	سودے پر سود اور شادی کے پیغام پر پیغام منع ہے	1215
	دیوالیہ ہونے والے شخص کو صدقہ کر دینا	1237			
569	تنگ دست کا قرض معاف کرنا	1238		شہری دیہاتی کی دلالی نہ کرے	1217
	ادائیگی بہتر طور پر کرنی چاہیے	1242		منابذہ اور ملاسمہ ممنوع	1218
570	مال دار کا تنگی کا بہانہ ظلم ہے	1244	560	بیع الحصاة اور بیع الغرر ممنوع	1219
	کوئی صورت میں آدھا قرض معاف کرنا	1245		بیع جبل الحبلہ ممنوع	1220
	مقروض کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے	1246		سانڈ کی منی بیچنا ممنوع	1221
571	قرض کے سوا شہید کے تمام گناہ معاف	1249		جفت ہونے کی بیع	1222
	شرکت اور وکالت-140			قدرتی زائد پانی بیچنا ممنوع	1223
573	برکت کی دعا	1251		ملاوٹ جائز نہیں	1225
	دوسرے کی محنت میں شریک ہونا	1252		تجارت کے اصول-136	
	نا جائز قبضہ کرنا اور ادھار لینا-141		562	کھجور..... کی بیوند کاری کرنا جائز	1226
574	قیامت کو سات زمینیں اٹھانے والا کون؟	1254		مشروط تجارت جائز ہے	1227
	جانور کا دودھ بلا اجازت نکالنا	1255		(ii) قیمت سے زیادہ دینا	
	سوتن کا غیرت کھانا	1256	563	ولاء ہبہ کی فروخت ممنوع	1229
575	لوٹ بچانا، مثلہ کرنا حرام	1257		زمین کی فروخت اور اس میں خزانہ	1230
	نماز کسوف میں جنت و دوزخ کا مشاہدہ کیا	1258		سلم اور رہن کی تجارت-137	
576	سواری بطور سواری مستعار لینا	1259	565	بیع میں پیمانہ وزن اور مدت کا تعین کرنا چاہیے	1231
	بغیر حق کے زمین پر قبضہ کرنا	1260		کوئی چیز رہن رکھنا	1232
	شفعہ کیا ہے؟-142		566	دودھ دینے والے جانور کو استعمال کیا جا سکتا ہے	1234
577	شفعہ کی حدود	1261			
	کھاتے دار کا حق فائق ہونا	1262		ذخیرہ اندوزی-138	
578	پڑوسی زیادہ حق دار ہے	1263	567	ذخیرہ اندوز خطا کا رہے	1235

صفحہ نمبر	حدیث نمبر	ابواب عنوانات	صفحہ نمبر	حدیث نمبر	ابواب عنوانات
		ہبہ اور تجارت-147	578	1264	پڑوسی کی دیوار استعمال کرنا
590	1289	پھولوں کا تحفہ رد نہ کیا جائے		1265	راستے کی چوڑائی دس فٹ ہونی چاہیے
	1291	ہبہ واپس لینا کتے کے قے چاٹنے کے مترادف	579	1266	خیبر کی زمین یہود کو نصف بٹائی پردی گئی
	1292	اولاد میں مساوات قائم کرنا	580	1267	ٹھیکہ پر زمین لینا جائز ہے
		گری پڑی چیز اٹھانا-143	581	1269	دوسرے کو زمین بطور عطیہ دینا بہتر ہے
592	1294	گم شدہ چیز کے مسائل		1271	زمیندارہ ذلت کا سبب کیوں؟
		وراثت کے مسائل-149		1272	حصے یا بٹائی پر کاشت کرنا
594	1297	بیت المال سے قرض کی ادائیگی			زمین وغیرہ اجرت پردینے کے مسائل-144
	1298	ترکہ کی تقسیم مقرر حصوں کے مطابق	582	1273	کوئی مزارعت ممنوع اور اجرت جائز
595	1299	مسلمان مسلمان کا کافر کا وارث ہوگا	583	1274	بچھے لگوانے کی مزدوری
	1300	آزاد کردہ غلام اسی قوم میں شمار ہوگا		1275	ہرنی نے بکریاں چرائیں
	1301	بھانجا قوم سے ہے		1276	قیامت کے دن تین آدمیوں کی پکڑ
	1302	ایک بیٹی ایک پوتی اور ایک بہن میں تقسیم		1277	الفا تحدم کریکل اجرت لینا
		وصیت کے مسائل-150			نجر زمین آباد کرنا اور پانی کی باری مقرر کرنا-145
596	1304	کتنے مال کی وصیت جائز	585	1278	زمین آباد کرنے والے کا حق فائق
			586	1279	چراگا ہیں بحق سرکار
				1280	پہاڑی پانی کی تقسیم
				1281	ضرورت سے زائد پانی روکنے کی ممانعت
					عطیات دینے کے مسائل-146
			588	1283	زمین کو وقف کرنے کی شرائط
				1285	عطیہ کا تمام عمر کے لئے نافذ العمل ہونا
			589	1287	کون سا عطیہ واپس لیا جاسکتا ہے؟
				(ii)	مشروط عطیہ مالک کی طرف لوٹ جائیگا



آئینہ حدیث

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (پ ۴ النحل ۴۴)

ہم نے تجھ پر ذکر نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے کھول کر بیان فرمائیں جو ان کی طرف اتارا گیا ہے اس لیے کہ وہ غور و فکر کریں

وَمَا يَنْطَعُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنَّ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (پ ۲ النجم ۴۳)

اور وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے مگر جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ ۲ النجم ۴۳)

یقیناً رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان کی نبوت کے اغراض و مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے ایک مقصد یہ بیان فرمایا کہ آپ ﷺ زبانی اور عملی طور پر لوگوں کے سامنے واضح فرمائیں کہ تمہارا خالق و مالک تم سے کیا چاہتا اور تمہیں کس طرح دیکھنا پسند کرتا ہے۔ یہ مقصد لوگوں کے ہاتھوں میں محض ایک دستاویز تھا دینے سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا جب تک خدائی پیغام کے مفہوم کا تعین اور ان پر عمل کر کے نہ دکھلایا جائے۔ قرآن مجید کی اس تشریح اور عملی تعبیر کو نبی کریم ﷺ کی مرضی پر چھوڑنے کی بجائے آپ ﷺ کو اس بات کا پابند فرمایا گیا کہ قرآن کی وہی تشریح ہونی چاہیے جو اللہ تعالیٰ آپ کی طرف وحی فرمائیں۔ گویا کہ قرآن کی عملی اور معنوی تشریح فرمان الہی کے تابع ہوگی جس کی قرآن حکیم نے وضاحت اور گارنٹی دی ہے۔ جب پیغام الہی کی تشریح رسول بھی اپنی مرضی سے نہیں کر سکتا تو کسی دوسرے شخص کو یہ حق کیونکر دیا جاسکتا ہے کہ وہ قرآن کی تشریح اپنی مرضی سے کرتا پھرے یا آپ ﷺ کی قوی اور فعلی تفسیر کو ٹھکرانے کی جسارت کرے اور پھر مسلمان بھی رہے؟

حدیث کا دستاویزی ثبوت: رسول معظم ﷺ نے ابتداً نہایت مختصر وقت کے لیے اپنے فرامین لکھنے سے منع فرمایا تھا تاکہ لکھنے والوں کو قرآن کے الفاظ اور اسلوب کا اندازہ ہو سکے اور وہ قرآن اور آپ ﷺ کے فرمان کا فرق سمجھ سکیں۔ جوں ہی کتابان وحی قرآن اور آپ کے فرمان میں فرق جان چکے تو حکم ہوا جو کچھ میں کہتا جاؤں اس کو ضبط تحریر میں لاتے جاؤ۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کے دم واپس تک آپ کے ایک ایک حرف اور عمل کو احاطہ تحریر میں محفوظ فرمایا۔ اس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس بیش بہا احادیث کا تحریری ریکارڈ جمع ہوا۔ جس میں بعض کے مخطوطے آج بھی دنیا کی لائبریریوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہی وہ مستند ریکارڈ ہے جس کو محدثین نے بے مثال احتیاط کے ساتھ اپنی کتابوں میں درج فرمایا جس کا اعتراف اسلام کے بدترین دشمنوں نے بھی کیا ہے۔ جس کا ہم آگے چل کر ذکر کریں گے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی تدوین حدیث کی دستاویزات

صحابہ کرام نے قرآن مجید اور آپ کے ارشادات کو بڑے اہتمام اور تیز کے ساتھ محفوظ فرمایا۔ جس کے سینکڑوں ثبوت اور

درجنوں دستاویزات آج بھی موجود ہیں۔ جن میں سے یہاں چند ایک کا ثبوت پیش خدمت ہے۔

الصحيحة الصحيحة

حضرت ابو ہریرہؓ کے شاگرد ہمام بن منبہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے استاد گرامی حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول محترم ﷺ کے ڈیڑ صد ارشادات نقل کروائے۔ جس کا نام انہوں نے الصحيحة الصحیہ رکھا۔ تاریخی ریکارڈ کے مطابق یہ صحیفہ نسل در نسل چلتا ہوا امام احمد بن حنبلؒ کے مبارک ہاتھوں میں پہنچا تو انہوں نے مسند احمد میں اس کو من و عن شامل فرمایا اس رسالے کے دو قلمی نسخے شام اور برلن کی لائبریریوں میں اب تک محفوظ ہیں۔ جس کی نقل حاصل کر کے فاضل مکرم ڈاکٹر حمید اللہ نے 1956ء میں شائع کروایا۔ کیونکہ یہ رسالہ ہمام بن منبہ نے تالیف کیا تھا اس لیے ڈاکٹر حمید اللہ نے اسے صحیفہ ہمام منبہ کے نام سے شائع کیا ہے۔

الصحيحة الصادقة

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ وہ خوش قسمت اور سعادت مند جوان ہیں جو عدم کتابت کے دور میں بھی اچھی طرح لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ یہی وہ جوان رعنا ہیں جنکو ایک مرتبہ اکابر صحابہ نے یہ کہہ کر حدیث لکھنے سے منع کیا تھا کہ آپ کیوں رسول کریم ﷺ کی ہر بات درج کیے جا رہے ہیں؟ اس لیے کہ آپ کبھی بے تکلفی کے عالم میں ہوتے ہیں اور کبھی بتقاضاء بشریت خفا اور کسی پر ناراض ہوتے ہیں۔ ایسی صورتحال میں آپ کا ہر ارشاد لکھنے کی ضرورت نہیں۔ عبداللہ بن عمروؓ کچھ ایام لکھنے سے کنارہ کش ہوئے تو اچانک رسول کریم ﷺ کی توجہ ان کی طرف مبذول ہوئی آپ ﷺ استفسار فرماتے ہیں کہ عبد اللہ آپ نے میرے فرامین لکھنے کیوں چھوڑ دیے؟ تب انہوں نے پورا ماجرا عرض کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ عبداللہ جو کچھ میری زبان سے نکلتا ہے بلا تاویل اسے ضبط تحریر میں لاتے جاؤ کیوں کہ میری زبان سے حق کے بغیر کوئی بات نہیں۔ نکلتی عبداللہ بن عمروؓ کی تدوین حدیث کی خدمات کا اعتراف جناب ابو ہریرہؓ ان الفاظ میں کیا کرتے تھے۔ نبی ﷺ کے صحابہ میں آپ ﷺ کی حدیثیں مجھ سے زیادہ کسی کے پاس نہیں سوائے عبداللہ بن عمروؓ کے کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ عبداللہ بن عمروؓ نہ صرف آپ کے ارشادات ضبط تحریر میں لایا کرتے تھے بلکہ ان کا اہتمام تھا کہ اپنا لکھا ہوا سرور گرامی علیہ السلام کی خدمت میں تصحیح کے لیے پیش کیا کرتے تھے۔ بالفاظ دیگر یہ مسودہ براہِ رست رسول کریم کی نگرانی میں تیار ہوا۔ اس کتاب میں ہزار ہا احادیث درج کی گئی ہیں۔ تفصیل اسد الغلابہ اور شرح نووی میں ملاحظہ فرمائیں۔

صحیفہ عمرو بن حزمؓ

یمن میں نجران عیسائیوں کا مرکز تصور کیا جاتا تھا جو اہمجر ی میں فتح ہوا آپ نے عمرو بن حزم کو اس کا گورنر مقرر فرمایا ان کی تعیناتی کے وقت ابی بن کعبؓ کو حکم دیا کہ ان کو تفصیلی احکامات لکھ کر دیئے جائیں۔ چنانچہ اس دستاویز میں نماز، طہارت، زکوٰۃ، عشاء، حج

کے مناسک، جہاد اور غنیمت یہاں تک کہ جزیہ کے مسائل بھی تحریر کروائے گئے۔ ان کے ساتھ اس میں دہشت اور تعلیم قرآن کے اصول تحریر کیے گئے۔ یہ صحیفہ عمرو بن حزم سے ان کے پوتے ابوبکر بن محمد اور ان سے امام ابن شہاب زہری نے نقل فرمایا۔ جس کے بارے میں امام زہری اس طرح رقمطراز ہیں۔

جَاءَنِي أَبُو بَكْرٍ بْنُ حَزْمٍ بِكِتَابٍ فِي رُقْعَةٍ مِّنْ أَدَمٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

میرے پاس آنحضرت ﷺ کی ایک کتاب عمرو بن حزم کے پوتے ابوبکر لے کر آئے جو چمڑے کے ٹکڑے پر لکھی ہوئی تھی۔

قَرَأْتُ كِتَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّذِي كَتَبَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حِينَ بَعَثَهُ عَلَى نَجْرَانَ وَكَانَ الْكِتَابُ

عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَزْمٍ فَكَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذَا بَيَانًا مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ.

رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم کو نجران بھیجتے وقت جو کتاب لکھوائی تھی وہ میں نے پڑھی ہے جو ابوبکر بن حزم کے پاس تھی اس

میں رسول اللہ ﷺ نے لکھا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہدایت ہے..... آگے اس دستاویز کا اقتباس ہے

امام زہری نے اپنے شاگرد کو اس کتاب کی نقل دکھاتے ہوئے کہا

بَعَثَ بِهِ مَعَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَرَأَ عَلَى أَهْلِ الْيَمَنِ هَذِهِ نُسْخَةٌ.

یہ کتاب رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم کے ساتھ بھیجی تھی پس یہ اہل یمن کو پڑھ کر سنائی گئی اور یہ اسی کی نقل ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات

حدیث کا مطالعہ کرنے والا ایک ادنیٰ طالب علم بھی اس سچائی سے واقف ہے کہ حدیث کے ریکارڈ میں سب سے زیادہ روایات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے پائی جاتی ہیں۔ لہذا اکابر صحابہ بھی بڑے بڑے پیچیدہ مسائل سمجھنے اور نبی کریم ﷺ

کے گھریلو حالات جاننے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف ہی رجوع کیا کرتے تھے۔ مدینہ سے دور رہنے والے

لوگ جب آپ سے مسائل پوچھتے تو آپ تحریری طور پر ان کو حدیث رسول بھجوایا کرتی تھیں۔ جن کو جمع کر کے آپ کے

بھانجے حضرت عروہ نے ایک کتاب تیار فرمائی۔ چنانچہ حضرت عروہ فرماتے ہیں۔

”میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے انتقال سے چار پانچ سال پہلے سوچا کرتا تھا کہ اگر ان کا آج انتقال ہو جائے تو مجھے اس بات

کی ندامت ہوگی کہ حدیث جو ان کے پاس تھی میں نے محفوظ نہیں کی“ لہذا میں نے حضرت عائشہ کی روایات کو محفوظ کر لیا ہے۔

(تہذیب التہذیب)

سَلَامٌ عَلَيْكَ. أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ”مَنِ التَّمَسَّ رِضَى اللَّهِ بِسَخَطِ النَّاسِ

كَفَاهُ اللَّهُ مَوْنَةَ النَّاسِ، وَمَنِ التَّمَسَّ رِضَى النَّاسِ بِسَخَطِ اللَّهِ وَكَلَهُ اللَّهُ إِلَى النَّاسِ“ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ.

حضرت عائشہؓ کا امیر معاویہ کو تحریری جواب

حضرت معاویہؓ نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو شام سے یہ لکھ بھیجا کہ مجھے نہایت مختصر کوئی نصیحت لکھ کر ارسال فرمائیں جو ابام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد لکھ کر انہیں ارسال فرمایا۔

السلام علیکم۔ اتابعوا! میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”جو شخص اللہ کو راضی کرنے کے لیے لوگوں کی ناراضگی مول لیتا ہے لوگوں کی مشکلات کے مقابلے میں اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص لوگوں کو خوش کرنے کے لیے اللہ کی ناراضگی مول لیتا ہے اللہ اسے انھیں کے حوالے کر دیتا ہے۔ والسلام (کتاب الاداب ترمذی)

آپ ﷺ کے مراسلات حکمرانوں کے نام

صلح حدیبیہ کے بعد رسول مکرم ﷺ کو جب جواز بالخصوص اہل مکہ کی طرف سے کچھ اطمینان حاصل ہوا تو آپ نے اپنے پیغام کو عالمگیر پیمانے پر پھیلانے کا اظہار فرمایا۔ اس موقع پر آپ نے صحابہ کے نمائندہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ”میں چاہتا ہوں کہ اللہ کا دین ہر سو پھیل جائے۔ لہذا اس کام کے لیے میں آپ کو دور دراز علاقوں میں بھیج رہا ہوں تاکہ تم میرے پیغام کو مختلف فرماں رواؤں تک پہنچانے کی ذمہ داری سرانجام دو۔“ یہی وہ موقع ہے جب صحابہ نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ آپ جن لوگوں کو اپنی تحریر کے ذریعے مخاطب کرنا چاہتے ہیں ان کا دستور یہ ہے کہ وہ کسی باضابطہ تحریر کو ہی پڑھنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ لہذا ہماری درخواست ہے کہ آپ اپنے نام کی ایک مہر بنوا کر ان مراسلات پر ثبت فرمائیں تاکہ وہ لوگ ان کی طرف نظر التفات کر سکیں تب آپ ﷺ نے سلطنت رومہ کے فرمانروا قیصر اور فارس کے حکمران کسریٰ یمن کے حاکم تبعہ اور دوسرے حکمرانوں کو خطوط ارسال فرمائے ان میں سے سلطنت رومہ کے بادشاہ کو جو خط لکھا گیا اس خط کا مضمون اور اسکے رد عمل کی تفصیلات بخاری کے باب کتاب الایمان میں من وعن پائی جاتی ہے یہ بھی اس بات کا مسئلہ ثبوت ہے کہ آپ ﷺ کے دور اقدس میں حدیث لکھنے کا باضابطہ رواج موجود تھا۔ آپ ﷺ کے مراسلات پر مشتمل اور دیگر سیاسی معاملات کے بارے میں ڈاکٹر حمید اللہ کی کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ حدیث کے بارے میں مزید تفصیلات جاننے کے لیے درج ذیل اردو کتب کا مطالعہ کیا جائے۔

- 1- کتابت حدیث مولانا ارشاد الحق اثری سابق ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان۔
- 2- کتابت حدیث مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی۔ ادارۃ المعارف کراچی۔
- 3- کتابت حدیث پروفیسر سید ابو بکر غزنوی سابق وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور۔
- 4- نبی اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی ڈاکٹر حمید اللہ فرانس۔

کتب حدیث کا باہمی ربط اور تاریخی تسلسل

اسی تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے سب سے پہلے حدیث کی ضخیم کتاب حضرت امام مالکؒ نے موطا کے نام سے لکھی جس کو انہوں نے اپنے زمانے میں تابعین یعنی صحابہ کرامؓ کے بیٹوں اور شاگردوں کے سامنے پیش کیا۔ جس کا ہر زاویہ سے علمی تجزیہ کرنے کے بعد اہل علم نے اسے صحیح قرار دیا۔ اس لئے اس کا نام موطا رکھا گیا جس کا معنی ہے روندی ہوئی گویا کہ علمی لحاظ سے شدید ترین تنقید سے گزری ہوئی کتاب۔ امام مالکؒ کے شاگرد امام احمد بن حنبلؒ نے ”مسند احمد“ کے نام سے ضخیم کتاب تحریر فرمائی۔ امام احمد بن حنبلؒ کے شاگرد عظیم امام بخاریؒ نے صحیح بخاری اور ان کے شاگرد امام مسلمؒ نے صحیح مسلم اور ان کے شاگردوں نے صحاح ستہ میں شامل باقی چار کتابیں تحریر فرمائیں۔ اس طرح حدیث کی چھ کتابیں تیار ہوئیں صحاح کا معنی صحیح اور ستہ عربی میں چھ کے عدد کو کہتے ہیں۔ ان کتابوں میں دین کے 99% مسائل پائے جاتے ہیں۔ باقی مسائل حدیث کی دوسری کتب میں موجود ہیں۔ اس طرح تسلسل کے ساتھ یہ عظیم الشان ذخیرہ حدیث ہم تک پہنچا۔

حدیث کے بغیر قرآن فہمی ناممکن ہے

حدیث رسول ﷺ کی تائید کے بارے میں دستاویزی ثبوت تاریخی ریکارڈ اور محدثین کی لازوال محنت اور بے مثال اصولوں کا ذکر کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم دیانتداری سے یہ فیصلہ کر لیا کہ دین اور اس کے بنیادی ارکان جن کے بارے میں قرآن مجید مختلف الفاظ اور انداز میں بار بار عمل پیرا ہونے کا حکم دیتا ہے۔ حدیث کے بغیر ان پر عمل کرنا ممکن ہے؟ اگر حدیث کی محض مخالفت مقصود نہ ہو تو ایک معمولی عقل رکھنے والا شخص بھی یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حدیث کے بغیر قرآن کے احکامات پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے اکثر مسائل کے بنیادی اصول ذکر کرنے کے بعد ان کی تفصیل رسول کریم ﷺ پر چھوڑ دی ہے۔ تاکہ حدیث کی اہمیت اور ضرورت لوگوں کے سامنے واضح ہو جائے۔ لہذا عقیدہ توحید و رسالت کے بعد اسلام کے چار عملی ارکان کے بارے میں حدیث کی رہنمائی کے بغیر منکرین حدیث چند سوالات کے جوابات عنایت فرمائیں۔

- 1- طہارت نماز کے لیے شرط ہے قرآن سے بتلایا جائے کہ غسل کس طرح کرنا چاہیے؟
- 2- پانچ نمازوں کی قرآن حکیم سے رکعات ثابت کی جائیں 3- ہر رکعت میں دو سجدے کرنے کا ثبوت کہاں سے لیا گیا ہے؟
- 4- قیام رکوع اور سجدہ کی ترتیب کا قرآن سے ثبوت پیش کیا جائے کہ رکوع سجدہ سے پہلے کرنا ہے یا بعد میں؟
- 1- زکوٰۃ کے نصاب کا تعین کس طرح کیا جائے؟
- 2- کون کون سی اشیاء میں کس تناسب سے زکوٰۃ دینی چاہیے؟
- 3- سونا، چاندی، نقدی اور دیگر اشیاء کی زکوٰۃ دینے کے لئے مذمت کا تعین کہاں سے تلاش کیا جائے؟
- 4- کن اشیاء پر زکوٰۃ واجب ہے اور کون سی چیزیں زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوں گی؟

- 1- کون سے مریض کو روزہ توڑنے یا نہ رکھنے کی اجازت ہے؟ 2- سفر کی مسافت کا تعین کس آیت کی روشنی میں کرنا چاہیے؟
 - 3- روزہ میں کن امور کی اجازت ہے اور کون سے کام حرام ہونگے؟
 - 4- یہ کہاں سے ثبوت پیش کیا جائے کہ بلا شرعی عذر روزہ توڑنے والے کی سزا کیا ہوگی؟
 - 1- قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ حج کے مہینے معلوم ہیں قرآن سے معلوم کیجئے کہ وہ کون کون سے مہینے ہیں۔
 - 2- حج فرض ہونے کی صورت میں زندگی میں کتنی مرتبہ حج کرنا قرآن سے ثابت ہے۔
 - 3- احرام حج کے لیے لازم ہے اس کا طریقہ اور حکم قرآن سے کون ثابت کرے گا؟
 - 4- منیٰ عرفات مزدلفہ میں کب پہنچنا ہے اور کہاں کہاں کتنا ٹھہرنا چاہیے؟
- میت دفنانے کا طریقہ قرآن سے ثابت کیجئے

مسلمانوں میں بڑے بڑے الحادی اور منکرین حدیث گزرے ہیں۔ لیکن سب کے سب میت کو نہلاتے، کفنا تے جنازہ پڑھتے اور قبر میں دفناتے رہے ہیں۔ اور ہمیشہ وہ ایسا ہی کرتے رہیں گے۔ اگر منکرین حدیث واقعتاً تمام مسائل کے لئے قرآن کو ہی کافی سمجھتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ میت کے کفن دفن اور جنازے کا طریقہ قرآن سے ثابت کریں۔ بصورت دیگر انہیں غسل، کفن اور جنازہ کے بغیر ہی اپنے مردوں کو سپرد خاک کرنا چاہیے۔

غلط فہمی دور کیجئے قرآن کے دلائل، حدیث کی ضرورت اور مستند تاریخی ریکارڈ کے سامنے لا جواب ہونے کے باوجود بعض لوگ اپنی کم علمی یا جھٹ باطن کی بناء پر محدثین کے خلاف یہ پراپیگنڈا کرتے ہوئے لوگوں کی نگاہوں میں حدیث کا مقام کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ فلاں محدث کے بقول اس نے اتنے لاکھ احادیث میں سے صرف چند ہزار حدیثیں اپنی کتاب میں نقل کی ہیں انہوں نے اتنی احادیث کو کیوں چھوڑا؟ ایسی گفتگو اور اعتراضات اٹھانے والے درحقیقت فن حدیث اور محدثین کے حدیث جمع کرنے کے طریقہ کو نہیں سمجھتے۔ دنیا میں آج تک کوئی محدث ایسا نہیں ہوا جس نے جان بوجھ کر صحیح حدیث کو اپنی کتاب میں شامل کرنے سے انکار کیا ہو۔

ایسا کرنا نہ صرف علمی بددیانتی ہے بلکہ عملاً کفر کرنے کے مترادف ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ محدث حدیث نقل کرتے ہوئے یہ نہیں لکھتے کہ ہم نے اتنی احادیث مسترد کی ہیں وہ تو روایات کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ فلاں حدیث کو بیان کرنے والے اتنے افراد تھے اور ان روایات کو جب جرح و تعدیل کے اصولوں کے منافی پایا گیا تو ہم نے اتنی روایات کو مسترد کر دیا۔ پھر محدثین کا یہ بھی طریقہ کار ہے کہ جب ایک حدیث کئی راویوں اور مختلف اسناد کے ذریعے ان تک پہنچتی ہے تو وہ ان میں سے ثقہ ترین راوی اور سب سے مستند طریقہ سے پہنچنے والی روایت کو قبول کرتے ہیں اور باقی اسناد اور روایات کو چھوڑ دیتے ہیں اس طرح حدیث رسول نہیں چھوڑی جاتی بلکہ اسکے مختلف طرق کو چھوڑا جاتا ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں ایک سند

(chain) کے ذریعے جو حدیث پہنچتی ہے اسے ایک روایت قرار دیتے ہیں۔ اس طرح جتنی اسناد کے ذریعے وہ حدیث ملے گی اس حدیث کو اتنی ہی مرتبہ شمار کیا جائے گا گویا کہ ایک حدیث اگر دس اسناد سے ملی ہو تو اسے محدثین دس روایات شمار کرتے ہیں۔ جس کو عرف عام میں دس احادیث کہا جاتا ہے اس انداز سے سینکڑوں احادیث ہزاروں کی تعداد میں اور ہزاروں حدیثیں لاکھوں کی تعداد میں شمار کرتے ہیں۔ جس کی بنا پر وہ لاکھوں روایات میں سے سخت ترین جرح و تعدیل کے پیمانے پر پوری اترنے والی روایات کو قبول کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے اتنی روایات میں صرف یہ احادیث قبول کی ہیں۔ حدیث کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے والوں کو چاہیے تو یہ تھا کہ وہ فکری تحفظات اور الحادی تعصبات کو چھوڑ کر محدثین کی اس عدیم المثال اور عظیم الشان محنت پر اغیار کے سامنے فخر کرتے کہ ہمارے آباء و اجداد نے ہمارے رسول کے ارشادات کو اس قدر جاں فشانی اور احتیاط کے ساتھ ہم تک پہنچایا ہے۔ جس کی مثال کسی دوسری قوم میں نہیں ملتی اس کے لیے ہزاروں نہیں لاکھوں راویوں کی زندگی کا ریکارڈ بھی انہیں محفوظ کرنا پڑا ان کتابوں کو اسماء الرجال کی کتب شمار کیا جاتا ہے۔

بخاری و مسلم کا مقام مشاہیر اسلام کی نظر میں

بخاری و مسلم اور محدثین کی خدمات کا اعتراف ہر دور کے اہل علم نے کیا۔ یہاں صرف چند بزرگوں کے تاثرات تحریر کرنا چاہوں گا جو بالخصوص پاکستان میں بیک وقت علمی اور عوامی حلقوں میں متعارف ہیں۔ تاکہ بخاری و مسلم کی علمی اور اسنادی حیثیت واضح ہو سکے۔

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں

صحيح البخارى و لعمري انه نال من الشهرة والقبول درجة لا ترام فوقها (حجة الله البالغة. جلد اول)
 کہ مجھے اپنی عمر کی قسم بخاری شریف نے اس قدر شہرت اور مقبولیت حاصل کی ہے کہ اس سے زیادہ مقبولیت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا
فکر المحدث کے ترجمان محدث عظیم مولانا عبد الرحمن مبارکپوری ارشاد فرماتے ہیں۔

ایسے شخص کی سوانح عمری یا حالات زندگی قلم بند کرنے جس کے اجتہاد اور تبحر علمی کا عالم میں غلطہ ہو۔ جس کی صداقت اور دیانت جس کی اعجاز و مناقات حافظہ جس کی دقت نظری اور نکتہ سنجی کا تمام جہاں میں چرچا ہو جس کی تصنیف بخاری نے اسلام میں اصح الکتاب کا رتبہ حاصل کیا جس کی تالیف پر عمل کرنے والے باسٹھائے چند کروڑوں نفوس ہوں کس قدر مشکل اور فہم ہے کہ اس کے لیے جیسے دل و دماغ وسعت نظر کثرت اطلاع ثاقب رائے کی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے من آنم کہ من دانم ایاز قد خود شناس۔

مولانا محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی (سابق شیخ الحدیث جامع اشرفیہ لاہور)

امام بخاریؒ ۱۳ شوال سنہ ۱۹۴ھ میں بعد نماز جمعہ بخارا میں پیدا ہوئے اور سنہ ۲۵۶ھ شب عید الفطر میں وفات پائی اور جن شیوخ اور اساتذہ سے علم حاصل کیا وہ امام مالکؒ کے شاگرد یا ان کے شاگردوں کے شاگرد تھے جن کا علم تقویٰ ثقاہت اور

امانت دنیا میں آج بھی آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ امام بخاریؒ کا خداداد فہم اور حافظہ بے مثل ورع اور تقویٰ مسلمات تاریخ میں سے ہے۔ جس کی تفصیل کے لیے مستقل تصنیف درکار ہے۔ اس مختصر رسالہ میں اس کی گنجائش نہیں۔
صحیح بخاری کی تالیف

جس شان سے صحیح بخاری کی تالیف عمل میں آئی وہ بھی ایک کرامت ہے وہ یہ کہ امام بخاریؒ جب کسی حدیث کے لکھنے کا ارادہ کرتے تو اوّل غسل کر کے دو رکعت نفل نماز ادا کرتے اور اس کے بعد حدیث لکھتے اس طرح سولہ سال کے عرصہ میں اس تالیف لطیف سے فراغت پائی۔ (حجیت حدیث صفحہ ۷۲ تا ۱۷۵)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ مصنف تفہیم القرآن

مولانا محترم منکرین حدیث کے مسلک پر ایک ناقدانہ نظر ڈالتے ہوئے حدیث کی اہمیت و ضرورت بیان فرماتے ہیں:
 حدیث کا تو ہمارے زمانے سے لے کر آئمہ صحابہ کرامؓ اور نبیؐ تک اسناد کا پورا سلسلہ موجود ہے۔ لوگ جہاں کسی صحابی کی خبر پالیتے وہاں سینکڑوں میل سے سفر کر کے جاتے اور آنحضرتؐ کے حالات پوچھتے۔

جو شخص کہتا ہے کہ ہم صرف کتاب اللہ کو لیں گے اور حکم رسولؐ و اسوۂ رسولؐ کو نہ لیں گے وہ رسالت سے اپنا تعلق منقطع کر لیتا ہے۔ وہ اس واسطے کو کاٹتا ہے جسے خود اللہ نے اپنے بندوں اور اپنی کتاب کے درمیان ایک لازمی واسطے کے طور پر قائم فرمایا ہے۔ وہ گویا یہ کہتا ہے کہ خدا کی کتاب اس کے بندوں کے لیے کافی تھی۔ مگر خدا نے بلا ضرورت یہ فعل عبث کیا کہ کتاب کو رسولؐ کے ذریعہ سے نازل فرمایا۔ **سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ**۔ (تفہیمات حصہ اول)

مولانا امین احسن اصلاحیؒ مؤلف تدریس قرآن

مولانا تفسیر تدریس قرآن اور دیگر کتب کے مصنف ہیں حدیث کے بارے میں بعض مقامات پر منکرین حدیث سے ہم آہنگ ہو جاتے ہیں اس کے باوجود امام بخاریؒ کے علم اور بخاری شریف کے مستند ہونے کے بارے میں فرماتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام علم و فن کا اصلی خزانہ درحقیقت ان کی صحیح بخاری ہے۔ جو مسلم طور پر فن حدیث کی سب سے زیادہ قابل اعتماد کتاب ہے۔ اسی کتاب کے مطالعہ سے امام بخاریؒ کے علم و تفقہ کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے لیکن یہ کتاب اپنے اندر بڑی ہی نازک فنی مشکلات رکھتی ہے۔ اس وجہ سے ہر شخص کے لیے اس سے فائدہ اٹھانا آسان نہیں ہے صرف وہی لوگ اس سے کماحقہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو بخاری کی خصوصیات سے اچھی طرح واقف ہیں۔ (تفہیم دین)

پیر محمد کرم شاہ بریلوی (سابق سجادہ نشین بھیرہ و جسٹس شرعی عدالت پاکستان)۔

تصنیف و تالیف کا یہ تسلسل ہر زمانہ میں قائم رہا۔ یہاں تک کہ امام بخاریؒ پیدا ہوئے اور انہوں نے فن تدوین حدیث کو معراج کمال تک پہنچا دیا اور احادیث کی تنقیح و تہذیب کے لئے ایسے اصول مرتب کئے جس کے بعد کسی کو شک و شبہ کی گنجائش تک باقی

نہ رہی اور یہ امام بخاریؒ کا وہ احسانِ عظیم ہے جس کے لئے ساری امت ان کی ممنون ہے۔ (سنت خیر الانام ۱۶۹ تا ۱۷۰)

یورپین مصنفین کا اعتراف اور محدثین کو خراج تحسین

جان ڈیون یورٹ اپنی کتاب ”اپالوجی فار محمد اینڈ دی قرآن“ کا آغاز ان الفاظ سے کرتا ہے ”اس میں کچھ شک نہیں کہ تمام قانون سازوں اور فاتحین میں ایک بھی ایسا نہیں جس کے حالات زندگی محمد ﷺ کے حالات زندگی سے زیادہ مفصل اور سچے ہوں“ محمد اینڈ محمد نزم اسی طرح ہی ٹریٹی کالج آکسفورڈ کے فیلور یورنڈز باسور تھ اسمتھ اپنی کتاب ”محمد اینڈ محمد نزم“ میں یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوا کہ ”ہم مسیح کی ماں، مسیح کی خانگی زندگی، ان کے ابتدائی احباب، ان کے ساتھ ان کے تعلقات، ان کے روحانی مشن کے تدریجی طلوع یا اچانک ظہور کے متعلق کیا جانتے ہیں؟ ان کی نسبت کتنے سوالات ہر ایک ذہن میں پیدا ہوئے جو سوالات ہی رہیں گے، لیکن اسلام میں ہر چیز ممتاز ہے، یہاں دھندلا پن اور راز نہیں۔

کوئی شخص یہاں نہ خود دھوکہ کھا سکتا ہے نہ دوسرے کو دے سکتا ہے۔ یہاں دن کی روشنی ہے جو ہر چیز پر پڑ رہی ہے اور وہ ہر ایک تک پہنچ سکتی ہے۔“ (خطبات مدراس ص ۷۲)

ٹومس ولیم ہیل اور ہینریل بیوگر بیفیکل

اپنی ڈکشنری مطبوعہ لندن ۱۸۹۰ء میں لکھتے ہیں امام بخاریؒ کی تصنیف صحیح بخاری کی سب سے زیادہ قدر کی جاتی ہے اور روحانی و دنیاوی معاملات غرض دونوں حیثیت سے قرآن کے بعد معتبر سمجھی جاتی ہے۔ آگے لکھتے ہیں۔ اس کتاب میں محمد ﷺ کی وحیاں والہامات اور افعال اور اقوال ہی مندرج نہیں ہیں بلکہ قرآن کے اکثر مشکل مقامات کی تفسیر بھی درج ہے۔

بخاری و مسلم پر امت کا اتفاق صحاح ستہ میں بخاری اور مسلم ایسی کتابیں ہیں جن میں ایک روایت بھی کمزور نہیں۔ پھر اس روایت کو سب سے زیادہ ممتاز سمجھا جاتا ہے جس کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ ایک ہی راوی سے بیان کریں۔ یعنی جو روایت امام بخاریؒ نے جس صحابی سے نقل کی ہے اسی صحابی سے امام مسلمؒ اس حدیث کو نقل فرمائیں تو ایسی حدیث کو متفق علیہ کہا جاتا ہے یعنی امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اس پر اتفاق کیا ہے۔

ان روایات کے بارے میں مالکی، حنفی، حنبلی، شافعی، محدثین عالم اسلام کے علماء اور جنوبی ایشیاء کے ائمہ حدیث دیوبندی اور بریلوی علماء میں آج تک کوئی ایسا عالم نہیں ہوا جس نے ان کتابوں کی روایات کے بارے میں ضعیف ہونے کا الزام لگایا ہو۔ میں نے اسی بناء پر فہم الحدیث میں ان روایات کو جمع کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے کہ اس پر پوری امت کا اتفاق ہے۔

مصانح السنہ

امام حسین بن مسعود الفراء البغوی نے ۳۳۳ھ میں صحاح ستہ اور دیگر احادیث کی کتابوں میں سے ”مصانح السنہ“ کے نام پر ایسی کتاب لکھی جس میں اسناد نقل کرنے کے بجائے ہر حدیث کو رسول کریم ﷺ کے ارشاد سے شروع کیا اور پھر اسناد کی وجہ سے

حدیث کی کتابوں میں جو تکرار پایا جاتا تھا سب روایات کو جمع کرنے کے بجائے ان میں سے ایسی روایات جمع فرمائیں جس میں پڑھنے والے کو 99 فیصد مسائل اس کتاب میں مل سکیں۔

مشکوٰۃ المصابیح

مصابیح السنہ کے مؤلف امام بغوی نے مشکوٰۃ المصابیح کے ابواب کو دو فصلوں میں تقسیم کیا پہلی فصل میں صرف صحیح ترین احادیث کو نقل فرمایا۔ جب کہ دوسری فصل میں ہر قسم کی روایات رقم فرمائیں۔ اور پھر اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے راوی اور احادیث کی اسناد کو حذف کیا اور متعلقہ کتب کا حوالہ نہیں دیا۔ جبکہ مشکوٰۃ المصابیح کے مؤلف الشیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب تبریزی نے ۷۳۷ھ میں مصابیح السنہ میں اضافہ کرتے ہوئے ہر حدیث سے پہلے راوی کا نام یعنی صحابی کا ذکر اور ہر باب میں تیسری فصل کا اضافہ فرمایا اس طرح انہوں نے اپنی کتاب کا نام مشکوٰۃ المصابیح رکھا۔ مشکوٰۃ دیوار میں لگے ہوئے اس طاقچے کو کہتے ہیں جس میں چراغ رکھا جاتا ہے۔ گویا کہ انہوں نے مصابیح السنہ کی روایات کو مشکوٰۃ میں سجا کر مزید روشن کر دیا ہے۔ (طرق النجات) مشکوٰۃ المصابیح تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے اس لئے میں نے مشکوٰۃ سے متفق علیہ بخاری اور مسلم کی روایات کو مشکوٰۃ کی ترتیب کے مطابق جمع کیا ہے۔ یہ کام قیام پاکستان سے قبل ہندوستان میں عظیم محدث مولانا محمد ابراہیم آروئی نے کیا لیکن موصوف نے احادیث نقل کرنے کی بجائے صرف ترجمہ پر اکتفا فرمایا تھا۔ مجھے اس کتاب کو دیکھنے کی سعادت اس وقت حاصل ہوئی جب میں فہم الحدیث کا کام نصف کے برابر کر چکا تھا۔ مطالعہ سے معلوم ہوا اس کی زبان نہایت پرانی ہو چکی ہے اور پھر حدیث کا متن کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ لطف اور کیف محسوس نہیں ہوتا جو نبوت کی زبان اطہر کا خاصہ ہے۔ البتہ مجھے اس کتاب سے یہ رہنمائی اور حوصلہ ملا کہ یہ کام کرنے کا ہے تبھی تو اس عظیم انسان نے اپنے نہج کے مطابق یہ کام کیا تھا۔

جَزَاهُ اللَّهُ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

فہم الحدیث کی تحریر کا مقصد

لہذا میں نے اس بات کی کوشش کی کہ حدیث کی روانی، کلام رسول ﷺ کا تسلسل اور نبوت کے معجزہ خطابت کو حتی المقدور قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے یہ اہتمام کیا جائے کہ احادیث کا ترجمہ اور تشریح اس طرح عام فہم ہو کہ عام آدمی کی سمجھ میں آ سکے۔ اسی لیے ابتدا میں باب کا مفہوم اور آخر میں باب کا خلاصہ اس طرح ذکر کرنے کی کوشش کی ہے کہ تعلیم یافتہ طبقے کو کم از کم 80% مسائل کسی عالم دین سے پوچھنے کی ضرورت باقی نہ رہے پھر اس بات کا خیال رکھا کہ فرقہ واریت کی بجائے حدیث کی تشریح اور مفہوم وہی بیان کرنے کی کوشش کی جائے جو رسالت مآب ﷺ کے فرمان کا مقصد ہے۔ رب کریم کے حضور عاجزانہ التجا ہے کہ وہ اسے ہم سب کے لیے دنیا اور آخرت کی کامیابیوں کا ذریعہ بنائے آمین یا ارحم الراحمین۔

میاں محمد جمیل ایم اے

اہمیتِ اخلاص

نیت کسی کام کے کرنے کا ارادہ اور اس کے بارے میں خیالات کی یکسوئی کا نام ہے۔ ارادے میں جس قدر یکسوئی ہوگی آدمی اسی قدر ہی کام توجہ، مستعدی اور جذبے کے ساتھ کرنے کی ہمت پائے گا۔ نیت خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہونا چاہئے ورنہ بڑے سے بڑا اور اچھے سے اچھا کام یہاں تک کہ رکوع و سجود، خیرات و صدقات اور میدان کارزار میں تڑپ تڑپ کر جان دینا بھی اللہ کی بارگاہ میں گلی کے تنکے کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ شریعت نے اس ہدایت کے ساتھ یہ تصور بھی دیا ہے کہ رب ذوالجلال کی عدالت میں صرف اعمال ہی نہیں ان کے ساتھ خیالات و محرکات کو بھی دیکھا جائے گا۔ اس لئے ارشاد فرمایا کہ تمام اعمال کا انحصار آدمی کی نیت پر ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوَىٰ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَىٰ دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَىٰ مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام اعمال کا انحصار نیت پر ہے اور آدمی اپنی نیت کے مطابق ہی صلہ پائے گا۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے جس شخص نے دنیا کے فائدے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہجرت کی اس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

- ۱۔ نیت خالص اللہ کی رضا کے لئے ہونی چاہیے۔
- ۲۔ زبان کی بجائے نیت دل میں کرنی چاہئے۔
- ۳۔ اخلاص نیت کے بغیر ہر عمل ضائع ہو جائے گا۔
- ۴۔ خالص نیت سے کام میں آسانی، طبیعت میں سکون، عمل میں شوق اور دل میں سرور پیدا ہوتا ہے۔



کِتَابُ الْإِيْمَانِ

ایمان اور اس کے متعلقات

ایمان کا معنی ہے کسی حقیقت کو ماننا اور تسلیم کرنا۔ دین کی اصطلاح میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کی ذات اور فرمان کے شایانِ شان ماننا اور ہمت و استعداد کے مطابق ان کے احکامات پر عمل پیرا ہونا ہے۔ آپ کے ان ارشادات میں ایمان کے بنیادی مطالبات اور واجبات کا ذکر ہے۔ ایمان کے لوازمات اور اس کے متعلقات کو دل، زبان اور عمل سے پورا کرنا لازم ہے۔ ایمان کی مثال ایسے بیج کی ہے جس سے ایسا تن آور درخت جنم لیتا ہے کہ وہ ہر حال میں اپنی ہریالی کو قائم رکھتے ہوئے ہر موسم میں پھل آور، سدابہار اور ہر سو اپنی مہک سے فضا کو معطر کئے رکھتا ہے۔ ایمان کی بدولت ہی آدمی میں نیکی کرنے کا جذبہ اور ایمان کی کمی بیشی کے ساتھ ہی عمل میں اضافہ اور کمی ہوتی رہتی ہے۔ ایمان کی بنا پر ہی آدمی سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ و تیار ہوتا ہے۔ اسی لئے انبیاء کرام علیہم السلام ایمان پر سب سے زیادہ زور دیا کرتے تھے اسی کی خاطر انبیاء اور صلحاء تختہ دار پر لکنا زندگی کا حاصل سمجھتے رہے۔ آپ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ایمان کے ستر اجزاء ہیں ان میں بنیادی اور مرکزی جو کلمہ شہادت کا اظہار اور اس کے تقاضے پورے کرنا ہے۔ اسلام کے بنیادی ارکان پر گامزن ہونا اور لوگوں کی خیر خواہی کرنا ایمان کے اجزاء ہیں۔ ایمان ہی روحانی طاقت کا سرچشمہ اور نیک اعمال کا محرک ہے

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے تو ایک ایسا شخص ہمارے سامنے آیا جس کا لباس بالکل سفید اور بال نہایت ہی سیاہ تھے۔ اس پر سفر کے اثرات دکھائی نہیں دیتے تھے اور ہم میں سے کوئی بھی اسے پہچان نہ سکا۔ وہ آتے ہی نبی کریم ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے ملا کر اور اپنے ہاتھوں کو آپ ﷺ کی رانوں پر رکھتے ہوئے آپ ﷺ سے استفسار کرنے لگا۔ اے محمد ﷺ! مجھے اسلام کے بارے میں آگاہ فرمائیں۔ ارشاد ہوا اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کا رسول ہے، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور اگر بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت ہو تو اس کا حج ادا کرنا۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہم نے اس بات پر تعجب کیا

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَيْهِ عَلَى فَخْذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجَبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ فَأَخْبَرْنِي عَنِ الْإِيْمَانِ

قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ قَالَ
صَدَقْتُ قَالَ فَأَخْبَرَنِي عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ
تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ
يَرَاكَ قَالَ فَأَخْبَرَنِي عَنِ السَّاعَةِ قَالَ
مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ
فَأَخْبَرَنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا
وَأَنْ تَرَى الْحَفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ
يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ
مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِي يَا عِمْرُ اتْلُ رِئَاسَةَ السَّائِلِ
قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهُ جَبْرِئِيلُ
أَتَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ
أَبُو هُرَيْرَةَ مَعَ اخْتِلَافٍ وَفِيهِ وَإِذَا رَأَيْتَ
الْحَفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوكَ الْأَرْضِ
فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّ اللَّهَ
عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي
الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَآذَا تَكْسِبُ غَدًا
وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ
عَلِيمٌ خَبِيرٌ. (متفق عليه). 1-1

کہ یہ سوال بھی کرتا ہے اور اس کی تائید بھی۔ پھر اس نے کہا مجھے
ایمان کے بارے میں بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اللہ
اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، قیامت کے
دن، اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائے۔ وہ آپ ﷺ کی تائید
کرتے ہوئے پھر احسان کے بارے میں سوال کرنے لگا
ہے۔ ارشاد ہوا اللہ کی عبادت اس طرح کرے جیسے تو اسے دیکھ
رہا ہے۔ اگر تو اسے دیکھ نہیں پاتا تو وہ تجھے یقیناً دیکھ رہا
ہے۔ آخری سوال کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھے قیامت کے
بارے میں بتلایا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس سے قیامت
کے متعلق سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں
جانتا۔ پھر اس نے کہا مجھے اس کی نشانیوں سے ہی آگاہ فرمائیے۔
آپ ﷺ نے فرمایا جب لونڈی اپنے آقا کو جہنم دے
گی، تم دیکھو گے ننگے پاؤں برہنہ جسم کہ نہایت غریب
بکریوں کے چرواہے بڑے بڑے محلات بنانے پر فخر کریں
گے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جب وہ چلے گئے تو میں کچھ
دیر ٹھہرا رہا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا۔ اے عمر! کیا آپ
جانتے ہیں یہ پوچھنے والا کون تھا۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ اور
اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں فرمایا یہ جبریل امین تھے
جو تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لئے آئے تھے (مسلم)

ابو ہریرہؓ اسی روایت کو تھوڑے سے فرق کے ساتھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب تم ننگے پاؤں، برہنہ جسم، گونگے اور
بہرے لوگوں کو زمین پر حکومت کرتے دیکھو گے (تو سمجھو قیامت قریب ہے) قیامت کی خبر ان پانچ باتوں میں شامل ہے جن
کا اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (۱) اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے۔ (۲) وہی بارش نازل کرتا
ہے۔ (۳) وہ اللہ ہی جانتا ہے کہ ماں کے رحم میں کیا ہے۔ (۴) کوئی نہیں جانتا کہ کل اس نے کیا کرنا ہے (۵) اور کسی کو کچھ معلوم
نہیں کہ اس کی موت کس سرزمین پر واقع ہوگی۔ یقیناً اللہ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ

شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ، وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْحَجَّ
وَصَوْمَ رَمَضَانَ. (متفق عليه) 2-2

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم
الْإِيمَانُ بَضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ
شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ (متفق عليه) 3-3

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم
الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَآلِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ
عَنْهُ هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَلِلْمُسْلِمِ قَالَ إِنَّ رَجُلًا
سَأَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ
الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ 4-4

وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا
يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ
وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. (متفق
عليه) 5-5

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم تِلْكَ مَنْ كُنَّ
فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ خَلَوةَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ اللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ أَحَبَّ
عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَمَنْ يُكْرِهُ أَنْ يَعُودَ فِي
الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ كَمَا يُكْرِهُ أَنْ
يُلْقَى فِي النَّارِ. (متفق عليه) 6-6

وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم
ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ

دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بندہ
اور رسول ہے، (۲) نماز قائم کرنا، (۳) زکوٰۃ دینا، (۴) حج ادا
کرنا، (۵) اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ایمان کے ستر سے کچھ اور اجزاء ہیں ان میں افضل ترین لا الہ الا
اللہ کا اقرار ہے اور سب سے ادنیٰ تکلیف دینے والی چیز کوراستے
سے بھٹانا اور حیا بھی ایمان میں شامل ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول معظم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان
محفوظ رہیں۔ جبکہ مہاجر وہ ہے جس نے اللہ کے منع کردہ کاموں کو
چھوڑ دیا۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم میں اس طرح ہے کہ ایک
آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مسلمانوں میں کونسا مسلمان
بہتر ہے ارشاد ہوا جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں
کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ماں باپ اور اولاد اور سب انسانوں سے زیادہ
نہ چاہنے لگے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ذکر کرتے ہیں۔ جس شخص
میں یہ تین خوبیاں موجود ہوں اس نے ایمان کی لذت کو پایا (۱) جس
کے لئے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز سے زیادہ محبوب
ہو گئے۔ (۲) جس نے صرف اللہ ہی کے لئے کسی سے محبت
کی۔ (۳) جو کفر میں پلٹنا اس طرح ناپسند کرے جس طرح
وہ اپنے آپ کو آگ میں ڈالنا ناپسند کرتا ہے جس سے
اللہ نے اس کو بچا لیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب ذکر کرتے ہیں رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ کے

رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں اس ذات کبریٰ کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس امت میں جس یہودی یا عیسائی کو میری نبوت کی اطلاع ہو جائے۔ پھر جو کچھ میرے اوپر نازل ہوا ہے وہ اس پر ایمان لائے بغیر مر جائے وہ ضرور جہنم میں داخل ہو جائے گا۔ (مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں کے لئے دو گنا اجر ہوگا۔ (۱) اہل کتاب میں وہ شخص جو پہلے اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا اب مجھ پر ایمان لے آیا۔ (۲) وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ اپنے مالک کے حقوق ادا کرتا ہے۔ (۳) جس شخص کے پاس لونڈی ہو اور وہ اس سے صحبت کرتا ہو۔ تو اس نے اس کی تعلیم و تربیت کا بہترین خیال رکھا اس کے بعد اسے آزاد کر کے اسے اپنے نکاح میں لے لیا۔ اس کے لئے بھی دو گنا ثواب ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے خلاف اس وقت تک جنگ جاری رکھوں یہاں تک وہ شہادت نہ دیں کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ ایسا کرنے لگیں تو انہوں نے اپنے مال اور مقلوب ہو گیا اور جانیں مجھ سے بچا لئے البتہ اسلام کے حقوق قائم رہیں گے اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔ لیکن مسلم شریف میں الاجتہاد اسلام کے الفاظ موجود نہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ جس نے ہماری طرح نماز پڑھی، ہمارے قبلے کی طرف رخ کیا، ہماری

رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُولًا. (مسلم) 7-7

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِّنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٍّ وَلَا نَصْرَانِيٍّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنَ أَصْحَابِ النَّارِ. (مسلم) 8-8

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ (۱) رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ (۲) وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا آذَى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ (۳) وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ يَطْأُهَا فَأَذَبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ اغْتَقَهَا فَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ. (متفق عليه) 9-9

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّ مُسْلِمًا لَمْ يَذْكُرْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ). (متفق عليه) 10-10

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ صَلَّى صَلَاتِنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَآكَلَ

ذَبِيحَتَنَا فَلَذَلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ
وَذِمَّةُ رَسُولِهِ فَلَا تُخْفِرُوا لِلَّهِ فِي
ذِمَّتِهِ. (بخاری) 11-11

ذبح کی ہوئی چیز کو کھایا اس مسلمان کی حفاظت کرنا اللہ اور اس کے
رسول ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ لیکن تم اللہ کی ضمانت میں دخل انداز
ہونے کی کوشش نہ کرو۔ (بخاری)

فہم الحدیث

ارکان اسلام پر عمل کرنے کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسکے بعد مسلمان کے مال و جان اور عزت
و آبرو کی حفاظت، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری ہو جاتی ہے۔ یعنی اب اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ ایسے شخص
کے بنیادی حقوق کی حفاظت کرے۔ البتہ اگر وہ مسلمان قتل، ڈاکہ اور بدکاری جیسے جرائم کرے گا تو اس کی سزا ضرور دی جائے
گی اس لئے فرمایا کہ کسی مسلمان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فراہم کردہ ضمانت کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ
کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے مجھے ایسا کام بتلایئے
جس پر عمل کر کے میں جنت میں داخل ہو جاؤں فرمایا اللہ کی
عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ فرض نمازوں
کی حفاظت کرنا، زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھنا اس
نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں
اس میں کمی بیشی نہیں کروں گا۔ جب وہ پلٹنے لگا تو آپ ﷺ نے
ارشاد فرمایا جو چاہتا ہے کہ میں جنتی آدمی کی زیارت کروں اسے
اس شخص کی زیارت کرنی چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سفیان بن عبد اللہ الثقفیؓ کہتے ہیں کہ میں نے
رسول محترم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا مجھے اسلام کے
بارے میں ایسی بات ارشاد فرمائیں کہ آپ ﷺ کے بعد
کسی سے سوال کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے اور ایک
روایت میں ہے آپ کے علاوہ فرمایا اللہ پر ایمان لانے کے
بعد اس پر ڈٹ جاؤ۔ (مسلم)

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ فرماتے ہیں کہ نجد سے ایک آدمی
رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا جس کے سر کے بال
پراگندہ تھے ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ سن رہے تھے لیکن

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ أَتَى أَغْرَابِي النَّبِيَّ
ﷺ فَقَالَ ذُلْنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ
الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا
وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ
الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ
مِنْهُ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ سَرَّهُ أَنْ
يُنْظَرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى
هَذَا. (متفق عليه) 12-12

وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيِّ ؓ قَالَ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا
أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ وَفِي رِوَايَةٍ غَيْرِكَ
قَالَ قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ. مسلم 13-13

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ ؓ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ أَهْلِ نَجْدٍ فَأَبْرَأَ
الرَّأْسِ نَسَمَعَ دَوِيَّ صَوْتِهِ وَلَا نَفَقَهُ مَا يَقُولُ

حَتَّى دَنَامِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ
عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُمْسُ
صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَى
غَيْرِهِمْ فَقَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ هَلْ
عَلَى غَيْرِهِ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهُ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الزَّكَاةَ فَقَالَ هَلْ عَلَى
غَيْرِهَا فَقَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَأَذْبَرَ الرَّجُلُ
وَهُوَ يَقُولُ وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ
مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَفْلَحَ الرَّجُلُ إِنْ
صَدَقَ (متفق عليه) 14-14

اس کی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یہاں تک
کہ وہ رسول محترم ﷺ کے بالکل قریب آ کر آپ ﷺ
سے اسلام کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے
فرمایا دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ
کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی نماز ہے آپ ﷺ نے
فرمایا نہیں مگر نفل ہیں اگر تو پڑھنا چاہے۔ پھر رسول اکرم
ﷺ فرماتے ہیں کہ رمضان کے روزے ہیں وہ پوچھتا ہے
کہ ان کے علاوہ میرے ذمے کچھ اور بھی ہے تو آپ ﷺ
نے فرمایا نہیں مگر تو نفل روزہ رکھنا چاہے۔ راوی کہتا ہے پھر
آپ ﷺ نے اس سے زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔ اس نے پوچھا
اس کے علاوہ میرے ذمہ کوئی اور صدقہ ہے۔ فرمایا نہیں ہاں

نفلی صدقات ہیں اگر تو ادا کرنا چاہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں وہ شخص پیچھے ہٹ کر کہتا ہے اللہ کی قسم نہ میں اس سے زیادہ
کروں گا اور نہ ان میں کسی آنے دوں گا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں اگر یہ سچ کہتا ہے تو کامیاب ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنْ وَقَدَ عَبْدُ
الْقَيْسِ لَمَّا آتَى النَّبِيَّ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
مَنْ الْقَوْمُ أَوْ مِنَ الْوَقْدِ قَالُوا رِبِيعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ
أَوْ بِالْوَقْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى قَالُوا يَا رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ إِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ
الْحَرَامِ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارٍ مُضَرٍّ
فَمُرْنَا بِمُرْفُصٍ نُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ
الْجَنَّةَ وَسَأَلُوهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ
عَنْ أَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَحَدِّهِ قَالَ
اتْلُوهَا مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَحَدِّهِ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا
رَسُولُ اللَّهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَصِيَامَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب عبدالقیس
قبیلہ کے لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ
ﷺ نے (تعارف چاہتے ہوئے) فرمایا تمہارا کس قوم سے
تعلق ہے یا کون سا وفد ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارا تعلق
ربیعہ قبیلہ سے ہے آپ ﷺ نے وفد کو مرحبا کہتے ہوئے
فرمایا تمہیں رسوائی اور پریشانی نہیں اٹھانی پڑی۔ وہ کہتے ہیں کہ
اے اللہ کے رسول ﷺ حرمت کے مہینوں کے علاوہ آپ
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا ہمارے لئے مشکل ہے کیونکہ
ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان کفار کا مضر قبیلہ حائل ہے۔
آپ ﷺ ہمیں فیصلہ کن ارشادات فرمائیں۔ جو ہم پیچھے
رہنے والوں کو بھی بتلائیں اور ہم ان پر عمل کر کے جنت میں
داخل ہو سکیں۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ سے پینے والے

رَمَضَانَ وَأَنْ تَعُطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمْسَ وَلَهُمْ عَنْ رُبْعِ الْحَتَمِ وَاللَّبَاءِ وَالْقَيْرِ وَالْمَرْقَتِ وَقَالَ احْفَظُوا هُنَّ وَآخِرُ وَبِهِنَّ مَنْ وَرَاءَكُمْ (متفق علیہ ولفظه للبخاری) 15-15

برتنوں کے بارے میں سوال کیا۔ اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ ان کو چار باتوں کا حکم دیا اور چار چیزوں سے منع کیا۔ پھر پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ ایک اللہ پر ایمان لانے کا کیا معنی ہے؟ وہ کہنے لگے اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ

اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؛ (۱) نماز قائم کرنا؛ (۲) زکوٰۃ دیتے رہنا؛ (۳) رمضان کے روزے رکھنا؛ (۴) اور مال غنیمت میں پانچواں حصہ ادا کرنا۔ چار برتنوں سے ان کو منع فرمایا (۱) حاتم (سبز مٹکا) (۲) دباء (کدو کا برتن) (۳) تقیر (لکڑی کا برتن) (۴) مزفہ (لاکھ کا برتن) فرمایا کہ ان کا خیال رکھنا اور باقی لوگوں کو ان سے آگاہ کر۔ (بخاری و مسلم یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔)

عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ بَايَعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ. (متفق علیہ) 16-16

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (آپ ﷺ کی خدمت میں کچھ اصحاب حاضر تھے آپ نے فرمایا میری بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، چوری، بدکاری اور اپنی اولادوں کو قتل نہیں کرو گے ایک دوسرے پر تہمت نہیں لگاؤ گے گھڑ لیتے ہو اور نہ ہی کسی اچھے کام میں نافرمانی کرو گے۔ تم میں سے جس شخص نے ان باتوں پر عمل کیا اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جس نے ان ممنوع کاموں کا ارتکاب کیا اگر دنیا میں اس پر حد جاری ہوئی تو وہ اس کے لئے کفارہ ہوگا۔ جس نے ان امور میں نافرمانی کی اور اللہ نے دنیا میں اس کا پردہ رکھا پھر اللہ کی مرضی ہے چاہے تو معاف کرے یا عذاب سے دوچار کرے ہم نے ان باتوں پر آپ ﷺ کی بیعت کی تھی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ عید قربان یا عید فطر کے روز عید گاہ میں تشریف لائے جب آپ ﷺ خواتین کے قریب سے گزرے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے خواتین کی جماعت تم صدقہ کرو کیونکہ جہنم میں مجھے تمہاری کثرت دکھائی گئی ہے خواتین عرض کرتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ایسا کیوں ہے؟ آپ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي أَصْحَابِي أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلَّى فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيدُكُمْ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ تَكْفُرْنَ اللَّعْنُ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتٍ

عَقْلِي وَ دِينِي أَذْهَبَ لِلْبِ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ
إِحْدَاكُنْ قُلْنَ وَمَا نَقْصَانُ دِينِنَا وَعَقْلِنَا
يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ
مِثْلُ بَصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلَى قَالَ
فَذَالِكَ مِنْ نَقْصَانِ عَقْلِهَا قَالَ أَلَيْسَ إِذَا
حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلَى قَالَ
فَذَالِكَ مِنْ نَقْصَانِ دِينِهَا . (متفق
عليه) 17-17

ﷺ نے فرمایا کہ تم کثرت کے ساتھ لعنت بھیجتی اور اپنے
خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے تم سے زیادہ کسی کو نہیں
دیکھا جو عقل اور دین میں کمزور ہونے کے باوجود سمجھدار آدمی
کی عقل ماؤف کر دیتا ہو وہ عرض کرتی ہیں اے اللہ کے
رسول ﷺ ہمارا دین اور ہماری عقل کس طرح کم ہے؟ فرمایا کہ
کیا عورت کی گواہی مرد سے آدمی نہیں ہے؟ خواتین نے اس
بات کا اقرار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہی تو عقل ناقص کی
دلیل ہے۔ اسی طرح جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو وہ نہ نماز

پڑھ سکتی ہے نہ روزے رکھ سکتی ہے۔ خواتین نے جواب دیا آپ کا فرمان سچ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہی تو دینی لحاظ سے
کمزوری ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ
اللَّهُ تَعَالَى كَذَبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ
وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ
إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي وَلَيْسَ
أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ وَأَمَّا
شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا وَأَنَا الْآخِذُ
الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي
كُفْوًا أَحَدٌ وَفِي رِوَايَةٍ: ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَمَّا شَتْمُهُ
إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لِي وَلَدٌ وَسُبْحَانِي أَنْ
أَتَّخِذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا. (بخاری) 18-18

حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ کا
فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ابنِ آدم مجھے جھٹلاتا
ہے حالانکہ یہ اس کے لئے مناسب نہیں۔ وہ میرے بارے
میں زبان درازی کرتا ہے یہ اس کے لئے ہرگز جائز
نہیں۔ اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ اللہ مجھے دوبارہ پیدا نہیں
کریگا جیسا کہ اس نے پہلی بار پیدا کیا۔ حالانکہ میرے لیے
دوسری دفعہ پیدا کرنا پہلی دفعہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان
ہے۔ اس کا میرے بارے میں یہ کہنا بدکلامی ہے کہ اللہ کی
اولاد ہے جبکہ میں اکیلا اور بے نیاز ہوں نہ میں نے کسی کو جنم
دیا اور نہ مجھے کسی نے جنا ہے اور کوئی بھی میری ہرگز برابری

کرنے والا نہیں۔ بخاری میں حضرت ابن عباس ؓ کے حوالے سے یہ الفاظ پائے جاتے ہیں کہ ابنِ آدم کی میرے بارے
میں بدکلامی یہ ہے کہ میری اولاد ہے جبکہ میں پاک ہوں نہ میری بیوی ہے نہ اولاد۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يُؤْذِنُنِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ
الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أَقْلَبُ اللَّيْلِ
وَالنَّهَارَ. (متفق عليه) 19-19

حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ کا فرمان ہے
کہ اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتے ہیں جب ابنِ آدم زمانے کو گالیاں دیتا ہے
تو یہ مجھے تکلیف دینے کے مترادف ہے۔ جبکہ تمام معاملات میرے
ہاتھ میں ہیں اور میں ہی رات دن کو بدلتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلَى أَدَى يَسْمَعُهُ مِنَ اللَّهِ يَدْعُونَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ. (متفق عليه) 20-20

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا اذیت دینے والی بات سن لینے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی حوصلے والا نہیں۔ لوگ اللہ تعالیٰ کی اولاد ٹھہراتے ہیں اس کے باوجود وہ انہیں عافیت اور رزق عطا فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

تِلْكَ الْأَيَّامُ نَذَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ہم لوگوں کے درمیان ایام کو بدلتے رہتے ہیں

زمانہ جاہلیت میں لوگوں کو ناگہانی مصیبت آتی تو وہ اپنی اصلاح اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرنے کی بجائے گردش زمانہ کو اس کا موجب قرار دیتے ہوئے زمانے کو برا بھلا کہتے حتیٰ کہ بعض لوگ گالیاں دینا شروع کر دیتے کہ یہ سب کچھ زمانہ کے تغیر و تبدل کا نتیجہ ہے۔ یہ ان کی سراسر جہالت تھی اس سے وہ اپنے آپ کو نیک و پاک سمجھتے اور بالواسطہ اللہ تعالیٰ کو مورد الزام ٹھہراتے۔ جس طرح شعراء برائی کی نسبت آسمان کی طرف کیا کرتے ہیں۔ اس فرمان الہی سے سمجھایا جا رہا ہے کہ لیل و نہار کی گردش اور گردش زمانہ اسی کے اختیار میں ہے۔ لہذا زمانے کو برا کہنا بالواسطہ رب کریم کو برا کہنے کے مترادف ہے۔

حضرت معاذ رضي الله عنه فرماتے ہیں میں رسول محترم ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا میرے اور آپ ﷺ کے درمیان صرف کاٹھی کی آخری لکڑی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے معاذ! تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر کیا حق ہے اور بندوں کے اللہ تعالیٰ پر کیا حقوق ہیں؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد ہوا بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا حق یہ ہے جب تک وہ شرک نہیں کرتے وہ انہیں

عَنْ مُعَاذٍ رضي الله عنه قَالَ كُنْتُ رَدَفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مُوْخَرَةٌ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَفَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَكَبَّلُوا. (متفق عليه) 21-21

عذاب سے دوچار نہ فرمائے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ خوشی کا پیغام میں لوگوں تک نہ پہنچاؤں؟ فرمایا کہ نہیں اس طرح وہ محنت کرنا چھوڑ دیں گے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ سواری پر تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے پیچھے معاذ رضي الله عنه بھی سوار

وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا

رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ
لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَسَعْدَيْكَ قَالَ
يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ
فَلَمَّا قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ
إِلَّا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ أَفَلَا أُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا قَالَ إِذَا
يَتَكَلَّمُوا فَأَخْبِرْ بِهَا مُعَاذُ عِنْدَ مَوْتِهِ
تَأْتِمًا. (متفق عليه) 22-22

تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے معاذ! انہوں نے
عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر خدمت
ہوں حکم فرمائیے! آپ ﷺ نے کچھ دیر کے بعد پھر فرمایا
کہ اے معاذ! وہ عرض کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے
حضور موجود ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! عرض
کرتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور ارشاد
فرمایا جس شخص نے صدق دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ کہا اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام فرمادیں
گے۔ معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں یہ

خوشخبری لوگوں کو نہ بتاؤں تاکہ وہ خوش ہو جائیں؟ فرمایا نہیں اس طرح وہ صرف کلمہ پڑھنے پر ہی اکتفا کر لیں گے۔ حضرت
معاذ رضی اللہ عنہ نے گناہ کے ڈر سے آپ ﷺ کا یہ ارشاد اپنی موت کے وقت لوگوں کے سامنے بیان کیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ
وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضٌ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدْ
اسْتَيْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ
وَأَنْ زَنِي وَأَنْ سَرَقَ قَالَ وَأَنْ زَنِي وَأَنْ سَرَقَ
قُلْتُ وَأَنْ زَنِي وَأَنْ سَرَقَ قَالَ وَأَنْ زَنِي وَأَنْ
سَرَقَ قُلْتُ وَأَنْ زَنِي وَأَنْ سَرَقَ قَالَ وَأَنْ زَنِي
وَأَنْ سَرَقَ عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ وَكَانَ أَبُو
ذَرٍّ إِذَا حَدَّثَ بِهِذَا قَالَ وَأَنْ رَغِمَ أَنْفِ أَبِي
ذَرٍّ. (متفق عليه) 23-23

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت
میں حاضر ہوا تو آپ اس وقت سفید چادر لئے ہوئے آرام
فرما رہے تھے۔ میں دوبارہ حاضر ہوا تو آپ ﷺ جاگ
چکے تھے۔ ارشاد ہوا جس شخص نے لا الہ الا اللہ پڑھا اور پھر اسی
عقیدے پر فوت ہوا وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے
عرض کیا چاہے وہ چور ہو یا زانی؟ فرمایا ہاں چور ہو یا بدکار۔
میں نے دوبارہ تعجب سے پوچھا اگر وہ چور اور بدکار ہو تب
بھی؟ فرمایا اگرچہ وہ زانی اور چور ہو تب بھی میرے تیسری
دفعہ پوچھنے پر آپ ﷺ نے انہی الفاظ کا اعادہ کرتے ہوئے
یہ محاورہ استعمال فرمایا۔ اگرچہ ابو ذر کی ناک خاک آلود ہو۔

(توحید والا تو ضرور جنت میں داخل ہوگا)۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ جب بھی آپ کا فرمان نقل کرتے تو اعزاز کے طور پر یہ الفاظ
دہرایا کرتے تھے کہ اگرچہ ابو ذر کی ناک خاک آلود ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
حَضْرَتِ عِبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ صامت رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان ذکر
کرتے ہیں جس نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا

لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَابْنُ أَمَّتِهِ
وَكَلِمَتُهُ أُلْقِيَهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَالْجَنَّةُ
وَالنَّارُ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ
مِنَ الْعَمَلِ. (متفق عليه) 24-24

جیسے بھی ہوں اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (بخاری و مسلم)

کوئی معبود نہیں اپنی ذات اور صفات کے لحاظ سے ایک ہے
اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول
ہے۔ عیسیٰ بھی اللہ کا بندہ اور اس کا رسول اور اس کی بندی کا
بیٹا اور اللہ کا حکم ہے جو اس نے مریم کی طرف القاء فرمایا اور
وہ روح اللہ ہے پھر جنت اور دوزخ کو حق سمجھا۔ اس کے عمل

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ
ﷺ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلَا بَايَعَكَ
فَبَسَطَ يَمِينَهُ فَقَبَضْتُ يَدِي فَقَالَ مَا لَكَ يَا
عَمْرُو قُلْتُ أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ
مَاذَا قُلْتُ أَنْ يُغْفَرَ لِي قَالَ أَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرُو
أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنَّ الْهَجْرَةَ
تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ
قَبْلَهُ . وَالْحَدِيثَانِ الْمَرْوِيَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ
الشُّرْكِ وَالْآخِرُ الْكِبْرِيَاءُ رَدَّائِي سَنَذْكُرُ
هُمَا فِي بَابِ الرِّيَاءِ وَالْكِبْرِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ
تَعَالَى. رَوَاهُ مُسْلِمٌ 25-25

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی
اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اللہ کے
رسول ﷺ اپنا دایاں ہاتھ آگے کیجئے تاکہ میں آپ کی
بیعت کروں جب آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے فرمایا
تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا تب آپ ﷺ پوچھتے ہیں
اے عمرو! کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ایک شرط کے
ساتھ بیعت کرتا ہوں ارشاد ہوا کہ وہ کونسی شرط ہے؟ میں نے
عرض کیا کہ میرے گناہ معاف کر دیے جائیں۔ فرمایا عمرو تو
نہیں جانتا یقیناً اسلام پہلے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے؟ اسی
طرح ہجرت سے بھی پہلے گناہ ختم ہو جاتے ہیں؟ اور یقیناً حج
سے بھی سابقہ غلطیاں معاف ہو جاتی ہیں؟ دونوں احادیث
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہیں وہ کہتے ہیں رسول

کریم ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں شریکوں سے بے نیاز ہوں دوسری روایت میں ہے کبریائی میری
چادر ہے۔ مصنف کہتے ہیں ان شاء اللہ عنقریب ہم ریا اور کبر کے باب میں ذکر کریں گے۔ (مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول
معظم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے توحید و رسالت
کی گواہی دی اللہ تعالیٰ نے اس پر جہنم کی آگ حرام قرار دی
ہے گا۔ (مسلم)

عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ
النَّارَ. (مسلم) 26-26

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ. (مسلم) 27-27

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نِتَانِ مُوجِبَتَانِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُوجِبَتَانِ قَالَ مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ. (مسلم) 28-28

حضرت عثمان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ آپ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ اسے یقین ہے کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہو جائے۔ (مسلم)

حضرت جابر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذکر کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا دو باتیں لازم ہونے والی ہیں۔ ایک آدمی نے عرض کیا وہ لازم ہونے والی کون سی دو باتیں ہیں؟ فرمایا جس نے اللہ کے ساتھ ذرہ برابر شرک کیا وہ جہنم میں داخل ہوگا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنایا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی صحابہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے۔ رسول محترم ﷺ اچانک اٹھ کھڑے ہوئے اور کافی دیر تک واپس تشریف نہ لائے ہمیں خوف محسوس ہوا کہ کہیں آپ ﷺ کو شہید نہ کر دیا گیا ہو۔ سب سے پہلے میں نے اس بات کو محسوس کیا اور پھر ہم سب آپ ﷺ کی تلاش کے لئے نکلے۔ میں آپ کو تلاش کرتے ہوئے انصار کے بنی نجار قبیلہ کے ایک باغ کی چار دیواری کے قریب پہنچا کوشش کے باوجود مجھے دروازے کا پتہ نہ چل سکا۔ یہاں میں سکرٹے ہوئے باغ میں کنوئیں سے آنے والی نالی کے ذریعے اندر داخل ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ ہو؟ میں نے عرض کی ہاں اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے فرمایا کہ اس طرح اٹھ جانے اور دیر کرنے کی وجہ سے ہم فکر مند ہوئے ہیں کہ کہیں آپ ﷺ کو ہماری غیر موجودگی میں شہید نہ کر دیا جائے تو سب سے پہلے میں نے اس بات کو محسوس کیا۔ میں دیوار کے نیچے اس

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا قُعُودًا حَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي نَفَرٍ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا وَخَشِينَا أَنْ يَقْتَطَعَ دُونَنَا وَفَزَعُنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزَعَ فَخَرَجْتُ أَبْتَغِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَتَّى آتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ لِبَنِي النَّجَارِ فَدَرْتُ بِهِ هَلْ أَجِدُ لَهُ أَبَا فَلَمْ أَجِدْ فَإِذَا رَبِيعٌ يَدْخُلُ فِي جَوْفِ حَائِطٍ مِنْ بَرٍّ خَارِجَةٍ وَالرَّبِيعُ الْجَدُولُ قَالَ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا شَأْنُكَ قُلْتُ كُنْتُ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَقُمْتُ فَأَبْطَأَتْ عَلَيْنَا فَخَشِينَا أَنْ تَقْتَطَعَ دُونَنَا فَفَزَعُنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزَعَ فَاتَيْتُ هَذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلُبُ وَهَؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَأَيْتُ فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَعْطَانِي نَعْلِيهِ فَقَالَ اذْهَبْ بِنَعْلِي هَاتَيْنِ

فَمَنْ لَقِيَكَ مِنْ وَّرَاءِ هَذِهِ الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَقِيمًا بِهَا قَلْبُهُ فَبَشِّرُهُ بِالْجَنَّةِ فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ لَقِيَْتُ عُمَرَ فَقَالَ مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعَثَنِي بِهِمَا مَنْ لَقِيَْتُ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَقِيمًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ فَضْرَبَ عُمَرُ بَيْنَ ثَدْيَيْ فَخَرَرْتُ لِاسْتَيْ فَقَالَ ارْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاجْهَشْتُ بِالْبُكَاءِ وَرَكِبَنِي عُمَرُ وَإِذَا هُوَ عَلَى الْوَرَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَالِكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَقِيَْتُ عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي بَعَثَنِي بِهِ فَضْرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيْ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِاسْتَيْ فَقَالَ ارْجِعْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا عُمَرُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَابِي أَنْتَ وَأُمِّي بَعَثْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَقِيمًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرُهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَتَكَلَّ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلَّيْهُمْ يَعْمَلُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَخَلَّيْهُمْ (مسلم) 29-29

طرح سکڑ کر آیا ہوں جس طرح لومڑی سکڑ کر داخل ہوتی ہے اور باقی اصحاب بھی میرے پیچھے آپ ﷺ کی تلاش کے لئے نکلے ہیں۔ پھر مجھے جوتے دیتے ہوئے فرمایا کہ انہیں لے جاؤ اس دیوار کے پیچھے جو شخص بھی تجھے ملے اور وہ سچے دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھنے والا ہو تو اسے جنت کی خوشخبری دیجئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے اور وہ پوچھتے ہیں کہ یہ جوتے کس کے ہیں میں نے بتایا کہ یہ رسول اکرم ﷺ کے نعلین ہیں (آپ نے مجھے یہ نشانیاں دے کر بھیجا ہے میں ہر اس شخص کو جنت کی خوشخبری سناؤں جس نے سچے دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھا ہے۔) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے میں پیٹھ کے بل گر پڑا اور فرمایا واپس چلو میں روتا ہوا رسول کریم ﷺ کی طرف واپس چلا اور مجھے یوں لگتا تھا جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے اوپر سوار ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں جناب عمر رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان کو آپ ﷺ کی طرف سے خوشخبری سنائی جس کے لئے آپ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا لیکن انہوں نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور میں پیٹھ کے بل گر پڑا۔ پھر انہوں نے مجھے آپ ﷺ کے ہاں لوٹنے کا حکم دیا تب رسول محترم ﷺ پوچھتے ہیں کہ اے عمر آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں کیا آپ نے واقعی ابو ہریرہ کو اپنے جوتے دے کر اس پیغام کے ساتھ بھیجا ہے کہ جس نے دل کی سچائی کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھا وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بالکل ایسا ہی ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں کہ آپ کے اس فرمان سے میں خدشہ محسوس کرتا ہوں کہ لوگ صرف اس شہادت کو ہی کافی سمجھیں گے اس لئے انہیں محنت کرنے دینا چاہئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بالکل انہیں ایسا ہی کرنا چاہئے۔ (مسلم)

عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قِيلَ لَهُ حَضَرْتُ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهِ سَمِعْتُ سَيِّدِي فِي هَذِهِ الْمَسْجِدِ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اللہ جنت کی چابی نہیں ہے؟ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں؟
 لیکن ہر چابی کے دندانے (بیچ) ہوا کرتے ہیں اگر تو بیچ دار
 چابی سے دروازہ کھولے گا تو کھل سکتا ہے (بصورت دیگر
 تیرے لئے دروازہ نہیں کھل سکتا۔) (بخاری ترجمہ الباب)
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے
 ہیں جس نے صحیح معنوں میں اسلام اختیار کیا اس کی ہر نیکی
 کے بدلے اسے دس سے سات سو گنا ثواب ملے گا جبکہ گناہ
 برائی کے برابر ہی لکھا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے موت واقع
 ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

أَلَيْسَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ بَلَى
 وَلَكِنْ لَيْسَ مِفْتَاحُ إِلَّا وَلَهُ أَسْنَانٌ فَإِنْ جُمْتُ
 بِمِفْتَاحٍ لَهُ أَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ. (بخاری فی
 ترجمة الباب) 30-30

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم
 إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ
 يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ
 ضِعْفٍ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِمِثْلِهَا
 حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ. (متفق علیہ) 31-31

خلاصہ باب

- ۱۔ قرب قیامت دولت کی بہتات ہوگی اور حکمران حق کہنا اور بیچ سننا برداشت نہیں کریں گے۔
 - ۲۔ بدکاری عام ہو جائے گی۔
 - ۳۔ اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے باقی شریعت انہیں کی تشریح ہے۔
 - ۴۔ لا الہ الا اللہ پڑھیک ٹھیک یقین رکھنے والا بالآخر جنت میں داخل ہوگا۔
 - ۵۔ صرف فرائض پورے کرنے سے جنت مل سکتی ہے۔
 - ۶۔ زمانے کو برا کہنا اللہ تعالیٰ کو تکلیف دینے کے مترادف ہے اور کسی کو اس کی ذات کا جزو یا بیٹا ٹھہرانا ذات کبریا کو گالی دینے کے برابر ہے۔
 - ۷۔ بہترین مسلمان وہ ہے جس سے دوسرے مسلمان کی مال و جان اور عزت محفوظ رہے۔
 - ۸۔ سرور گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تکمیل ایمان ہے۔
 - ۹۔ اَنْ قَلِيلًا اَلَامَةً رَّبَّتْهَا لَوْنٌی جب اپنے آقا کو جنم دے گی۔
- محدثین نے ان الفاظ کے درج ذیل مطالب بیان کئے ہیں۔
- (ا) اولاد کا ماں باپ کے ساتھ ملازموں جیسا سلوک کرنا۔
 - (ب) غلامی کا رواج ہونا اور لونڈیوں کی اولاد کی اکثریت ہونا۔
 - (ج) اولاد کا ماں باپ کا نافرمان ہونا اور غلامانہ ذہن رکھنے والے حکمران ہونا۔



بَابُ الْكِبَائِرِ وَعَلَامَاتِ النِّفَاقِ

بڑے بڑے گناہ اور منافقت کی نشانیاں

انسان سے سرزد ہونے والے گناہ اپنی نوعیت، سنگینی، اور منفی اثرات کے اعتبار سے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ چھوٹے اور بڑے۔ معمولی اور چھوٹے گناہ ایمان، اخلاق اور معاملات پر وقتی اور معمولی اثر انداز ہوتے ہیں بشرطیکہ چھوٹے گناہوں کو معمول نہ بنالیا جائے ورنہ یہ بھی بڑے گناہوں کی طرح انسان کی ذات اور معاشرے پر بدترین اور گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ کچھ مدت کے بعد آدمی چھوٹے گناہوں سے آگے بڑھ کر بڑے گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ چھوٹے گناہ وضو، نماز، صدقہ و خیرات اور خدمت خلق سے معاف ہو جاتے ہیں۔ کبیرہ گناہ توبہ اور ان کے اثرات کی تلافی کرنے کے بعد ہی معاف ہوتے ہیں جیسا کہ زیادتی کرنے والے کو مظلوم سے معذرت کرنے کے ساتھ حتی المقدور اس کے حقوق لوٹانے کی بھی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر معذرت اور حقوق واپس کرنے کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو اخلاص نیت کے ساتھ توبہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاف فرماتے ہوئے خود اس کی طرف سے متاثرہ آدمی کی تلافی فرمادیتے ہیں۔ ان ارشادات میں سترہ گناہوں کا ذکر ہے جبکہ دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے کچھ اور بھی بڑے گناہوں کی نشان دہی فرمائی ہے۔ بڑے گناہوں کے بارے میں ربّ جلیل کا فرمان ہے!

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلَكُمْ مُدْخَلَ الْجَنَّةِ يُخْرِجُكُمْ مِنْهَا (النساء ۴: ۳۱)
جن بڑے گناہوں سے تمہیں رک جانے کا حکم دیا گیا ہے اگر تم ان سے بچ جاؤ تو ہم تمہارے چھوٹے گناہوں کو معاف کر کے تمہیں عزت کے مقام میں داخل کریں گے۔

منافقت

منافقت کا لفظ نَفَق سے ہے۔ نفق چوہے کی ایسی بل کو کہا جاتا ہے جس کے دو منہ ہوں۔ جب تک بل کے دونوں منہ بند نہ ہوں گے چوہا قابو نہیں آسکتا۔ منافق کو اس لئے منافق کہا جاتا ہے، کہ وہ بے چہرے اور دوہرے کردار کا انسان ہوتا ہے۔ اسے مسلمانوں سے فائدہ ہو تو وہ ایمان کے بلند و بانگ دعوے کرتا ہے اور اگر دین میں کوئی آزمائش آئے یا کافروں سے زیادہ فائدے کی توقع ہو تو ان کے ساتھ ساز باز کرتا ہے۔ اسی وجہ سے ایمانی اور اخلاقی کمزوریاں اس کے کردار کا مستقل حصہ بن جاتی ہیں۔ اور آخرت میں اس کا بدترین انجام ہوگا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص رسول
محترم ﷺ سے سوال کرتا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا

عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَدْعُو اللَّهَ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ
قَالَ ثُمَّ أَيْ قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشِيَةَ أَنْ
يُطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيْ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ
جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى تَصْدِيقَهَا” وَالَّذِينَ
لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ
النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ“
الاية (پ ۱۹. ع ۴). (متفق عليه) 1-32

گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو اللہ کے ساتھ کسی کو
شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے اس نے پوچھا
اسکے بعد کونسا بڑا گناہ ہے؟ فرمایا تو اپنی اولاد کو اس لئے قتل کرے
کہ وہ تیرے ساتھ کھائے پیئے گی وہ پھر پوچھتا ہے اسکے بعد
کونسا؟ فرمایا تو اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ بدکاری
کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی تصدیق میں فرمایا ”مومن وہ ہیں جو
اللہ کے ساتھ کسی کو نہیں پکارتے نہ وہ ناجائز کسی کو قتل کرتے ہیں اور
نہ ہی وہ بدکاری کرتے ہیں“۔ (الفرقان ۲۵-۶۸) (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں رسول محترم
ﷺ نے فرمایا بڑے گناہ یہ ہیں۔ (۱) اللہ کے ساتھ شرک
کرنا، (۲) والدین کی نافرمانی کرنا، (۳) ناحق کسی کو قتل کرنا
(۴) اور جھوٹی قسم اٹھانا (بخاری) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی
روایت میں جھوٹی قسم کی جگہ جھوٹی شہادت دینے کے الفاظ
ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم
ﷺ نے فرمایا سات ہلاک کر دینے والے گناہوں سے بچتے رہو۔
آپ ﷺ سے پوچھا گیا اللہ کے رسول وہ کون سے ہیں؟
فرمایا (۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا، (۲) جادو کرنا، (۳) ایسے
شخص کو قتل کرنا جسے اللہ نے قتل کرنا حرام قرار دیا ہے، (۴) مگر
حق کے ساتھ سود (۵) اور یتیم کا مال کھانا، (۶) میدان جنگ
سے فرار ہونا (۷) اور پاک دامن ایمان دار بھولی بھالی
عورتوں پر تہمت لگانا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحديث

مسلمان کا خون گرانا حرام کرنا ہے۔ سوائے تین صورتوں کے۔ (۱) شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا (۲) قتل کے بدلے قتل کرنا
(۳) مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو جائے وہ واجب القتل ہوگا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا فرمان بیان کرتے

لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا
يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا
يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا
يَنْتَهَبُ نَهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارُهُمْ
حِينَ يَنْتَهَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَغْلُ أَحَدُكُمْ حِينَ
يَغْلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأَيَّاكُمْ أَيَّاكُمْ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَلَا
يَقْتُلُ حِينَ يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِكْرِمَةُ قُلْتُ
لِابْنِ عَبَّاسٍ ۖ كَيْفَ يُنَزَّعُ الْإِيمَانُ مِنْهُ قَالَ
هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ أَخْرَجَهَا قَالَ
فَإِنْ تَابَ عَادَ إِلَيْهِ هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ
وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَا يَكُونُ هَذَا مُؤْمِنًا تَامًا وَلَا
يَكُونُ لَهُ نُورُ الْإِيمَانِ هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ 4-35

ہیں کہ زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا چور چوری کرتے
ہوئے ایمان سے خارج ہوتا ہے شرابی شراب پیتے وقت
ایماندار نہیں ہوتا۔ جب ڈاکو کسی ایسی چیز پر ڈاکہ ڈالتا ہے کہ
لوگ اس کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ وہ ایمان سے تہی
دامن ہوتا ہے۔ خائن خیانت کرتے ہوئے مومن نہیں رہ سکتا۔
تمہیں اپنے آپ کو ان گناہوں سے دور رکھنا چاہیے (تمہیں
اپنے آپ کو ان گناہوں سے دور رکھنا چاہیے)۔ (بخاری، مسلم)
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے قاتل قتل
کے وقت مومن نہیں ہوتا۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا
کہ ایمان اس سے کس طرح نکل جاتا ہے؟ تو ابن عباس نے
دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا اور پھر
نکالتے ہوئے فرمایا اس طرح پھر فرمایا کہ اگر توبہ کر لیتا ہے تو
اس طرح ایمان واپس آ جاتا ہے اور دوبارہ ہاتھ کی انگلیوں کو
ایک دوسرے میں داخل کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ مومن کامل نہیں رہتا اور نہ ہی اس
کے دل میں ایمان کا نور باقی رہتا ہے یہ بخاری کے الفاظ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان ذکر
کرتے ہیں منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ (بخاری اور مسلم
نے اس پر اتفاق کیا ہے) کہ (۱) جب وہ بات کرے تو
جھوٹ بولتا ہے (۲) اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرتا
ہے (۳) جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۖ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثُ زَادَ مُسْلِمٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى
وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ ثُمَّ اتَّفَقَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ
وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا تُمِّنَ خَانَ.
(مسلم) 5-36

مسلم نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے ”چاہے روزے رکھتا اور نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔“ (مسلم)
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول
مختر ﷺ نے فرمایا چار عادتیں جس میں پائی جائیں وہ پکا
منافق ہوگا اور جس میں ایک عادت پائی جائے اس میں
منافقت کی ایک نشانی ہوگی یہاں تک کہ وہ اسے ترک کر

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ
مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ
كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدْعَهَا

إِذَا تَمَنَّيَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ
عَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ. (متفق عليه) 6-37
دے۔ (۱) جب اس کے ہاں امانت رکھی جائے تو خیانت
کرے، (۲) بات بات میں جھوٹ بولے، (۳) وعدہ
خلائی کرے، (۴) جھگڑے کے وقت گالی گلوچ کرنے لگے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالشَّاةِ
الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيرُ إِلَى هَذِهِ مَرَّةٍ وَإِلَى
هَذِهِ مَرَّةٍ. (مسلم) 7-38
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں رسول
مکرم ﷺ نے فرمایا منافق کی مثال تو اس بکری کی طرح ہے
جو بکرے کی تلاش میں دو ریوڑوں کے درمیان پھرنے والی
ہے کبھی اس ریوڑ کی طرف آتی ہے اور کبھی اُس طرف جاتی
ہے۔ (مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّمَا الْبِفَاقُ كَأَنَّ عَلَى
عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَإِنَّمَا هُوَ
الْكُفْرُ أَوْ الْإِيمَانُ. (بخاری) 8-39
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ کے
عہد میں تو نفاق تھا لیکن آج وہ کفر ہے یا ایمان۔ (بخاری)
جناب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ اپنا نقطہ نظر ہے کہ نفاق صرف
نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں تھا دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس نظریہ کی تائید نہیں ہوتی۔

خلاصہ باب

کبیرہ گناہ

- | | |
|----------------------------------|-------------------------------------|
| ۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ | ۱۱۔ میدان جنگ سے فرار اختیار کرنا۔ |
| ۲۔ اولاد کو قتل کرنا۔ | ۱۲۔ پاک دامن عورتوں پر الزام لگانا۔ |
| ۳۔ پڑوسن کے ساتھ بدکاری کرنا۔ | ۱۳۔ شراب پینا۔ |
| ۴۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔ | ۱۴۔ چوری کرنا۔ |
| ۵۔ جھوٹی قسم اٹھانا۔ | ۱۵۔ منافقت کی نشانیاں۔ |
| ۶۔ خلاف واقعہ شہادت دینا۔ | ۱۶۔ وعدہ خلائی کرنا۔ |
| ۷۔ جادو ٹونا کرنا۔ | ۱۷۔ خیانت کرنا۔ |
| ۸۔ ناحق قتل کرنا۔ | ۱۸۔ جھوٹ بولنا۔ |
| ۹۔ یتیم کا مال کھانا۔ | ۱۹۔ گالی گلوچ کرنا۔ |
| ۱۰۔ سود کھانا۔ | |



بَابُ فِي الْوَسْوَسةِ

بُرے خیالات

دل کے بُرے خیالات کو وسوسہ کہا جاتا ہے یہ معدہ کی خرابی، اعصابی کمزوری، فکری پراگندگی اور شیطان کی شیطنت کی وجہ سے آتے ہیں۔ شریعت ہر قسم کی کمزوری اور برائی کو شیطان کی طرف منسوب کرتی ہے کیونکہ تمام کمزوریوں اور برائیوں کا منبع شیطان ہے۔ دل پر کنٹرول کرنا مشکل ہے اس لئے رب رحیم و کریم نے دلوں کے بُرے خیالات کو امت محمدیہ ﷺ کے لئے معاف کر دیا ہے بشرطیکہ آدمی بُرے خیال کے مطابق کسی قسم کی بات اور اس کے تحت کوئی حرکت نہ کرے۔ اس کے برعکس دلوں میں پیدا ہونے والے نیک خیالات کا اجر ملتا ہے بے شک ان کے مطابق عمل کا موقع نہ ملے یا اسباب میسر نہ ہو سکیں۔ وسوسوں اور بُرے خیالات سے نیک انسان کو چنی تکلیف کے ساتھ روحانی اذیت محسوس ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے اس روحانی تکلیف کو ایمان کا رد عمل قرار دیا ہے۔ یاد رہے اگر وسوسہ عقیدہ کی صورت اختیار کر جائے تو اس پر پکڑ ہوگی۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بُرے خیالات کو معاف کر دیا ہے بشرطیکہ ان کے مطابق عمل اور گفتگو نہ کی جائے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا وَسَّوَسَتْ بِهِ صُدُورُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَتَكَلَّمَ. (متفق عليه) 1-40

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے آپ کی خدمت میں سوال کیا۔ ہم اپنے دلوں میں ایسے خیالات پاتے ہیں جن کو زبان پر لانے کا تصور نہیں کر سکتے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کیا تم انہیں اسی طرح محسوس کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا یہ خالص ایمان ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلُوهُ إِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاطَمُ أَحَدُنَا أَنْ يُتَكَلَّمَ بِهِ قَالَ أَوْقَدْ وَجَدْتُمُوهُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ ذَاكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ. (مسلم) 2-41

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی راوی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے پاس آ کر اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ فلاں فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ حتیٰ کہ وہ دل میں خیال ڈالتا ہے تیرے رب کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جب آدمی کے دل میں یہ خیال آئے تو اسے فوراً اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھ

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتَّى يَقُولَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَلْيَنْتَهِ. (متفق عليه) 3-42

کر خیالات پر قابو پانا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ لوگ ہمیشہ ایک دوسرے سے سوالات کریں گے یہاں تک کہ کہا جائے گا یہ مخلوق اللہ نے پیدا کی ہے لیکن اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جو شخص اس قسم کے خیالات پائے اسے یہ کہنا چاہیے کہ میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک جن اور ایک فرشتہ مقرر کیا گیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا کیوں نہیں لیکن اللہ نے اس پر میری مدد فرمائی جس سے وہ میرا تابع ہے۔ اس لئے وہ نیکی کے سوا مجھے کوئی حکم نہیں دے سکتا۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان خون کی گردش کی طرح آدمی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں جب بھی کوئی آدم کا بچہ اپنی ماں کے ہاں جنم لیتا ہے تو پیدائش کے وقت شیطان اس کو چھیڑتا ہے تب بچہ شیطان کی چھیڑ کی وجہ سے چیخنا شروع کرتا ہے۔ البتہ حضرت مریم اور ان کا بیٹا حضرت عیسیٰ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ بچے کی پیدائش کے وقت اس کا چیخنا شیطان کی انگلی مارنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول محترم

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى يُقَالَ هَذَا خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ. (متفق عليه) 4-43

وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وَكَّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ وَ قَرِينُهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ قَالُوا وَآيَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَ آيَايَ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ. (مسلم) 5-44

وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ. (متفق عليه) 6-45

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُودٌ إِلَّا يَمْسُهُ الشَّيْطَانُ حِينَ يُولَدُ فَيَسْتَهْلُ صَارِخًا مِّنْ مَّسِّ الشَّيْطَانِ غَيْرَ مَرِيَمَ وَابْنَهَا. (متفق عليه) 7-46

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صِيَاحُ الْمَوْلُودِ حِينَ يَقَعُ نَزْغٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ. (متفق عليه) 8-47

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ

إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ يَفْتِنُونَ النَّاسَ فَأَذْنَهُمْ مِنْهُ مَنَزِلَةٌ أَغْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيءُ أَحَدَهُمْ فَيَقُولُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدَهُمْ فَيَقُولُ مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَمْرَائِهِ قَالَ فَيُذْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ نَعَمْ أَنْتَ قَالَ الْأَعْمَشُ أَرَاهُ قَالَ فَيَلْتَرِمُهُ.

(مسلم) 9-48

ﷺ نے فرمایا شیطان اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے۔ وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے۔ اس کے نزدیک اس شیطان کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے جو سب سے زیادہ شرارتی ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک شیطان اُسے آکر کہتا ہے میں نے فلاں فلاں حرکت کی ہے۔ بڑا شیطان کہتا ہے کہ تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر ان میں سے ایک اور آکر کہتا ہے کہ میں نے اس کام کو نہیں چھوڑا حتیٰ کہ فلاں عورت اور اس کے خاوند کے درمیان

جدائی کروادی۔ بڑا شیطان اسے قریب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تو بہت ہی اچھا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے شاگرد اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا وہ اس کو گلے لگاتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ آيَسَ مِنْ أَنْ يُعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ. (مسلم) 10-49

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا یقیناً شیطان جزیرہ عرب کے نمازیوں سے ناامید ہو گیا کہ وہ اُس کی عبادت کریں گے البتہ آپس میں لڑائی جھگڑے ہوتے رہیں گے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَنْ يَبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى يَقُولُوا هَذَا اللَّهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِمُسْلِمٍ قَالَ قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يَزَالُونَ يَقُولُونَ مَا كَذَبَا حَتَّى يَقُولُوا هَذَا اللَّهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ 11-50

حضرت انس رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہمیشہ لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہیں گے اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ اس کو بخاری نے ذکر کیا ہے اور مسلم میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بلاشبہ آپ کی امت میں ہمیشہ لوگ اس قسم کی گفتگو کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ وہ کہیں گے کہ اللہ نے تو تمام مخلوق کو پیدا کیا لیکن اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو کر میری قرأت میں مغالطے ڈالتا ہے۔ آپ

وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلَاتِي وَبَيْنَ قِرَائَتِي يُلَبِّسُهَا عَلَيَّ فَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ
خِنْزَبٌ فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْهُ وَاتَّقِلْ
عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثًا فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللَّهُ
عَنِّي (مسلم) 12-51

نے فرمایا اس شیطان کو خنزب کہتے ہیں۔ جب تم اس
کی شرارت محسوس کرو تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھتے ہوئے تین دفعہ
اپنے بائیں جانب ہلکا سا تھوک دیا کرو۔ پس میں نے ایسا کیا
تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اثرات کو مجھ سے ختم کر دیا (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ برے خیالات شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھ کر دل پر پھونکنا چاہیے۔
- ۲۔ رب کریم برے خیالات پر گرفت نہیں کرتے۔ بشرطیکہ ان کے مطابق قول اور فعل کا ارتکاب نہ ہو۔
- ۳۔ اللہ تعالیٰ نیک خیالات کا بھی اجر عطا فرماتے ہیں۔
- ۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی ابتدا و انتہا کے بارے میں سوچنے سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔
- ۵۔ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان مقرر کیا گیا ہے۔
- ۶۔ برے خیالات کی تکلیف محسوس کرنا ایمان کی خوبی ہے۔
- ۷۔ ہر ایک انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک شیطان مقرر کیا ہے رسول مکرم ﷺ کے جن کو آپ کے تابع کر دیا گیا تھا۔
- ۹۔ شیطان خون کی طرح انسانی جسم پر اثر انداز ہوتا ہے۔
- ۱۰۔ نومولود شیطان کے انگلی مارنے کی وجہ سے چیختا ہے۔
- ۱۱۔ جو خیالات نماز میں آتے ہیں وہ خنزب نامی شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھ کر ہلکا ہلکا بائیں جانب تھوکنے سے وہ بھاگ جاتا ہے۔



بَابُ الْإِيمَانِ بِالْقَدْرِ

تقدیر پر ایمان لانا

تقدیر کا معنی ہے اندازہ کرنا، اللہ علیم وخبیر کا اندازہ غلط نہیں ہو سکتا۔ تقدیر اللہ تعالیٰ کے اس علم کا نام ہے جو اس نے کائنات کی ہر چیز اور انسانوں کے ماضی، حال اور مستقبل کے بارے میں لکھ دیا ہے ہر انسان نے کس جگہ اور کب پیدا ہونا ہے، کہاں اس نے زندگی کے لمحات گزارنے ہیں اور انسان کن حالات و واقعات سے دوچار ہوگا اور بالآخر اس کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ اس باب میں رسول معظم ﷺ کے فرمودات سے واضح ہوتا ہے کہ انسان نے جو بھی اچھے و برے کام کرنے ہیں حتیٰ کہ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، بیماری اور تندرستی سب کچھ پہلے سے تحریر شدہ ہے اللہ تعالیٰ کا علم اتنا مکمل، اکمل، جامع اور وسیع و عریض ہے جو غلط نہیں ہو سکتا جس کے بارے میں وہ خود فرماتا ہے۔

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ. (البقرة ۲ : ۲۵۵)

”اس کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا مگر جسے وہ دینا چاہے۔“

سرورِ گرامی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کو تقدیر کے بارے میں زیادہ جستجو نہیں کرنی چاہیے۔ بلاشبہ انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان زمین و آسمان، صحراؤں، دریاؤں، فضاؤں اور پہاڑوں کے مقابلہ میں ایک چھوٹی سی مخلوق ہے گویا کہ کائنات کے اجزاء اور عناصر میں انسان بھی ایک جزو ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اپنے وجود اور علم و شعور کے حوالے سے انسان کا ایک نہایت ہی مختصر حدود و اربعہ ہے اس لئے اسے بڑے ہی محدود علم سے نوازا گیا ہے۔ پھر کائنات کے خالق و مالک اور علام الغیوب کے علم کو وہ کیسے مکمل طور پر سمجھ سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے وسیع و عریض علم یا اس کے فیصلے کو پوری طرح سمجھنے کا دعویٰ کرنا ایسا ہے جس طرح کوئی سمندر کے مقابلے میں ایک قطرے کو سمندر کہنے کی حماقت کا اظہار کرے۔ تاہم انسانی حد تک علم تقدیر کو تھوڑا بہت سمجھنے کے لئے ماں باپ اور اولاد کے رشتے کی مثال سے سمجھا جاسکتا ہے۔ ماں باپ اپنے لخت جگر، نور چشم سے کتنی محبت، الفت، شفقت و پیار اور اسکی تربیت و پرورش کے لئے کس قدر ایثار و قربانی کرتے اور کس طرح فکر مند ہوتے ہیں تاکہ بیٹا ہر قسم کی پریشانیوں اور مشکلات سے محفوظ رہ کر کامیاب ہو جائے۔ اتنی خواہشوں، آرزوؤں، دعاؤں اور کوششوں کے باوجود بیٹا بگڑتا ہی جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بڑا ہو کر ڈاکہ زنی اور تخریب کاری میں ملوث ہو جاتا ہے۔ بوڑھا باپ اپنی ڈائری میں لکھتا ہے کہ میرا بیٹا اگر باز نہ آیا تو پھانسی کا پھندہ اس کا مقدر ہوگا بد قسمتی سے واقعتاً بیٹا پھانسی کے پھندے سے لٹک جاتا ہے۔

۱۔ کیا نافرمان بیٹا کہہ سکتا ہے کہ میرے باپ نے تو پہلے سے لکھ چھوڑا تھا اور یہ پھانسی اس کی تحریر کا نتیجہ ہے؟

۲۔ کیا تحریر کا اس کی پھانسی میں کوئی دخل ہے؟

۳۔ کیا باپ کا لکھنا جرم بن سکتا ہے اور بیٹا اس ڈائری کو بہانہ بنا سکتا ہے؟

۴۔ کیا ماں باپ اس کی پھانسی کے درپے تھے اور اس پر خوش ہو سکتے ہیں؟

اسی طرح ایک اندھا آدمی ایسے راستے پر چل رہا ہے کہ جس کے آگے ایک خطرناک کنواں ہے راستے میں ملنے والا شخص اس اندھے کو پوری دل سوزی کے ساتھ سمجھانے اور روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اندھا مسافر اس کی بات کو سمجھنے کی بجائے منہ بسورے اور گردن اٹھائے ضد میں آ کر کنویں کی طرف دوڑنا شروع کر دیتا ہے۔ سمجھانے والے نے اسے آخری دفعہ بچانے کی کوشش کی لیکن وہ نابینا رکنے کا نام ہی نہیں لیتا چنانچہ سمجھانے والا ایک تحریر لکھ کر اندھے کی جیب میں ڈال دیتا ہے جس میں لکھا ہے کہ اگر تو واپس نہیں پلٹے گا تو تیرا کنویں میں گرنا یقینی ہے چند قدموں کے بعد اندھا کنویں میں منہ کے بل جا گرتا ہے۔

کیا اندھا کہہ سکتا ہے کہ اس کو اس دانش ور نے گرایا ہے؟
کیا اندھا کہہ سکتا ہے کہ اس کی تحریر کی وجہ سے میں کنویں میں گرا ہوں؟

کیا اس رقعہ نے اندھے کو دھکا دیا ہے؟

ہرگز نہیں۔ اگر کوئی کج بحثی سے ہٹ کر تقدیر کے مسئلہ کو سمجھنا چاہے تو یہ دو مثالیں اس کی کافی رہنمائی کر سکتی ہیں۔ اس باب میں درج ہونے والے نبی کریم ﷺ کے ارشادات کو ان دو مثالوں کے حوالے سے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر کوئی شخص اس کے باوجود نہیں سمجھنا چاہتا تو اس کے پاس ان سوالات کا کیا جواب ہوگا؟

۱۔ کیا اللہ تعالیٰ ماں باپ سے کئی گنا زیادہ مہربان نہیں؟

۲۔ ایک لاکھ کم و بیش چوبیس ہزار پیغمبروں کی آمد اور کتب آسمانی کے نزول کا مقصد کیا سمجھنا چاہیے؟

۳۔ اللہ تعالیٰ کا انسان کو نزع کے وقت تک معاف کرنے کا کیا مقصد ہے؟

۴۔ ایک نیکی کو سات سو گنا سے بھی زیادہ برکت دینے کا کیا معنی؟ کیا یہ ساری کوششیں، شفقتیں، بخششیں اور ہدایات خاتم بدہن رب کریم نے برائے نام اور محض دکھلاوے کے لئے رکھیں ہیں؟

ایسا سوچنا انبیاء کی توہین، کتابوں کی تکذیب، اللہ کی رحمتوں کی ناشکری اور اس کی عطاؤں کی بدترین ناقدری ہے تقدیر اللہ تعالیٰ کا علم ہے جو انسان کو برائی کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ اس کا بہانہ بنانے والے نہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ وہ فہم و دانش کا بھی منہ چڑاتے ہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیریں لکھ دیں تھیں اور اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَتَبَ اللَّهُ مَقَادِيرَ
الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يُخْلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضُ
بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى
الْمَاءِ . (مسلم) 1-52

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزُ وَالْكَيْسُ. (مسلم) 2-53

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول محترم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں ہر چیز کا مقدار لکھ دیا گیا ہے حتیٰ کہ نادانی اور دانائی بھی تحریر شدہ ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِخْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى عِنْدَ رَبِّهِمَا فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى قَالَ مُوسَى أَنْتَ آدَمُ الَّذِي خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَسَجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَأَسْكَنَكَ فِي جَنَّتِهِ ثُمَّ أَهْبَطْتُ النَّاسَ بِخَطِيئَتِكَ إِلَى الْأَرْضِ قَالَ آدَمُ أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ وَأَعْطَاكَ الْأَلْوَابَ فِيهَا تَبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَّبَكَ نَجِّيًّا فَبِكُمْ وَجَدْتُ اللَّهَ كَتَبَ التَّوْرَةَ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ قَالَ مُوسَى بَارِعِينَ عَامًا قَالَ آدَمُ فَهَلْ وَجَدْتُ فِيهَا وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَعَوَى قَالَ نَعَمْ قَالَ أَفَتَلَوْنِي عَلَى أَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى أَنْ أَعْمَلَهُ قَبْلَ أَنْ يُخْلَقَنِي بَارِعِينَ سَنَةً قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى. (مسلم) 3-54

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه ذکر کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کا اپنے رب کے سامنے تکرار ہوا حضرت آدم حضرت موسیٰ پر غالب آ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا آپ ہی وہ آدم ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کرنے کے بعد اپنی روح پھونکی اور آپ کو ملائکہ سے سجدہ کروایا اور آپ کو اپنی جنت میں ٹھہرایا پھر آپ نے اپنی غلطی کی وجہ سے لوگوں کو زمین پر اتار دیا حضرت آدم نے فرمایا تم موسیٰ وہ ہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور ہم کلامی کے ساتھ سرفراز فرمایا۔ آپ کو کتبات دیئے گئے جن میں ہر چیز کی وضاحت تھی۔ اور سرگوشی کے لئے آپ کو قرب عطا کیا۔ کیا آپ کو معلوم ہے میرے پیدا کرنے سے کتنا عرصہ قبل اللہ نے تورات کو لکھا؟ حضرت موسیٰ نے کہا چالیس سال پہلے۔ حضرت آدم نے پوچھا کیا اس میں یہ بات موجود ہے کہ آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور وہ پھسل گیا؟ حضرت موسیٰ نے عرض کیا بالکل آپ نے ٹھیک فرمایا۔

حضرت آدم فرماتے ہیں پھر آپ مجھ پر ایسے عمل کے بارے میں اعتراض کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے چالیس سال پہلے میرے کرنے کے بارے میں لکھ دیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اس طرح حضرت آدم حضرت موسیٰ علیہم السلام پر غالب آ گئے۔ (مسلم)

وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ إِنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً

حضرت عبداللہ بن مسعود رضي الله عنه بیان کرتے ہیں اللہ کے سچے اور مصدوق رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم میں ہر شخص کی تخلیق اس کی والدہ کے رحم میں چالیس دن ایک نطفہ کی صورت میں ہوتی ہے پھر چالیس دن جمے ہوئے خون کی شکل میں رہتا ہے پھر چالیس

دن گوشت کے ٹکڑے کی صورت میں رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتے کو چار باتوں کے ساتھ بھیجتے ہیں وہ لکھتا ہے اس کا کردار، اس کی موت، اس کا رزق، اس کا بد یا نیک ہونا پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے اس اللہ کی قسم جس کا کوئی شریک نہیں تم میں سے کوئی جنتیوں والے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جنت اور اس کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر تقدیر غالب آتی ہے اور وہ ایسے کام کرتا ہے کہ وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اسی طرح ہی ایک شخص عمر بھر دوزخیوں والے کام کرتا ہے یہاں تک کہ دوزخ اور اس کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی ہوتا ہے تو اس پر لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے۔ پھر وہ جہنم والے عمل کر کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهُ وَأَجَلَهُ وَرِزْقَهُ وَشَقِيٍّ أَوْ سَعِيدٍ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ فَوَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَإِنْ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا. ﴿متفق عليه﴾ 4-55

فہم الحدیث

اس حدیث میں آدمی کے انجام کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو زندگی بھر ماحول کے اثر، بزرگوں کے خوف اور اسلامی حکومت کے جبر سے بظاہر نیک اعمال کرتے ہیں لیکن ایمان ان کے دل میں راسخ نہیں ہوتا محض ماحول کے جبر کی وجہ سے ظاہری طور پر نیک ہوتے ہیں۔ جو نبی انہیں موقع ملتا ہے وہ برائی کی طرف لپکے چلے جاتے ہیں ایسے ہی بے شمار لوگ سوسائٹی یا گھریلو اثرات کی وجہ سے نیکی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے لیکن فطرتاً نہایت ہی سعادت مند طبیعت کے مالک ہوتے ہیں جب کبھی انہیں نیکی کا ماحول میسر آئے تو بہت سے نیک لوگوں سے بڑھ کر ذوق و شوق سے نیک کام سرانجام دیتے ہیں۔ موت کے قریب اس قسم کے لوگوں کی نیک نیتی اور حقیقی کردار ان کو اصلی انجام کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اس کے برعکس فطری اور قلبی طور پر برا شخص موت کے وقت کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے فرامین میں اسی فطری انجام کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ ایک بندہ دوزخیوں والے اعمال کرتا رہتا ہے اور حقیقتاً وہ جنت والوں میں سے ہوتا ہے۔ دوسرا جنتیوں والے اعمال کرتا رہتا ہے جبکہ وہ دوزخ والوں میں سے ہوتا ہے۔ اعمال کا دار و مدار خاتمہ پر ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ ۝

(متفق عليه) 5-56

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دُعِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى جَنَازَةِ صَبِيٍّ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ طُوبَى لِهَذَا عُصْفُورٌ مِّنْ عَصَافِيرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلِ السُّوءَ وَلَمْ يُدْرِكْهُ فَقَالَ أَوْغَيْرُ ذَلِكَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ أَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ وَخَلَقَ لِلنَّارِ أَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ. (مسلم) 6-57

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول محترم ﷺ کو انصار کے ایک بچے کے جنازے کے لیے بلایا گیا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس بچے کے لئے خوشی ہے یہ تو جنت کے پرندوں سے ایک پرندہ ہے اس نے کوئی برا فعل نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس نے اس کی مہلت پائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ! حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کے لئے کچھ لوگوں کو پیدا فرمایا وہ اسی کیلئے پیدا ہوئے جبکہ وہ اپنے آباء کی پشت میں تھے اور کچھ لوگوں کو دوزخ کیلئے پیدا فرمایا۔ اور وہ دوزخ کیلئے ہی پیدا ہوئے جبکہ وہ اپنے آباء کی پشت میں تھے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَوَكَّلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدْعُ الْعَمَلَ قَالَ اْعْمَلُوا فِكُلُّ مُيسِّرٍ لِّمَا خُلِقَ لَهُ أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيُسَّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيُسَّرُ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ "فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى الْآيَةَ" (پ ۳۰ رکوع ۱۷) (متفق علیہ) 7-58

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کا ٹھکانا دوزخ یا جنت میں متعین ہو چکا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہم اپنی تقدیر پر بھروسہ کرتے ہوئے عمل کرنا ترک نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا عمل کرتے رہو ہر شخص اسی عمل کی توفیق دی جائے گی جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ جو شخص نیکوں میں سے ہے اس کو نیک اعمال کی توفیق حاصل ہوگی۔ اور جو شخص بد بخت لوگوں سے ہے اس کو بد بخت لوگوں جیسے اعمال کرنے میں آسانی ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ "جس شخص نے عطیہ دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور نیک بات کی تصدیق کی"۔ (المیل ۵-۶) (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزَّوْنِ أَفْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ فَرَزْنَا الْعَيْنَ النَّظْرَ وَزَنَا اللِّسَانَ الْمَنْطِقَ وَالنَّفْسُ تَعْمَنِي وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ وَيَكْذِبُهُ (متفق علیہ) وَفِي رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيئُهُ مِنَ الزَّوْنِ مُذْرِكٌ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے بیٹے پر اس کے حصہ کے زنا کو ثبت کر دیا ہے وہ لازمی طور پر اس کو پائے گا۔ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور انسان کے نفس میں خواہش پیدا ہوتی ہے اور وہ شہوت پر آمادہ ہوتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

ذَالِكَ لَا مَحَالَةَ الْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْأَذْنَانِ
زِنَاهُمَا الْإِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدُ
زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرَّجُلُ زِنَاهَا الْخَطْيُ وَالْقَلْبُ
يَهْوِي وَيَتَمَنَّى وَيُصَدِّقُ ذَالِكَ الْفَرْجُ
وَيُكَذِّبُهُ. 8-59

اور مسلم کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا آدم کے
بیٹے پر اس کے زنا کا حصہ مثبت ہے وہ لازمی طور پر اس کو پانے
والا ہے۔ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے اور
زبان کا زنا کلام کرنا ہے۔ ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا
چل کر جانا ہے اور دل خواہشات کو ابھارتا ہے اور آرزو میں پیدا

کرتا ہے۔ شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

فہم الحدیث

آنکھوں کی بدکاری کا مقصد یہ ہے۔ کہ جب آدمی بدکاری کی نیت سے دیکھتا ہے تو گویا کہ اس بے حیائی میں اسکی آنکھ حصہ دار
ہوگی اسی طرح دوسرے اعضاء زنا میں شامل ہوتے ہیں حتیٰ کہ جب وہ عملاً بدکاری کا مرتکب ہوتا تو نفس مکمل طور اس بد فعل کی
تائید کر دیتا ہے۔ اگر وہ بالفعل بدکاری سے بچ جائے تو اس کے نفس نے باقی اعضاء کی تردید کی وہ عام گناہ گار تو ہوگا لیکن زانی
شمار نہیں کیا جائے گا۔

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ
مُزَيْنَةَ قَالَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ مَا يَعْمَلُ
النَّاسُ الْيَوْمَ وَيُكَذِّحُونَ فِيهِ أَشْيَاءَ قُضِيَ
عَلَيْهِمْ وَمَضَى فِيهِمْ مِنْ قَدَرٍ سَبَقَ أَوْ فِيمَا
يَسْتَقْبِلُونَ بِهِ مِمَّا أَتَاهُمْ بِهِ نَبِيُّهُمْ وَبَتَّتِ
الْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لَا بَلَّ شَيْئِي قُضِيَ
عَلَيْهِمْ وَمَضَى فِيهِمْ وَتُصَدِّقُ ذَالِكَ فِي
كِتَابِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ "وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا
فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا". (پ. ۳۰ ر. کوع
(۱۶) (مسلم) 9-60

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مزینہ قبیلہ کے دو
آدمیوں نے استفسار کیا۔ اے اللہ کے رسول! آپ بتائیں
لوگ جو آج عمل کرتے ہیں اور اس میں مشقت اٹھاتے ہیں کیا
وہ ایسا عمل ہے کہ ان کے بارے میں اس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور
ازل میں ان کی تقدیر میں مثبت ہو چکا ہے یا وہ عمل زمانہ مستقبل
میں ہے اس عمل کے بارے میں ان کے پیغمبر نے انہیں مطلع کیا
ہے اور اسکے بارے میں ان پر حجت قائم ہوئی ہے؟ آپ
ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ عمل ایسا ہے ازل میں اسکا فیصلہ ہو
چکا ہے اور ان کے بارے میں ثابت ہے اور اسکی تصدیق اللہ کی
کتاب میں اس طرح ہے "قسم ہے نفس کی اور جس

نے اسکے اعضاء کو برابر کیا پھر اس کو اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری کی سمجھ دی۔" (الشمس ۹۱-۷-۸) (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ
کے رسول! میں جوں سال ہوں اور میں زنا میں مبتلا ہونے کا خدشہ
محسوس کرتا ہوں اور میرے پاس اتنا مال نہیں ہے جس بنا پر میں

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
إِنِّي رَجُلٌ شَابْتُ وَأَنَا أَخَافُ عَلَى نَفْسِي
الْعَنَتِ وَلَا أَجِدُ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ كَأَنَّهُ

يَسْتَأْذِنُهُ فِي الْإِخْتِصَاءِ قَالَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جُفِّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلَى ذَلِكَ أَوْ ذَرِّ. (بخاری) 10-61

شادی کر سکوں۔ گویا کہ وہ آپ ﷺ سے خفی ہونے کی اجازت طلب کر رہا تھا۔ ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں آپ ﷺ میرے سوال پر خاموش رہے۔ پھر میں نے پہلے کی طرح عرض کیا آپ ﷺ پھر خاموش رہے بعد ازاں میں نے اسی بات کو دہرایا۔ آپ ﷺ میرے سوال پر خاموش رہے۔ میں نے پھر پہلے کی طرح وہی کہا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ ؓ قلم خشک ہو چکا ہے جو تو نے کرنا ہے کر گزرے گا خفی ہو یا نہ ہو۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ قُلُوبَ بَنِي آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يُصَرِّفُهُ كَيْفَ يَشَاءُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اللَّهُمَّ مُصَرِّفِ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ. (مسلم) 11-62

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا تمام انسانوں کے دل رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی طرح ہیں جیسے وہ چاہتا ہے پھیرتا ہے۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے دعا کی ”اے اللہ دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی فرماں برداری پر پھیرے رکھنا۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجَّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجِ الْبَهِيمَةُ بِهَيْمَةٍ جَمْعَاءَ هَلْ تُحْسِنُونَ فِيهَا مِنْ جَذَعَاءَ ثُمَّ يَقُولُ ”فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ“. (پ ۲۱. رکوع ۷) (متفق علیہ) 12-63

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے والدین اس کو یہودی، عیسائی یا مجوسی بنادیتے ہیں جس طرح چار پائے اپنے بچے کو تمام الخلق پیدا کرتے ہیں کیا تم ان میں سے کسی بچے کو کان کٹا پاتے ہو؟ پھر آپ ﷺ نے آیت تلاوت کی۔ ”اللہ کی فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں ہے یہ بالکل سیدھا اور درست دین ہے۔“ (الروم پ ۲۱-۷) (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي مُوسَى ؓ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَبْغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ

حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے پانچ باتیں ارشاد فرمائیں۔ (۱) کہ اللہ تعالیٰ کو نیند نہیں آتی اور اس کے لائق نہیں کہ وہ سوئے۔ (۲) کہ پورا انصاف کرتا ہے (۳) اس کے حضور رات کے اعمال دن کے اعمال سے قبل (۴) اور دن کے اعمال

كَشَفَهُ لَا خَرَقَتْ سُبْحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى
إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ. (مسلم) 13-64

رات کے اعمال سے قبل پیش کئے جاتے ہیں (۵) اللہ تعالیٰ کا حجاب نور ہے۔ اگر وہ نور کا حجاب اٹھا دے تو اس کی ذات کے جلال کے انوار تاحد نگاہ تمام چیزوں کو راکھ کر دیں۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے دن رات بے دریغ خرچ کرنے سے اس میں کمی نہیں آتی۔ تم جانتے ہو جب سے اس نے آسمان و زمین پیدا کئے اس وقت سے کتنا خرچ کیا۔ بلاشبہ اسکے خزانے میں ذرہ برابر کمی نہیں آئی۔ اس کا عرش پانی پر تھا اس کے ہاتھ میں ترازو ہے وہ اسے نیچے اوپر کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ ابن نمیر کہتے ہیں بھرا ہوا ہے یعنی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَذُلُّ اللَّهُ مَلَأَى لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُذْ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغْضُ مَا فِي يَدِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ. (متفق عليه) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ "يَمِينُ اللَّهِ مَلَأَى قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ مَلَأْنِ سَحَاءُ لَا يَغِيضُهَا شَيْءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ. 14-65

ہمیشہ دینے والا ہے شب و روز خرچ کرنے سے کوئی چیز اس سے کم نہیں ہوتی۔

فہم الحدیث

دایاں ہاتھ کا لفظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاورۃ استعمال کیا ہے ورنہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں کا ذکر موجود ہے کہ خرچ کرنے کے اعتبار سے ہر وقت وہ کھلے ہوئے ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ سُبُلَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ ذَرَارِي الْمُسْرِكِينَ قَالَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ. (متفق عليه) 15-66

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں انہوں نے کیا عمل کرنا تھا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ تقدیر اللہ تعالیٰ کا علم ہے جو اس نے زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دیا تھا اس پر ایمان لانا فرض ہے۔
- ۲۔ تقدیر کے ضبط تحریر آنے میں انسان کسی کام کے کرنے پر مجبور نہیں ہو جاتا۔
- ۳۔ ہر نو مولود فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔
- ۴۔ انسان کے اعمال رات دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔
- ۵۔ اللہ تعالیٰ سے نیکی پر ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

- ۶۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر ماں باپ سے بھی زیادہ کئی گناہ زیادہ مہربان ہے۔
- ۷۔ ہر شخص ماں کے رحم میں چالیس دن نطفہ، چالیس دن جما ہوا خون اور چالیس دن گوشت کے ٹکڑے کی حالت میں رہتا ہے۔
- ۸۔ روح پھونکے جانے سے پہلے چار چیزیں لکھ دی جاتی ہیں۔
- (۱) عمل
- (۲) موت
- (۳) رزق
- (۴) نیک یا بد ہونا
- ۹۔ تقدیر کے بہانے عمل کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔



بَابُ إِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ

عذاب قبر کا ثبوت

عذاب قبر بھی دین کے بنیادی اعتقادات میں سے ایک عقیدہ ہے جن کو ایمان بالغیب میں شمار کیا گیا ہے۔ فقہاء اور محدثین نے اسے سمجھانے کے لیے طویل بحثیں کی ہیں۔ اُن کیلئے یہ مسئلہ سمجھانا کافی مشکل رہا ہے کہ قبر کشادہ کس طرح ہوتی ہے اور اس میں سزا کی کیا نوعیت ہے؟ لیکن سائنس اور جدید ٹیکنالوجی نے قبر کی کشادگی کے مسئلہ کو کافی حد تک سمجھا دیا ہے۔ ٹی وی کی سکرین، خوردبین، دوربین، کیمرے اور ایسے شے ایجاد ہو چکے ہیں جن میں دیکھنے سے معمولی چیز بہت بڑی اور قریب ترین چیز کو میلوں دور اور کشادہ کر کے دکھایا جاتا ہے۔ جہاں تک روح کو سزا دینے کا مسئلہ ہے یہ تو اس دور میں ہر آدمی محسوس کر چکا ہے کہ جسمانی نعمتوں، سہولتوں اور آرام کے باوجود کتنے مسائل ہیں جو روح کو تڑپائے رکھتے ہیں اور اس کرب کی وجہ سے کتنی جسمانی بیماریاں پیدا ہو چکی ہیں۔ کچھ اہل علم نے خوفناک خوابوں کے حوالے سے عذاب قبر سمجھانے اور منوانے کی کوشش کی ہے۔ جس طرح ڈراؤنے خواب آدمی کو پریشان رکھتے اور اس کی روح کو تڑپا دیتے ہیں اسی طرح قبر کے عذاب سے روح تڑپتی رہے گی۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان سے قبر میں سوال ہوتا ہے وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ جیسے کہ اللہ کا ارشاد ہے ”اللہ تعالیٰ پختہ قول کے ساتھ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھیں گے دنیا اور آخرت کی زندگی میں“۔ (پ ۱۳ رکوع ۱۶) دوسری روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے ”اللہ تعالیٰ ایمان داروں کو کلمہ شہادت کے ساتھ دنیا اور آخرت میں ثابت رکھے گا“ جب میت سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ اور میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (ابراہیم پ ۱۳ رکوع ۱۶) وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ يُقَالُ لَهُ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ رَبِّيَ اللَّهُ وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم (متفق علیہ) 1-67

حضرت انس رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ

إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَنَا مَلَكَانِ فَيَقْعِدَانِهِ
فَيَقُولَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ
لِمُحَمَّدٍ ﷺ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ
عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ فَيَقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ
مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ
فَبَرَاهُمَا جَمِيعًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيَقَالُ
لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ لَا
أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيَقَالُ لَهُ
لَا ذَرِيَّتَ وَلَا تَلِيَّتَ وَيُضْرَبُ بِمِطَارِقٍ مِنْ
حَدِيدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ
يَلِيهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ
لِلْبُخَارِيِّ) 2-68

واپس جار ہے ہوتے ہیں ابھی وہ ان کے جوتوں کی آہٹ
سن رہا ہوتا ہے تو اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں وہ اسے بٹھا
کر پوچھتے ہیں کہ تو حضرت محمد ﷺ کی شخصیت کے
بارے میں کیا جانتا ہے؟ مومن ہونے کی صورت میں وہ یہ
جواب دیتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں وہ اللہ کے بندے اور
رسول ہیں۔ پھر اسے کہا جاتا ہے کہ جہنم میں اپنے ٹھکانے
کو دیکھو جسے بدل کر اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جنت کو رہائش گاہ
بنادیا ہے۔ وہ دونوں کو دیکھتا ہے۔ جب منافق اور کافر سے سوال
ہوتا ہے کہ تو محمد ﷺ کے بارے میں کچھ جانتا ہے؟ وہ کہتا
ہے کہ میں نہیں جانتا البتہ میں بھی وہی کچھ کہتا تھا جو لوگ ان
کے بارے میں کہا کرتے تھے۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تو نے
کچھ پڑھا اور نہ سمجھا پھر اسے لوہے کے ہتھوڑوں سے مارا

جاتا ہے وہ بہت چیختا اور چلاتا ہے۔ اس کی چیخ و پکار جن اور انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔ (بخاری و مسلم۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

فہم الحدیث

ان تین سوالوں کا جواب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کی توحید کے سچے عقیدے رسول محترم ﷺ کے ساتھ دل کی اتھاہ گہرائیوں
کے ساتھ حقیقی محبت اطاعت اور حتی المقدور دین اسلام پر چلنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر ان سوالوں کا جواب دینا مشکل ہی
نہیں ناممکن ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اکرم ﷺ کا
فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص فوت
ہوتا ہے تو صبح و شام اس کے سامنے اس کا ٹھکانا پیش کیا
جاتا ہے۔ جنتی کو جنت کا نظارہ کروایا جاتا ہے اگر جہنمی ہو
تو اسے آگ دکھائی جاتی ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا
ٹھکانہ ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے اٹھا کر قیامت کے
روز اس میں داخل کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ
عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعِشِيِّ إِنْ كَانَ
مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ
أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ فَيَقَالُ هَذَا
مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ .
(متفق عليه) 3-69

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ

عَلَيْهَا فَذَكَرْتُ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا
أَعَاذَكَ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ
عَائِشَةَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
فَقَالَتْ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدُ صَلَّى صَلَوةً إِلَّا
تَعَوَّذَ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. (متفق عليه) 4-70

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَارِ عَلَى
بَغْلَةٍ لَهُ وَنَحْنُ مَعَهُ إِذْ حَدَّثَ بِهِ فَكَادَتْ
تُلْقِيهِ وَإِذْ أَقْبَرُ سِتَّةً أَوْ خَمْسَةً فَقَالَ مَنْ
يَعْرِفُ أَصْحَابَ هَذِهِ الْأَقْبَرِ قَالَ رَجُلٌ أَنَا قَالَ
فَمَتَى مَاتُوا قَالَ فِي الشِّرْكِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ
الْأُمَّةُ تُبْتَلَى فِي قُبُورِهَا فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافِنُوا
لَدَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُسَمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بَوَّجْهِهِ فَقَالَ
تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالُوا نَعُوذُ بِاللَّهِ
مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ
الْقَبْرِ قَالُوا نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ
تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ
قَالُوا نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا
بَطَنَ قَالَ تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ قَالُوا
نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ. (مسلم) 5-71

میرے پاس آئی اس نے قبر کے عذاب کا ذکر کیا۔ اور
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دعا دی کہ اللہ تجھے قبر کے عذاب
سے محفوظ رکھے۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول
محترم ﷺ سے قبر کے عذاب کے بارے پوچھا۔ آپ
ﷺ نے فرمایا قبر کا عذاب برحق ہے۔ حضرت عائشہ رضی
اللہ عنہا فرماتی ہیں میں ہمیشہ ہر نماز کے بعد آپ ﷺ
عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا کرتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بنی نجار
کے باغ میں رسول اکرم ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرماتے
اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے اچانک آپ ﷺ کے
خچر نے بدکنا شروع کیا۔ قریب تھا کہ وہ آپ ﷺ کو گرا دے
وہاں پانچ یا چھ قبریں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان قبروں
والوں کو کوئی جانتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا میں جانتا ہوں۔ فرمایا
یہ کس حالت میں فوت ہوئے تھے؟ اس نے عرض کیا شرک کی
حالت میں۔ فرمایا، یہ لوگ اپنی قبروں میں عذاب میں
بتلا ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ تم قبروں میں مردوں کو دفنانا
چھوڑ دو گے۔ ورنہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تم کو قبر کا
عذاب سنا دے جو میں سن رہا ہوں۔ پھر ہماری طرف چہرہ
مبارک کرتے ہوئے فرمایا! اللہ سے آگ کے عذاب سے پناہ
مانگو! انہوں نے کہا ہم اللہ سے آگ کے عذاب سے پناہ مانگتے
ہیں۔ پھر فرمایا عذاب قبر سے پناہ مانگو! صحابہ نے کہا ہم اللہ سے
عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہیں۔ تیسری دفعہ فرمایا تم اللہ سے ظاہر
اور پوشیدہ فتنوں سے پناہ مانگو! انہوں نے کہا ہم اللہ سے

فہم الحدیث

قبر سے مراد صرف یہ ظاہری قبر ہی نہیں۔ بلکہ حقیقی مراد وہ مقام ہے جہاں مرنے کے بعد محشر سے پہلے روح کا قیام ہوتا ہے۔

وہاں جنتی کو جنت کا نظارہ اور جہنمی کو جہنم کی ہولناکیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جسے عالم برزخ کہا گیا ہے۔ اس لیے کوئی ڈوب مرے یا جل کر خاک ہو جائے۔ اسی مقام پر جنت یا جہنم کے ابتدائی مراحل سے گزرنا پڑے گا۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَطِيْبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِي يُفْتَنُ فِيهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذَلِكَ صَجَّ الْمُسْلِمُونَ صُجَّةً. (بخاری) 6-72

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے قبر کے فتنے کا ذکر کیا جس میں انسان کو مبتلا کیا جاتا ہے۔ جب آپ نے اس کا ذکر کیا تو مسلمان چلا اٹھے۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ قبر کا عذاب برحق ہے۔
- ۲۔ قبر میں تین سوالوں کا جواب رسی ایمان سے نہیں عملی اور حقیقی ایمان کی بدولت ممکن ہوگا۔
- ۳۔ جنتی کی قبر کشادہ اور جنت کا نمونہ بن جاتی ہے۔
- ۴۔ کافر اور منافق کے لئے قبر جہنم کا گڑھا ہوتی ہے وہ اس میں روزِ محشر تک سزا بھگتتا رہے گا۔
- ۵۔ قبر کا عذاب جنات اور انسانوں کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔
- ۶۔ ہر دم قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے رہنا چاہیے۔
- ۷۔ اللہ تعالیٰ قبر اور دجال کے فتنہ سے محفوظ فرمائے آمین یا رب العالمین۔



بَابُ الْإِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

کتاب و سنت کو مضبوطی کے ساتھ تھامنا

رسول اکرم ﷺ کے ارشادات کا مقصد یہ ہے کہ دین فقط اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کا نام ہے اس میں نئی بات ایجاد کرنا دین میں اضافہ کرنے کے مترادف ہے۔ اس کو شریعت کی اصطلاح میں بدعت کہا گیا ہے تقریباً آپ ﷺ ہر خطبہ میں فرمایا کرتے تھے کہ دین میں نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ دین کے کسی کام میں آپ ﷺ کی سنت کو نا کافی سمجھنا گمراہی کی علامت ہے۔ اس سے آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صرف قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان کا پابند کیا ہے تاکہ مسلمان ہر قسم کی گروہ بندیوں سے محفوظ رہیں۔ اس کی بنا پر مسلمان کسی ایک فقہ کے پابند نہیں۔ جس امام کی تشریح قرآن و سنت کے مطابق ہو اسے قبول کر لینا چاہیے۔

اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ. (پ ۷۷ الاعراف ۳)

جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اسکی پیروی کرو اور اپنے رب کے سوا دوسرے رفیقوں کی پیروی نہ کرو، تم بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جس نے ہمارے دین میں نئی بات ایجاد کی جو اس میں نہیں ہے وہ مسترد کر دی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَخَذَتْ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. (متفق علیہ) 1-73

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ (دوران خطبہ) فرمایا کرتے تھے تمام باتوں سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے، حضرت محمد ﷺ کا طریقہ تمام طریقوں سے بہتر ہے اور کاموں میں بدترین کام دین میں نئی بات ایجاد کرنا ہے اور ہر نئی بات گمراہی ہے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. (مسلم) 2-74

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ کے نزدیک تین آدمی سب لوگوں سے بدترین ہیں۔ (۱) حرم میں بے دینی پھیلانے والا، (۲) اسلام میں جاہلیت کا طریقہ رائج کرنے والا (۳) اور جو کسی مسلمان کا ناحق خون بہانا چاہتا ہو۔ (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطْلَبٌ دَمَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهِرِقَ دَمَهُ. (بخاری) 3-75

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبِي قِيلَ وَمَنْ أَبِي قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبِي (بخاری) 4-76

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا میری تمام کی تمام امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جس نے جنت میں جانے سے انکار کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا انکار کرنے والا کون ہوگا؟ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ

جنت میں داخل ہوگا جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔ (بخاری)

عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه يَقُولُ جَاءَتْ مَلَائِكَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالُوا إِنَّ لِمَاحِبَكُمْ هَذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةً وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا وَجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَآكَلَ مَعَهُ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوا أَوَلَوْهَا لَهُ يُقْقِهَا قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةً وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا الدَّارُ الْجَنَّةُ وَالِدَّاعِيَ مُحَمَّدٌ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمُحَمَّدٌ ﷺ فَرَّقَ بَيْنَ النَّاسِ. (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فرشتے نبی گرامی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے جبکہ آپ ﷺ سو رہے تھے۔ وہ کہنے لگے اس صاحب کے منصب کو ایک مثال کے ذریعے بیان کیجئے۔ ان میں سے کچھ نے کہا یہ تو سوئے ہوئے ہیں۔ دوسرے کہنے لگے کہ آپ ﷺ کی آنکھ سو رہی ہے لیکن دل جاگتا ہے۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ کی مثال ایسی ہے جس طرح ایک شخص نے نیا مکان تعمیر کر کے اس میں کھانے کا اہتمام کرتے ہوئے ایک بلانے والے کو مقرر کیا۔ جس نے اس کی دعوت کو قبول کیا وہ گھر میں داخل ہو جائے گا اور اس کے ساتھ کھانے سے لطف اندوز ہو سکے گا۔ جس نے اس کی دعوت کو مسترد کیا وہ ہرگز گھر میں داخل نہیں ہو سکے گا اور نہ ہی وہ کھانا کھا سکے گا۔ دوسروں نے اس فرشتے کو کہا اس مثال کو آپ ﷺ کے لئے اور واضح کرو۔ تاکہ آپ ﷺ اسے سمجھ سکیں

ان میں سے کچھ نے پھر کہا یہ تو سوئے ہوئے ہیں دوسرے کہنے لگے ہرگز نہیں آنکھ سوئی ہوئی ہے لیکن دل جاگ رہا ہے۔ پھر انہوں نے وضاحت کی کہ گھر سے مراد جنت اور دعوت دینے والے حضرت محمد ہیں جس نے آپ کی اطاعت کی بلاشبہ اس نے اللہ کی تابعداری کی جس نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی وہ اللہ کا نافرمان ٹھہرا محمد ﷺ کی ذات لوگوں کے درمیان کسوٹی ہے۔ (بخاری)

وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ جَاءَتْ ثَلَاثَةٌ رَهْطًا إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْتَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا أُخْبِرُوا بِهَا كَانَهُمْ تَقَالُوهَا فَقَالُوا أَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں تین آدمیوں کا وفد نبی کریم ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کی عبادت کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ جب ان کو آپ ﷺ کی عبادت کے بارے میں بتلایا گیا

مِنْ ذَلِيلِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَمَا أَنَا فَأَصِلِي
الَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ الْآخَرُ أَنَا أَصُومُ النَّهَارَ أَبَدًا وَلَا
أَفْطِرُ وَقَالَ الْآخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ
أَبَدًا فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَنْتُمْ الَّذِينَ
قُلْتُمْ كَذًا وَكَذًا أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَخْشَاكُمْ لِلَّهِ
وَأَتَّقُكُمْ لَهُ لَكِنِّي أَصُومُ وَأَفْطِرُ وَأُصَلِّي وَارْقُدُ
وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ شَيْءٌ سُنَّتِي فَلَيْسَ
مِنِّي ﴿متفق عليه﴾ 5-77---6-78

تو انہوں نے اس کو اپنے لئے معمولی سمجھا۔ وہ کہنے لگے ہم
نبی اکرم ﷺ کے مرتبہ تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
نے ان کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ پھر ان
میں سے ایک نے کہا میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھتا رہوں
گا۔ دوسرا کہنے لگا کہ میں زندگی بھر دن کو روزہ رکھوں گا۔
تیسرا کہتا ہے کہ میں عورتوں سے کبھی نکاح نہیں کروں گا۔
جب نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے تو آپ
ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس طرح کے خیالات کا اظہار

کیا ہے۔ اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا اور اس سے ڈرنے والا ہوں میں روزہ رکھتا ہوں اور
چھوڑتا بھی ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں میں نے عورتوں سے نکاح بھی کر رکھا ہے۔ پس جس نے میرے
طریقے سے انحراف کیا اس کا میرے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ صَنَعَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيهِ فَتَنَزَّ عَنْهُ
قَوْمٌ فَلَبَّغَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَخَطَبَ
فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ
الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَا أَعْلَمُهُمْ بِاللَّهِ
وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً. (متفق عليه) 7-79

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول محترم ﷺ
نے ایک کام کیا اور اس کی اجازت عنایت فرمائی۔ تو کچھ
لوگوں نے اس سے دور رہنا چاہا۔ جب آپ ﷺ کو یہ خبر
پہنچی آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد خطاب کرتے
ہوئے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ جو کام میں کرتا ہوں وہ
اس سے اجتناب کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں ان سب سے

زیادہ اللہ کے احکامات کو جاننے والا اور اس سے ڈرنے والا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ نَبِيُّ اللَّهِ
ﷺ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُؤْتِرُونَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا
تَصْنَعُونَ قَالُوا كُنَّا نَصْنَعُهُ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ
تَفْعَلُوا كَانَ خَيْرًا فَتَرَكُوهُ فَتَقَصَّتْ قَالِ فَذَكَّرُوا
ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ إِذَا أَمَرْتُكُمْ
بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ
بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ. (مسلم) 8-80

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی محترم
ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو لوگ کھجوروں کو پیوند لگاتے
تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ صحابہ رضی
اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ایسا کرنا ہماری ضرورت ہے۔ فرمایا اگر
تم ایسا نہ کرو تو شاید اس کا بہتر نتیجہ برآمد ہو صحابہ رضی اللہ عنہم نے
پیوند کاری چھوڑ دی جس کی وجہ سے پھل میں کمی واقع ہوئی لوگوں
نے اس کی کا آپ ﷺ سے ذکر کیا تب آپ ﷺ

نے فرمایا میں بھی ایک انسان ہوں جب دین کے بارے میں تمہیں حکم دوں تو اسے قبول کرو۔ جب اپنی ذاتی رائے سے تمہیں حکم دوں تو میں ایک انسان ہوں۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بَعِثَنِي وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالْجَاءَ النِّجَاءَ فَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهِ فَادَّخَلُوا فَانْطَلَقُوا عَلَىٰ مَهْلِهِمْ فَفَجَّوْا وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ فَاصْبَحُوا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَنَحَهُمْ فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ. (متفق عليه) 9-81

ابو موسیٰ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رسول اللہ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ میری اور جو اللہ نے مجھ دین دے کر بھیجا اس کی مثال ایسے شخص کی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی طرف بھیجا اور وہ آکر اپنی قوم کو کہتا ہے یقیناً میں ایک فوج اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں بلاشبہ میں اس فوج سے بچنے کا واضح طور پر انتباہ کرتا ہوں۔ بچ جاؤ بچ جاؤ۔ اس کی قوم کے ایک حصہ نے اس بات کو قبول کیا اور وہ اسی وقت پناہ گاہ کی طرف نکلے اور انہوں نے نجات پائی۔ جنہوں نے اسے جھٹلایا اور وہ صبح تک اپنے گھروں میں ٹھہرے رہے دشمن نے صبح کے وقت ان پر حملہ کر کے انہیں موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے تھے

نہیں کر دیا۔ بس یہ (پہلی) مثال میری اطاعت اور میرے دین کی تصدیق کرنے والے کی ہے اور دوسری مثال اس کی ہے جس نے میری نافرمانی کی اور میرے لائے ہوئے حق کو جھٹلادیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَثَلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَّاشُ وَهْلَهُ الدُّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا وَجَعَلَ يَحْجِزُهُنَّ وَيَغْلِبُنَّهُ فَيَتَّقِمْنَ فِيهَا فَأَنَا أَخَذْتُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَأَنْتُمْ تَقَحُّمُونَ فِيهَا هَذِهِ رِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوُهَا وَقَالَ فِي أُخْرَاهَا قَالَ فَذَلِكَ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ أَنَا أَخَذْتُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ هَلُمُّ عَنِ النَّارِ هَلُمُّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُونِي تَقَحُّمُونَ فِيهَا. (متفق عليه) 10-82

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا میری مثال آگ روشن کرنے والے شخص کی طرح ہے جب اس کا ارد گرد روشن ہو گیا۔ آگ پر فریفتہ ہونے والے کیڑے پتنگے آکر اس میں گرنے لگے۔ آگ جلانے والے نے انہیں بچانے کی کوشش کی لیکن وہ اس سے بے قابو ہو کر گرتے رہے بس میں بھی تم کو آگ سے بچانے کے لئے تمہیں پیچھے سے پکڑتا ہوں لیکن تم ہو کہ اس میں گر رہے ہو۔ یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم میں بھی اسی طرح ہے اس کے آخر میں فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال ایسے ہے کہ میں تمہیں پیچھے سے پکڑ کر آگ سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں! میری طرف آؤ اور آگ سے بچو، لوگو! آگ کی بجائے میری طرف آؤ۔ لیکن تم مجھ پر غالب آ کر آگ میں گرے جا رہے ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتْ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَّا وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللَّهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا وَأَصَابَ مِنْهَا طَائِفَةٌ أُخْرَى إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَاءً فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقَهُ فِي دِينِ اللَّهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلِمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ. (متفق عليه) 83-11

حضرت ابو موسی رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس علم اور ہدایت کے ساتھ مجھے بھیجا ہے اس کی مثال زمین پر مسلسل برسنے والی بارش کی طرح ہے جو زمین کا قطعہ اچھا تھا اس نے اسے قبول کیا۔ اس نے گھاس اور سبزے کو خوب اگایا۔ دوسری زمین سخت تھی پانی جذب ہونے کی بجائے اس پر کھڑا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ لوگوں نے خود پانی پیا اور جانوروں کو پلایا اور پھر اس سے کھیتی باڑی کی جبکہ۔ تیسرا زمین کا ٹکڑا چٹیل میدان تھا نہ اس نے پانی جذب کیا اور نہ ہی پانی اس کے اوپر ٹھہرا۔ اللہ تعالیٰ نے جو دین دے کر مجھے مبعوث فرمایا اس دین کی فہم حاصل کرنے والے اور اس سے نفع اٹھانے والے کی مثال ایسے ہے کہ اس نے علم سے فائدہ

اٹھایا خود سیکھا اور لوگوں کو بھی تعلیم دی۔ دوسری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے بے پرواہی سے علم کی طرف توجہ نہ کی اور نہ ہی اس بات کو قبول کیا جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ تَلَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ وَقُرْءٌ إِلَى "وَمَا يَذْكُرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ" (پ ۳. رکوع ۹) قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا رَأَيْتَ وَعِنْدَ مُسْلِمٍ رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ سَمَّيَهُمُ اللَّهُ فَاخَذُواهُمْ. (متفق عليه) 84-12

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے اس آیت کی "هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ أُولُو الْأَلْبَابِ" (العمران پ ۳ رکوع ۹) تک تلاوت فرمائی اللہ وہ ذات ہے جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل کی اس میں کچھ آیات محکم ہیں اور کچھ متشابہ۔۔۔ الخ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو (مسلم میں ہے کہ) جو متشابہ آیات کے پیچھے پڑتے ہیں تو سمجھ لو اس آیت میں وہی لوگ

مراد ہیں۔ چنانچہ جن کا اللہ نے نام لیا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں سے اجتناب ہی کرنا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ هَجَرْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا قَالَ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر

ہوا۔ اچانک نبی کریم ﷺ نے دو آدمیوں کو ایک آیت کے بارے میں اختلاف کرتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ کا چہرہ غصے سے بھرا ہوا تھا تو فرمایا تم سے پہلے لوگ اس لئے تباہ و برباد

ہوئے کہ وہ اللہ کی کتاب میں اختلاف کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس آیت میں یہ اصول بیان ہوا کہ قرآن مجید میں دو قسم کی آیات اور احکامات ہیں۔ کچھ آیات کی حیثیت مرکز کی ہے۔ اور باقی آیات انکے تابع اور انکی تشریح کے طور پر ہیں۔ اس لئے اصول اور معنی کے لحاظ سے مرکزی آیات کو سامنے رکھنا چاہیے۔ اگر ان کے مفہوم سے الگ ہو کر دوسری آیات کی تشریح کی جائے گی تو قرآن کے معنی میں تضاد پیدا ہوگا جس سے لوگوں کے بھٹکنے کا اندیشہ ہے علماء سوا اپنی مطلب براری کیلئے تفسیر کا غلط اسلوب اختیار کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے دنیا کو قانون کی تشریح کرنے کا یہ بنیادی اصول سمجھایا کہ بنیادی اصولوں کو سامنے رکھ کر دوسری شقوں کی تشریح کرنی چاہیے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرِّمْ عَلَى النَّاسِ فَحَرَّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ. (متفق عليه) 14-86

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جو ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے جس کو لوگوں پر حرام قرار نہیں دیا گیا تھا لیکن اس کے سوال کی وجہ سے اس چیز کو حرام قرار دے دیا گیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

امت کی اکثریت دین براہ راست سمجھنے کی بجائے۔ علماء سے حاصل کرتی ہے۔ اس لیے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ عوام الناس کو علماء سواور علمائے حق کی پہچان حاصل ہو۔ لوگ جس قدر علمائے حق کے قریب ہوں گے اور ان کو پہچانیں گے اتنا ہی دین حق کو اختیار کریں گے۔ دین اور امت میں جتنا بھی بگاڑ پیدا ہوا ہے اور ہوگا اس کی وجہ پیشہ ور اور جاہل علماء کا کردار ہے۔ اس فرمان میں تلقین فرمائی جا رہی ہے کہ ایسے علماء سے ہر صورت بچنا چاہیے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانے میں مکار اور جھوٹے لوگ تمہارے پاس

يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ
وَلَا آبَاؤُكُمْ فَايَاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا
يَفْتِنُونَكُمْ (رواه مسلم) 15-87

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَأُونَ التَّوْرَةَ
بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ
وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ وَقُولُوا "أَمَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا"
"الآيَةِ (پ ارکوع ۱۴) (بخاری) 16-88

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ .
(مسلم) 17-89

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ فِي أُمَّتِهِ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ
فِي أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ
وَيَقْعُدُونَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ
خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا
يُؤْمَرُونَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ
جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ
بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ
الْإِيمَانِ حَبَّةٌ خَرْدَلٍ . (مسلم) 18-90

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ
مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا

ایسی احادیث بیان کریں گے جو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد
نے نہیں سنی ہوں گی۔ تم اپنے آپ کو ان سے دور رکھو۔ تاکہ وہ
تمہیں گمراہی اور کسی فتنے میں مبتلا نہ کر دیں۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں اہل کتاب عبرانی
زبان میں تورات پڑھتے اور عربی میں اس کی مسلمانوں کے
سامنے تفسیر کیا کرتے تھے۔ رسول معظم ﷺ نے ہدایت
فرمائی کہ اہل کتاب کی تصدیق اور تردید نہ کیا کرو بلکہ فقط اتنا
کہو کہ ”ہم اللہ اور جو ہماری طرف نازل کیا ہے اس پر ایمان
رکھتے ہیں۔“ (البقرہ ۲۔ پ ارکوع ۱۶) (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ
نے فرمایا آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ
سنی سنائی بات کو آگے بیان کرنا چلا جائے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ذکر
کرتے ہیں کہ مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء بھیجے ان
کی امت میں ان کے خاص مددگار ہوا کرتے تھے جو اس نبی
کے طریقے پر گامزن رہتے اور اس کا حکم مانتے اور پھر ان کے
بعد تالاق لوگ آئے وہ جو کچھ کہتے تھے اس پر خود عمل نہیں
کرتے تھے بلکہ ایسے کام کرتے جن کی انہیں اجازت نہیں تھی
جس نے ایسے لوگوں کو ہاتھ سے روکا وہ مومن ہے اور ان کو
زبان سے روکنے والا ایمان دار ہوگا حتیٰ کہ ان کو دل سے برا
جاننے والا بھی مومن ہے۔ اس کے بعد رائی کے دانے کے
برابر بھی ایمان نہیں۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول معظم ﷺ کا فرمان نقل کرتے
ہیں کہ خیر کی دعوت دینے والے کو اس پر عمل کرنے والے
کے برابر ثواب ملے گا جبکہ ان لوگوں کے اجر میں کوئی کمی

وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ
 الْإِثْمِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثِمِهِمْ شَيْئًا.
 واقع نہیں ہوگی اور جس نے برائی کا پرچار کیا وہ اس پر عمل
 کرنے والے کے برابر گنہگار ہوگا۔ اس سے ان کے
 گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (مسلم)

﴿مسلم﴾ 19-91

فہم الحدیث

یہ ثواب ایسے داعی کو ملے گا جو خود بھی عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے عامل داعی کی مثال پیچھے گزر چکی ہے۔ جو داعی خود عمل نہیں کرتا
 اسے کوئی اجر نہیں ملے گا؟ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گدھے کی مانند ہے اور قیامت کے دن اسے ذلت آمیز عذاب میں مبتلا
 کیا جائے گا۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَدَأُ الْإِسْلَامُ
 غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ .
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول معظم ﷺ کے اس فرمان کے
 راوی ہیں کہ اسلام کی ابتدا غربت سے ہوئی ہے۔ غنقریب
 غربت کی طرف پلٹ جائے گا۔ غریب لوگوں کے لئے یہ
 خوشی کا پیغام ہے۔ (مسلم)

(مسلم) 20-92

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْإِيمَانَ
 لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى
 جُحْرِهَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 21-93
 آپ ﷺ کے اس فرمان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے
 ہیں کہ بالآخر ایمان مدینے کی طرف لوٹ آئے گا جس طرح
 سانپ اپنے بل کی طرف پلٹ آتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ دین میں نئی بات ایجاد کرنا بدعت ہے۔ ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی جہنم میں دھکیلنے والی ہے۔
- ۲۔ قرآن کی تشریح اس کے بنیادی اصولوں اور نظریہ کو سامنے رکھتے ہوئے کرنی چاہیے۔
- ۳۔ بلا تحقیق سنی سنائی بات آگے بیان کرنا جھوٹ کی اشاعت کرنا ہے۔
- ۴۔ جاہل اور بدعتی علماء سے اجتناب کرنے کا حکم ہے۔
- ۵۔ خیر کی دعوت دینے والے کو عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا جب کہ اس پر عمل کرنے والے کے اجر میں کمی واقع نہیں ہوگی۔
- ۶۔ برائی پھیلانے والا برائی پر عمل کرنے والے کے گناہ میں شریک سمجھا جائے گا الا یہ کہ وہ توبہ کرے۔



کِتَابُ الْعِلْمِ

علم کی عظمت و فضیلت

علم وہ نعمت ہے جس سے ایک انسان ہی نہیں بلکہ حیوان بھی اپنی جنس میں ممتاز ہو جاتا ہے جیسا کہ کتے کی مثال ہے کہ اگر برتن چاٹ جائے تو اسے سات دفعہ دھونا ضروری قرار دیا گیا ہے لیکن اگر کتا سدھایا ہوا ہو تو اس کا پکڑا ہوا شکار حلال ہوتا ہے۔ بے شک انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن تعلیم کے بغیر اندھا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا پہلا شرف علم ہی تھا جس کی وجہ سے انہوں نے ملائکہ پر برتری حاصل کی تھی۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت کا آغاز ہی اقرأ سے ہوا ہے۔ اس لئے آپؐ نے اپنی امت کو زیورِ علم سے آراستہ کرنے کے لئے خصوصی توجہ فرمائی اور ان پڑھ قوم میں وہ علمی تحریک پیدا فرمائی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو اپنے بنیادی فرائض سے غافل اور ناواقف ہو۔ بے شک علوم میں سب سے اعلیٰ اور دنیا و آخرت میں مفید ترین علم قرآن و سنت کا علم ہے لیکن قرآن و حدیث میں ہر اس علم کی حوصلہ افزائی پائی جاتی ہے جس سے انسانیت کو فائدہ پہنچے اس لیے آپ ﷺ علم میں اضافے کے لئے دعا کیا کرتے تھے ”رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا“ ”اے رب! میرے علم میں اضافہ فرما“ اور امت کو ہدایت فرمائی کہ اگر کسی کو قرآن و سنت کا ایک فرمان بھی یاد ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ اسے آگے پہنچائے گویا کہ قیامت تک یہ تحریک جاری رہے اور اس طرح دیے سے دیا جلتا رہنا چاہیے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا میری طرف سے لوگوں کو پہنچاؤ چاہے ایک ہی آیت ہو۔ بنی اسرائیل کے سچے واقعات بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ کی نسبت کی اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا (بخاری)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَى مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .

﴿بخاری﴾ 1-94

حضرت سمرہ بن جندبؓ اور مغیرہ بن شعبہؓ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جس نے میری طرف سے کوئی حدیث بیان کی اور وہ جانتا بھی ہے کہ یہ جھوٹ ہے ایسا شخص جھوٹے لوگوں میں سے ایک ہے۔ (مسلم)

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ ﷺ وَالْمَغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ ﷺ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ .

﴿مسلم﴾ 2-95

حضرت معاویہؓ رسول اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس شخص کے

عَنْ مُعَاوِيَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا

فرماتے ہیں میں تسیم کرنے والا اور اللہ مجھے عنایت فرمانے والا ہے (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَّهُوا (مسلم) 4-97

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا لوگ کان کی طرح ہیں جس طرح سونے چاندی کی کان ہوتی ہے۔ دور جہالت میں جو بہتر تھے وہ اسلام میں بھی معزز ہوں گے لیکن جب وہ دین کو سمجھ لیں۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي الثَّيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَةٍ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا. (متفق علیہ) 5-98

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال عنایت فرمایا اور اسے نیکی کے کاموں پر خرچ کرنے کی توفیق دی۔ دوسرا جس کو اللہ تعالیٰ نے دانشمندی عطا کی وہ اس کی روشنی میں فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ أَلَمِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ. (مسلم) 6-99

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول محترم ﷺ کا ارشاد ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی کے فوت ہونے سے اس کے عمل کا تسلسل ختم ہو جاتا ہے۔ مگر ان تین چیزوں کے علاوہ ۱: صدقہ جاریہ۔ ۲: ایسا علم جس سے لوگ مستفید ہوتے رہیں۔ ۳: نیک اولاد جو اس کے لیے دعائیں کرتی رہے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ نَفَسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ الدُّنْيَا نَفَسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسِّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول کریم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جس نے کسی مومن کو دنیا کی پریشانی سے نجات دلائی اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت سے نجات بخشیں گے۔ جس نے کسی تنگ دست کے لیے آسانی پیدا کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا و آخرت میں آسانی پیدا فرمائے گا جو کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی مدد فرماتا ہے جب تک

اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِّنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَادَرُسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمْ الرَّحْمَةُ وَخَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ. (مسلم) 7-100

انسان اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہے۔ جو حصول علم کے لیے سفر اختیار کرتا ہے رب کریم اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کرتے ہیں۔ جب بھی لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر یعنی مسجد میں جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت اور آپس میں تعلیم کا سلسلہ جاری کرتے ہیں تو ان پر سکون اور اللہ کی رحمت سایہ فلک ہوتی ہے اور ملائکہ انہیں اپنے گھرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے مقرب فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتے ہیں جو اپنے کردار کی وجہ سے پیچھے رہ گیا اس کا حسب نسب اُس کو آگے نہیں کر سکے گا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَىٰ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ رَجُلٌ اسْتَشْهَدَ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَةً فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتَشْهَدْتُ قَالَ كَذَبْتُ وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ جَرِي فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَةً فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ قَالَ كَذَبْتُ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ إِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْأَمْوَالِ كُلِّهَا فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَةً فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتُ وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے شہید کے خلاف فیصلہ دیا جائے گا۔ جب اللہ کے حضور اسے پیش کیا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنے انعامات یاد کروائیں گے وہ اس کا اعتراف کرے گا ارشاد ہوگا۔ پھر تو نے کیا عمل کیا تھا؟ وہ کہے گا الہی میں تیرے لیے لڑتا رہا یہاں تک کہ کٹ مرا۔ حکم ہوگا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو اس لیے جہاد کیا کرتا تھا کہ تیری بہادری کے چرچے ہوں چنانچہ تجھے ایسا کہہ دیا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے پھر ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے علم حاصل کیا اور لوگوں کو پڑھایا اور خود بھی قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتا تھا اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کی یاد دہانی کروائینگے وہ اقرار کرے گا پھر اللہ فرمائیں گے تو نے کیا عمل کیا؟ کہے گا میں نے علم سیکھا، پھر اسے دوسرے لوگوں کو سکھایا اور قرآن کی تلاوت کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو نے علم اس لیے سیکھا کہ تجھے عالم گردانا جائے تو تلاوت قرآن بھی اس لیے کرتا تھا کہ تجھے قاری سمجھا جائے۔ وہ شہرت تو تجھے مل چکی۔ پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا اسے پیشانی کے بل کھینچ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا پھر تیسرا آدمی لایا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ نے کشادگی اور ہر قسم کے وسائل عطا فرمائے اسے بلا کر

بھی ان کا اقرار کرے گا ارشاد ہوگا پھر تو نے کیا اعمال کیے؟ وہ کہے گا میں نے کوئی ایسی جگہ نہیں چھوڑی جہاں تیرے دیے ہوئے مال کو خرچ نہ کیا ہو۔ حکم ہوگا کہ تو جھوٹ بول رہا ہے تو نے تو سخی ہونے کی شہرت حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کیا۔ لوگ تجھے فیاض سمجھتے تھے پھر اس کو بھی اُلٹے منہ جہنم میں دھکیل دیا جائے گا (مسلم)

نمود و نمائش اس قدر بدترین عمل ہے کہ ریاکاری کے کروڑوں صدقات مجاہد کے جہادی معرکے اور عالم کے علمی کارنامے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مسترد کر دیے جائیں گے۔ ریاکار شخص یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرنے کی بجائے اپنی شہرت، نیک نامی اور لوگوں کو خوش کرنے کے لیے کرتا ہے اس میں شہرت اور نمائش کے ساتھ جلد بازی کا جذبہ بھی کارفرما ہوتا ہے کیونکہ وہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اجر حاصل کرنے کے بجائے فکری طور پر لوگوں سے جلد داد لینے کا خواہاں ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے قیامت کے دن ایسے لوگوں کو سب سے پہلے حساب و کتاب سے فارغ کر کے جلد سزا دی جائے گی۔ ایسے لوگوں کا حقیقتاً اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر لوگوں کی خوشی کو مقدم اور آخرت کی بجائے دنیا میں ہی داد کے طالب ہوتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو بیان کیا تو دوسرا مرتبہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور بڑی مشکل کے بعد اس حدیث کو بیان فرما سکے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوگوں کے سینوں سے علم ختم نہیں کرے گا لیکن علماء کے فوت ہونے سے علم ختم ہوگا یہاں تک کہ جب حقیقی عالم نہیں رہیں گے تو جو لوگ جاہلوں کو بڑے عالم سمجھ کر مسائل پوچھیں گے وہ علم کے بغیر فتویٰ دیں گے جس طرح خود گمراہ ہوں گے اسی طرح لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بَقْبِضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا. (متفق عليه) 9-102

حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات لوگوں کو درس دیا کرتے تھے انہیں ایک آدمی نے کہا اے ابو عبد الرحمن! کاش آپ ہر روز ہمیں وعظ و نصیحت کیا کریں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے لیے کوئی رکاوٹ نہیں سوائے اس کے کہ میں تمہیں مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ میں اس لیے ناغہ کرتا ہوں

وَعَنْ شَقِيقٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ ﷺ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيسٍ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ ﷺ لَوِ دِدْتُ أَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا فِي كُلِّ يَوْمٍ قَالَ أَمَا إِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْ ذَلِكَ آتِي أَكْرَهُ أَنْ أَمْلِكُكُمْ وَأَتِي أَخْوَلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ رَسُولُ

اللَّهُ ﷻ يَتَخَوُّنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّامَةِ عَلَيْنَا. کیونکہ رسول محترم ﷺ ہماری اکتاہٹ کا خیال کرتے ہوئے خطاب کیا کرتے تھے (بخاری و مسلم)

(متفق علیہ) 10-103

فہم الحدیث

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو وعظ و خطاب کرنے میں اعتدال ہونا چاہیے لوگ اکتانے کے بجائے خود چاہت محسوس کریں۔ مشاہدہ یہ ہے کہ زیادہ تقریریں نہ صرف لوگ عادت کے طور پر سنتے ہیں بلکہ ہر روز تقریر کرنے والے مقرر بھی عمل میں کمزور ہو جاتے ہیں پھر خطیب کے لئے یہ بھی سبق ہے کہ وہ ایک دو آدمیوں کے کہنے پر یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ سب لوگ ہی لمبی اور ہر روز تقریر سننا چاہتے ہیں۔ اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس ایک آدمی کے مطالبہ کو درخور اعتنا نہیں سمجھا۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتَّى تَفْهَمَ عَنْهُ وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَامٌ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا. حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے خطاب میں بعض باتوں کو تین دفعہ دہرایا کرتے تھے تاکہ آپ کی بات اچھی طرح سمجھ میں آجائے اسی طرح جب آپ ﷺ لوگوں کے پاس جاتے تو تین بار سلام کہا کرتے

(بخاری) 11-104

تھے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

تین بار بات دہرانے کا معنی یہ ہے کہ جس بات کو زیادہ اہم سمجھتے اسے تکرار کے ساتھ بیان فرماتے۔ اسی طرح جب کسی کے ہاں تشریف لے جاتے تو دروازے سے باہر سلام کہتے اگر گھر والا آپ ﷺ کی آواز نہ سن پاتا تو تین مرتبہ سلام کہنے کے بعد واپس تشریف لے جاتے تھے۔ اگر کسی کا گھر بڑا ہو تو دور سے سلام کہنے کی بجائے دروازہ کھٹکھٹایا جاسکتا ہے۔

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّهُ أَبْدَعَ بِي فَأَحْمِلْنِي فَقَالَ مَا عِنْدِي فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا أَدُلُّهُ عَلَى مَنْ يُحْمِلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ. حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ میری سواری چلنے کے قابل نہیں رہی آپ میرے لئے سواری کا انتظام فرمائیں ارشاد ہوا کہ میرے پاس سواری کا انتظام نہیں ایک آدمی نے آپ ﷺ سے عرض کیا میں ایسے شخص کی نشان دہی کرتا ہوں جو اس کی سواری کا انتظام

(مسلم) 12-105

کرے گا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا جو نیکی کی رہنمائی کرتا ہے اسے نیکی کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِي صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَهُ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النَّمَارِ أَوْ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرٍّ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرٍّ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَمَّا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِأَلَا فَاذَنْ وَأَقَامَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا" (النساء: ۱۲ع) وَالْآيَةُ الَّتِي فِي الْحَشْرِ اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْتَظِرْ نَفْسٌ مَّا قَدَمْتُ لِغَدٍ (الحشر: ۲۸ع ۶) تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوْبِهِ مِنْ صَاعِ بُرِّهِ مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ حَتَّى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بَصُرَةً كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجُزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمِينَ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ. (مسلم) 106-13

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم دن کی ابتداء میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ کچھ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے جن کے لباس پھٹے ہوئے تھے اور کچھ نے اون کی دھاری دار چادریں اورھی اور اپنے ساتھ تلواریں لٹکائی ہوئی تھیں ان کا مضربیلہ کے ساتھ تعلق تھا ان کی پسماندگی دیکھ کر رسول کریم ﷺ کا چہرہ غمزہ ہو گیا۔ آپ ﷺ اپنے گھر میں داخل ہو کر جلد واپس آئے۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم دیا۔ نماز پڑھنے کے بعد آپ ﷺ نے ان الفاظ کے ساتھ خطاب فرمایا "اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی نفس سے بہت مرد و عورتیں دنیا میں پھیلا دیے۔ اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگہبان ہے۔" (پ ۴ النساء۔ رکوع ۱۲ع) "اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ یقیناً تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔" (حشر کی آیت ۱۸ پ ۲۸) یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا صدقہ کرو چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ لوگ درہم، دینا، ر، کپڑے گندم کھجوریں لائے ایک انصاری درہم سے بھری ہوئی تھیلی بڑی مشکل سے اٹھائے ہوئے لایا۔ اس طرح کپڑے کھجوریں دینے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ تھوڑی دیر میں آپ ﷺ کے سامنے خورد و نوش اور کپڑوں کے دو ڈھیر جمع ہو گئے۔ میں نے دیکھا رسول کریم ﷺ کا چہرہ مبارک

سونے کی طرح متملک رہا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اسلام میں نیکی کی ابتدا کی لوگ جب تک اس پر عمل کرتے رہیں گے اسے اس کا اپنا اور دوسروں کا بھی ثواب ملتا رہے گا۔ جبکہ لوگوں کے اجر میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اور جس نے اسلام میں کسی برے کام کی بنیاد رکھی اس کو اپنا بھی اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی برابر گناہ ہوتا رہے گا۔ جبکہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ (مسلم)

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دِمَهِهَا لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 14-107

الفصل الثالث

عَنْ عِكْرَمَةَ مَرْحَمَةَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ حَدَّثَ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلَا تَمِلُ النَّاسَ هَذَا الْقُرْآنَ وَلَا الْفَيْنِكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِّنْ حَدِيثِهِمْ فَتَقْصُ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيثَهُمْ فَتَعْمَلُهُمْ وَلَكِنْ أَنْصِتْ فَإِذَا أَمْرُوكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهَوْنَ وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ فَإِنِّي عَهْدْتُ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَصْحَابُهُ لَا يَفْعَلُونَ ذَلِكَ. (بخاری) 15-108

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی کوئی شخص ناحق قتل کرتا ہے تو اس قتل کا گناہ حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے کو بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ پہلا قاتل ہے جس نے یہ کام کیا (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ لوگوں کو ہفتہ میں ایک مرتبہ وعظ کیا کرو۔ اگر تم نہیں مانتے تو دو مرتبہ اگر آپ زیادہ مرتبہ کرنا چاہتے ہیں تو تین دن سے زیادہ نہیں کرنا چاہیے۔ قرآن مجید سے لوگوں میں اکتاہٹ پیدا نہ کرو۔ لوگوں کو اس وقت تقریر نہ سناؤ جب وہ اپنی گفتگو میں مصروف ہوں۔ تمہارے خطاب کی وجہ سے ان کی گفتگو قطع ہوگی اور وہ بے زاری محسوس کریں گے۔ اس صورت میں تمہیں چپ رہنا چاہئے۔ جب وہ تجھ سے تقریر کی فرمائش کریں تو انہیں نصیحت کرو چیتک کہ وہ اکتاہٹ محسوس نہ کریں۔ دعا میں

پر تکلف مستحج جملوں سے اجتناب کرو کیونکہ میں نے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ اصحاب کو دیکھا ہے وہ تکلف نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَائِنِ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَشِّئْهُ فِيكُمْ وَأَمَّا الْآخَرُ فَلَوْ بَشِّئْهُ قُطِعَ هَذَا الْبَلْعُومُ يَعْنِي مَجْرَى الطَّعَامِ. (بخاری) 16-109

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو قسم کا علم حاصل کیا ہے ایک کو میں نے تمہارے سامنے بیان کر دیا۔ اگر میں دوسرے علم کو بیان کروں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے جس سے کھانا کھایا جاتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ اللَّهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ تَقُولَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اللَّهُ أَعْلَمُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ. (متفق)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ اے لوگو! جس کے پاس علم ہے اسے آگے بیان کرنا چاہیے جو نہیں جانتا اسے صرف یہ کہنا چاہیے اللہ بہتر جانتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی علم ہے کہ آدمی علم نہ ہونے کا اعتراف کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرمایا ہے ان لوگوں کو فرما دیجئے

کہ میں نبوت کے کام پر تم سے اجر طلب نہیں کرتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں سے ہوں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے یہ علم دین ہے اس کے بارے میں اچھی طرح غور کر لیا کرو کہ تم کن لوگوں سے دین حاصل کر رہے ہو (مسلم)

عَنْ بَنِ سَيْرِينَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ.

(مسلم) 18-111

حضرت حذیفہ ؓ کہا کرتے تھے اے قرآن پڑھنے والو مضبوطی سے اس کے ساتھ وابستہ رہو۔ تم بہت آگے ہو۔ اگر تم دائیں بائیں ہو گئے تو دور تک بھٹک جاؤ گے۔ (بخاری)

عَنْ حُذَيْفَةَ ؓ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَاءِ اسْتَقِيمُوا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيدًا وَإِنْ أَخَذْتُمْ يَمِينًا وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا.

(بخاری) 19-112

فہم القول

حضرت حذیفہ ؓ اہل علم کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ تمہیں دین حنیف پر کاربند رہنا چاہیے۔ تم مرتبہ اور ذمہ داری کے حوالے سے لوگوں سے آگے یعنی پیشوا ہو۔ اگر تم میں کمزوریاں ہوں گی تو لامحالہ لوگ تمہاری طرف دیکھ کر وہی غلطیاں کریں گے لہذا تمہیں دین پر ثابت قدم رہنا اور عملی نمونہ پیش کرنا چاہیے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ غیر مسلم سے مفید بات سیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔
- ۲۔ بے بنیاد بات کو آگے پھیلانا جھوٹ کی اشاعت کرنا ہے۔
- ۳۔ مخیر اور عالم دین پر رشک کرنا جائز ہے۔
- ۴۔ آدمی کے فوت ہونے کے بعد بھی اس کو علمی خدمات، صدقہ جاریہ اور اولاد کی نیکی میں سے حصہ ملتا رہے گا۔
- ۵۔ قیامت کے دن اخلاص کے بغیر بڑی سے بڑی نیکی کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔



کِتَابُ الطَّهَارَةِ

طہارت کے مسائل

یہاں طہارت سے مراد وضو ہے جو نماز کے لئے فرض ہے۔ اس کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ رسول محترم ﷺ نے وضو کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ قرآن مجید نے نماز کے لئے بھی ایمان کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ تو رسول اکرم ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہوا کہ وضو آدھی نماز ہے۔ تجربہ اس حقیقت کا گواہ ہے کہ وضو کے بعد نماز کے بارے میں سستی دور ہونے کے ساتھ طبیعت میں آمادگی پیدا ہو جاتی ہے گویا کہ آدھی نماز کا اہتمام ہو چکا۔ بالخصوص سخت سردیوں میں تو نمازی وضو کے بعد بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ نماز کا آدھا عمل تو مکمل ہوا گناہوں کے لحاظ سے بھی وضو سے جسمانی گناہ معاف ہوتے اور نماز پڑھنے سے باقی روحانی اور جسمانی گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ پھر وضو طہارت کے اعتبار سے بھی غسل کے مترادف ہے اس لئے وضو نہایت احتیاط، اخلاص سے کرنا چاہیے جس کی بدولت قیامت کے دن وضو کے اعضاء روشن ہوں گے جس سے یہ امت تمام امتوں سے ممتاز اور نمایاں دکھائی دے گی۔ اور وضو اعضاء کا زیور بن جائے گا۔

الفصل الاول

پہلی فصل

حضرت ابو مالک اشعری رحمہ اللہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے، ”الحمد للہ“ کے الفاظ میزان کو بھر دیتے ہیں۔ ”سبحان اللہ“ اور ”الحمد للہ“ دونوں کلمے یا پھر ایک۔ ”الحمد للہ“ زمین و آسمان کو بھر دیتے ہیں نماز روشنی ہے، صدقہ دلیل ہے، صبر بھی روشنی ہے روشنی ہے قرآن مجید تیرے حق میں یا تیرے خلاف جُت ہے۔ صبح کو اٹھنے والا ہر شخص اپنے نفس کا سودا کیے ہوتا ہے چاہے تو آزادی حاصل کرے یا چاہے تو وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کرے اور تمہارے درجات بلند فرمائے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (۱) جب دل نہ چاہتا ہو اس وقت نماز کے لیے اچھی طرح وضو کرنا اکثر نماز کے لیے مسجد کی

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأَانِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوا فَبَايَعُ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوْبِقُهَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1-113

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَى إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَلِكَ لَكُمْ الرِّبَاطُ وَفِي حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ رَحِمَهُ

اللَّهُ عَلَيْهِ فَذَالِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَالِكُمُ الرِّبَاطُ رَدَّدَ طرف جانا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہی مَرَّتَيْنِ (رواہ مسلم) 2-114
 تمہاری چاؤنی ہے۔ حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ ذالکم الرباط دو مرتبہ ارشاد فرمائے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

وضو اور نفل پڑھنے کے بعد نماز فرض کے انتظار کے لحاظ کو رسول اللہ ﷺ نے رباط کا درجہ دیا ہے جبکہ قرآن مجید نے جہاد کی تیاری کو لفظ رباط کے ساتھ بیان فرمایا ہے، مشکل کے وقت وضو کرنا، گرمی اور سردی میں چل کر مسجد کی طرف جانا، نفل ادا کرنے کے بعد سکون و اطمینان کے ساتھ فرض نماز کا انتظار کرنا، آدمی کا اپنے جذبات اور آرام کے خلاف نفسیاتی جہاد ہے۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے ان مراحل کو رباط کا درجہ دیا ہے کیونکہ میدان کارزار میں اترنے سے پہلے مجاہد اپنے آپ کو جہادی معرکے کے لئے تیار اور اس کے لئے ضروریات فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح نمازی فرض نماز ادا کرنے سے پہلے مختلف مراحل سے گزرتا ہے۔ اور اپنے نفس کے خلاف جہاد کرتا ہے۔ گویا کہ وہ رباط میں ہے۔

وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ رَسُولِ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي ذِكْرِ كَرْتِهِ هِيَ كَرْتُهُمْ فِي رِبَاطِهِمْ
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ. (متفق عليه) 3-115

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محمد ﷺ نے فرمایا جس نے بہترین طریقے سے وضو کیا اس کے گناہ اس کے وجود سے جھڑ جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محمد ﷺ نے فرمایا جب کوئی مومن یا مسلمان وضو میں اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے اور آنکھوں کے گناہ جن کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوتا ہے پانی کے ساتھ یا آخری قطرے کے ساتھ ہی معاف ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب وہ ہاتھ دھوتا ہے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ گرنے کے ساتھ ہی اس کے ہاتھوں کی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں جس کو اس نے چھوا ہوتا ہے جب وہ پاؤں دھوتا ہے پانی کے ساتھ یا پانی کا آخری قطرہ گرنے کے ساتھ ہی انہیں گناہوں سے پاک کر دیا جاتا ہے۔ جن کے لیے

يَخْرُجُ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ. (مسلم) 4-116

اس کے پاؤں چلے ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا

مِنْ أَمْرِ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَوةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا لَا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يُوْتِ كَبِيرَةٌ وَ ذَلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ .

﴿مسلم﴾ 5-117

وَعَنْهُ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضَّمَضَ وَاسْتَنْشَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرَى ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ يَصَلِّي رَكَعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيهِمَا بِشَيْءٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ . (متفق عليه

ولفظه للبخاری) 6-118

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَ وَجْهِهِ إِلَّا وَجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ .

﴿مسلم﴾ 7-119

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَفِي رِوَايَةٍ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا لَفِئَتْ

فرمایا جب کسی مسلمان پر فرض نماز کا وقت آتا ہے وہ اچھی طرح وضو کرتا ہے۔ خشوع کے ساتھ نماز اچھی طرح ادا کرتا ہے تو وہ نماز اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ جب تک وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا اور یہ فائدہ اسے زندگی بھر حاصل ہوتا رہے گا۔ (مسلم)

حضرت عثمان ؓ نے ایک دن اس طرح وضو کیا کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا پھر کھلی کی اور ناک صاف کیا تین دفعہ چہرہ دھویا پھر دائیں ہاتھ کو کہنی تک تین مرتبہ اور بائیں ہاتھ کو تین دفعہ کہنی تک دھویا اپنے سر کا مسح فرمایا دائیں پاؤں کو تین بار اور پھر بائیں پاؤں کو تین مرتبہ دھونے کے بعد فرمایا کہ میں نے رسول محترم ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔ پھر فرماتے ہیں جس نے میرے وضو کی طرح وضو کیا اس کے بعد دو نفل ادا کئے اور نفلوں میں ادھر ادھر کے خیالات نہ آنے دیے اس کے پہلے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔)

حضرت عقبہ بن عامر ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑا ہو کر دو نفل ادا کرے اور نفلوں میں دل حاضر اور خضوع کا خیال رکھے تو اس کے لئے جنت لازم کر دی جاتی ہے۔ (مسلم)

حضرت عمر بن خطاب ؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ تم میں جو شخص اچھی طرح وضو کر کے پھر اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدَ رَسُولُ اللَّهِ پڑھتا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ یہ الفاظ ہیں اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ پڑھتا ہے تو اس کے لئے جنت

لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ.
(هَكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ) 8-120

کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں وہ جس سے
چاہے جنت میں داخل ہو۔ (اسی طرح ہی مسلم نے اپنی صحیح
میں روایت کیا ہے۔)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
إِنَّ أُمَّتِي يَدْعُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ
الْأَثَرِ الْوُضُوءِ فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ
غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ. ﴿متفق عليه﴾ 9-121

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان
کرتے ہیں کہ میری امت کو قیامت کے دن بلا یا جائے گا تو
ان کے چہرے ہاتھ اور پاؤں وضو کی وجہ سے چمک رہے
ہوں گے، جو تم میں اس کی طاقت رکھتا ہے اسے اپنے حسن کو
بڑھانا چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حسن بڑھانے کا مطلب یہ نہیں کہ وضو کرنے والا تین مرتبہ سے زیادہ وضو کے اعضاء دھوئے اس اضافے سے تو منع کیا گیا
ہے۔ چاہے آدمی نہر کے کنارے پر کیوں نہ بیٹھا ہو۔ آپ ﷺ کے فرمان کا یہ مقصد ہے کہ وضو نہایت اخلاص اور توجہ سے
کرنا چاہیے۔ اس کے بدلے رب کریم قیامت کے دن مومنوں کے اعضاء کو روشن اور چمکدار بنا دیں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ.
(مسلم) 10-122

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی آپ ﷺ کا بیان نقل کرتے
ہیں کہ مومن کو وضو کے اعضاء کے مطابق جنت کا زیور پہنایا
جائے گا۔ (مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ ایک
دن قبرستان میں تشریف لے گئے فرمایا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ
دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ
لَاحِقُونَ اے ایمان والو! تم پر سلام ہو ہم ان شاء اللہ
عنقریب تم سے ملنے والے ہیں۔ میری تمنا ہے کہ ہم اپنے
بھائیوں کی زیارت کریں ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول!
کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم
میرے ساتھی ہو۔ میری مراد وہ بھائی ہیں جو ہمارے بعد
آئیں گے۔ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ اپنی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى
الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ
وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ وَدِدْتُ أَنَا قَدْ
رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا قَالُوا أَوَلَسْنَا إِخْوَانَكَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا
الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ فَقَالُوا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ
يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ
يَا لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ
ظَهْرَيْنِ خَيْلٍ ذُهُمٍ بِهِمْ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ قَالُوا

بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ. (مسلم) 11-123

امت۔ بعد والے لوگوں کو کس طرح پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا اگر کسی شخص کے گھوڑے کی پیشانی اور چاروں پاؤں سفید ہوں کیا وہ بالکل سیاہ رنگ گھوڑوں میں

اسے پہچان نہیں سکتا؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا کہ بعد میں آنے والے لوگوں کے اعضا بھی وضو کی وجہ سے چمکتے ہوں گے میں حوض کوثر پر ان کا استقبال کروں گا۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔
- ۲۔ الحمد للہ کا کلمہ قیامت کے دن میزان کو بھر دے گا۔
- ۳۔ نفل پڑھ کر جماعت کا انتظار کرنا جہاد کرنے کے مترادف ہے۔
- ۴۔ وضو کے پانی سے انسان کے اعضاء ظاہری اور باطنی طور پر پاک ہو جاتے ہیں۔
- ۵۔ وضو کے اعضاء کم از کم ایک مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ تین تین مرتبہ دھونا سنت ہیں۔
- ۶۔ وضو کے بعد اخلاص دل کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھنے سے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔
- ۷۔ قیامت کے دن وضو کے اعضاء چمکتے ہوں گے جن کی وجہ سے آپ ﷺ اپنی امت کو پہچان سکیں گے۔
- ۸۔ ایک دوسرے کو وضو کا طریقہ سکھانا چاہیے۔
- ۹۔ قیامت کے دن قرآن اپنے ماننے والوں کیلئے نجات کی دلیل ہوگا۔
- ۱۰۔ نہ ماننے والوں کے خلاف قرآن گواہی دے گا۔
- ۱۱۔ کلمہ کے بعد وضو کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

الہی مجھے توبہ کرنے اور پاک رہنے والوں میں بنا دے۔



بَابُ مَا يُوجِبُ الْوُضُوءَ

وضو کو لازم کر دینے والے امور

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے وضو شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک وہ وضو نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ (مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے مذی کی تکلیف تھی اور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہونے کی وجہ سے آپ سے سوال کرنے میں شرم محسوس کرتا تھا۔ میں نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو کہا کہ وہ آپ سے اس کے بارے میں سوال کرے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ مَنْ أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ. (متفق علیہ) 1-124

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طَهْوٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ. (مسلم) 2-125

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَكُنْتُ أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم لِمَكَانِ ابْنَتِهِ فَأَمَرْتُ الْمُقَدَّادَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ. (متفق علیہ) 3-126

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا ایسا شخص استنجا کرے اور وضو کرے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آگ پر پکنے والی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا چاہیے۔ شیخ محی السنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے بعد منسوخ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کی دسی تناول فرمانے کے بعد نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا بکرے کا گوشت کھانے کے بعد ہمیں وضو کرنا چاہئے؟ فرمایا کہ اگر چاہو تو وضو کرو اگر تم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْأَجَلُ مُحْيِي السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ هَذَا مَنْسُوخٌ بِحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأَ (متفق علیہ) 4-127

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم اتَّوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ قَالَ إِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَتَوَضَّأْ قَالَ

اَتَوَضَّأَ مِنْ لُحُومِ الْاِبِلِ قَالَ نَعَمْ فَتَوَضَّأَ مِنْ لُحُومِ الْاِبِلِ قَالَ اَصَلَّيْ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَصَلَّيْ فِي مَبَارِكِ الْاِبِلِ قَالَ لَا. (مسلم) 5-128

نہیں چاہتے تو کوئی حرج نہیں۔ اسنے پھر پوچھا کیا ہم اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کریں؟ فرمایا ہاں اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا چاہئے۔ اس نے سوال کیا کیا میں بکریوں کے باڑے کی جگہ نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا پڑھ سکتے

ہو۔ وہ پھر پوچھتا ہے کیا مجھے اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لینی چاہئے؟ فرمایا ہرگز نہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخْرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا .

حضرت ابو ہریرہ ؓ آپ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں جب کوئی شخص اپنے پیٹ میں خلل محسوس کرے پھر اسے کوئی چیز خارج ہونے میں شک ہو وہ وضو کے لئے مسجد سے نہ نکلے جب تک وہ آواز یا بدبو محسوس نہ کرے۔ (مسلم)

(مسلم) 6-129

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ دَسْمًا. (متفق عليه) 7-130

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول محترم ﷺ نے دودھ پی کر کلی کی اور فرمایا یقیناً دودھ میں چکناہٹ ہوتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ بُرَيْدَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفَتْحِ بَوْضُوءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ ؓ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ فَقَالَ عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ ؓ. (مسلم) 8-131

حضرت بریدہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک وضو سے پانچ نمازیں ادا کیں اور اپنے موزوں پر مسح کیا تھا۔ حضرت عمر ؓ نے آپ سے عرض کیا آج آپ نے ایسا کام کیا ہے جو پہلے کبھی نہیں کیا۔ ارشاد ہوا اے عمر! میں نے اس طرح جان بوجھ کر کیا ہے۔ (مسلم)

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ ؓ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصُّهْبَاءِ وَهِيَ أَذْنَى خَيْبَرَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتِ إِلَّا بِالسُّوَيْقِ فَأَمَرَ بِهِ فَفَرَّيْ فَأَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَآكَلْنَا ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأَ. (بخاری) 9-132

حضرت سويد بن نعمان ؓ ذکر کرتے ہیں کہ میں رسول محترم ﷺ کے ساتھ خیبر کے قریب صہبا مقام پر گیا جو کہ خیبر کے قریب ترین جگہ ہے آپ ﷺ نے وہاں عصر کی نماز پڑھنے کے بعد سفر کا کھانا منگوایا جو کہ صرف ستوتھے حکم ہوا اسے پانی میں گھول دیا جائے۔ پھر آپ نے اور ہم نے ستونوش کئے اس کے بعد آپ ﷺ نے مغرب کی نماز ادا کی جس کے لئے وضو کرنے کی بجائے آپ نے اور ہم نے

صرف کلی کی۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أَشْهَدُ لَقَدْ كُنْتُ أَشْوِي لِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَطْنَ الشَّاةِ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. (مسلم) 10-133

حضرت ابی رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکری کے پیٹ کا گوشت پیش کیا آپ نے اسے کھانے کے بعد نماز ادا کی لیکن وضو نہیں کیا۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ ۲۔ وضو دائیں جانب سے شروع کرنا چاہیے۔ ۳۔ مذی ایک قسم کی بیماری ہے مادہ کے اخراج کی صورت میں غسل کی بجائے استنجا اور وضو کرنا چاہیے۔ جس عورت کو لیکوریا کی شکایت ہو وہ بھی غسل کی بجائے اسی طرح وضو کرے۔ ۴۔ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کا حکم ہے۔ ۵۔ دودھ پینے کے بعد کلی کرنا سنت ہے۔ ۶۔ محض شک کی وجہ سے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ ۷۔ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ ۸۔ موزوں اور جرابوں پر مسح کرنا سنت ہے۔ بشرطیکہ جرابیں اور موزے وضو کے بعد پہنے جائیں۔ پیشاب پاخانے کے بعد دوسرے اعضاء کا دھونا اور جرابوں پر مسح کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ ۹۔ مقیم پانچ نمازیں اور مسافر تین دن تک جرابوں پر مسح کر سکتا ہے۔

وضو کرنے کا طریقہ

- ۱۔ وضو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا۔
- ۲۔ مسواک کرنا۔
- ۳۔ دونوں ہاتھ دھونا۔
- ۴۔ یک بارگی یا الگ الگ کلی کرنا۔ پانی منہ اور ناک میں ڈالنے کے بعد ناک صاف کرنا۔
- ۵۔ چہرہ دھونا۔
- ۶۔ کہنیوں تک پہلے دایاں پھر بائیں بازو دھونا۔
- ۷۔ پیشانی سے دونوں ہاتھوں کو گدی تک برابر لے جا کر واپس پیشانی تک لا کر سر کا مسح کرنا۔
- ۸۔ اسی طرح تازہ یا انہی گیلے ہاتھوں سے کانوں میں انگوٹھے کے ساتھ والی انگلیاں ڈال کر انگوٹھے کانوں کے پیچھے پھیرنا۔
- ۹۔ پہلے دایاں پھر بائیں پاؤں ٹخنوں تک دھونا پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا یعنی اچھی طرح دھونا۔
- ۱۰۔ وضو کے اعضاء ایک دو اور تین مرتبہ دھونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اس سے زیادہ بار دھونا منع ہے۔



بَابُ آدَابِ الْخَلَاءِ

بیت الخلا کے مسائل

سرورِ دو عالم ﷺ کی تعلیمات کی وسعت و کشادگی اور ہمہ جہتی کا اندازہ کیجئے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو ابتدائی اور بنیادی تہذیب سے لے کر قوموں کی رہنمائی اور حکمرانی کے اصول و آداب سکھائے جس کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پورا شعور اور اعتراف تھا۔ ایک یہودی نے اعتراض کیا کہ تمہارے نبی (ﷺ) تو تمہیں پاخانہ بیٹھنے کے بارے میں بھی ہدایات دیتے ہیں۔ صحابی نے فرمایا کیوں نہیں ہمارے نبی ﷺ ہمیں بتلاتے ہیں کہ قضائے حاجت کے وقت جسم کو غلاظت سے بچاؤ پاخانے کے بعد استنجا کرو اور رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ اور منہ نہیں کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ ایک دوسرے کے سامنے ننگا ہونے سے بھی منع کرتے ہیں تاکہ مسلمان ظاہری طور پر ہی نہیں بلکہ حقیقی طور پر بھی پاک صاف ہو جائے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا بیت الخلا میں تمہیں قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ مشرق یا مغرب کی جانب رخ کر کے بیٹھا کرو۔ (بخاری و مسلم)

شیخ امام محی السنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا اطلاق کھلے میدان میں ہے اگر چار دیواری کے اندر ہو تو کوئی حرج نہیں اس لئے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت پر چڑھا میں نے دیکھا رسول معظم ﷺ قضائے حاجت کر رہے ہیں جبکہ آپ کی پیٹھ قبلہ کی طرف اور چہرہ ملک شام کی جانب تھا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحْيِي السُّنَنِ رَحِمَهُ اللَّهُ هَذَا الْحَدِيثُ فِي الصُّحُرَاءِ وَأَمَّا فِي الْبُنْيَانِ فَلَا بَأْسَ لِمَا رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ارْتَقَيْتُ فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا الْبَعْضُ حَاجَتِي فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْضِي حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرًا الْقِبْلَةَ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1-134

فہم الحدیث

اس حدیث میں قضائے حاجت کے لیے مشرق یا مغرب کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے کا حکم ہے یہ حکم مدینہ والوں کے لیے ہے کیونکہ مدینہ سے قبلہ جنوب کی طرف ہے

عَنْ سَلْمَانَ ۞ قَالَ نَهَانَا يَعْنِي رَسُولُ
اللَّهِ ۞ أَنْ نُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ
نُسْتَجِي بِالْيَمِينِ أَوْ أَنْ نُسْتَجِي بِأَقْلٍ مِنْ
ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ نُسْتَجِي بِرَجِيعٍ أَوْ
بِعَظْمٍ. (مسلم) 2-135

حضرت سلمان ۞ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ۞ نے (۱) پاخانہ یا پیشاب کی حالت میں قبلہ کی طرف منہ کرنے۔ (۲) دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے (۳) تین ڈھیلوں سے کم گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرنے سے ہمیں منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَنَسٍ ۞ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ۞ إِذَا
دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ
الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ. (متفق علیہ) 3-136

حضرت انس ۞ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ۞ بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھتے اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ اے اللہ! میں

خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری حفاظت طلب کرتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ
النَّبِيُّ ۞ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا
يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ
مِنَ الْبَوْلِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لَا يَسْتَنْزِلُهُ مِنَ
الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ
أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ
فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ
صَنَعْتَ هَذَا؟ فَقَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا
مَا لَمْ يَبْسَا. (متفق علیہ) 4-137

حضرت عبداللہ بن عباس ۞ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ۞ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور ان کو کسی بڑے کام کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا بلکہ ایک ان میں سے پیشاب کرتے ہوئے پردہ نہیں کرتا تھا اور مسلم کی روایت میں ہے یہ پیشاب کے قطروں سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ جبکہ دوسرا غیبت کرتا تھا۔ اس کے بعد آپ ۞ نے کھجور کی تازہ ٹہنی لے کر اس کے دو حصے کرتے ہوئے ہر ایک کو قبر کے اوپر گاڑ دیا۔ صحابہ ۞ نے پوچھا کہ اللہ کے رسول آپ نے ایسا کس لیے

کیا ہے؟ فرمایا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے عذاب کو ہلکا فرمادیں گے۔ جب تک یہ خشک نہ ہو جائیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

نبی کریم ۞ کا قبروں پر دو ٹہنیوں کو گاڑنا اللہ کی وحی کے مطابق تھا جیسا کہ آپ ۞ کو عذاب کی کیفیت اور اس کے اسباب سے آگاہ فرمایا گیا۔ جس کے لئے آپ ۞ نے ایسا کیا تھا۔ آپ کے اس عمل کو دلیل بناتے ہوئے اگر کوئی شخص قبر کے اوپر گھاس پودے یا پھول وغیرہ لگاتا ہے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اس عمل سے کسی صحابی نے ایسا استدلال نہیں کیا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۞ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ۞ حضرت ابو ہریرہ ۞ بیان کرتے ہیں رسول محترم ۞ نے

اتَّقُوا لِلْإِنْسَانِ قَالُوا وَمَا الْإِنْسَانُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ. (مسلم) 5-138

فرمایا کہ دو ملعون کاموں سے بچتے رہو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! لعنت والے وہ دو کام کون سے ہیں، فرمایا لوگوں کی راہ گزریا ان کے بیٹھنے والی سائے دار جگہوں پر پیشاب یا پاخانہ کرنا۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسُّ ذِكْرَهُ بِيَمِينِهِ. (متفق عليه) 6-139

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص پانی پیتے ہوئے برتن میں سانس نہ لے اور بیت الخلاء کے وقت اپنی شرم گاہ کو دایاں ہاتھ نہ لگائے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِرْهُ مِنْ اسْتَجْمَرَ فَلْيُؤْتِرْ. (متفق عليه) 7-140

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے اسے اچھی طرح ناک صاف کرنی چاہیے اور استنجا کے وقت طاق ڈھیلے استعمال کرنے چاہئیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ إِذَا وَءَ مِنْ مَاءٍ وَعَنْزَةٌ يَسْتَجِبِي بِالْمَاءِ. (متفق عليه) 8-141

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ قضاے حاجت کے لئے جاتے۔ میں یا کوئی غلام استنجا کے لئے پانی کا لوٹا اور برچی ساتھ لے جاتا۔ آپ ﷺ پانی کے ساتھ استنجا فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

برچی زمین نرم کرنے کیلئے تاکہ پیشاب کے قطرے کپڑوں پر نہ پڑیں یا پانی کے ساتھ ڈھیلے استعمال کرنے کیلئے تھی۔

دوسری فصل

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے صحیح ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ قوم کے کوڑا خانہ کے پاس گئے وہاں آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثانی
عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا (متفق عليه) 9-142

تیسری فصل

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بعض مشرکوں نے مذاق کے طور پر کہا تمہارا نبی تمہیں استنجا کرنے کا طریقہ بھی

الفصل الثالث
عَنْ سَلْمَانَ ﷺ قَالَ قَالَ بَعْضُ الْمُشْرِكِينَ وَهُوَ يَسْتَهْزِئُ إِنِّي لَأَرَى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ

حَتَّى الْخَرَاءَ قُلْتُ أَجَلَ أَمْرَنَا أَنْ لَا نَسْتَقْبِلَ
الْقِبْلَةَ وَلَا نَسْتَجِبَ بِأَيْمَانِنَا وَلَا نَكْتَفِيَ بِدُونِ
ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ وَلَا عَظْمٌ.
(رواہ مسلم) 10-143

بتلاتا ہے؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں کہ آپ ﷺ ہمیں
حکم دیتے ہیں کہ قبلہ کی طرف منہ اور دائیں ہاتھ سے استنجا
اور تین ڈھیلوں سے کم ڈھیلے گوبر اور ہڈی استنجا کے لیے
استعمال نہ کریں۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ اور منہ نہیں ہونا چاہیے۔
- ۲۔ مجبوری کے عالم میں پردے میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا جائز ہے۔
- ۳۔ استنجا دائیں ہاتھ کے بجائے بائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے۔
- ۴۔ پیشاب کے قطروں سے نہ بچنے والوں کو عذاب ہوگا۔
- ۵۔ قضائے حاجت سے پہلے ”اللَّهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُکَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ“ اور بعد میں ”غُفْرَانُکَ“ پڑھنا چاہیے۔
- ۶۔ گوبر یا ہڈی سے استنجا نہیں کرنا چاہیے۔
- ۷۔ راہ گزریا بیٹھنے کی جگہ پر پاخانہ پیشاب نہ کیا جائے۔
- ۸۔ پانی پیتے وقت برتن میں پھونک نہیں مارنی چاہیے۔
- ۹۔ استنجا کرتے ہوئے طاق ڈھیلے استعمال کرنے چاہئیں۔
- ۱۰۔ مجبوری کی حالت میں کھڑے ہو کر پیشاب کیا جاسکتا ہے۔



بَابُ السَّوَاكِ

مسواک کی فضیلت و اہمیت

رسول معظم ﷺ کو مسواک کرنا نہایت ہی پسند تھا۔ اس سے منہ کی بدبو اور گلے کی فاسد رطوبتیں نکل جاتی ہیں۔ دانت مضبوط چمک دار اور معدہ ہلکا ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ ساتھ ہی نماز کے اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں مسواک کو ہر وضو کے ساتھ لازم کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس لیے فرض قرار نہیں دیتا کہ اس سے میری امت پر بوجھ بڑھ جائے گا۔ آپ ﷺ نماز کے علاوہ بھی مسواک کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اگر میری امت پر یہ بات گراں نہ ہوتی تو میں عشاء کی نماز دیر سے پڑھنے کا حکم دیتا اور ہر نماز کے ساتھ مسواک کو لازم قرار دیتا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ لَا أَنِ أَشَقُّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ وَبِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. (متفق عليه) 1-144

حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ نبی محترم ﷺ گھر تشریف لا کر کون سا کام پہلے کیا کرتے تھے۔ محترمہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

عَنْ شَرِيحِ بْنِ هَانِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بَأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ بِالسَّوَاكِ. (مسلم) 2-145

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب تہجد کے لئے اٹھتے تو پہلے اپنا منہ مسواک سے صاف کرتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاہُ بِالسَّوَاكِ. (متفق عليه) 3-146

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ دس کام فطرت کا تقاضا میں سے ہیں۔ (۱) مونچھوں کو تراشنا، (۲) داڑھی بڑھانا، (۳) مسواک کرنا، (۴) ناک کو پانی کے ساتھ صاف کرنا، (۵) ناخن تراشنا، (۶) جسم کو میل کچیل سے پاک رکھنا، (۷) بغلوں کے بال اکھیڑنا، (۸) زیر ناف بالوں کو موٹنا، (۹)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَشْرُ مَنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَاعْقَاءُ اللَّحْيَةِ، وَالسَّوَاكِ، وَاسْتِنْشَاءُ الْإِبْطِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَتَغْفُ الْإِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الْإِسْتِجَاءَ. قَالَ الرَّائِي وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا

أَنْ تَكُونُ الْمَضْمَضَةُ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ). 4-147 استنجا کرنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے راوی کہتے ہیں کہ میں بھول رہا ہوں کہ شاید دسواں کام کلی کرنا ہے۔ (مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَرَانِي فِي الْمَنَامِ أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكِ، فَجَاءَنِي رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاولْتُ السَّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيلَ لِي كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ مِنْهُمَا. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 5-148 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں۔ میرے پاس دو آدمی آئے ایک چھوٹا تھا جبکہ دوسرا عمر میں بڑا تھا۔ میں نے چھوٹے کی طرف مسواک بڑھائی تو مجھے کہا گیا کہ بڑے کو دینی چاہئے۔ اس لیے میں نے بڑے آدمی کو مسواک پکڑا دی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے ارشادات کی روشنی سے ثابت ہوتا ہے کہ کھانے پینے میں چھوٹوں کا خیال رکھنا چاہیے اور ثواب کے کاموں میں چھوٹوں کے بجائے بڑوں کو پہلے موقعہ دینا چاہیے کیوں کہ دین کے حوالے سے بڑوں کے فرائض زیادہ ہیں۔
عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَقَدْ أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السَّوَاكِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 6-149 حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں کثرت کے ساتھ مسواک کرنے کی توجہ دلاتا ہوں۔ (بخاری)

خلاصہ باب

فطرتِ صالحہ کے تقاضے

(۱) مونچھیں تراشنا (۲) داڑھی بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک جھاڑنا (۵) ناخن تراشنا (۶) جسم کو پاک رکھنا (۷) بغلوں کے بال اکھاڑنا (۸) زیر ناف بال صاف کرنا (۹) استنجا کرنا (۱۰) ختنہ کروانا۔
فطرت سے مراد یہ ہے۔ کہ اگر دینی حکم نہ بھی ہوتا تب بھی یہ کام ہر آدمی لازمی کرتا نہ کرنے کو برا سمجھتا۔



بَابُ سُنَنِ الْوُضُوءِ

وضو کے طریقے

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنے ہاتھ تین دفعہ دھونے سے پہلے پانی کے برتن میں نہ ڈالے کیونکہ اسے کیا معلوم کہ اس کے ہاتھ نیند میں جسم کے کس حصے پر لگے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو وہ وضو کرے اسے تین دفعہ اپنی ناک جھاڑنی چاہیے۔ اس لئے کہ شیطان اس کی ناک میں رات گزارتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور بخاری و مسلم میں ہے کہ عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے کہا گیا رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا وضو کر کے دکھاؤ۔ تو انہوں نے برتن منگوایا اور اس سے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان کو تین بار صاف کیا پھر اپنے دائیں ہاتھ کو برتن میں ڈالا اور اس میں سے پانی نکالا منہ اور ناک میں ایک ہی چلو سے پانی ڈالا انہیں تین بار صاف کیا۔ پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اس میں سے پانی نکالا تو اپنے چہرے کو تین بار دھویا۔ پھر اپنے ہاتھ کو برتن میں ڈالا اور پانی نکال کر اپنے بازوؤں کو کہنیوں تک دوبار دھویا۔ پھر اپنے ہاتھ برتن میں داخل کر کے پانی نکالتے ہوئے اپنے سر کا مسح کیا۔ اپنے دونوں ہاتھوں کو پیچھے کی طرف لے گئے پھر آگے کی طرف واپس لائے پھر اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا بعد ازاں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو اس طرح کیا کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے اگلے حصے سے آغاز

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا سَتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ. (متفق عليه) 1-150

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا سَتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِرْ ثَلَاثًا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ. (متفق عليه) وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ قِيلَ لِعَبْدِ اللَّهِ ابْنِ زَيْدٍ ابْنِ عَاصِمٍ رضی اللہ عنہ تَوَضَّأَ لَنَا وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَدَعَا بِإِنَاءٍ فَأَكْفَأَ مِنْهُ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفِّ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ يَدَيْهِ وَأَذْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا كَانَ وَضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَفِي رَوَايَةٍ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَذْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدِّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ

وَفِي رِوَايَةٍ فَمَضَمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْشَرَفَ ثَلَاثًا
بَغْلَتِ غُرْفَاتٍ مِّنْ مَّاءٍ وَفِي أُخْرَى فَمَضَمَضَ
وَاسْتَنْشَقَ مِّنْ كَفَّةٍ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثًا
وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ فَمَسَحَ رَأْسَهُ فَأَقْبَلَ
بِهِمَا وَأَذْبَرَ مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى
الْكَعْبَيْنِ وَفِي أُخْرَى لَهُ فَمَضَمَضَ وَاسْتَنْشَرَفَ
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِّنْ غُرْفَةٍ وَاحِدَةٍ. 2-151

کیا پھر ان دونوں کو گدی تک لے گئے پھر ان کو لوٹایا یہاں تک
کہ پیشانی پر واپس لائے جہاں سے شروع کیا تھا۔ پھر اپنے
دونوں پاؤں کو دھویا۔ دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے
تین چلوؤں سے منہ اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک صاف کی۔
اور ایک تیسری روایت میں ہے آپ نے ایک چلو سے ہی منہ
اور ناک میں پانی ڈالا۔ آپ نے تین بار ایسا کیا اور بخاری کی
ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے سر کا مسح کیا۔ ایک بار ہاتھ

آگے سے پیچھے تک لے گئے اور اسی طرح پیشانی پر واپس لائے۔ پھر اپنے دونوں پاؤں کو دونوں ٹخنوں تک دھویا۔ ایک اور
روایت میں ہے آپ ﷺ نے ایک چلو سے ہی تین بار کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

شریعت کے نقطہ نظر سے ہر برائی اور کمزوری شیطان کے سبب سے ہوا کرتی ہے۔ اس لئے نیند کے بعد اٹھنے کے وقت سستی کو
شیطان سے تشبیہ دی ہے سوتے وقت آدمی کی ناک میں ٹھہرنے کا مطلب حقیقتاً بھی ہو سکتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرَّةً مَرَّةً لَمْ يَزِدْ عَلَى
هَذَا. (بخاری) 3-152

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول کریم
ﷺ نے وضو فرمایا آپ ﷺ نے تمام اعضاء کو صرف
ایک مرتبہ دھویا۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ
مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ. (بخاری) 4-153

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم
ﷺ نے وضو فرمایا تو اعضا کو دو مرتبہ دھویا (بخاری)

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ لَا
أُرِيكُمْ وُضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا
ثَلَاثًا. (مسلم) 5-154

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مقاعد کے مقام پر وضو کرنے سے
پہلے اعلان فرمایا کہ آؤ میں تمہیں رسول اکرم ﷺ کے
وضو کا طریقہ دکھاتا ہوں پھر وضو کرتے ہوئے ہر عضو کو تین
تین بار دھویا۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَجَعْنَا مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى
إِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ
فَتَوَضَّأُوا وَهُمْ عَجَّالٌ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ وَأَعْقَابُهُمْ

دیکھا تو ان کی ایڑیاں خشک تھیں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جاؤ اچھی طرح وضو کرو ان ایڑیوں کے لئے جہنم کی آگ ہوگی۔ (مسلم)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کرتے ہوئے اپنی پیشانی کے بالوں اور پگڑی اور پھر دونوں موزوں پر مسح کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر کام کی ابتداء حسب استطاعت دائیں جانب سے کرنا پسند فرمایا کرتے تھے، وضو کرتے، کنگھی کرتے حتیٰ کہ جوتا پہنتے ہوئے بھی۔ (بخاری و مسلم)

دوسری فصل

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی معظم ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ ﷺ نے سر کا مسح بچے ہوئے پانی کے علاوہ سے کیا (مسلم)

تَلُوْحُ لَمْ يَمْسَحْهَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اسْبِغُوا الْوُضُوءَ. (مسلم) 6-155

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَيْنِ. (رواه مسلم) 7-156

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيْمُنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي طَهْوَرِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ. (متفق عليه) 8-157

الفصل الثانی

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ وَأَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ. (رواه مسلم) 9-158

خلاصہ باب

- ۱۔ نیند سے اٹھنے کے بعد یکدم ہاتھ پانی کے برتن میں ڈالنے کے بجائے پہلے الگ دھونے چاہئیں۔
- ۲۔ صبح اٹھتے ہوئے تین دفعہ ناک جھاڑنا سنت ہے جس سے سستی دور ہو جاتی ہے۔
- ۳۔ وضو کے اعضا کا کوئی حصہ خشک نہیں رہنا چاہیے ایڑیوں کا بالخصوص ذکر اس لیے فرمایا کہ اکثر طور پر وضو میں یہی خشک رہ جاتی ہیں۔
- ۴۔ ٹوپی یا دستار پر مسح کرنا سنت ہے۔
- ۵۔ وضو میں پہلے دایاں پھر بائیں عضو دھونا چاہیے
- ۶۔ بزرگوں کو چاہیے کہ کبھی کبھی چھوٹوں کو وضو کر کے دکھایا کریں۔
- ۷۔ ایک ہی وضو میں کچھ اعضاء دو دو مرتبہ اور باقی تین تین دفعہ دھوئے جاسکتے ہیں۔



بَابُ الْغُسْلِ

غسل کا باب

قرآن وحدیث میں پاک رہنے کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ بالخصوص جب جسم یا کپڑے پر غلاظت ہو تو اسے دھونے کا حکم ہے۔ جنابت اور احتلام کی حالت میں مخصوص اعضاء کے علاوہ بظاہر جسم پر کوئی غلاظت دکھائی نہیں دیتی لیکن اس کے باوجود غسل کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ اس حالت میں انسان کے جسم سے ایک خاص قسم کی بدبو خارج ہوتی ہے۔ جس سے جسم متعفن ہو جاتا ہے اور اس حالت سے اللہ تعالیٰ کے پاک فرشتوں کو کوفت ہوتی ہے پھر اس حالت میں انسان کے جسم میں سستی اور کاللی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے نجات پانے کے لئے غسل لازم کیا گیا ہے۔ تاکہ مسلمان ہر اعتبار سے پاک صاف اور مستعد رہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص عورت کے چار اعضاء کے درمیان بیٹھے (مباشرت کی کوشش کرے) انزال نہ بھی ہو تو غسل لازم ہو جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ وَإِنْ لَمْ يُنْزَلْ. (متفق علیہ) 1-159

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غسل واجب ہوتا ہے آدمی کے پانی نکلنے سے۔ (مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ام اسلم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یقیناً اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا کیا عورت کو احتلام ہو تو غسل واجب ہو جاتا ہے؟ فرمایا جی ہاں جب وہ پانی کے اثرات محسوس کرے۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے شرم کے مارے اپنا چہرہ ڈھانپتے ہوئے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ فرمایا کیوں نہیں تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو، عورت کا بچہ اس کے مشابہ کس طرح

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 2-160

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنْ اللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلِ إِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ فَعَطَّتْ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَجْهَهَا وَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَوْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ قَالَ نَعَمْ تَرَبَّتْ يَمِينُكَ فَبِمَ يُشَبِّهُهَا وَلِلَّهَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَزَادَ مُسْلِمٌ بِرِوَايَةٍ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّ مَاءَ الرَّجُلِ

غَلِيظٌ أَيْضُ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ رَقِيقٌ أَصْفَرُ أَيُّهُمَا عَلَا
أَوْ سَبَقَ يَكُونُ مِنْهُ الشُّبَّةُ. 3-161

عورت کا پتلا اور زرد رنگ کا ہوا کرتا ہے۔ جس کا جوہر حیات غالب ہوگا بچے کی شکل و صورت اسی پر ہوگی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَدْخُلُ أَصَابِعُهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُولَ شَعْرِهِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غُرَفَاتٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرِغُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهُمَا الْإِنَاءَ ثُمَّ يَفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ. 4-162

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَتْ مَيْمُونَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا فَسَتَرْتُهُ بِثَوْبٍ وَصَبُّ عَلَى يَدَيْهِ فَيَغْسِلُهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ وَأَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى فَيَغْسِلُ قَدَمَيْهِ فَنَاولَتْهُ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ. 5-163

بغیر چل دیے۔ آپ اس وقت اپنے ہاتھ جھاڑ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم) یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ

ہوتا ہے؟ (بخاری و مسلم) مسلم میں حضرت ام سلیم کے حوالے سے ہے کہ آدمی کا مادہ گاڑھا اور سفید ہوتا ہے جبکہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے اپنے ہاتھ دھویا کرتے پھر نماز جیسا وضو فرماتے اس کے بعد ہاتھوں میں پانی لے کر اپنے بالوں کی جڑوں کو تر کرتے پھر تین دفعہ اپنے سر پر پانی ڈالتے اور بعد میں پورے جسم کا غسل کرتے۔ (بخاری و مسلم) امام مسلم نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے آپ ﷺ برتن میں ہاتھ ڈالنے کی بجائے الگ ہاتھ دھوتے پھر دائیں ہاتھ کے ساتھ پانی ڈالتے ہوئے بائیں سے استنجا کرتے اور اس کے بعد وضو کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے غسل کا پانی رکھا آپ نے کپڑے سے پردہ کیا۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر دائیں ہاتھ سے پانی لے کر بائیں ہاتھ کے ساتھ اپنی شرم گاہ کو دھویا پھر ہاتھ کو زمین پر ملتے ہوئے صاف کیا، پھر غسل کی ابتدا فرمائی کلی کی اور ناک صاف کی اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا۔ اپنے سر اور جسم کے اوپر پانی ڈالا۔ پھر تھوڑا سا ہٹ کر اپنے پاؤں دھوئے۔ میں نے آپ ﷺ کو کپڑا دیا آپ اسے لیے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک انصاری عورت نے نبی کریم ﷺ سے حیض کے بعد غسل کے بارے میں

غُسْلُهَا مِنَ الْمَحِيضِ فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ
ثُمَّ قَالَ خُذِي فِرْصَةً مِنْ مِسْكِ فَتَطْهَرِي
بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطْهَرُ بِهَا فَقَالَ تَطْهَرِي بِهَا
قَالَتْ كَيْفَ أَتَطْهَرُ بِهَا قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ
تَطْهَرِي بِهَا فَاجْتَذِبْتُهَا إِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَّبِعِي بِهَا
أَثَرُ الدَّمِ. (متفق عليه) 6-164

سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے غسل کا طریقہ بتانے کے
بعد فرمایا کہ پھر روئی کے ساتھ کستوری کا استعمال کرتے
ہوئے پاک ہو جاؤ وہ کہنے لگی کہ میں کس طرح پاک ہوں؟
آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح ہی تجھے پاک ہونا
چاہیے۔ اس نے تیسری دفعہ پھر کہا کہ مجھے کس طرح پاک
ہونا چاہئے۔ آپ نے سبحان اللہ کہتے ہوئے فرمایا کہ

تجھے اس طرح پاک ہونا چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اسے اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا کہ روئی کو خون
کی جگہ پر رکھو۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

انصاری عورت کو طہارت کا مسئلہ سمجھانے کے لئے آپ ﷺ ننگے الفاظ نہیں استعمال فرما رہے تھے۔ جس کی وجہ سے وہ بار بار پوچھ
رہی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ صورت حال سمجھتے ہوئے اس عورت کو کھلے الفاظ میں سمجھایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایسے
مسائل سمجھاتے ہوئے علماء کو کھلے الفاظ سے اجتناب کرنا چاہیے۔ بہتر ہے کہ عورتوں کے مسائل عورتوں کے ذریعے بتلائے جائیں۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أَمْرَأَةٌ أَشَدُّ ضَفْرُ
رَأْسِي أَفَأَنْقُضُهُ لِيُغْسَلَ الْجَنَابَةَ فَقَالَ لَا إِنَّمَا
يَكْفِيكَ أَنْ تَحْشِيَ عَلَى رَأْسِكَ ثَلَاثَ
حَيَّاتٍ ثُمَّ تَفِيضِينَ عَلَيْكَ الْمَاءَ
فَتَطْهَرِينَ. (مسلم) 7-165

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے
اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ میں اپنے بالوں کو
اچھی طرح باندھتی ہوں کیا غسل کے وقت مجھے بال کھولنے
چاہئیں؟ ارشاد ہوا نہیں تجھے کافی ہے کہ تین چلو پانی سر پر
ڈالو اور اس کے بعد جسم پر پانی ڈالتے ہوئے پاک ہو
جاؤ۔ (مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ
يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خُمُسَةِ
أَمْدَادٍ. (متفق عليه) 8-166

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ ایک
مد پانی کے ساتھ وضو کرتے اور ایک صاع سے لے کر پانچ مد
کے ساتھ غسل فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

525 گرام کا ہوتا ہے آپ ﷺ نے وضو کے لیے اتنا کم پانی استعمال فرما کر یہ نمونہ پیش فرمایا ہے کہ اگر آدمی کی طبیعت خراب یا
پانی کم ہو تو صرف وضو کے اعضاء تر کر لینے ہی کافی ہیں۔ پانی جسم سے نیچے بہانا ضروری نہیں۔

عَنْ مُعَاذَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَتْ
حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام المؤمنین حضرت

عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كُنْتُ اغْتَسِلُ أَنَا
وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنِ إِنَاءٍ وَاحِدٍ بَيْنِي وَبَيْنَهُ
فَيَاذُرُنِي حَتَّى أَقُولَ دَعْ لِي دَعْ لِي قَالَتْ
وَهُمَا جُنْبَانِ. (متفق عليه) 9-167

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اور رسول کریم ﷺ ایک
برتن سے غسل کرتے جو میرے اور آپ کے درمیان
ہوتا تھا۔ جب آپ ﷺ جلدی جلدی پانی استعمال کرتے
تو میں آپ سے عرض کرتی کہ میرے لئے بھی پانی چھوڑیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم اس وقت جنبی ہوتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

میاں بیوی ایک ہی برتن میں غسل کر سکتے ہیں بشرطیہ کہ استعمال شدہ پانی کے قطرے پانی میں پڑنے سے پرہیز کیا البتہ دوسری
دفعہ جسم دھوتے وقت پانی کے قطرے برتن میں گر جائیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اب جسم پاک ہو چکا ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ دخول کی صورت میں غسل واجب ہو جاتا ہے۔
- ۲۔ احتلام میں غسل لازم ہوگا۔
- ۳۔ غسل واجب سے پہلے مخصوص اعضاء کو دھونا چاہیے۔ وضو کے بعد غسل کرنا چاہیے۔
- ۴۔ عورت کو جسم کے مخصوص حصہ پر خوشبو وغیرہ استعمال کرنی چاہیے تاکہ بدبو ختم ہو جائے۔
- ۵۔ غسل کے وقت عورت کو سر کے بال کھولنے ضروری نہیں۔ ترہاتھوں سے سر کا خلال کافی ہے۔
- ۶۔ عورتوں کو مسائل شرم و حیا کے اندر رہتے ہوئے بتلانے چاہئیں۔



بَابُ مُخَالَطَةِ الْجُنُبِ وَمَا يُبَاحُ لَهُ

جنبی کے ساتھ میل جول اور اس کے لیے کون سے کام جائز ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں جنبی تھا راستے میں میری ملاقات رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی اور آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس طرح چلتے ہوئے آپ ایک جگہ پر تشریف فرما ہوئے میں موقع پاتے ہی گھرا آیا اور غسل کر کے آپ کی خدمت میں جب حاضر ہوا تو آپ اسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ابو ہریرہ! تم کہاں چلے گئے؟ میں نے اپنی کیفیت بتلاتے ہوئے عرض کیا کہ میرا جسم پلید تھا اور آپ نے تب فرمایا کہ سبحان اللہ مومن پلید نہیں ہوتا۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخَذَ بِيَدِي فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى قَعَدَ فَأَنْسَلْتُ فَاتَيْتُ الرَّحْلَ فَأَعْتَسَلْتُ ثُمَّ جُئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاهُ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ فَقُلْتُ لَهُ لَقَدْ لَقِيتُنِي وَأَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجَالِسَكَ حَتَّى أَعْتَسِلَ وَكَذَا الْبُخَارِيُّ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى. 1-168

یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور امام مسلم نے بھی اسی طرح روایت بیان کی ہے لیکن اس میں یہ الفاظ زائد ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے کے بعد میں نے آپ سے عرض کیا جب آپ سے میری ملاقات ہوئی تو میں جنبی تھا میں نے ناپسند کیا کہ آپ کے ساتھ غسل کے بغیر بیٹھوں اور بخاری نے بھی اسی طرح ایک اور روایت میں بیان کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا کہ رات کے وقت میں ناپاک ہو جاؤں تو مجھے کیا کرنا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حالت میں اپنے مخصوص عضو کو دھو کر اور وضو کرنے کے بعد تمہیں سونا چاہیے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ تَصَبَّأَ الْجَنَابَةَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ. (متفق عليه) 2-169

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنبی ہونے کی حالت میں کوئی چیز کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو پہلے نماز جیسا وضو کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا كَانَ جُنُبًا فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ. (متفق عليه) 3-170

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُعَوِّدَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وَضُوءًا.
(مسلم) 4-171

نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس دوبارہ جانے کا ارادہ کرے تو اسے اس دوران وضو کرنا چاہیے۔ (مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ.
(مسلم) 5-172

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ اپنی بیویوں سے جماع کر کے ایک ہی مرتبہ غسل فرماتے تھے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ 6-173

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ ہر حال میں اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

صحت اور پاکیزگی کے اعتبار سے بہتر یہی ہے کہ آدمی دوسری دفعہ ہم بستری کرنے یا سونے سے پہلے وضو کرے تاکہ طبیعت میں تازگی پیدا ہو جائے تاہم یہ وضو اختیاری ہے زبانی ذکر کرنے کے لیے طہارت اور وضو ضروری نہیں البتہ قرآن مجید کی تلاوت کے لیے پاکیزگی ضروری ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ تحکم یا جنبی کو ہاتھ لگانے والا پلید نہیں ہوتا
- ۲۔ ناپاکی میں ہاتھ دھو کر کھانا پینا جائز ہے البتہ وضو کر کے کھانا پینا زیادہ افضل ہے۔
- ۳۔ جنبی آدمی زبانی ذکر کر سکتا ہے۔



بَابُ أَحْكَامِ الْمِيَاهِ

پانی کے احکامات

حدیث کی دوسری کتب میں بنیادی طور پر پانی ناپاک ہونے کے تین اصول بیان ہوئے ہیں غلاظت کی وجہ سے رنگت یا ذائقہ میں تبدیلی اور بدبو کا پیدا ہونا اس صورت میں پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اور اس سے وضو اور غسل وغیرہ جائز نہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کے بعد اس میں غسل نہ کرے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ کوئی شخص جنبی ہونے کی حالت میں ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے۔ لوگوں نے پوچھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! پھر کس طرح غسل کرے؟ انہوں نے فرمایا کہ پانی الگ لے کر۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَتَوَلَّنِ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ قَالُوا كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا. 1-174

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يُيَالَ فِي الْمَاءِ الرَّائِكِدِ. (مسلم) 2-175

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ مجھے اپنے ساتھ لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ میرے اس بھانجے کو سر کی تکلیف رہتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے برکت کی دعا دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ اور میں نے آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی پی لیا۔ اور میں آپ کے پیچھے کھڑا

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ذَهَبْتُ بِي خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجَعَ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَانِي بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وُضُوئِهِ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زُرِّ الْحَجَلَةِ. (متفق عليه) 3-176

آپ کی مہر نبوت کو دیکھ رہا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کی طرح تھی۔ (بخاری، مسلم)



بَابُ تَطْهِيرِ النَّجَاسَاتِ

نجاستوں کی صفائی

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کے برتن کو کتا چاٹ جائے اسے سات دفعہ دھونا چاہیے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو چھ دفعہ پانی اور ایک دفعہ مٹی سے صاف کرنا چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی ذکر کرتے ہیں ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ لوگ اس کی طرف جھپٹے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا مشکیزہ یا ڈول بہا دو۔ تمہیں مشکلات پیدا کرنے کے بجائے آسانیوں کے لئے بھیجا گیا ہے۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک دیہاتی آیا اس نے کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آگے بڑھ کر کہہ رہے تھے کہ رک جاؤ رک جاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے روکنے کی بجائے چھوڑ دو۔ لوگ پیچھے ہٹ گئے یہاں تک کہ اس نے پیشاب کر لیا۔ پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پاس بلا کر فرمایا یہ مساجد پیشاب اور گندگی کے لئے نہیں ہوتیں یہ مساجد اللہ کے ذکر، نماز، اور تلاوت قرآن کے لیے ہیں۔ اس قسم کے الفاظ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا بعد ازاں دوسرے شخص کو ہدایت فرمائی چنانچہ وہ پانی کا ڈول لے کر آیا اور پیشاب کے اوپر انڈیل دیا۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ طَهُورُ إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَئِنَّ بِالْتُّرَابِ. 1-177

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ قَامَ أَعْرَابِيٌّ قَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم دَعُوهُ وَهَرِّقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجَلًا مِّنْ مَّاءٍ أَوْ ذُنُوبًا مِّنْ مَّاءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُبَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ. (بخاری) 2-178

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُولُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَهْ مَهْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تُزْرِمُوهُ دَعُوهُ فَتَرَكَوْهُ حَتَّى بَالَ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم دَعَاَهُ فَقَالَ لَهُ إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِّنْ هَذَا الْبَوْلِ وَالْقَذْرِ إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ وَأَمَرَ رَجُلًا مِّنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّاءٍ فَسَنَّهُ عَلَيْهِ (متفق عليه) 3-179

فہم الحدیث

یہ دیہاتی مسجد کے آداب سے واقف نہیں تھا اور نہ ہی اس وقت مسجد نبوی میں فرش لگا تھا کہ وہ آدمی مسجد اور دوسری جگہ کا امتیاز کر سکے یا ممکن ہے اسے پیشاب پر کنٹرول نہ ہو سکا ہو۔ بہر حال جب وہ اچانک پیشاب کرنے لگا تو مسجد تو پلید ہو گئی لہذا اسے درمیان میں روکتے تو مسجد کی پلیدی میں تو چنداں کمی واقع نہ ہوتی البتہ اس طرح پیشاب رکنے سے اسکے مٹانے میں تکلیف کا احتمال تھا۔ جسکے لیے صحابہ کو روک دیا گیا بعد میں پانی انڈیل کر مسجد صاف کر دی گئی اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ ایسی حالت میں جگہ دھونے کی ضرورت نہیں رہتی۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کہتی ہیں ایک عورت نے رسول محترم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ فرمائیں جب کسی کا کپڑا حیض کے خون سے آلودہ ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب کسی کے دامن کو حیض کا خون لگ جائے تو اسے کھرچ کر اور پانی سے دھو کر نماز پڑھنی چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

سلیمان بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رحمہا سے سوال کیا جب کپڑے کو مٹی لگ جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے۔ وہ فرماتی ہیں میں رسول اکرم ﷺ کے کپڑے کو دھوتی ابھی کپڑا گیلیا ہوتا آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے حالانکہ دھونے کا نشان کپڑے پر ابھی موجود ہوتا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت اسود رحمہ اللہ اور ہمام رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں رسول کریم ﷺ کے کپڑے سے مٹی کھرچ دیا کرتی تھی۔ دوسری روایت علامہ اور اسود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ اس میں نماز پڑھتے۔ (مسلم)

حضرت ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اپنے چھوٹے بیٹے کو جو کھانے کے قابل نہیں تھا رسول کریم

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ امْرَأَةً رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِحْلَتْنَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبُنَا اللَّثْمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَصَابَ ثَوْبٌ أَحَدَكُمُ اللَّثْمُ مِنَ الْمَحِيضَةِ فَلْتَقْرُضْهُ ثُمَّ لِيَتَضَحَّهُ بِمَاءٍ ثُمَّ لِيُصَلِّ فِيهِ. (متفق عليه) 4-180

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَآثَرُ الْغَسْلِ فِي ثَوْبِهِ (متفق عليه) 5-181

عَنِ الْأَسْوَدِ وَهَمَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَبِرَوَايَةٍ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نَحْوَهُ وَفِيهِ ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ. عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مَحْصَنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاجْلَسَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ. (متفق عليه) 6-182---7-183
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهَرَ. (مسلم) 8-184

وَعَنْهُ قَالَ تُصَدِّقُ عَلَى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ بَشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوا إِنَّهَا مَيْمَنَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا. (متفق عليه)

ﷺ کی خدمت میں دیا آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھایا تو بچے نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے کپڑے کو دھویا نہیں بلکہ پانی چھڑک دیا (بخاری و مسلم)
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا جب چمڑے کو رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کو ایک بکری صدقہ دی گئی جب وہ مر گئی اور نبی اکرم ﷺ اس بکری کے قریب سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کی کھال اتار

کر اسے اچھی طرح رنگ دھو کر اسے کام میں کیوں نہیں لاتے؟ انہوں نے عرض کیا یہ تو مرچکی ہے۔ فرمایا کہ مردہ جانور کھانا حرام ہے۔ (بخاری و مسلم)

ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہماری ایک بکری مر گئی ہم نے اسکی کھال کو رنگ لیا اور ہم اس میں نیبذ بنایا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ بوسیدہ ہو گئی (بخاری)

عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا ثُمَّ مَازَلْنَا نَبْذُ فِيهِ حَتَّى صَارَ شَنَا. (بخاری) 9-185---10-186

الفصل الثالث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ کے زمانے میں بسا اوقات مسجد میں کتے آ جاتے لیکن اس جگہ کو پانی سے نہیں دھویا جاتا تھا۔ (بخاری)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ كَانَتْ الْكِلَابُ تُقْبَلُ وَتُدْبَرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَكُونُوا يَرْشُونِ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ. (بخاری) 11-187

خلاصہ باب

- ۱۔ پیشاب کی جگہ پانی بہانے سے جگہ پاک ہو جاتی ہے۔ فرش یا مٹی اکھاڑنے کی ضرورت نہیں۔
- ۲۔ خشک ہونے کی صورت میں منی یا حیض کا خون اچھی طرح کھرچنے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔ البتہ دھونا افضل ہے
- ۳۔ دودھ پیتی بچی کے پیشاب آلودہ کپڑے کو دھونا اور بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔
- ۴۔ مردہ حلال جانور کی کھال دھونے سے پاک ہو جاتی ہے۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح

شریعت نے طبائع اور حالات کے مطابق انسان کو ہر ممکن سہولت باہم پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ پانی نہ ملنے کی صورت یا اس کے استعمال میں تکلیف کے پیش نظر تیمم کی اجازت عنایت فرمائی اسی طرح نمازی کی سہولت کے لئے موزوں پر مسح کرنا بھی جائز قرار دیا اور حدیث کی مستند کتاب ترمذی میں جرابوں پر مسح کرنے کا بھی ثبوت ملتا ہے لیکن افسوس علماء نے الفاظ کی موشگافیوں میں پڑ کر امت کو یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ مسح صرف چمڑے کے موزوں پر ہی ہو سکتا ہے۔ کچھ لوگوں نے یہ خود ساختہ پابندیاں عائد کی ہیں کہ جرابیں اتنی موٹی ہونی چاہئیں کہ ان کے ساتھ ننگے پاؤں تین میل سفر کیا جاسکے حالانکہ حدیث میں اس شرط کو لازم قرار نہیں دیا گیا مقيم کو پانچ نمازوں اور مسافر کو تین دن تک مسح کرنے کی اجازت عنایت فرمائی بشرطیکہ جرابیں پہنتے وقت وضو کیا ہو۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت شریح بن ہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رحمہ اللہ بن ابی طالب سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت علی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں جبکہ مقيم کے لئے ایک دن اور ایک رات اجازت فرمائی ہے۔ (مسلم)

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ رحمہ اللہ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمَقِيمِ. (مسلم) 1-188

فہم الحدیث

وضو کرنے کے بعد جرابیں پہنی جائیں تو مسح کی مدت وضو ٹوٹنے کے بعد شروع ہوگی جیسا کہ ایک آدمی نے صبح کی نماز مکمل وضو کرنے کے بعد جرابیں پہن کر پڑھی۔ پھر اسی وضو کے ساتھ ظہر ادا کی اس کے بعد اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے۔ لہذا مسح کی مدت عصر کی نماز سے شمار کی جائے گی۔ احتلام یا جنبی ہونے کی صورت میں اسے غسل کرنا ہوگا۔ پاخانہ یا پیشاب اور بے ہوشی کی وجہ سے مسح کی مدت ختم نہیں ہوتی۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ غزوہ تبوک میں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ مغیرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر سے پہلے قضاے حاجت کے لئے نکلے تو میں ایک برتن اٹھائے ہوئے آپ کے ساتھ ہو چلا جب

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رحمہ اللہ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم غَزْوَةَ تَبُوكَ قَالَ الْمُغِيرَةُ فَتَبَرَّزَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَبْلَ الْغَائِطِ فَحَمَلْتُ مَعَهُ إِدَاوَةً قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَمَّا رَجَعَ أَخَذْتُ

آپ واپس آئے تو میں نے برتن سے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور آپ نے اپنے ہاتھوں اور اپنے چہرے کو دھویا آپ نے اونی کوٹ پہنا ہوا تھا آپ نے آستینیں چڑھانے کی کوشش کی لیکن کوٹ تنگ ہونے کی وجہ سے آستینیں اوپر نہ ہو سکیں تو آپ ﷺ نے کوٹ اتار کر اپنے کندھوں پر رکھا اور نیچے سے اپنے بازو نکالے اور بازو دھوئے پھر اپنی پیشانی اور دستار پر مسح کیا میں جھک کر آپ کے موزے اتارنے کے لئے آگے بڑھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں چھوڑ دیجیے میں نے وضو کی حالت میں انہیں پہنا تھا اور اس کے بعد آپ نے ان پر مسح فرمایا۔ جب ہم سوار ہو کر واپس اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹے تو عبدالرحمن بن عوف ؓ ایک رکعت پڑھا چکے تھے جب اس نے آپ کی آمد محسوس کی تو وہ پیچھے ہٹنے لگے آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ امامت کرواتے رہو۔ آپ نے ایک رکعت ان کے ساتھ پڑھی۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو نبی اکرم ﷺ دوسری

أَهْرِيقُ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْإِذَاوَةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوفٍ ذَهَبَ يَحْسُرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمُ الْجُبَّةِ فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ مِّنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ وَأَلْقَى الْجُبَّةَ عَلَى مَنْكَبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعُهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ وَيُصَلُّونَ بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ رَكِعَ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَمَّا أَحْسَ بِالنَّبِيِّ ﷺ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَى إِلَيْهِ فَأَذْرَكَ النَّبِيُّ ﷺ إِحْدَى الرُّكْعَتَيْنِ مَعَهُ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْتُ مَعَهُ فَرَكْعَتَنَا الرُّكْعَةَ الَّتِي سَبَقْتَنَا. (مسلم) 2-189

رکعت کے لئے کھڑے ہوئے اور میں نے بھی آپ کے ساتھ باقی ماندہ نماز ادا کی۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ جرابوں پر مسح کرنا سنت ہے۔
- ۲۔ مقیم صرف پانچ نمازیں اور مسافر تین دن رات کی نمازوں میں مسح کر سکتا ہے۔
- ۳۔ جرابیں وضو کر کے پہننی چاہئیں تاکہ مسح کیا جاسکے۔
- ۴۔ جماعت سے چھوٹی رکعتیں بعد میں پوری کر کے سلام پھیرنا چاہیے۔
- ۵۔ کسی بزرگ کو وضو کروانا ثواب اور سعادت مندی کا کام ہے۔



بَابُ التَّيْمِ

تیمم کا طریقہ

مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ (المائدہ: ۵-۶)

”اللہ تعالیٰ تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا وہ تو تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہوں لہذا دین کا کوئی رکن اور حکم ایسا نہیں جس میں مشکل اور تنگی کے وقت رخصت اور آسانی پیدا نہ کی گئی ہو۔ غسل اور وضو میں بھی اس سہولت کا خیال رکھا گیا ہے چنانچہ حکم ہے جب پانی میسر نہ ہو یا پانی کے استعمال سے تکلیف میں اضافے کا اندیشہ ہو تو غسل اور وضو کے بجائے تیمم ہی کر لیا کرو۔ پھر تیمم میں یہ آسانی فرمائی اور حکم دیا کہ ایک ہی دفعہ چہرے اور ہاتھوں پر مٹی سے مسح کر لیا کرو۔ واجب غسل کے لئے بھی پانی نہ ملنے یا استعمال سے تکلیف میں اضافہ کے باعث زمین پر لیٹنے چہرے اور سارے جسم پر مٹی ملنے کی ضرورت نہیں۔ فقط نماز جیسا تیمم ہی کافی ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَضَّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ جُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ. (مسلم) 1-190

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں پہلی اسٹوں پر تین امتیازات حاصل ہیں۔

۱۔ ہم ملائکہ کی طرح صف بندی کرتے ہیں۔

۲۔ ہمارے لئے پوری زمین مسجد بنا دی گئی ہے۔

۳۔ پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی کو ہی ہمارے لئے پاکیزگی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ (مسلم)

عَنْ عُمَرَ بْنِ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْقَضَ مِنْ صَلَوتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُتْعَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فَلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ أَصَابَتْ بَنِي جَنَابَةَ وَلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصُّعَيْدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ. (متفق علیہ) 2-191

حضرت عمر بن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے آپ نے جماعت کروائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک شخص کو الگ بیٹھتے ہوئے دیکھا جو جماعت کے ساتھ شریک نہیں ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے پانی نہیں ملا جبکہ میں جنبی ہوں۔ ارشاد ہوا تجھے مٹی کے ساتھ تیمم کرنا ہی کافی تھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ

عَنْ عَمَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ

الْحَطَّابُ ؑ فَقَالَ إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أُصِبِ الْمَاءَ فَقَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ ؑ أَمَا تَذْكُرَانَا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَمَعَّكَتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا فَضْرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَفِّهِ الْأَرْضَ وَنَفَخَ فِيهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفِّهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِلْمُسْلِمِ نَحْوُهُ وَفِيهِ قَالَ إِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْأَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخَ ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفِّكَ. 3-192

خطاب ؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے مجھے پانی نہیں ملا جبکہ میں جنبی ہوں عمار ؑ نے حضرت عمر ؑ سے عرض کیا کہ آپ کو یاد ہوگا کہ میں اور آپ ایک سفر میں تھے آپ نے نماز نہیں پڑھی تھی جبکہ میں نے زمین پر لوٹ پوٹ ہونے کے بعد نماز پڑھی پھر میں نے اس بات کا نبی اکرم ﷺ کے سامنے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لئے اس طرح کرنا کافی تھا تب آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر مارتے ہوئے ان میں پھونکا اس کے بعد اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح فرمایا۔ امام بخاری اور امام مسلم نے بھی اس طرح ہی نقل کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ

تجھے یہی کافی تھا کہ تو زمین پر ہاتھ مار کر ان میں پھونک مارتے ہوئے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کرتا۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ أَبِي الْجُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ ؑ قَالَ أَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَحْوِ بَيْتِ جَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدِّ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ (متفق عليه) 4-193

حضرت ابو جہیم بن حارث بن صمۃ ؑ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ بئر جمل سے واپس تشریف لائے ایک شخص نے آگے بڑھ کر آپ کو سلام کیا آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ دیوار سے اپنے ہاتھ اور چہرے پر مسح فرمایا۔ بعد ازاں سلام کا جواب دیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت سے واپس تشریف لا رہے تھے جب اس شخص نے آپ کو سلام عرض کیا تو آپ نے اپنی ذات کی حد تک اس حالت میں سلام کا جواب دینا مناسب نہ سمجھا حالانکہ آپ ﷺ کے ارشادات سے یہ ثابت ہے کہ بغیر وضو اور غسل واجب کے ہوتے بھی آدمی سلام کا جواب اور زبانی ذکر کر سکتا ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ بغیر وضو سلام کا جواب اور ذکر کیا جاسکتا ہے۔ ۲۔ تیمم کے لئے ایک ہی بار زمین پر ہاتھ لگانے چاہئیں ۳۔ تیمم صرف ہاتھوں اور چہرہ کا کرنا چاہیے۔ ۴۔ تیمم سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ ۵۔ پانی نہ ملنے یا غسل سے تکلیف کا اندیشہ ہو تو فقط تیمم ہی کافی ہے

بَابُ الْغُسْلِ الْمَسْنُونِ

مسنون غسل

مسلمانوں کے علاوہ دنیا کے دوسرے مذاہب میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ عبادت گزار نہانے دھونے سے جس قدر دور رہے گا اسی قدر وہ اللہ کے مقرب بندوں میں شامل ہوتا چلا جائے گا۔ آپ ﷺ جس خطہ زمین میں پیدا ہوئے وہ پانی کی قلت کے اعتبار سے دنیا کے خشک ترین علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ اسکے باوجود آپ نے طہارت و پاکیزگی، صفائی اور ستھرائی کو اس قدر اہمیت دی کہ آپ ﷺ نے جمعہ کے روز غسل کو واجب قرار دیا تاکہ امت مسلمہ طہارت، صفائی اور ستھرائی کے لحاظ سے ممتاز اور منفرد دکھائی دے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب تم جمعہ کے لئے آؤ تو غسل کیا کرو (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةُ فَلْيَغْتَسِلْ. (متفق علیہ) 1-194

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر فرض ہے (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ. (متفق علیہ) 2-195

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر حق ہے کہ وہ سات دنوں میں ایک دن اپنے سر اور پورے جسم کو دھوئے (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةٍ أَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ. (متفق علیہ) 3-196

فہم الحدیث

کتاب الطہارۃ میں ضروری غسل کا طریقہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ پہلے مخصوص حصہ کو دھویا جائے۔ بعد ازاں وضو کرنا چاہیے۔ اور آخر میں پہلے سر پر پانی بہاتے ہوئے دائیں اعضاء دھوئے جائیں۔ اگر غسل خانہ میں استعمال شدہ پانی ٹھہرا ہوا ہو تو پاؤں باہر نکل کر دھوئے جائیں۔



بَابُ الْحَيْضِ

حيض کے مسائل

عورتوں کے مخصوص ایام میں یہودی نہ صرف ان کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دیتے تھے بلکہ ان کے برتن الگ اور گھر میں ایک جگہ مخصوص کر دی جاتی تھی گھر کا کوئی فرد ان سے میل ملاپ نہیں رکھتا تھا یہاں تک کہ مائیں اپنے بچوں کو گود میں بٹھانا تو درکنار ان کے ساتھ پیار اور محبت کا اظہار بھی نہیں کر سکتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے ارشادات اور عمل کے ذریعے اس زیادتی کو ختم فرمایا تا کہ خاوند حائضہ عورت کے ساتھ نفرت کرنے کے بجائے مخصوص عمل کے علاوہ ان کے ساتھ مل جل کر رہنا بر محسوس نہ کرے۔ اس کے ساتھ آپ نے یہ مسئلہ بھی سمجھایا کہ دین مخالفت برائے مخالفت کا نام نہیں بلکہ اس کا مقصد رسومات کا خاتمہ اور آسانیاں پیدا کرنا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے اہبات المومنین رضی اللہ عنہم کو اپنی خلوت کی زندگی بیان کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تاکہ لوگوں کو ازدواجی زندگی کے حوالے سے دین سمجھنا آسان ہو جائے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہودی حالت حیض میں عورت کے ساتھ رہن سہن اور کھانا پینا چھوڑ دیتے تھے اس صورت حال کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ سے استفسار کیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وہ ”آپ سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں“۔ (البقرہ ۲: ۲۲۲) رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جماع کے سوا حائضہ عورت کے ساتھ سب معاملات کر سکتے ہو۔ جب یہودیوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ اس نبی کا مقصد محض ہماری مخالفت ہے۔ اس صورت میں اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ رسول محترم ﷺ کی خدمت میں آ کر یہودیوں کے پروپیگنڈے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیا ہم حائضہ عورتوں کے ساتھ مجامعت بھی نہ کر لیا کریں؟ یہ سنتے ہی رسول محترم ﷺ کا چہرہ غضب ناک ہوا۔ ہمیں یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ ان دونوں پر ناراض ہو گئے ہیں وہ دونوں باہر نکل گئے

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ كَانُوا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ النَّبِيَّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ أَلَا يَهِتَابُ الَّذِينَ يُبَيِّنُونَ لَكَ مَا يُرِيدُ هَذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدْعَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا خَالَفْنَا فِيهِ فَجَاءَ أَسِيدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَادُ بْنُ بَشْرٍ فَقَالَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا أَفَلَا نُجَامِعُهُنَّ فَتَغْيِرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَرْسَلَ فِي أَثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا أَنَّهُ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا. (مسلم) 1-197

انہیں ایک شخص ملا جو آپ کی خدمت میں دودھ پیش کرنے جا رہا تھا تب آپ ﷺ نے ان کے پیچھے ایک آدمی بھیجا۔ آپ نے انہیں دودھ پلایا تو وہ سمجھ گئے کہ آپ کی ناراضگی ختم ہو چکی ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَعْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَكِلَانَا جُنُبٌ وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَاتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ. (متفق عليه) 2-198

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور نبی کریم ﷺ جنبی ہونے کی صورت میں ایک ہی برتن میں غسل کرتے۔ آپ کے حکم سے میں تہہ بند اوڑھ لیتی آپ ﷺ میرے ساتھ لیٹ جاتے جبکہ میں حائضہ ہوتی اسی طرح آپ اعتکاف میں اپنا سر میری طرف فرماتے اور میں

آپ ﷺ کا سر دھوتی جبکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اکٹھایا الگ الگ غسل کرنے کی صورت میں مستعمل پانی کے قطرے برتن میں نہیں پڑنے چاہئیں۔ البتہ ایک دفعہ جسم پر پانی بہا کر پلیدی دور کر لی جائے تو پھر استعمال شدہ پانی کے قطرے برتن میں پڑ جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح پہلی دفعہ پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے برتن سے الگ ہاتھ دھونے چاہئیں۔

وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أَنَا وَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعٍ فَيُشْرَبُ وَاتَّعَرَّقَ الْعِرْقُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أَنَا وَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعٍ فَيُشْرَبُ. (مسلم) 3-199

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں میں حیض کی حالت میں برتن میں پانی پی کر آپ ﷺ کو پیش کرتی تو آپ ﷺ اسی جگہ اپنے ہونٹ رکھتے ہوئے پانی پیتے جہاں سے میں نے پیا ہوتا۔ ایسے ہی میری چوسی ہوئی ہڈی چوستے اور وہاں منہ رکھتے جہاں میں نے رکھا ہوتا جبکہ میں حائضہ ہوتی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَكَبَّ فِي حَجَرِي وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ. (متفق عليه) 4-200

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ حیض کی حالت میں میری گود میں قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ نَاولِيْنِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ إِنَّ حَيْضَتِكَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ. (مسلم) 5-201

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے مسجد سے مصلیٰ پکڑنے کے لئے فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ میں حائضہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا حیض کے اثرات تمہارے ہاتھوں پر نہیں ہیں۔ (مسلم)

عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي مِرْطٍ بَعْضُهُ عَلَى وَبَعْضُهُ عَلَيْهِ وَأَنَا حَائِضٌ. (متفق عليه) 6-202

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ نے ایک کبیل میں نماز پڑھی جس کے دوسرے حصے کو حیض کی حالت میں میں نے لپیٹا ہوا تھا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

- (۱) قرآن مجید میں ناپاک آدمی کو مسجد میں داخل ہونے سے منع فرمایا گیا ہے۔ ممکن ہے حضرت عائشہ نے مسجد کے کنارے کھڑے ہو کر ہاتھ لمبا کر کے مصلیٰ پکڑ لیا ہو۔ یا پھر نبی محترم ﷺ اس طرح بوقت ضرورت مسجد میں دو چار قدم داخل ہونے کی اجازت دینا چاہتے تھے۔
- (۲) حیض کی حالت میں پہنے ہوئے کپڑے دوبارہ پہنے جاسکتے ہیں بشرطیکہ وہ پاک ہوں۔ اگر کہیں خون کا داغ لگ جائے تو صرف اسی جگہ کو دھو کر پہنے جاسکتے ہیں۔

خلاصہ باب

- ۱۔ مخصوص عمل کے سوا حائضہ کے ساتھ میل ملاپ جائز ہے۔
- ۲۔ خلاف شریعت بات پر خفگی کا اظہار غیرت دین کی نشانی ہے۔
- ۳۔ حائضہ کے پکڑنے سے چیز پلید نہیں ہو جاتی۔
- ۴۔ حائضہ کا پیا ہو جو ٹھاپانی پینا جائز ہے۔



بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ

استحاضہ کے مسائل

عورت جب بالغ ہو جائے تو اسے تین قسم کے خون آتے ہیں (Menses) ماہواری دوسرا زچگی کا خون یہ دو قسم کی Bleeding عورت کی صحت اور بچے کی تولید کے لئے ضروری اور فطری عمل ہے اس کے علاوہ ایک استحاضہ کا خون ہے جو اندرون جسم ایک رگ پھٹنے سے مسلسل خارج ہوتا رہتا ہے جس عورت کو یہ تکلیف ہو وہ Delivery یا Menses کے ایام سے فارغ ہونے کے بعد غسل کرے اور پھر خون کو روکنے کے لئے کپڑا وغیرہ استعمال میں لا کر اسی حالت میں وضو کے بعد نماز ادا کرتی رہے آپ ﷺ نے ایسی عورت کو دو نمازیں اکٹھی ادا کرنے کی بھی اجازت عطا فرمائی۔ آپ کی ذات گرامی کو اللہ تعالیٰ نے معلم اور امت کا امام بنا کر مبعوث فرمایا اس لئے آپ ﷺ نے ان مسائل کی تفصیل بھی بیان فرمائی ہے۔ اگر آپ ﷺ ان مسائل میں خواتین کی رہنمائی نہ فرماتے تو پھر کون عورتوں کو ان مسائل سے آگاہ کر سکتا تھا۔ البتہ نسوانی مسائل کے بارے میں آپ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ اپنے اہل خانہ کے ذریعے ایسے مسائل بیان فرمایا کرتے تھے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابوجہش رضی اللہ عنہا نبی معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے استحاضہ کی شکایت ہے۔ جس کی وجہ سے میں ناپاک رہتی ہوں تو کیا مجھے نماز چھوڑ دینی چاہیے؟ آپ نے فرمایا یہ حیض نہیں ہے۔ یہ تو ایک رگ کے پھٹنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دو جب یہ ایام گزر جائیں تو غسل کر کے نماز ادا کیا کریں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيَّ امْرَأَةٌ اسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهَرُ أَفَادَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ لَا إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكَ فَدَعِيَ الصَّلَاةَ وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكَ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي. (متفق عليه) [1-203]



کِتَابُ الصَّلَاةِ

نماز کا بیان

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذِّرَاتِ ۵۱ آیت ۵۶)

”ہم نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا“

اسلام میں عبادت کا ایک جامع تصور ہے لیکن تمام قسم کی عبادات میں افضل ترین عبادت نماز ہے اس لیے نماز کو نہایت توجہ اور انہماک کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ حدیث جبرائیل جو کتاب الایمان میں بیان ہو چکی ہے اس میں ذکر ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کی جائے جیسے نمازی اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے بصورت دیگر یہ تصور تو ہر صورت قائم ہونا چاہیے کہ رب ذو الجلال تو ہر صورت مجھے دیکھ رہا ہے۔ ایسی نماز ہی انسان کے کردار کو سنواری اور گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔ بعض لوگوں کو یہ مغالطہ ہے یا وہ دوسروں کو مغالطہ دینا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک دوسرے کی خدمت اور صرف خیر خواہی کے لیے پیدا کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ دین کا اجتماعی نقطہ نظر ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنا ہے لیکن قرآن حکیم نے انسان کی تخلیق کا اولین مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت قرار دیا ہے اور عبادت میں افضل ترین عبادت نماز ہے اگر ایک شخص نماز نہیں پڑھتا تو خواہ وہ کتنا ہی خدمت گزار اور خیر خواہ کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا سرخرو ہونا ناممکن ہے جیسا کہ آپ پڑھیں گے کہ رسول معظم ﷺ نے دو ٹوک الفاظ میں فرمایا ہے جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے کفر کا ارتکاب کیا کیونکہ نماز کفر اور اسلام میں حد فاصل کی حیثیت رکھتی ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے رمضان! درمیانی مدت کے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی یہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا غور کیجئے کہ اگر کسی کے گھر کے سامنے نہر جاری ہو اور وہ اس میں پانچ دفعہ روزانہ غسل کرے کیا اس کے جسم پر کوئی میل باقی رہ سکتی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اس پر میل کچیل نہیں رہ سکتی تب ارشاد ہوا کہ پانچ وقت نماز کی یہی مثال ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ آدمی کو گناہوں سے پاک فرمادیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں ایک شخص

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةُ الْخُمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنِبْتَ الْكَبَائِرُ. (مسلم) 1-204

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِيَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقَى مِنْ ذَنْبِهِ شَيْءٌ قَالُوا لَا يَبْقَى مِنْ ذَنْبِهِ شَيْءٌ قَالَ فَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَاةِ الْخُمْسِ يَمْحُو اللَّهُ بِهِنَ الْخَطَايَا. (متفق عليه) 2-205

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَجُلًا أَصَابَ

مِنْ امْرَأَةٍ قَبْلَهُ فَآتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَأَنْزَلَ
اللَّهُ تَعَالَى "وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا
مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ"
(پ ۱۲ رکوع ۱۰) فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ إِلَيَّ هَذَا؟ قَالَ لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ وَفِي
رَوَايَةٍ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي. (متفق
عليه) 3-206

نے کسی عورت سے بوس و کنار کیا پھر وہ نبی کریم ﷺ کے
سامنے اعتراف کرتا ہے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل
فرمائی۔ ”صبح، شام نماز پڑھا کرو یقیناً نیکیاں گناہوں کو ختم
کر دیتی ہیں۔“ (ہود ۱۱: ۳۱) وہ شخص اٹھ کر عرض کرتا ہے کہ
اے رسول محترم ﷺ! کیا یہ میرے ہی لیے ہے۔ ارشاد
ہوا یہ میری پوری امت کے لیے ہے۔ دوسری روایت میں
ہے میری امت میں جس سے بھی ایسی غلطی ہو اس کے لیے
ہے۔ (بخاری، مسلم)

فہم الحدیث

رسول کریم ﷺ کے ارشاد کا معنی یہ ہے کہ جس شخص سے ایسی غلطی ہو جائے اور وہ اس صحابی کی طرح پریشان اور اپنی
غلطی پر نادم ہو تو ایسے شخص کو اس قسم کی غلطی رب کریم نماز سے ہی معاف کر دیتا ہے۔ البتہ جو شخص اس قسم کی بے حیائی کا
وطیرہ ہی بنالے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات کو بہانے کے طور پر استعمال کرے تو قرآن و سنت
کے دلائل کی روشنی میں اس کا گناہ وضو اور نماز سے نہیں بلکہ سچی یعنی ایسی حرکت سے باز آنے تو بہ سے ہی معاف ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کی
خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے میں ایک غلطی کا مرتکب ہوا
ہوں اس لئے مجھ پر حد نافذ کی جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ آپ نے اس سے کوئی تفتیش نہیں فرمائی۔ نماز کھڑی ہوئی
وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگا جب آپ نے نماز مکمل فرمائی تو
وہ پھر کھڑا ہو کر مطالبہ کرتا ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں حد
کو پہنچ چکا ہوں لہذا مجھ پر اللہ کی کتاب کے مطابق حد نافذ
فرمائیں۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ تہ نے ہمارے ساتھ
نماز نہیں پڑھی؟ وہ عرض کرتا ہے کہ پڑھی ہے ارشاد ہوا کہ اللہ
تعالیٰ نے تیرے گناہ یا حد کو معاف کر دیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ قَالَ
وَلَمْ يَسْأَلْهُ عَنْهُ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ
الصَّلَاةَ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي
أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ أَلَيْسَ
قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ
لَكَ ذَنْبَكَ أَوْحَدَكَ. (متفق
عليه) 4-207

فہم الحدیث

صحابہ کرام ؓ حدیث بیان کرنے میں اس قدر محتاط تھے کہ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے گناہ کی معافی یا حد ساقط ہونے کے بارے میں کوئی ایک ہی لفظ ارشاد فرمایا تھا۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ ؓ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى قَالَ الصَّلَاةُ لَوْ قُتِلَتْ ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ بِرُ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي بِهِنَّ وَلَوْ اسْتَزِدُّهُ لَرَأَدَنِي. (متفق عليه) 5-208

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی محترم ﷺ سے یہ سوال کیا کہ اعمال میں اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں فرض نماز کا اس کے وقت پر ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا عمل بہتر ہوگا؟ آپ نے فرمایا والدین کے ساتھ بہتر سلوک کرنا۔ میں نے پھر عرض کیا ان کے بعد کونسا عمل بہتر

ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔ ابن مسعود ؓ کہتے ہیں اگر میں اس موقع پر مزید سوال کرتا تو آپ اس کا بھی جواب عنایت فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

ایمان کے بعد اعمال کی فہرست میں سب سے پہلے حقوق اللہ ہیں۔ اور ان میں سرفہرست نماز فرض اول وقت پر ادا کرنا ہے۔ حقوق العباد میں آدمی کے ذمہ سب سے پہلے والدین کا حق ہے جسے پورا کرنے چاہیے۔

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ. (مسلم) 6-209

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز چھوڑ دینا ہے۔ (مسلم)

تیسری فصل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے اے رسول معظم! میں نے مدینہ کے نواح میں ایک عورت سے چھیڑ چھاڑ کی ہے تاہم میں نے بدکاری نہیں کی۔ اب میں حاضر ہوں آپ میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ فرمائیں۔ حضرت عمر ؓ نے اسے سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا

الفصل الثالث

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ؓ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي عَالَجْتُ امْرَأَةً فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَإِنِّي أَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُونَ أَنْ أَمْسُهَا فَأَنَا هَذَا فَأَقْضِ فِيَّ مَا شِئْتَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ سَبَرَكَ اللَّهُ لَوْ سَتَرْتَ عَلَى نَفْسِكَ قَالَ وَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ شَيْئًا

وَقَامَ الرَّجُلُ فَاَنْطَلَقَ فَاتَّبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا
فَدَعَاهُ وَتَلَا عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةَ وَاقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي
النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ
السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِينَ كَرِهُوا (پ ۱۲
رکوع ۱۰) فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ
هَذَا لَهُ خَاصَّةٌ فَقَالَ بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةٌ.

(مسلم) 7-210

پردہ رکھا تھا کاش تو بھی اپنا پردہ رہنے دیتا۔ ابن مسعود
کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس شخص کی بات کا جواب
نہیں دیا وہ شخص اٹھا اور چل دیا۔ نبی محترم ﷺ نے اسے
واپس لانے کے لئے آدمی بھیجا پھر اسے یہ آیت کریمہ پڑھ
کر سنائی ”صبح، شام اور رات کی نماز پڑھا کرو یقیناً نیکیاں
گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ خیر خواہی ہے نصیحت قبول
کرنے والوں کے لئے۔“ (ہود ۱۲-۱۱۴)

لوگوں میں سے ایک شخص عرض کرتا ہے اے اللہ کے نبی! کیا یہ اس کے لیے خاص ہے؟ ارشاد ہوا یہ تو کائنات کے سب انسانوں
کے لیے ہے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ جمعہ تا جمعہ اور ایک نماز سے دوسری نماز کے درمیانی گناہ جمعہ اور نماز سے معاف ہو جاتے ہیں۔
- ۲۔ پانچ وقت کی نماز پانچ دفعہ غسل کرنے کے مترادف ہے۔
- ۳۔ آدمی اور کفر کے درمیان نماز حد امتیاز ہے۔
- ۴۔ مسح کی مدت وضو ٹوٹنے کے بعد شروع ہوگی۔
- ۵۔ کبیرہ گناہ صرف توبہ کرنے سے معاف ہوتے ہیں۔



بَابُ الْمَوَاقِيتِ

اوقاتِ نماز

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا (النساء ۴: ۱۱۳)

درحقیقت نماز ایسا فرض ہے جو پابندی وقت کیساتھ اہل ایمان پر لازم کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی روشنی میں نماز کے اوقات مقرر فرمائے ہیں۔ ہر نماز کے ابتدائی اور آخری وقت کی اپنے عمل اور فرمان کے ذریعے وضاحت فرمائی لہذا نماز ہمیشہ اول وقت پر ادا کرنی چاہیے گرمی میں نماز کو ٹھنڈے وقت میں ادا کرنے کے یہ معنی نہیں کہ اصل وقت سے تجاوز کر دیا جائے جو لوگ ظہر کا وقت دو مثل قرار دیتے ہیں وہ فقہ کے بغیر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل پیش نہیں کرتے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا ظہر کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد ہے جب آدمی کا سایہ اس کے قدم کے برابر ہو جائے۔ جب تک عصر کا وقت شروع نہ ہو پھر یہاں سے عصر کا وقت شروع ہو کر سورج کے زرد ہونے تک رہتا ہے۔ اور نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب سے لے کر اس کی سرخی ختم ہونے تک ہے۔ عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے۔ جبکہ صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے لے کر سورج نکلنے تک لیکن جب سورج نکلنا شروع ہو جائے تو نماز پڑھنے سے رک جانا چاہیے کیونکہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔ (مسلم)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول محترم ﷺ سے نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں تم ہمارے ساتھ دو دن نمازیں ادا کرو۔ پہلے دن جب سورج ڈھلا ہی تھا تو بلال کو اذان کا حکم دیا۔ اس کے بعد اقامت ظہر ہوئی پھر بلال رضی اللہ عنہ کو نماز عصر کی اقامت کا حکم فرمایا جبکہ سورج کافی بلند اور دھوپ تیز ہو چکی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطَوْلِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفُرِ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَأَمْسَكَ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ. (مسلم) 1-211

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ صَلِّ مَعَنَا هَذَيْنِ يَعْْنِي الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِإِلَّا فَاذَنْ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيَضَاءً نَقِيَّةً ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ

فَاقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ
الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا أَنْ كَانَ الْيَوْمُ
الثَّانِي أَمَرَهُ فَأَبْرَدَ بِالظُّهْرِ فَأَبْرَدَ بِهَا فَانْعَمَ أَنْ
يُبْرَدَ بِهَا وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ
مُرْتَفِعَةً آخِرَهَا فَوْقَ الَّذِي كَانَ وَصَلَّى
الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ
بَعْدَ مَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ
فَاسْفَرَبَهَا ثُمَّ قَالَ آيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ
الصَّلَاةِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
وَقْتُ صَلَاتِكُمْ بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ. (مسلم) 2-212

تھی پھر سورج غروب ہوتے ہی مغرب کی نماز کھڑی فرمائی
ابھی سورج کی سرخی ختم ہونے ہی پائی تھی تو عشاء کی نماز قائم
کرنے کا حکم فرمایا۔ پھر صبح کی نماز کا حکم دیا جبکہ فجر ابھی
نمودار ہی ہوئی تھی۔ جب دوسرا دن ہوا تو بلال ؓ کو نماز ظہر
ٹھنڈی کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس نے خوب ٹھنڈے وقت
میں اذان کہی۔ نماز عصر تاخیر سے ادا فرمائی اسے پہلے دن
سے قدرے مؤخر کیا لیکن سورج ابھی بلندی پر تھا۔ نماز
مغرب سورج کی روشنی کے آثار ختم ہونے سے پہلے ادا کی
۔ جب رات کا تیسرا حصہ گزر گیا تو نماز عشاء ادا کی گئی، نماز فجر
اس وقت ادا کی جب صبح کی روشنی خوب پھیل چکی تھی۔ اب

ارشاد ہوا نمازوں کے اوقات پوچھنے والا کہاں ہے؟ وہ عرض کرتا ہے کہ اللہ کے رسول میں حاضر ہوں۔ فرمایا کہ تمہاری نمازوں
کے وقت ان اوقات کے درمیان ہیں۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْرَجَ
الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ أَمَا إِنَّ جِبْرِيلَ قَدْ
نَزَلَ فَصَلَّى أَمَامَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ
أَعْلَمَ مَا تَقُولُ يَا عُرْوَةُ فَقَالَ سَمِعْتُ بِشِيرَ بْنَ
أَبْنِي مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ نَزَلَ جِبْرِيلُ
فَأَمْنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ
مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَحْسِبُ
بِأَصَابِعِهِ خُمْسَ صَلَواتِ. (متفق عليه) 3-213

تیسری فصل
حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں عمر بن
عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عصر کی نماز کو ذرا مؤخر کر دیا عروہ
رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا بلاشبہ جبرائیل نازل ہوئے تو
اس نے رسول اکرم ﷺ کی امامت کروائی تھی۔ عمر بن
عبد العزیز نے ان سے کہا عروہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ عروہ نے
جواب دیا میں نے بشیر بن ابو مسعود ؓ سے اس نے
ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول معظم ﷺ کو
یہ فرماتے سنا۔ آپ فرما رہے تھے جبرائیل آسمان سے نازل
ہوئے انہوں نے میری امامت کروائی میں نے جبریل کی
امامت میں نماز ادا کی پھر آپ نے اپنی انگلیوں پر حساب کرتے ہوئے بتلایا کہ جبریل کے ساتھ پانچ نمازیں

پڑھیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں تمام نمازوں کو اول وقت میں ادا کرنے کا بیان ہوا ہے جبکہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں سائل کے جواب میں اس کی عملی تربیت کرنے کے ساتھ پہلے اور دوسرے دن ہر نماز کے اول اور اس کے آخری وقت کا عملاً تعین فرمایا۔ نماز ظہر کو ٹھنڈی کرنے سے مراد مثل اول کے آخر میں نماز ادا کرنا ہے۔ اسی طرح باقی چار نمازوں کو اول اور آخری وقت میں ادا کر کے ارشاد فرمایا کہ اپنی نمازوں کو ان اوقات میں ادا کیجئے۔ دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے علاوہ باقی چار نمازیں نہایت ہی اول وقت میں ادا کیا کرتے تھے۔ عشا کی نماز اس کے بالکل ابتدائی وقت میں ادا کرنے کے بجائے تھوڑا سا تاخیر کے ساتھ ادا کرتے جبکہ تمنا یہ ہوا کرتی تھی کہ عشاء کو زیادہ سے زیادہ تاخیر کے ساتھ پڑھا جائے کیونکہ اسے تاخیر کے ساتھ پڑھنے سے اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے لیکن رات کے تیسرے پہر کے آخر میں پڑھنے کے بجائے پہلے اس لیے ادا فرماتے کہ تاخیر سے امت کو تکلیف ہوگی۔ بالکل دو پہر، غروب آفتاب اور سورج طلوع ہونے کے دورانیہ میں نماز پڑھنے سے اس لیے منع فرمایا کہ دنیا میں بیٹھار کا فر اور مشرک ان اوقات کو مبارک سمجھتے ہوئے سورج کی عبادت کرتے ہیں۔ جیسے ہندو صبح کے وقت پانی میں کھڑے ہو کر سورج کی طرف منہ کر کے کچھ پڑھنے اور نہانے کو خدا کی عبادت گردانتے ہیں۔ غیر مسلموں کی عبادت کی مشابہت سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو ایسے اوقات میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا ہے۔ کیونکہ شیطان خصوصی طور پر ان اوقات میں لوگوں کو غیر اللہ کی عبادت کے لیے ابھارتا ہے گویا کہ یہ شیطانی اوقات ہیں۔ اس لیے اس وقت سورج کے نکلنے کو شیطان کے سینگوں کے درمیان نکلنے کے مترادف قرار دیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعتاً اس دورانیہ میں شیطان کا سورج کے سامنے کھڑا ہونا دکھلایا گیا ہو۔

خلاصہ باب

۱۔ نماز فجر کا وقت صبح صادق سے سورج نکلنے کی ابتدا تک ہوتا ہے۔ ۲۔ ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے لے کر ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے تک ہے۔ ۳۔ عصر کا وقت ایک مثل سایہ سے لے کر دھوپ کی رنگت بدلنے تک رہتا ہے۔ عصر کا افضل وقت سایہ دو مثل ہونے تک ہے۔ ۴۔ مغرب کا وقت غروب آفتاب سے سرخی کے خاتمے تک ہے۔ ۵۔ عشاء کا وقت مغرب کے وقت کے آخر سے لے کر آدھی رات تک رہتا ہے۔ ۶۔ طلوع اور غروب آفتاب کے دوران اور سورج کندھے یا سر کے اوپر ہو تو نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ ۷۔ یہ مشرکوں کی عبادت کے اوقات ہیں اور شیطان سورج کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ ۸۔ گرمیوں میں نماز ٹھنڈی کرنے سے مراد اول وقت سے نسبتاً تاخیر کرنا ہے۔ ۹۔ ظہر سورج ڈھلنے سے ایک مثل اور عصر کا افضل وقت دو مثل تک رہتا ہے۔



بَابُ تَعْجِيلِ الصَّلَاةِ

فرض نماز اوّل وقت میں ادا کرنا

انسان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور عبادات میں افضل ترین عبادت نماز ہے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز کے فضائل اور برکات سے باخبر کرنے کے ساتھ نماز ترک کرنے کے نقصانات سے آگاہ فرمایا اور پھر ایک ایک نماز کی اہمیت اور فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے امت مسلمہ کو توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں کو یکساں طور پر فرض فرمایا ہے۔ عصر اور فجر کی نماز کے بارے میں بالخصوص اس لیے ذکر فرمایا کہ فجر نیند کے غلبے کا وقت ہوتا ہے جبکہ حساب و کتاب کے اعتبار سے دونوں نمازوں کا مقام یہ ہے کہ انسان کا اعمال نامہ لکھنے والے ملائکہ کراما کا تبین کا صبح اور عصر کی نماز کے وقت تبادلہ ہوتا ہے صبح کے فرشتے آدمی کے سارے دن کا کیا دھرا عصر کی نماز کے وقت اور عصر والے صبح کے وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت ان سے سوال کرتے ہیں کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں پایا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب کریم جب ہم نے صبح کے وقت ڈیوٹی سنبھالی تھی تو تیرے بندے نماز کی حالت میں تھے۔ اب ہم فارغ ہو کر تیرے حضور پیش ہوئے ہیں تو پھر بھی وہ نماز عصر پڑھنے میں مصروف تھے۔ دنیاوی اعتبار سے اس وقت آدمی دن بھر کی محنت و مشقت کی وجہ سے تھکا ہوا ہوتا ہے۔ اس کی کوشش اور تمنا ہوتی ہے کہ دن کے کام سے جلدی فارغ ہو کر اپنی آرام گاہ اور بال بچوں کی طرف پلٹ جائے۔ اس جلدی اور سارے دن کی تھکاوٹ کی وجہ سے اس بات کا امکان موجود ہوتا ہے کہ آدمی نماز عصر کے بارے میں عدم توجہ کا شکار ہو جائے جبکہ یہ وقت اللہ کے ہاں آدمی کے اعمال کی حاضری اور اجر و ثواب کا وقت ہے۔ جس طرح کوئی مزدور سارا دن محنت کرنے کے بعد اپنے مالک کو بتلائے اور مزدوری لیے بغیر گھر واپس آجائے تو غالب امکان ہے کہ وہ اپنی اجرت سے محروم رہ جائے گا۔ یہی فلسفہ آپ ﷺ کے اس ارشاد میں پایا جاتا ہے۔ جس نے نماز عصر ضائع کی گویا کہ اس کے سارے دن کے اعمال ضائع ہو گئے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت سیار بن سلامہ رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ ذکر کرتے ہیں۔ میں اور میرے والد گرامی حضرت ابو ہریرہؓ سلمی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ میرے والد نے ان سے رسول اکرم ﷺ کی فرض نمازوں کے اوقات کے بارے میں سوال کیا؟ انہوں نے فرمایا آپ ظہر کی نماز جسے تم دن کی پہلی نماز کہتے ہو سورج ڈھلنے کے ساتھ ہی ادا کیا کرتے تھے اور عصر اس وقت ادا کرتے کہ جب ہم میں سے کوئی شخص مدینہ کے

عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ ؓ فَقَالَ لَهُ أَبِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْأُولَى حِينَ تَدْخُضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلَى رَحْلِهِ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيتُ

مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ
الْعِشَاءَ الَّتِي تَذْعُونَهَا الْعَتَمَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ
النُّومَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ
صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيْسَهُ
وَيَقْرَأُ بِالسَّيِّئِ إِلَى الْمِائَةِ وَفِي رِوَايَةٍ وَلَا
يُبَالِي بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَلَا
يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا. (متفق)

(عليه) 1-214

مضافات میں اپنے گھر پہنچتا تو سورج ابھی کافی اونچا ہوتا تھا۔ حضرت سیار بن سلامہ کہتے ہیں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی مغرب کی نماز کا وقت بھی بتلایا لیکن میں بھول گیا ہوں۔ آپ ﷺ پسند کرتے تھے کہ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھی جائے جس نماز کو تم اندھیرے کی نماز کہتے ہو۔ عشاء سے پہلے سونا اور بعد میں باتیں کرنا آپ پسند نہیں کرتے تھے اور صبح کی نماز پڑھنے کے بعد جب ہماری طرف متوجہ ہوتے تو ہم اپنے ساتھ والے نمازی کو پہچان سکتے تھے اور

آپ ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات کی تلاوت کرتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ عشاء کی نماز رات کے تہائی تھے کے آخر میں پڑھنا حرج نہیں سمجھتے تھے۔ نماز سے پہلے سونا اور بعد میں باتیں کرنا آپ ﷺ کو ہرگز پسند نہیں تھا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَلًا وَإِذَا قَلُّوا آخَرًا وَالصُّبْحَ بَغْلَسًا. (متفق)

(عليه) 2-215

محمد بن عمر بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے رسول محترم ﷺ کی نمازوں کے اوقات کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے فرمایا آپ زوال کے فوراً بعد نماز ظہر اور عصر سورج کے کافی بلند ہوتے ہوئے نماز مغرب سورج غروب ہوتے ہی اور عشاء میں نمازیوں کی اکثریت جمع ہو جاتی تو ادا فرماتے۔ جب لوگ کم ہوتے تو اس میں تاخیر کر لیا کرتے، اور صبح اندھیرے میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے ظہر کی نماز ایسے وقت میں ادا کرتے کہ گرمی سے بچنے کے لئے ہم اپنے کپڑوں پر سجدہ کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم یہ لفظ بخاری کے ہیں)

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ بِالظُّهْرِ سَجْدًا عَلَى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ). 3-216

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جب گرمی زیادہ ہو تو نماز ٹھنڈی کر لیا کرو۔ بخاری کی دوسری روایت میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بِالظُّهْرِ فَإِنْ شِدَّةَ

ﷺ نے ظہر کی نماز کا نام لے کر فرمایا اس نماز کو ٹھنڈا کرو، جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے گرمی میں اضافہ ہوتا ہے۔ جہنم کی آگ نے اللہ تعالیٰ کے حضور شکایت کی کہ میرے رب میں اپنے آپ میں ہی جلی جا رہی ہوں۔ تب اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت عنایت فرمائی ایک سردی میں اور دوسرا گرمی میں جب تم شدید گرمی اور شدید سردی محسوس کرتے ہو تو یہ اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم) امام بخاری نے آپ ﷺ کے یہ الفاظ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ عصر کی نماز

بھی نقل کئے ہیں کہ دوزخ کے گرم سانس کی وجہ سے شدید گرمی اور اس کے سانس کھینچنے کی وجہ سے تمہیں شدید سردی لگتی ہے۔

اس وقت ادا کرتے جب سورج بالکل بلند ہوتا اور اس میں
خوب حدت ہوتی۔ مدینے کے مضافات میں رہنے والا
جب نماز پڑھ کر واپس جاتا تو سورج ابھی خوب بلند ہوا کرتا
تھا۔ جبکہ مدینے کے مضافاتی محلے مدینہ سے چار میل کے لگ
بھگ دور تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی نماز کا حال یہ ہے کہ وہ بیٹھا رہتا ہے یہاں تک کہ سورج زرد ہو کر غروب ہونے لگتا ہے جونہی سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو وہ بڑی تیزی کے ساتھ چار رکعتیں پڑھتا ہے جس میں بہت ہی کم اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی عصر کی نماز ضائع ہو گئی گو یا کہ اس کا اہل و عیال اور کاروبار تباہ ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ذکر کرتے ہیں جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کے اعمال ضائع ہو

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ ؓ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيَبْصُرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ. (متفق عليه) 9-222

حضرت رافع بن خدیج ؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسولِ محترم ﷺ کے ساتھ جب مغرب کی نماز سے فارغ ہوتے تو مسجد سے پلٹنے والا شخص اپنے تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھ سکتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حضرت رافع ؓ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ مغرب کی نماز سورج کے غروب ہونے کے فوراً بعد ادا فرمایا کرتے تھے۔ صحابہ ؓ آپ ﷺ کے پیچھے پورے اطمینان کے ساتھ نماز ادا کرنے کے بعد جب اپنے گھروں کو واپس جاتے تو غروب آفتاب کی سرخی اس قدر باقی ہوتی کہ اگر تیر انداز اپنی کمین گاہ میں کھڑے ہو کر تیر کے گرنے کی جگہ کا اندازہ کرنا چاہتا تو وہ اس جگہ کا تعین کر سکتا تھا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانُوا يُصَلُّونَ الْعَتَمَةَ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يُغِيبَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 10-223

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ صحابہ کرام ؓ عشاء کی نماز سورج کی سرخی غائب ہونے سے لے کر ایک تہائی رات تک ادا کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَتَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعَرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ. (متفق عليه) 11-224

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ صبح کی نماز ادا کرتے عورتیں اپنی چادروں میں لپی ہوئیں جب واپس ہوتیں تو اندھیرے کی وجہ سے انہیں پہچانا نہیں جاسکتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ قَتَادَةَ ؓ عَنْ أَنَسٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَّغَا مِنْ سُحُورِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى قُلْنَا لِأَنَسٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سُحُورِهِمَا وَدُخُولِهِمَا فِي الصَّلَاةِ قَالَ قَدَرُ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً. (بخاری) 12-225

حضرت قتادہ ؓ حضرت انس ؓ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اور زید بن ثابت ؓ نے سحری کا کھانا کھایا جب سحری سے فارغ ہوئے تو نبی محترم ﷺ نماز کے لئے اٹھے اور آپ نے امامت فرمائی۔ ہم نے حضرت انس ؓ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کے سحری سے فارغ ہونے اور نماز کھڑی کرنے کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ تو انہوں نے فرمایا

بس اتنا ہی جتنے وقت میں کوئی شخص پچاس آیات کی تلاوت کر سکتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ ؓ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

حضرت ابو ذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے

كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أَمْرَاءُ يُمِيتُونَ
الصَّلَاةَ أَوْ يُؤَخِّرُونَ عَنْ وَقْتِهَا قُلْتُ فَمَا
تَأْمُرُنِي قَالَ صَلِّ الصَّلَاةَ لَوْ قَتَلَهَا فَإِنْ أَذْرَكَهَا
مَعَهُمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ.

(مسلم) 13-226

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
مَنْ أَذْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ
الشَّمْسُ فَقَدْ أَذْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ أَذْرَكَ
رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ
أَذْرَكَ الْعَصَرَ. (متفق عليه) 14-227

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَذْرَكَ
أَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ
تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيَتِمَّ صَلَاتُهُ وَإِذَا أَذْرَكَ
سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ
الشَّمْسُ فَلْيَتِمَّ صَلَاتُهُ (بخاری) 15-228

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ
نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا
إِذَا ذَكَرَهَا وَفِي رِوَايَةٍ لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا
ذَالِكَ. (متفق عليه) 16-229

مجھے فرمایا ابو ذر تیرا کیا حال ہوگا جب تجھ پر ایسے حاکم ہوں گے
جو نماز میں تاخیر کریں گے یا بالکل ہی چھوڑ دیں گے؟ میں نے
عرض کیا اس صورت حال میں آپ ﷺ مجھے کیا حکم فرماتے
ہیں۔ فرمایا کہ تم وقت پر نماز ادا کرنا اگر ان کے ساتھ بھی موقع مل
جائے تو پھر ادا کر لینا یہ تیرے نفل ہوں گے۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ
نے فرمایا کہ جس شخص نے طلوع آفتاب سے پہلے صبح کی
ایک رکعت بھی پالی اس نے صبح کا وقت پالیا اور جس نے
غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پڑھ لی اس نے
عصر کا وقت پالیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے
ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص
غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے اسے اپنی نماز
مکمل کر لینی چاہیے اور جس نے طلوع آفتاب سے پہلے صبح کی
ایک رکعت پالی اس کو بھی اپنی نماز مکمل کرنی چاہیے۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے
فرمایا جو شخص نماز بھول جائے یا سو جائے اس کی تلافی یہ ہے
کہ جب اسے یاد آئے تو ادا کرے۔ دوسری روایت میں
ہے کہ یہی اس کا کفارہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

نبی معظم ﷺ کے یہ ارشادات آپ پڑھ چکے ہیں کہ طلوع، غروب اور زوال آفتاب کے وقت نماز پڑھنی جائز نہیں۔ یہاں
بتلانے کا مقصد یہ ہے کہ جس شخص نے سورج کے اس عمل کے شروع ہونے سے پہلے نماز شروع کی اور نماز کے دوران سورج
غروب یا طلوع ہونا شروع ہو گیا تو اسے نماز توڑنے کی بجائے پوری کرنی چاہیے اور نماز لوٹانے کی بھی ضرورت نہیں البتہ ان
اوقات کا خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ اس دورانیے کے بعد نماز ادا کی جائے۔ اگر سورج اس دورانیے میں داخل ہو چکا ہو۔ اور
عصر کی نماز شرعی عذر کی وجہ سے باقی ہو تو سورج مکمل غروب ہونے کے بعد اور مغرب سے پہلے عصر ادا کرنی چاہیے جیسا کہ

جنگ خندق کے موقع پر آپ نے عصر اور مغرب عشاء کے وقت اسی ترتیب سے ادا کی تھیں۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ وَاقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي. (پ ۱۶ رکوع ۱۰). (مسلم) 17-230

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ رسول محترم ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں نیند کی وجہ سے نماز ضائع ہونے کا کوئی گناہ نہیں۔ گناہ تو جاگنے کی صورت میں ہوگا جب تم میں کوئی شخص نماز بھول جائے یا اس پر نیند غالب آجائے بس یاد آنے پر اسے فوراً ادا کرنی چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میری یاد کے لئے نماز پڑھا کرو۔ (طہ ۲۰: ۱۴) (مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ يُنَحِّرُ الْجُزُورَ فَتُقَسِّمُ عَشْرَ قِسْمٍ ثُمَّ تُطْبَخُ فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ مَغِيبِ الشَّمْسِ. (متفق عليه) 18-231

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ہم عصر کی نماز رسول محترم ﷺ کے ساتھ پڑھ کر اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت بنا کر دس حصوں میں تقسیم کرتے پھر اسے پکا کر بھنا ہوا گوشت غروب آفتاب سے پہلے کھالیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مَكُنَّا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فَخَرَجَ إِلَيْنَا حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ بَعْدَهُ فَلَا نَذَرِي أَشْيَى شَغْلَهُ فِي أَهْلِهِ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ فَقَالَ حِينَ خَرَجَ إِنَّكُمْ لَتَنْتَظِرُونَ صَلَاةً مَا يَنْتَظَرُهَا أَهْلُ دِينٍ غَيْرَكُمْ وَلَوْلَا أَنْ يُثْقَلَ عَلَى أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هَذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلَّى. (مسلم) 19-232

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں ایک رات عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں ہم رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب رات کا تیسرا یا اس سے بھی زیادہ حصہ گزر چکا تھا۔ ہم نہیں جانتے تھے آپ ﷺ کسی گھریلو معاملات میں مصروف تھے یا کوئی اور کام تھا۔ تشریف لاتے ہی فرمایا یقیناً تم لوگ نماز کے انتظار میں ہو۔ تمہارے سوا دوسرے کسی دین کے بھی دعوے دار اس وقت تک نماز پڑھنے کے منتظر نہیں ہیں۔ اگر اتنی تاخیر سے نماز پڑھنی میری امت کے لئے مشکل نہ ہوتی تو میں ہمیشہ اس وقت ہی نماز پڑھایا کرتا پھر آپ نے اذان کا حکم دیا اور جماعت کروائی۔ (مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ کسی دین کے پیروکار اس وقت نماز کے انتظار میں نہیں صحابہ کی حوصلہ افزائی اور تاخیر عشاء کا ثواب بتلانے کے ساتھ یہ مقصد بھی تھا کہ واقعاً مسلمان ہی آدمی رات کے وقت اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الصَّلَاةَ نَحْوًا مِنْ صَلَوتِكُمْ وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلَوتِكُمْ شَيْئًا وَكَانَ يُخَفِّفُ الصَّلَاةَ (مسلم) 20-233

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بقیہ نمازیں تمہاری نمازوں کی طرح پڑھتے تھے لیکن عشاء کی نماز تمہاری نسبت قدرے تاخیر سے ادا کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ نماز ہلکی پڑھتے تھے۔ (مسلم)

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيٍّ بْنِ الْخِيَارِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْضُورٌ فَقَالَ إِنَّكَ إِمَامٌ عَامَّةٌ وَنَزَلَ بِكَ مَا تَرَى وَيُصَلِّي لَنَا إِمَامٌ فِتْنَةٌ وَتَخْرُجُ فَقَالَ الصَّلَاةُ أَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسَنُ مَعَهُمْ وَإِذَا أَسَاءُوا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَةَ تَهُمُ. (بخاری) 21-234

حضرت عبید اللہ بن عدی بن خیاری بیان کرتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے تو میرے والد گرامی حضرت عدی بن خیاری ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں! آپ تو تمام مسلمانوں کے قائد ہیں آپ پر جو مصیبت آئی ہے آپ کو معلوم ہے کہ ہماری جماعتیں فتنہ پرور لوگوں کا سرغنہ کروا رہا ہے اور ہم ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو درست نہیں جانتے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کا یہ کردار تو نامناسب ہے لیکن ان کا نماز پڑھنا اچھا ہے۔ جب لوگ نیکی کریں تو نیکی میں ان کے ساتھ شامل ہونا چاہیے۔ جب وہ غلط کام کریں تو ان سے اجتناب کیا جائے۔

خلاصہ باب

۱۔ عشاء سے پہلے اور نماز عشاء کے بعد دیر سے سونا آپ ﷺ کو پسند نہیں تھا۔ ۲۔ نماز صبح کا افضل وقت صبح روشن سے پہلے تک ہے۔ ۳۔ نماز ظہر ایک مثل کے اندر رہتے ہوئے تاخیر سے پڑھی جاسکتی ہے۔ ۴۔ نماز عصر کا افضل وقت ایک مثل سایہ کے خاتمہ سے دو مثل تک ہے۔ ۵۔ نماز مغرب سورج غروب ہوتے ہی ادا کرنا چاہیے۔ ۶۔ عشاء کی جماعت مغرب کے بعد اندھیرہ گہرا ہونے سے لے کر تہائی رات تک ہے البتہ عشاء کی نماز آدمی رات تک ادا کی جاسکتی ہے۔ ۷۔ نماز کے شرعی عذر: (۱) نیند کا غلبہ (۲) بھول جانا (۳) بیماری کی شدت (۴) سفر (۵) جنگ (۶) شدید ترین مصروفیت ۸۔ موسموں کے تغیر و تبدل میں جہنم کی حدت و برودت کے اثرات کا دخل ہے۔ ۹۔ سورج غروب کے قریب نماز پڑھنا منافق کی نشانی ہے۔ ۱۰۔ جہاں تاخیر سے جماعت ہوتی ہو وہاں اول وقت تھا نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے۔ نماز پڑھ کر ان کے ساتھ شامل ہونے سے نوافل کا ثواب ملتا ہے۔ ۱۱۔ نماز کے درمیان سورج غروب یا طلوع ہونا شروع ہو جائے تو نماز میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ ۱۲۔ نیند یا بھول جانے کی صورت میں جاگنے اور یاد آنے کے وقت فوراً نماز ادا کرنی چاہیے۔ ۱۳۔ صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات پڑھنا رسول اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ ۱۴۔ ناپسندیدہ امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے۔

بَابُ فِي فُضَائِلِ الصَّلَاةِ

نماز کے فضائل

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عمارہ بن رویہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول معظم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص فجر اور عصر کی نماز ادا کرنے کا اہتمام کرتا ہے۔ وہ کبھی روزخ میں نہیں جائے گا۔ (مسلم)

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَنْ يَلْجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ. (مسلم) 1-235

حضرت ابوہریرہ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے دو ٹھنڈی نمازیں ادا کیں یعنی فجر اور عصر وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ. (متفق عليه) 2-236

فہم الحدیث

اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ فرضیت کے حوالے سے سب کی ایک جیسی اہمیت ہے۔ البتہ انسانوں کے حالات اور ضروریات کے حوالے سے صبح، عصر اور عشاء کے ثواب کا خاص طور پر ذکر فرمایا تاکہ مسلمان انکا خصوصی خیال کریں کہیں مصروفیات کی وجہ سے ان میں غفلت نہ ہو جائے۔ ٹھنڈی نمازوں سے مراد فجر اور عصر کی نمازیں ہیں اس لئے کہ وہ ٹھنڈے اوقات میں ادا کی جاتی ہیں۔ صبح اٹھنا مشکل ہوتا ہے جب کہ عصر مصروفیت کا وقت ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے رات اور دن کے وقت آتے جاتے ہیں وہ تمہارے پاس عصر اور فجر کی نماز کے وقت اکٹھے ہوتے ہیں جن فرشتوں نے تمہارے پاس رات گزاری ہے۔ جب رب کبریا کے حضور پیش ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے کے باوجود ان سے پوچھتے ہیں کہ تم میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑ آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ جب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَعَاقِبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَرْجِعُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَاتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ. (متفق عليه) 3-237

ہم ان کے پاس گئے وہ نماز ادا کر رہے تھے اور جب ہم واپس آئے تو وہ نماز ہی کی حالت میں تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جُنْدُبِ الْقُسَيْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيَانٌ كَرْتُمْ هِيَ۔ رسول معظم

اللَّهُ ﷻ مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ فَلَا يَطْلُبُكُمُ اللَّهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبُهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُذِرْكَهُ ثُمَّ يَكْبُهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 4-238

ﷺ نے فرمایا جس شخص نے صبح کی نماز ادا کی وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہوگا۔ کہیں تم ایسا نہ کرنا جس کی وجہ سے اللہ تم سے اپنے ذمہ کا حساب مانگے اللہ جس سے حساب مانگے گا اس کو پکڑ کر چہرے کے بل دوزخ میں گرا دے گا۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يُسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهْمُوا وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهَجِيرِ لَا سُبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاتَوَّهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا. (متفق عليه) 5-239

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور پہلی صف میں کیا خیر و برکت ہے کہ ظہر کی نماز کی کیا فضیلت ہے؟ تو وہ اس کے حصول کے لیے ضرور قرعہ اندازی کریں اور اگر وہ جان لیں کہ ظہر کی نماز کی کیا فضیلت ہے۔ تو وہ اس کے لیے مسابقت کریں اور اگر انہیں علم ہو کہ عشا اور صبح کی نماز باجماعت

ادا کرنے میں کیا خیر و برکت ہے تو وہ نمازوں کے لئے ضرور آئیں۔ اگرچہ ان کو گھسٹ گھسٹ کر آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ لَيْسَ صَلَاةُ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَاتَوَّهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا (متفق عليه) 6-240

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ بوجھل کوئی نماز نہیں اگر انہیں ان نمازوں کے ثواب کا علم ہو جائے تو وہ ان میں ضرور شریک ہوں۔ اگرچہ ان کو گھسٹ کر آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ. (مسلم) 7-241

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے آدھی رات تک قیام کیا۔ جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ لَا يَغْلِبُكُمُ الْأَغْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمُ الْمَغْرِبَ قَالَ وَتَقُولُ الْأَغْرَابُ هِيَ الْعِشَاءُ وَقَالَ لَا يَغْلِبُكُمُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا دیہاتی لوگ تمہاری مغرب کی نماز کے نام کو کہیں بدل نہ ڈالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اس کو عشاء کہتے ہیں اور پھر فرمایا دیہاتی لوگ تمہاری عشاء کی

الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَوتِكُمْ الْعِشَاءَ فَإِنَّهَا
فِي كِتَابِ اللَّهِ الْعِشَاءَ فَإِنَّهَا تُعْتَمُ بِحَلَابِ
الْإِبِلِ . (مسلم) 8-242

نماز کے نام پر غالب نہ آجائیں اس لئے کہ اللہ کی کتاب
میں اس کا نام عشاء ہے وہ اونٹنیوں کا دودھ اندھیرے میں
دوہتے ہیں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

عرب میں ایسے قبیلے بھی تھے۔ جو مغرب کے وقت کو عشاء کے نام سے پکارتے تھے۔ کیونکہ وہ عصر کے بعد اپنی اونٹنیاں دوہتے
تھے۔ اس اثنا میں اندھیرا ہو جاتا تھا جس کی وجہ سے انکے ہاں مغرب کے لئے عشاء کی اصطلاح رائج ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ
نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ اس بات کا خیال رکھنا کہ کہیں انکی یہ اصطلاح غالب نہ آ جائے جس سے آنے والی نسلوں کو غلط
نہی ہونے کا امکان ہو سکتا تھا کہ شاید مغرب اور عشاء ایک ہی نماز کا نام ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ
الْخَنْدَقِ حَبَسُونَا عَنْ صَلَوةِ الْوُسْطَى صَلَوةِ
الْعَصْرِ مَلَأَ اللَّهُ بَيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا . (متفق)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے
غزوہ خندق کے دن فرمایا کافروں نے ہمیں نماز عصر
ادا کرنے سے روکا اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے
بھر دے۔ (بخاری و مسلم)

9-243 (علیہ)

خلاصہ باب

- ۱۔ نماز فجر اور عصر کی نماز کا بالخصوص خیال کرنا چاہیے کیونکہ فجر نیند اور عصر ہجوم کا رکوسمٹنے کا وقت ہوتا ہے۔
- ۲۔ فجر اور عصر کے وقت فرشتے آدمی کا اعمال نامہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں۔
- ۳۔ عشاء کی نماز باجماعت اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے والے کو ساری رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔
- ۴۔ منافقوں کے لیے صبح اور عشاء کی نمازیں بھاری ہوتی ہیں۔
- ۵۔ صبح اور عصر کے وقت واپس جانے والے ملائکہ نمازیوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور گواہی دیتے ہیں۔



بَابُ الْأَذَانِ

اذان

مکہ معظمہ میں مسلمانوں کے حالات دگرگوں ہونے کی وجہ سے نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا فرض نہیں تھی۔ مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کو آزاد ماحول میسر آیا تو اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ نماز کے لیے لوگوں کو کس طرح جمع کیا جائے؟ طویل مشاورت ہوئی لیکن کسی بات پر اتفاق نہ ہو سکا۔ مشاورت کے فوراً بعد ہی وحی کے ذریعے آپ ﷺ نے اذان اور اقامت کے یہ الفاظ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور ابو محمد زورہ رضی اللہ عنہ کو یاد کروائے۔ اذان میں مسلمانوں کے دین کی جامع ترجمانی کا پانچ وقت اظہار پایا جاتا ہے اور صدیوں سے امت مسلمہ کی اذان مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں ایک ہی ہو کر تھی اس میں معمولی فرق بھی نہیں پایا جاتا تھا لیکن شیعہ حضرات نے اذان کے درمیان کچھ اس طرح اضافے کئے کہ ان کی اپنی اذان بھی ایک سنائی نہیں دیتی۔ ایک امام بارگاہ میں علی ولی اللہ کے الفاظ ادا کئے جاتے ہیں اور دوسرے امام باڑے میں خلیفہ بلا فصل کا اضافہ کیا جاتا۔ بریلوی مہربانوں نے اذان کو تو اسی طرح ہی رہنے دیا لیکن ان کی دیکھا دیکھی اذان سے قبل الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پھر ہر مسجد میں ان الفاظ پر بھی اکتفا نہیں کیا گیا دوسری مسجد میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ اور تیسری مسجد میں نور من نور اللہ کے الفاظ بڑھا دیے۔ گویا کہ خدائی اذان اور اس میں کئی اضافے کرنے کے باوجود اطمینان حاصل نہیں ہو رہا۔ پھر اذان اور اقامت پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ اذان کے بعد مسجدوں میں اعلان ہوتا ہے کہ جماعت کھڑی ہوگئی، مسجد میں آ جاؤ۔ خصوصاً رمضان المبارک میں اعلان ہوتا ہے کہ افطاری کا وقت ہو گیا روزہ افطار کر لیا جائے۔ یہ تمام باتیں اور الفاظ غلط اور اذان میں اضافہ ہیں۔ اور بدعات ہیں جن سے بچنا چاہیے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اذان کے بارے میں جب مشورہ ہوا تو لوگوں نے آگ جلانے، ناقوس بجانے اور کچھ نے یہود و نصاریٰ کے طریقے کا ذکر کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور اقامت کے الفاظ ایک ایک دفعہ کہے۔ راوی اسماعیل کہتے ہیں قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ دو مرتبہ کہنا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تکبیر اور اذان اس طرح یاد کروائی۔ ”اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے“ (چار مرتبہ)

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ
فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى فَأَمِرَ بِلَالٍ أَنْ
يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُؤْتَرَ الْإِقَامَةُ قَالَ إِسْمَاعِيلُ
فَذَكَرْتُهُ لِأَيُّوبَ فَقَالَ إِلَّا الْإِقَامَةَ . (متفق
عليه) 1-244

عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَلْقَى عَلَى رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ التَّائِدِينَ هُوَ بِنَفْسِهِ فَقَالَ (قُلْ اللَّهُ
أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ

میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں (دو مرتبہ)
میں گواہی دیتا ہوں محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (دو مرتبہ)
پھر شہادت کے چار کلمات دہرائے۔
نماز کی طرف آؤ۔ (دو مرتبہ)
کامیابی کی طرف آؤ۔ (دو مرتبہ)
اللہ بہت بڑا ہے۔ (دو مرتبہ)
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (ایک دفعہ) (مسلم)

تیسری فصل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب مسلمان مدینہ طیبہ آئے تو لوگ وقت کا اندازہ کرتے ہوئے از خود نماز کے لیے جمع ہو جاتے تھے کیونکہ کوئی انہیں بلانے والا نہیں تھا ایک دن لوگوں نے اس سلسلہ میں مشورہ کیا کچھ کا خیال تھا کہ عیسائیوں کی طرح ناقوس بجایا جائے اور دوسرے کہنے لگے یہودیوں کی طرح سینک پھونکا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا نماز کے لئے منادی کرنے والا آدمی کیوں نہ مقرر کیا جائے؟ رسول محترم ﷺ نے فرمایا بلال اٹھ کر اذان کہو۔ (بخاری و مسلم)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ
أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ تَعُوذُ فَتَقُولُ (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ
اللَّهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ
عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ
أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ). (مسلم) 2-245

الفصل الثالث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ
الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ
فَيَتَحَيَّنُونَ لِلصَّلَاةِ وَلَيْسَ يُنَادَى بِهَا أَحَدٌ
فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ
اتَّخِذُوا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى وَقَالَ بَعْضُهُمْ
قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ فَقَالَ عُمَرُ أَوَلَا
تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ يَا بِلَالُ قُمْ فَنادِ بِالصَّلَاةِ. (متفق
عليه) 3-246

خلاصہ باب

- ۱۔ اذان کے کلمات دو دو دفعہ کہنے چاہیں۔
- ۲۔ اقامت کے کلمات اکیلے اکیلے ہوں سوائے قد قامت الصلاة کے۔
- ۳۔ اذان کے بعد لوگوں کو نماز یا افطاری کے لیے اعلان کرنا بدعت ہے۔



بَابُ فَضْلِ الْإِذَانِ وَإِجَابَةِ الْمُؤَذِّنِ

اذان کی فضیلت اور مؤذن کا جواب دینا

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے قیامت کے دن اذان دینے والے دوسرے لوگوں سے سر بلند ہوں گے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان سنتے ہی شیطان گوز مارتے ہوئے بھاگ جاتا ہے تاکہ اذان نہ سن سکے۔ اذان کے اختتام پر واپس پلٹتا ہے اور پھر تکبیر کے وقت بھاگ جاتا ہے اور جب نماز کھڑی ہوتی ہے تو واپس آ کر آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتے ہوئے کہتا ہے کہ فلاں اور فلاں کام یاد کرو جو اسے بھولے ہوئے تھے یہاں تک کہ آدمی کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز ادا کی ہے۔ (بخاری و مسلم)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤذن کی آواز کے پہنچنے تک جن انسان اور دوسری چیزیں سنتی ہیں وہ قیامت کے دن مؤذن کے حق میں گواہی دیں گی۔ (بخاری)

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ. (مسلم) 1-247

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَذْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطَ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأَذِينَ فَإِذَا قُضِيَ النَّدَاءُ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا ثُوبَ بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّوْبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ أَذْكَرُ كَذَا أَذْكَرُ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتَّى يَظُلَّ الرَّجُلُ لَا يَذْكُرُ كَمْ صَلَّى. (متفق عليه) 2-248

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ نَ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جَنَّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ. (بخاری) 3-249

فہم الحدیث

اذان اور تکبیر کے وقت شیطان کا بار بار بھاگنا اسکی ذلت بیان کرنے کے ساتھ امت کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی کبریائی سے کتنی کد ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مؤذن کی اذان سنو تو اس کے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا

ساتھ وہی کلمات دہراتے چلے جاؤ اور اذان کے بعد جس نے مجھ پر درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اس کے بعد میرے لیے اللہ سے وسیلہ طلب کرو کیونکہ وہ جنت کا بلند ترین مقام ہے۔ جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو نصیب ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہی وہ عطا فرمائیں گے۔ جس نے میرے لیے اس مقام کی دعا کی میری سفارش اس کے لیے واجب ہو جائے گی۔ (مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب موزن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر، اللہ اکبر کہو پھر وہ اُشہد اَنْ لَا اِلهَ اِلَّا اللہ کہے تو تم اُشہد اَنْ لَا اِلهَ اِلَّا اللہ کہو جب وہ اُشہد اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللہ کہے تو تم اُشہد اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللہ کہو وہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہے تو تم بھی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہ کہو حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو تم لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہ کہو پھر وہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہو وہ لَا اِلهَ اِلَّا اللہ کہے تو تم بھی لَا اِلهَ اِلَّا اللہ کہو جس نے صدق دل سے اس عقیدہ کی گواہی دی وہ جنت میں داخل ہوگا۔
(مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں جو شخص اذان سنے وہ یہ دعا کرے۔ اے اللہ! اس کامل دعوت دین کے رب اس اعلان کے بدلے قائم ہونے والی نماز کے مالک تو محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا کر اور مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان کے ساتھ وعدہ کر رکھا ہے ایسے شخص کے لیے قیامت کے دن میری سفارش لازم ہو جائے گی۔ (بخاری)

فہم الحدیث

قرآن مجید اور اس دعا میں لفظ وسیلہ استعمال ہوا ہے اکثر لوگ اس لفظ کو اردو کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں اردو زبان میں اس کا معنی ذریعہ، سبب اور کسی تک پہنچنے یا اس تک بات پہنچانے کے درمیانی واسطہ کو وسیلہ کہا جاتا ہے جبکہ قرآن مجید اور رسول اکرم ﷺ کی اس دعا میں وسیلے کا معنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربت ہے اور جنت میں سب سے اونچا مقام ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے از خود اس کی وضاحت فرمادی ہے اس دعا میں لفظ وسیلہ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے اگر وسیلے کا معنی اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان واسطہ تلاش کرنا ہو تو انہی واسطوں کی نفی کرنے کے لیے ہی تو تمام انبیاء تشریف لاتے رہے۔ ہر نبی نے لوگوں کو یہی حکم دیا عبادت اور اپنی دعاؤں میں درمیانی واسطہ ڈھونڈنے کے بجائے براہ راست اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس سے مدد طلب کرنی چاہیے۔ اس معنوی غلطی کے ساتھ دعا میں علماء نے لفظی اضافے بھی کئے ہیں۔ جس کو ہر اذان کے بعد ٹی وی اور ریڈیو پر پڑھا جاتا ہے۔ الدرر الجہۃ الرفیعۃ ایک لائحہ عمل کے الفاظ کسی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں۔ (وسیلہ کی تشریح کیلئے میری کتاب انبیاء کا طریقہ دعا پڑھیں)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُغَيِّرُ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْأَذَانَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَلَا أَغَارَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَرَجْتُ مِنَ النَّارِ فَنَظَرُوا إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ رَاغِي مَغْرَى.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب کسی علاقے پر صبح کے وقت حملہ آور ہوتے تو اذان کا انتظار فرماتے۔ اگر اذان کی آواز سنائی دیتی تو اس بستی پر پیش قدمی سے رُک جاتے بصورت دیگر حملہ آور ہوتے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص سے سنا اللہ اکبر، اللہ اکبر فرمایا یہ فطرت اسلام پر ہے۔ جب اس نے اشهد ان لا اله الا الله پڑھا ارشاد ہوا کہ آگ سے محفوظ ہو گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس شخص کو نزدیک سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ بکریوں کا چرواہا ہے۔ (مسلم)

(مسلم) 7-253

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اذان سننے کے بعد یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ میں اللہ کے رب، محمد کے رسول اور اسلام کے دین ہونے پر خوش ہوں اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

(مسلم) 8-254

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم

ﷺ نے فرمایا اذان اور تکبیر کے درمیان نماز ہے یہ الفاظ آپ ﷺ نے دو دفعہ دہرانے کے بعد تیسری دفعہ فرمایا جس کا دل چاہے ادا کرے۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ شیطان اذان سنتا ہے تو وہ روحا (مقام) میں پہنچ جاتا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں روحا مقام مدینۃ الرسول سے ۳۶ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ (مسلم)

ﷺ بَيْنَ كُلِّ اَذَانٍ صَلَوةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانٍ صَلَوةٌ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ. (متفق عليه) 9-255

الفصل الثالث

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ ذَهَبَ حَتَّى يَكُونَ مَكَانَ الرُّوحَاءِ قَالَ الرَّاَوِي وَالرُّوحَاءُ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ مِيلًا (رواه مسلم) 10-256

خلاصہ باب

- ۱۔ مؤذن کا قیامت کے دن دوسرے لوگوں سے سر بلند ہوگا۔
- ۲۔ مؤذن کے ساتھ ساتھ اذان کے کلمات دہرانے چاہئیں۔
- ۳۔ حتیٰ علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا چاہیے۔
- ۴۔ اذان کے بعد دعاء درود کلمہ شہادت اور یہ کلمات پڑھنے چاہئیں۔
رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا.
- ۵۔ اذان اور تکبیر کے دوران نفل پڑھنے چاہئیں۔
- ۶۔ اذان کے بعد وسیلہ کی دعا مانگنے والا قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا حق دار ہوگا۔



بَابُ تَأْخِيرِ الْإِذَانِ

اذان اول وقت سے مؤخر کرنا

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا بلال رات کے وقت اذان کہے تو تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم ﷺ اذان کہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ابن ام مکتوم ﷺ نابینا تھے وہ اس وقت اذان کہتے جب ان سے کہا جاتا صبح ہوگئی، صبح ہوگئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بَلِيلُ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ رَجُلًا أَعْمَى لَا يُنَادِي حَتَّى يُقَالَ لَهُ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ. (متفق عليه) 1-257

فہم الحدیث

بعض اہل علم کا نقطہ نظر ہے کہ دو اذانوں کا سلسلہ صرف رمضان المبارک میں ہوتا تھا۔ جب کہ اکثر کا خیال ہے کہ پہلی اذان تہجد کے لیے اور دوسری فرض نماز کے لیے ہوتی تھی۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اور فجر کا زب تمہیں سحری سے نہ روکے البتہ فجر وہ ہے جو آسمان کے کناروں پر پھیلی ہوئی ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سُحُورِكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيلُ وَلَكِنَّ الْفَجْرَ الْمُسْتَطِيرَ فِي الْأَفْقِ (المسلم) 2-258

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اور میرے چچا زاد بھائی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم سفر میں ہو تو اذان اور تکبیر کہو تم میں سے جو شخص عمر میں بڑا ہے وہ امامت کروائے (بخاری)

عَنْ مَالِكِ بْنِ حُوَيْرِثٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَابْنُ عَمِّ لِي فَقَالَ إِذَا سَافَرْتُمَا فَادْنَا وَاقِيْمَا وَلِيَوْمِكُمَا اكْبِرُكُمَا. (بخاری) 3-259

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمیں رسول محترم ﷺ نے حکم دیا تم اسی طرح نماز ادا کرو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے، دیکھتے ہو۔ جب نماز کا وقت ہو جائے تم میں سے کوئی شخص اذان کہے بعد ازاں تم میں سے بڑی عمر

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَوْمِكُمْ اكْبِرُكُمْ. (متفق عليه) 4-260

والا امامت کروائے (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ خیبر سے واپس لوٹے تو رات بھر چلتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھنے لگے تو آپ سونے کے لیے اترے اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم ہمارے لیے باقی رات پہرہ دو تو بلال رضی اللہ عنہ نے نفل پڑھے جتنی انہیں توفیق ہوئی۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سو گئے۔ جب فجر طلوع ہونے کا وقت ہوا تو بلال رضی اللہ عنہ مشرق کی جانب اپنی سواری کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے بلال رضی اللہ عنہ پلان کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے ان پر نیند غالب آ گئی۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ ہی آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی بیدار ہوا۔ یہاں تک کہ سورج ان پر طلوع ہو گیا۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے بیدار ہوئے۔ آپ گھبرا گئے۔ آپ نے بلال کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے بلال کیا ہوا؟ بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھ پر بھی اسی چیز کا غلبہ ہو گیا جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غلبہ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار یوں کو ہاں تو انہوں نے اپنی سوار یوں کو تھوڑا سا چلایا۔ وہاں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز کے لیے اقامت کہی۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو صبح کی نماز

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَارَ لَيْلَةً حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْكَرَى عَرَسَ وَقَالَ لِبَلَالٍ أَتَكُنَّا لَنَا اللَّيْلَ فَصَلَّى بَلَالٌ مَا قَدَّرَ لَهُ وَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَصْحَابُهُ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بَلَالٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ مُوَجَّهَ الْفَجْرِ فَعَلَبَتْ بَلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَا بَلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَوَّلَهُمْ اسْتَيْقَظَ فَفَزِعَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ أَيْ بَلَالُ فَقَالَ بَلَالٌ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ قَالَ اقْتَادُوا فَاقْتَادُوا وَوَا حِلَّهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَمَرَ بَلَالًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي. (پ ۱۶ رکوع ۱۰) (مسلم) 5-261

پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز بھول جائے جب اسے یاد آئے تو نماز ادا کرے ”اللہ رب العزت کا ارشاد ہے نماز میری یاد کے لئے قائم کرو۔“ (مسلم)

فہم الحدیث

دوسری روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر آگے چلنے کے لیے کہا کہ یہاں شیطان کا غلبہ ہے۔ لہذا تھوڑا سا آگے چل کر نماز ادا کی جائے گی اب تک سورج کافی نکل چکا تھا۔ اذان کہنے کا حکم دیا پھر سنتیں پڑھیں اور جماعت کروائی۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَضَرْتُ ابْوَ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ بَيَانُ كَرْتِي هِي رَسُولُ مُعْظَمِ صلی اللہ علیہ وسلم نِي فَرَمَا

إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي
 قَدْ خَرَجْتُ. (متفق عليه) 6-262
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتَوْهَا تَسْعُونَ وَآتَوْهَا
 تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا
 وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا. (متفق عليه) وَفِي رِوَايَةٍ
 لِمُسْلِمٍ فَإِنْ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ يَعْمِدُ إِلَى
 الصَّلَاةِ فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. 7-263

جب نماز کی اقامت کہی جائے تو اس وقت تک نہ اٹھو جب تک
 مجھ آتے ہوئے نہ دیکھ لو (بخاری و مسلم)
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے
 فرمایا جب نماز کی اقامت کہی جائے تو تم تیز تیز نہ آؤ بلکہ
 آہستگی کے ساتھ آؤ۔ سکون اختیار کرو جتنی نماز تمہیں مل جائے
 اس کو ادا کرو اور جو نماز فوت ہو جائے اس کی تکمیل کرو (بخاری و
 مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے تم میں سے جب کوئی شخص
 نماز ادا کرنے کی تیاری کرتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ اذان وقت پر کہنی چاہیے۔
- ۲۔ قضا نماز کی جماعت اذان کے بغیر بھی ہو سکتی ہے۔
- ۳۔ بیدار ہونے کے فوراً بعد نماز ادا کرنی چاہیے البتہ سورج نکل رہا ہو تو اس کے مکمل طلوع ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔
- ۴۔ جماعت کے ساتھ ملنے کے لیے دوڑنا منع ہے۔
- ۵۔ نماز کی تیاری کے دوران یہ کو بھی نماز ہی میں شامل کیا جاتا ہے۔



بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ

مساجد اور نماز ادا کرنے کے مقامات

مسجد سکون و اطمینان کا سرچشمہ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مرکز ہے۔ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ جگہ اور بابرکت مقام ہے اسے ذکر و فکر اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ گاہ بنایا گیا ہے۔ نبی محترم ﷺ نے اس زمین کے ٹکڑے کو اللہ تعالیٰ کے باغوں میں سے ایک باغ قرار دیا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! اللہ تعالیٰ کے باغوں میں داخل ہو کر خوب سیر ہو کر کھایا کرو۔ لوگوں نے پوچھا اللہ تعالیٰ کے باغ کون سے ہیں؟ اور ان میں کھانا پینا کیسا؟ آپ فرماتے ہیں: مسجدیں اللہ تعالیٰ کے باغ ہیں اور اذکار روح کے لیے پھل کھانے کے مترادف ہیں۔ (مشکوٰۃ)

آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق چونکہ مسجدیں روح و نفس اور جسم و جان کے لیے روحانی اور الہی باغ ہیں اس لیے انہیں گلشن و باغیچہ کی طرح ہر حال میں پاک اور صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی تعمیر کرنے والے دو پیغمبروں سے یہی وعدہ لیا تھا کہ میرے گھر کو ہر طرح سے پاک صاف رکھا جائے۔ (البقرة ۲: ۱۲۵)

اللہ تعالیٰ کے گھر کی صفائی کے تقاضے ہیں کہ اسے گرد و غبار، جنگ و جدال اور فتنہ و فساد سے پاک رکھا جائے۔ پہلے پارے میں ارشاد ہے کہ جو لوگ مسجدوں کے ماحول کو خراب اور ان میں فتنہ و فساد پیدا کرتے ہیں ان کے لیے مسجدوں میں ایسی کڑی نگرانی اور اخلاقی دباؤ ہونا چاہیے کہ وہ مسجد میں شرارت کرتے ہوئے خوف محسوس کریں۔

مسجد میں آنے والے تب ہی ذوق و شوق کے ساتھ آئیں گے۔ جب ان میں صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ ساتھ پرسکون ماحول پیدا کیا جائے۔ مسجدوں میں بے وجہ گفتگو اور شور و غوغا نمازیوں کے سکون اور عبادت کے ذوق و شوق کو تباہ کر دیتا ہے۔ رسول معظم ﷺ کا حکم ہے۔ کہ مسجدوں میں اس طرح نہ بولا کرو جس طرح بازاروں میں شور و غوغا کرتے ہو۔ ایک دفعہ حضرت عمر ؓ نے مسجد میں دو آدمیوں کو بلند آواز میں باتیں کرتے ہوئے سنا تو ان کو ہلکی سی ڈانٹ پلاتے ہوئے فرمایا کہ تم دیہاتی ہو اور تمہیں مسجد کے آداب کا علم نہیں۔ اگر تم مدینے کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سخت سزا دیتا۔ (بخاری)

اخلاقیات کا مسلمہ اصول ہے کہ جب کوئی شخص دوسرے کے گھر جائے تو وہ اپنی عزت اور دوسرے کے احترام کی خاطر لڑائی جھگڑے حتیٰ کہ آواز بلند کرنے سے بھی کتراتا ہے۔ مسجد تو رب ذوالجلال کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے گھر کا احترام یہ ہے کہ آدمی ہر اعتبار سے وقار اور سنجیدگی کا مظاہرہ کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے گھر کا احترام نہیں کرتا اس کے بارے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرے گا۔ ”وہ دنیا و آخرت میں ضرور ذلیل و خوار ہو کر رہیں گے اور آخرت میں ان کے لیے عذاب عظیم ہے۔“

مسجد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی سمع و اطاعت کی تربیت گاہ، رحمت خداوندی کا مرکز اور اس کی تجلیات کا مقام ہے۔ اس لیے یہاں آنے والے کو یہ تعلیم دی گئی کہ مسجد میں دایاں قدم رکھتے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے حصول کے لیے دعا کریں۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (مشکوٰۃ)

”اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔“

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (مشکوٰۃ)

مسجد سے نکلنے کی دعا:

”اے اللہ! میں تیرے فضل کا طلب گار ہوں۔“

مسجد کے روحانی اور نفسیاتی اثرات

مسجد کا ماحول جس قدر پرسکون اور صفائی اور اخلاق کے اعتبار سے صاف ستھرا ہوگا اسی قدر نمازی حضرات کو روحانی، نفسیاتی سکون اور عبادت میں قرار حاصل ہوگا۔ مسجد میں دل جمعی کے ساتھ بیٹھنا اور فکر و نظر کی یک سوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا گھر سمجھ کر اس کی بارگاہ میں حاضری کا تصور لیے ہوئے ٹھہرے رہنا بے پناہ روحانی اور نفسیاتی فوائد سے بھرپور عمل ہے۔ اس گئے گزرے دور میں کوئی شخص اخلاص نیت کے ساتھ بیٹھ کر اس بات کا خوب اندازہ کر سکتا ہے کہ جو اطمینان قلب، سکون آور گولیوں، راحت بخش فضاؤں اور طعام و قیام کی لذتوں سے حاصل نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں چند لمحے گزارنے سے اس قدر اور اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ آدمی کی بے چین اور مضطرب روح میں قرار و اطمینان کے جھونکے اس کی طبیعت کو ڈھارس بندھا اور اس کی روح کو بہلا دیتے ہیں۔ یہ سکون و اطمینان اور روحانی اثرات فقط اس دنیا تک ہی نہیں آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عرش تلے جگہ نصیب ہوگی جس دن عرش کے علاوہ کوئی چیز سایہ لگن نہیں ہوگی۔ ایک وہ طبقہ ہوگا جو مسجد میں پُر وقار اور مکمل اطمینان کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ (مشکوٰۃ)

معاشرتی اور سماجی نتائج و اثرات

دیکھنے والوں کے لیے یہ سچائی کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ جو افسران یا اثر و رسوخ اور سماجی لحاظ سے بڑے لوگ مسجدوں میں پانچ وقت حاضری کی سعادت سے سرفراز ہوتے ہیں چند لوگوں کو چھوڑ کر، ایسے افسران اور حضرات میں وہ رعونت اور تکبر نہیں پایا جاتا جو مسجدوں سے دور رہنے والے اعلیٰ حکام اور بڑے لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ ایسے افراد تک عوام کی رسائی درجنوں پابندیوں کے باوجود آج بھی بہت آسان دکھائی دیتی ہے۔ مسجدوں میں حاضری کی وجہ سے ان کے رویہ میں شفقت اور محبت کا پہلو غالب رہتا ہے۔ جب تک اقتدار میں شریک لوگ مسجد میں آیا کرتے تھے، اس وقت تک عوام اور حکام کے درمیان اتنا فاصلہ نہیں تھا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے پھر اس کے چاروں جانب ہو کر اللہ کے حضور دعا کی اور آپ نے اندر نماز ادا نہیں کی بلکہ باہر تشریف لائے اور کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكَعَتَيْنِ فِي قُبْلِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ هَذِهِ الْقِبْلَةُ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 1-264

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَغُثْمَانُ ابْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ وَبِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَتَ فِيهَا فَسَأَلَتْ بِلَالًا حِينَ خَرَجَ مَا ذَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ جَعَلَ عُمُودًا عَنْ يَسَارِهِ وَعُمُودَيْنِ عَنْ يَمِينِهِ وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَأَاهُ وَكَانَ الْيَوْمَ يَمْلِكُ عَلَى سِتَةِ أَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى . (متفق عليه) 2-265

ادا کرنے کے بعد ارشاد فرمایا یہ ہے قبلہ۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ اسامہ بن زید، عثمان بن طلحہ جعی اور بلال بن رباح ؓ کے ساتھ جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس کا دروازہ بند کر لیا آپ ﷺ کچھ دیر وہاں تشریف فرما رہے جب باہر آئے تو میں نے بلال سے استفسار کیا کہ رسول کریم ﷺ اندر کیا کرتے رہے؟ بلال ؓ نے فرمایا آپ نے دو رکعت نماز ادا کی ایک ستون آپ کے بائیں جانب اور دو ستون آپ کے دائیں طرف جبکہ تین ستون آپ کے

بچھلی طرف تھے۔ کیونکہ اس وقت بیت اللہ کے اندر چھ ستون تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں نماز ادا کرنے کا بیت اللہ کے علاوہ دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار گنا زیادہ ثواب ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری ؓ ذکر کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا تین مساجد کے علاوہ کسی مقام کی طرف سفر نہیں کرنا چاہیے۔ مسجد حرام، مسجد اقصیٰ، مسجد نبوی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغات میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر حوض کوثر کے کنارے پر ہوگا۔

(بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے اس فرمان میں دوسرے مقامات کی طرف سفر کرنے سے منع نہیں کیا گیا بلکہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ کسی مسجد یا مقام کی طرف خصوصی طور پر جا کر زیادہ ثواب کی نیت سے نماز پڑھنے سے ثواب میں اضافہ نہیں ہوگا سوائے ان تین مقامات کے۔ بیت اللہ، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ . (متفق عليه) 6-269

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ أَسْوَاقُهَا . (مسلم) 7-270

عَنْ عُثْمَانَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ . (متفق عليه) 8-271

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر ہفتے پیدل یا سوار ہو کر مسجد قباء تشریف لے جاتے اور اس میں دو نفل ادا کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پوری زمین پر مساجد زیادہ محبوب ہیں اور بازار سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہیں۔ (مسلم)

حضرت عثمان ؓ رسول اللہ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے مسجد تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل تیار فرماتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

عبادت اور روحانی برکات کے اعتبار سے مسجدیں اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ اقرب ہیں کیونکہ منڈی اور بازار میں کئی قسم کے لوگ آتے اور ہر قسم کی حرکات و سکنات ہونے کے ساتھ ساتھ شور و غوغا بھی ہوتا ہے۔ اس لیے عبادت گاہوں کے مقابلے میں بازار ربّ ذوالجلال کی نگاہ میں اجر و ثواب کے حوالے سے نہایت ہی کم تر ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُ نَزْلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ . (متفق عليه) 9-272

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسجد کی طرف صبح و شام آنے جانے والے شخص کی اللہ کے ہاں جنت میں مہمان نوازی کا اہتمام کیا جاتا ہے جب بھی وہ مسجد میں آتا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اللہ کے ہاں مہمان نوازی سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں اس کی روح کو تسکین و اطمینان، اس کے اجر و ثواب میں اضافہ اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اُسے اپنی نعمتوں سے نوازیں گے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أْبَعْلَهُمْ فَأَبَعْلَهُمْ مَمْشًى وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ . (متفق عليه) 10-273

حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ اجر اس نمازی کو ملتا ہے جو دور سے چل کر مسجد میں آتا ہے۔ اور وہ شخص بھی زیادہ ثواب کا مستحق ہے جو امام کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے انتظار کر رہا ہوتا ہے۔ ایسا شخص ثواب میں اُس شخص سے بڑھ جاتا ہے جو

جماعت کے بغیر نماز پڑھ کر سو جائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے قریب کچھ پلاٹ خالی ہوئے تو بنو سلمہ کے کچھ نمازیوں نے مسجد کے قریب رہنے کا ارادہ ظاہر کیا جب نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ارادے کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگ اپنی رہائش گاہیں تبدیل کر کے مسجد کے قریب آنا چاہتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے ایسا ہی خیال کیا ہے۔ آپ

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَلَّتِ الْبَقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ بَنُو سَلَمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَلَبَّغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لَهُمْ بَلَّغْنِي أَنْتُمْ تَرِيدُونَ أَنْ تَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَرَدْنَا ذَلِكَ فَقَالَ يَا بَنِي سَلَمَةَ دِيَارُكُمْ تُكْتَبُ الثَّارُكُمْ دِيَارُكُمْ تُكْتَبُ الثَّارُكُمْ.

(مسلم) 11-274

نے فرمایا اے بنو سلمہ! تمہیں مسجد میں آنے جانے پر قدم قدم کا ثواب ملتا ہے اس لئے اپنے گھروں میں قیام کرو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ دو دفعہ ارشاد فرمائے۔ (مسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا۔ کہ تمہیں وہیں ٹھہرے رہنا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے جس دن کوئی چیز سایہ فگن نہ ہوگی۔ (۱) انصاف کرنے والا حکمران (۲) اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ذوق و شوق رکھنے والا جوان (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ منسلک رہے جب وہ مسجد سے باہر جاتا ہے تو واپس مسجد میں جانے کے لیے فکر مند رہتا ہے (۴) دو آدمی جو باہم اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں اور اسی بنیاد پر ہی ایک دوسرے سے میل جول رکھتے اور الگ ہوتے ہیں (۵) جس آدمی نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتَّى يَعُودَ إِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا ففَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ. (متفق عليه) 12-275

آنسو نکل آئے (۶) ایسا شخص جس کو ایک خاندانی حسین و جمیل عورت نے گناہ کی دعوت دی مگر اس نے یہ کہہ کر اپنے آپ کو بچائے رکھا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور (۷) وہ جس نے صدقہ کیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو پائی کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

۱۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ کا مقصد یہ ہے کہ صدقہ کرنے والا دوسرے کی عزت نفس اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے

لیے اس انداز سے صدقہ کرے کہ دوسرے کو کانوں کا خبر نہ ہونے پائے۔ البتہ خلوص نیت اور دوسروں کو رغبت دلانے کے لیے آدمی صدقے کا اظہار کرے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ کیوں کہ قرآن مجید نے مسلمانوں کے حالات و واقعات کے پیش نظر دونوں صورتوں میں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ (البقرہ ۲: ۲۷۱)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَوةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلَى صَلَوتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ ضِعْفًا وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ فَإِذَا صَلَّى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيُ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا انْتَهَرَ الصَّلَاةَ وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَتْ الصَّلَاةُ تَحْبُسُهُ وَزَادَ فِي دُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ تَبَّ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ. (متفق عليه) 13-276

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا نمازی کو جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے سے اس کے گھر اور بازار میں نماز ادا کرنے سے پچیس گنا ثواب ملتا ہے۔ جب کہ اس نے بہترین طریقے سے وضو کیا ہو پھر صرف نماز کی خاطر مسجد کی طرف نکلا ہو۔ اس کے ایک ایک قدم کے بدلے اس کے درجات بلند اور گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ وہ نماز سے فارغ ہو کر جب تک اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ الہی اس پر اپنے فضل و کرم کو جاری رکھنا۔ جب کوئی شخص نماز کا انتظار کرتا ہے تو اس دوران یہ کو نماز کا حصہ شمار کیا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے جب مسجد میں آئے تو نماز ہی اسے روکے رکھے۔ فرشتوں کے یہ دعائیں کلمات بھی پائے جاتے ہیں اے اللہ! اسے معاف فرما۔ الہی! اس کی توبہ قبول فرما جب تک کسی کو تکلیف نہ دے اور اس کا وضو نہ ٹوٹے (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ. (مسلم) 14-277

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ذکر کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے اسے یہ دعا کرنی چاہیے الہی! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے اور جب مسجد سے نکلے اسے یہ دعا کرنی چاہیے اے اللہ! میں تیرے فضل و کرم کا طلب گار ہوں۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُجْلِسَ. (متفق عليه) 15-278

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے اسے دو رکعت نماز پڑھ کر بیٹھنا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ

عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحَى
فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيهِ رَكَعَتَيْنِ
ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ. (متفق عليه) 16-279

جب کسی سفر سے پلٹتے تو سورج نکلنے کے کچھ دیر بعد مدینہ میں
داخل ہوتے اور آتے ہی پہلے مسجد میں تشریف لا کر دو رکعت
نماز ادا کرتے اور کچھ دیر وہاں رہتے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

رسول معظم ﷺ کی کوشش ہوتی کہ طویل سفر کے بعد جب مدینہ آیا جائے تو رات کے بجائے سورج نکلنے کے بعد گھر آ مد ہو۔
تا کہ اہل خانہ کو خواہ مخواہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ گھر سے پہلے مسجد میں آنے کا مقصد نماز کی صورت میں اللہ کا شکر ادا کرنا
، دوسرے لوگوں سے ملاقات اور جہادی کامیابیوں اور سفر کی دیگر تفصیلات فراہم کرنا ہوا کرتا تھا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی
روایت میں ارشاد ہوا ہے مسجد میں آنے والے کو دو رکعت نماز پڑھ کر بیٹھنا چاہیے۔ مسجد میں اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں۔ دنیا میں ہر
حکمران کے ہاں حاضری کے کچھ آداب ہوتے ہیں۔ رب ذوالجلال کے گھر کے آداب یہ ہیں کہ آدمی دو نفل پڑھ کر
بیٹھے۔ اسی طرح داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں اور نکلتے وقت باایاں پاؤں باہر رکھتے ہوئے مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يُنْشِدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ
فَلْيَقُلْ لَا رَدَّهَا اللَّهُ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ
تُبْنَ لِهَذَا. (مسلم) 17-280

حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے
فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرتے
ہوئے سنے تو اسے جواباً یہ کہنا چاہیے کہ خدا کرے تجھے یہ چیز
نہ ملے۔ کیونکہ مسجدیں اس مقصد کے لیے نہیں بنائی
جاتیں۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ
أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُتْنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ
مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَذَى مِمَّا يَتَذَى مِنْهُ
الْإِنْسُ. (متفق عليه) 18-281

حضرت جابر ؓ ذکر کرتے ہیں رسول کریم ﷺ فرمایا
کرتے تھے جو شخص بودار چیز لہسن، پیاز وغیرہ کھائے، وہ
ہماری مسجد میں نہ آئے کیونکہ اس سے نمازیوں اور ملائکہ کو
تکلیف ہوتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
الْبَزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكُفَّارَتُهَا
دَفْنُهَا. (متفق عليه) 19-282

حضرت انس ؓ رسول محترم ﷺ کا فرمان بیان کرتے
ہیں۔ مسجد میں تھوکنہ گناہ ہے اس کی تلافی اسے دفن کرنا
ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
عُرِضْتُ عَلَى أَعْمَالِ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا
فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْآذَى يُمَاطُ

حضرت ابو ذر ؓ رسول محترم ﷺ کا ارشاد بیان کرتے
ہیں۔ میرے سامنے میری امت کے اچھے اور برے اعمال
پیش کئے گئے۔ مجھے معلوم ہوا کہ اچھے اعمال میں راستے سے

لوگوں کو تکلیف دینے والی چیز کو ہٹانا اور برے اعمال میں مسجد میں تھوک کر اس پر مٹی نہ ڈالنا ہے۔ (مسلم)

عَنِ الطَّرِيقِ وَوَجَدْتُ فِي مَسَاجِدِ أَعْمَالِهَا
النَّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ.

(مسلم) 20-283

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز کی حالت میں ہو تو وہ اپنے سامنے نہ تھو کے اس لیے کہ وہ نماز کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے اسے دائیں جانب بھی نہیں تھوکنا چاہیے کیونکہ اس طرف فرشتہ اس کے ساتھ ہوتا ہے البتہ وہ اپنے بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوک کر اسے دفن کر دے۔ دوسری روایت میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکنے کی اجازت دی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَبْصُقْ أَمَامَهُ فَإِنَّمَا يُنَاجِي اللَّهَ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكًا وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ فَيَذْنُهَا وَفِي رَوَايَةِ أَبِي سَعِيدٍ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى. (متفق)

(علیہ) 21-284

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ آپ نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَآءِهِمْ مَسَاجِدَ. (متفق علیہ) 22-285

حضرت جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ تم سے پہلے لوگ اپنے بزرگوں اور انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتے تھے۔ خبردار تم قبروں کو مسجد کا درجہ نہ دینا۔ میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔ (مسلم)

عَنْ جُنْدَبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ أَلَا وَإِنْ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَآءِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ إِنِّي أَنَاهِكُمْ عَنْ ذَلِكَ.

(مسلم) 23-286

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو ان کو قبرستان نہ بناؤ۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا قُبُورًا. (متفق علیہ) 24-287

فہم الحدیث

۲۲۔ مسجدیں عبادت، رکوع و سجود، ذکر و اذکار اور اعتکاف کے لیے ہوتی ہیں ان کو ہر اعتبار سے پاک صاف رکھنا مسلمانوں کا فرض ہے۔ جبکہ قبر کے لیے اس قسم کا اہتمام، یعنی چلہ کشی اور جھکنا حرام قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں

وضاحت ہوئی نفل نماز گھروں میں ادا کرنی چاہیے۔ قبروں میں نماز نہیں پڑھی جاتی لہذا تم اپنے گھروں کو قبرستان کی طرح نہ بناؤ بلکہ تلاوت قرآن اور نفل نماز سے بابرکت بناؤ۔ قبرستان میں تو ویرانی اور پریشانی کا عالم ہوتا ہے۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ میں مسجد میں سویا ہوا تھا مجھے ایک شخص نے کنکری ماری۔ میں جاگا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ مجھے فرمایا ان دو آدمیوں کو میرے پاس لاؤ جب میں انہیں آپ کے پاس لایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تم کون ہو یا کس جگہ سے آئے ہو؟ انہوں نے جواباً عرض کیا کہ ہم طائف میں رہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا کیوں کہ تم مسجد رسول میں بلند آواز سے باتیں کر رہے ہو۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں قبلہ کی دیوار پر ناک کی گندگی لگی ہوئی دیکھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ چیز سخت ناگوار گزری جس کے اثرات آپ کے چہرہ مبارک پر دیکھے جا رہے تھے۔ آپ خود اٹھے اور اپنے ہاتھ سے اسے کھرچتے ہوئے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اس کا رب نمازی اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص قبلہ کی طرف ہرگز نہ تھوکا کرے اگر تھوکنے پڑے تو اپنے بائیں جانب یا بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ أَذْهَبَ فَأَتَيْتُ بِهِذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَا وَجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم

(بخاری) 25-288

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَأَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نُحَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ حَتَّى رَأَى فِي وَجْهِهِ فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ فَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ وَإِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَزُقُّنَّ أَحَدَكُمْ قَبْلَ قِبْلَتِهِ وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ فَقَالَ أَوْ يَفْعَلْ

هَكَذَا. (بخاری) 26-289

چادر کے ایک کنارے پر تھوک کر اسے ملتے ہوئے فرمایا ”یا تمہیں اس طرح کرنا چاہیے“۔ (بخاری)

فہم الحدیث

۲۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کا مقصد یہ ہے کہ کسی نیکی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا اور رفاہ عامہ کا چھوٹا سا کام بھی خدمت اور نیکی ہے۔ جو لوگ وضو کرنے یا جوتیاں رکھنے کی جگہوں پر

تھوک کر اس پر پانی یا مٹی نہیں ڈالتے یہ ان کے گندا ہونے کی دلیل ہے اور نہایت ہی گھٹیا حرکت ہے۔ اس سے نمازیوں کو شدید تکلیف اور نفرت ہوتی ہے ان احادیث میں ایسی حرکات سے منع فرمایا گیا ہے۔ مسجد میں تھوکنے کی اس وقت اجازت تھی جب مسجد بالکل کچی ہوتی تھی اور تعلیم و تربیت کا ابتدائی دور تھا۔ جو نبی لوگ تہذیب و تربیت سے ہم کنار ہوئے اور مسجدیں پختہ، صاف ستھری بن گئیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے مسجد میں تھوکنا بند کر دیا۔ اب کسی شخص کو اس قسم کی حاجت ہو تو اُسے کپڑے کے پلوؤں سے ناک اور تھوک صاف کرنی چاہیے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ مَسْجِدٍ وَضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلَ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيْ قَالَ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ عَامًا ثُمَّ الْأَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ فَحَيْثُ مَا أَدْرَكْتِكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ. (متفق عليه) 27-290

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول محترم ﷺ سے عرض کیا کہ زمین میں سب سے پہلے کونسی مسجد تعمیر ہوئی۔ آپ نے فرمایا بیت اللہ۔ میں نے پھر عرض کیا اس کے بعد۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں مسجد اقصیٰ۔ میں نے عرض کیا ان کے درمیان کتنے سال کا فرق ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ چالیس سال۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تمہارے لیے پوری

زمین مسجد بنادی گئی ہے جس جگہ نماز کا وقت آئے، نماز ادا کر لیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ ساری زمین مسجد بنادینے سے مراد ہر پاک جگہ پر نماز پڑھنا جائز ہے جب کہ پہلے لوگ صرف اپنی عبادت گاہوں میں ہی نماز پڑھ سکتے تھے۔
- ۲۔ مسجد کی طرف چل کر آنے سے قدم قدم کے بدلے ثواب ملتا ہے۔
- ۳۔ جماعت کے انتظار میں بیٹھنا نماز میں مشغول رہنے کے برابر ہے۔
- ۴۔ اکیلے نماز پڑھنے سے باجماعت نماز پڑھنے والے کو پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔
- ۵۔ وقت ہو تو مسجد میں داخل ہوتے ہی دو نفل ادا کرنے چاہئیں۔
- ۶۔ مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان جائز نہیں۔ مسجد میں بد بودار چیز کھا کر آنا منع ہے۔
- ۷۔ قبروں پر روشنی چلے کشی اور سجدہ کرنا حرام ہے۔
- ۸۔ مسجد میں بلند آواز سے باتیں کرنا جائز نہیں۔



بَابُ السَّتْرِ

نماز میں جسم کے کون سے حصے ڈھانپنا ضروری ہیں

اسلام سے پہلے مختلف مذاہب میں برہنہ جسم ہو کر اللہ کی عبادت کرنا انتہا درجے کی عاجزی تصور کیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ کچھ لوگ بیت اللہ کا طواف بھی ننگے بدن کیا کرتے تھے۔ وہ سمجھتے کہ لباس پہننا دنیا داری کی علامت ہے۔ اسلام نے نہ صرف اس کو وحشیانہ حرکت قرار دیا بلکہ حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت پاک دل پاک جگہ صاف ستھرے اور پاک لباس میں کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تاہم نبی کریم ﷺ نے مختصر لباس میں نماز پڑھ کر ثابت فرمایا کہ حسب ضرورت یا غریب لوگوں کی صرف اتنے لباس میں نماز ادا ہو جائے گی البتہ ذیل کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ کندھے اور گھٹنے چھپے ہوئے ہوں تو ایک چادر میں نماز بھی ہو جاتی ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول محترم ﷺ کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک کپڑا پیٹے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ چادر کے پلو اپنے کندھوں پر لٹکائے ہوئے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے پر کوئی چیز نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے اسے چاہیے کہ وہ دائیں پلو کو بائیں اور بائیں کو دائیں کندھے پر ڈال لے۔ (بخاری)

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرْفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ (متفق عليه) 1-291

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ. (متفق عليه) 2-292

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرْفَيْهِ. (بخاری) 3-293

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ نے ایک دفعہ سیاہ دھاری دار چادر میں نماز پڑھی۔ آپ کی نظر دھاریوں پر مرکوز ہو گئی۔ جونہی آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ چادر ابو جہم رضی اللہ عنہ کو دے کر اس سے دوسری انجانیہ چادر لے آؤ کیونکہ اس کی وجہ سے نماز میں میری توجہ تقسیم ہو گئی تھی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ أَذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ وَأَتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِي جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي أَنْفًا عَنْ

صَلَوْتِي (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عِلْمِهَا وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ فَأَخَافُ أَنْ يُفْتِنَنِي. 4-294)

(مسلم) بخاری میں یہ الفاظ پائے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اس کی دھاریوں کو دیکھتا رہا حالانکہ میں نماز میں تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں مشغول ہو گیا ہوں۔

فہم الحدیث

رسول اللہ ﷺ کے پیارے صحابی ابو جہم ؓ نے نہایت ہی خوبصورت دھاری دار چادر آپ کو تحفہ میں دی تھی جسے آپ زیب تن فرما کر نماز ادا کر رہے تھے جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے خشوع و خضوع میں فرق آیا آپ نے وہ چادر ابو جہم کو واپس فرما کر اس کے بدلے نہایت ہی معمولی چادر اس سے قبول فرمائی تاکہ وہ اپنے تحفہ کی واپسی پر افسردہ نہ ہو جائیں۔

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ قِرَامَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَتَرْتُ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَمِيطِي عَنَّا قِرَامَكَ هَذَا فَإِنَّهُ لَا يَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ لِي فِي صَلَوَتِي. (بخاری) 5-295

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک ڈیزائن دار چادر اپنے کمرے کی دیوار پر لٹکا رکھی تھی آپ ﷺ نے فرمایا اس چادر کو یہاں سے ہٹا دیا جائے کیونکہ اس کے نقوش میری نماز میں خلل پیدا کرتے ہیں۔ (بخاری)

فہم الحدیث

معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں بھی لوگ اپنے کمروں کو خوب صورت بنانے کے لیے خوب صورت کپڑے لٹکایا کرتے تھے جیسا کہ آج کل لوگ دیواروں پر وال پیپر، بہترین پردے یا قالین لٹکاتے ہیں۔ اس چادر پر جان دار چیزوں کی تصاویر کے بجائے عام قسم کے نقوش تھے ورنہ نبی محترم ﷺ اسے ہٹانے کی بجائے پھاڑنے کا حکم دیتے جیسا کہ دوسرے موقع پر تصاویر والی چادر کو ضائع کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجدوں میں بیل بوٹے بنانا اور منقش جائے نماز استعمال کرنا مناسب نہیں

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ قَالَ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرُوجَ حَرِيرٍ فَلَبَسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَارِهِ لَهُ ثُمَّ قَالَ لَا يَنْبَغِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ. (متفق عليه) 6-296

حضرت عقبہ بن عامر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو ریشم کا بنا ہوا ایک کوٹ تحفہ کے طور پر دیا جس کو آپ نے زیب تن فرما کر نماز ادا کی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے کوٹ کو بڑی جلدی سے ناگواری کے ساتھ اتارتے ہوئے فرمایا یہ لباس پرہیزگاروں کا نہیں ہو سکتا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

۶۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ریشم کی ممانعت نازل نہیں ہوئی تھی جب ریشم کے ممنوع ہونے کے بارے میں احکامات

نازل ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کے مردوں کے لئے ریشم اور سونا پہننا ممنوع اور خواتین کے لئے جائز ہیں۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت ابو سعید خدری ؓ کہتے ہیں میں نبی محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ مصلے پر نماز پڑھ رہے تھے اور اس پر آپ نے سجدہ کیا میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ایک ہی بڑی چادر کو لپیٹ کر نماز میں مصروف ہیں۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي عَلَى حَصِيرٍ يَسْجُدُ عَلَيْهِ قَالَ وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ. (مسلم) 7-297

محمد بن منکدر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر ؓ نے ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھی اور اسے اپنی گدی کے پیچھے گرہ دی جب کہ ان کی دستار کھوٹی پر لٹکی ہوئی تھی۔ کسی کہنے والے نے کہا کہ آپ ایک کپڑے میں نماز ادا کر رہے ہیں حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارے جیسے احمقوں کو دکھانے کے لیے ایسا کیا ہے۔ رسول محترم ﷺ کے زمانے میں ہمارے پاس کب اتنے کپڑے ہوتے تھے؟ (بخاری)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ صَلَّى جَابِرٌ فِي إِزَارٍ قَدْ عَقَدَهُ مِنْ قَبْلِ قَفَاهُ وَثِيَابُهُ مَوْضُوعَةٌ عَلَى الْمَشْجَبِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ تُصَلِّي فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ فَقَالَ إِنَّمَا صَنَعْتُ ذَلِكَ لِيَرَانِي أَحْمَقُ مِثْلَكَ وَأَيْنَا كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (رواه البخاری) 8-298

فہم الحدیث

اس حدیث اور اوپر والی روایات سے ثابت ہو رہا ہے کہ جان بوجھ کر بھی ننگے سر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور سر پر کپڑا رکھنے کے بارے میں رسول معظم ﷺ کا کوئی حکم موجود نہیں یہ الگ بات ہے کہ اسلامی تہذیب و تمدن میں آدمی کا سر ڈھانپنا مہذب عمل گردانا گیا ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ ایک ہی چادر میں نماز پڑھی جاسکتی ہے بشرطیکہ کندھے اور گھٹنے ڈھانپے ہوئے ہوں۔
- ۲۔ نماز سے توجہ ہٹا دینے والے جائے نماز اور نقش و نگار والی جگہ سے پرہیز کرنا چاہیے۔



بَابُ السُّتْرَةِ

سترہ کا بیان

سترہ کا معنی پردہ ہے لیکن یہاں اس سے مراد وہ اُٹ اور چیز ہے جو نماز کے وقت نمازی اپنے سامنے رکھتا ہے تاکہ کسی کے سامنے سے گزرتے وقت اس کی توجہ نماز سے ہٹنے نہ پائے سترہ کم از کم ڈیڑھ فٹ اونچا ہونا چاہیے۔ سترہ میسر نہ ہونے کی صورت میں سامنے لکیر بھی کھینچی جاسکتی ہے۔ سترہ سجدہ گاہ کے بالکل قریب رکھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کھلے میدان میں نماز پڑھتے تو اکثر سترہ کا اہتمام فرماتے۔ سترہ سے آگے گزرنے کی اجازت ہے۔ دیوار سامنے قریب ہونے کی صورت میں سترہ رکھنا صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ان روایات سے صرف کھلی جگہ نماز پڑھتے وقت سترہ رکھنا ثابت ہوتا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ صبح کے وقت عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے تو نماز کیلئے ایک شخص آپ کے سامنے نیزا گاڑ دیا کرتا تھا۔ آپ اسے سامنے رکھتے ہوئے نماز ادا کرتے۔ (بخاری)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول محترم ﷺ کو مکہ معظمہ میں دیکھا کہ آپ چڑے کے بنے ہوئے سرخ خیمہ میں اٹح کے مقام پر قیام پذیر تھے۔ میں نے یہ دیکھا کہ آپ ﷺ جب وضو فرما رہے تھے تو بلال رضی اللہ عنہ وضو کا پانی لیے کھڑے تھے اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے وضو کے پانی کو اپنے ہاتھوں پر لیے جارہے تھے۔ جس کو آپ ﷺ کے وضو کے پانی سے کچھ میسر نہ ہوتا تو وہ اپنے ساتھی کے گیلے ہاتھوں کی تری ہی حاصل کرتا۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ نے نیزا اٹھایا اور آپ کی جائے نماز کے سامنے گاڑ دیا۔ رسول محترم ﷺ سرخ دھاری دار لباس پہنے ہوئے تشریف لائے اور نیزے کے سامنے دو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْدُو إِلَى الْمُصَلَّى وَالْعَنْزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلَّى بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا. (بخاری) 1-299

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِي قُبَّةِ حُمْرَاءَ مِنْ أَدَمَ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَتَدَرُونَ ذَلِكَ الْوَضُوءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ عَنْزَةً فَرَكَّزَهَا وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حُلَّةِ حُمْرَاءَ مُشْمِرًا صَلَّى إِلَى الْعَنْزَةِ بِالنَّاسِ رَكَعَتَيْنِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالِدُؤَابَّ يَمْرُونَ بَيْنَ يَدَيْ الْعَنْزَةِ.

(متفق علیہ) 2-300

رکعتیں پڑھیں جب کہ لوگ اور چوپائے نیزے کے آگے سے گزر رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

النَّبِيُّ ﷺ كَانَ يَعْزُضُ رَاحِلَتَهُ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ الْبَخَارِيُّ قُلْتُ أَفَرَأَيْتَ إِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ قَالَ كَانَ يَأْخُذُ الرَّحْلَ فَيَعْدِلُهُ فَيُصَلِّي إِلَى آخِرَتِهِ. 3-301

اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ اپنی سواری اپنے سامنے سترے کے طور پر بٹھا کر نماز ادا کر لیا کرتے تھے۔ بخاری میں مزید ہے کہ نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اگر سواری نہ ہوتی تو! تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس صورت میں آپ ﷺ پالان (کاٹھی) کو سامنے رکھ کر نماز ادا فرمایا کرتے۔

فہم الحدیث

صحابہؓ بسا اوقات نبی اکرم ﷺ کے استعمال شدہ پانی کو تبرک کے طور پر اپنے چہروں اور جسموں پر ملا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ ہی کی ذات اقدس کا مرتبہ اور معجزہ ہے آپ کے علاوہ صحابہؓ سے یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے کبھی ایک دوسرے سے اس طرح تبرک حاصل کیا ہو۔ نبی کریم ﷺ سے اس قسم کا تبرک لینے کے بھی دو تین ہی واقعات ملتے ہیں آپ کے ساتھ بھی صحابہؓ کا معمول نہیں تھا اگر آپ ﷺ کی ذات اطہر کے علاوہ کسی کی استعمال شدہ اشیا اور پانی متبرک ہوتا تو صحابہ اور تابعین سے کئی ثبوت پائے جاتے۔ لہذا لوگوں کو غلط قسم کی عقیدت سے بچانے کے لیے ان حرکات سے پرہیز کرنا چاہیے ورنہ ایسی عقیدت سے بہت سے روحانی اور اخلاقی نقصانات ظاہر ہوتے ہیں۔

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُوْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذَلِكَ. (مسلم) 4-302

حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ ذکر کرتے ہیں رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم میں کوئی شخص اپنے سامنے پالان رکھ کر نماز ادا کرے تو اسے اس بات کی پروا نہیں کرنی چاہیے کہ پالان کے پیچھے سے کون گزر رہا ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي جُهِيمٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً. (متفق علیہ) 5-303

حضرت ابو جہیم ؓ روایت کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اس بات کا پتہ چل جائے کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ چالیس تک کھڑا رہنا نمازی کے آگے سے گزرنے سے زیادہ بہتر سمجھے۔ حضرت ابو جہیم ؓ سے سننے والے ابو نصر کہتے ہیں کہ میں بھول گیا ہوں کہ حضرت ابو جہیم ؓ نے چالیس دن، مہینہ، سال میں سے کون سی مدت کا ذکر کیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يُسْتَرُّهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يُجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ

حضرت ابوسعید ؓ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جب نمازی لوگوں سے سترہ سامنے رکھ کر نماز ادا کرے اور کوئی شخص سترہ اور نمازی کے درمیان سے گزرنے کی کوشش

فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ هَذَا لَفْظُ
الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاهُ. 6-304

کرے تو نماز پڑھنے والا اسے روکنے کی کوشش کرے اگر اس
کے باوجود وہ نہیں رکتا تو سختی کے ساتھ اسے روکے کیونکہ وہ
شیطانی حرکت کر رہا ہے۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم نے اس کا مفہوم بیان کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
تَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْجِمَارُ وَالْكَلْبُ
وَيَقِي ذَلِكَ مِثْلُ مُوْخِرَةِ الرَّحْلِ.
(مسلم) 7-305

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول محترم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے
ہیں۔ عورت گدھا اور کتا نماز کو ناقص کر دیتے ہیں۔ لیکن
سترے سے نماز محفوظ ہو جاتی ہے چاہے سترہ پالان کی
آخری لکڑی کے برابر ہو۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ
ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ
الْقُبْلَةِ كَاغْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ. (متفق عليه) 8-306
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلْتُ
رَاكِبًا عَلَى أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ
الْإِحْتِلَامَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ
بِمَنْى إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ
الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ
وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ
أَحَدٌ. (متفق عليه) 9-307

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب نبی اکرم ﷺ
رات کے وقت تہجد ادا کرتے تو میں آپ کے سامنے اس طرح
عرضا لیٹی ہوتی جیسے جنازہ رکھا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنا واقعہ بیان کرتے
ہیں کہ میں گدھے پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت
میں حاضر ہوا جبکہ میری عمر بلوغت کے قریب پہنچ چکی تھی۔ میں
نے دیکھا رسول معظم ﷺ منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے
ہیں جبکہ آپ کے سامنے کوئی سترہ نہیں تھا میں کچھ لوگوں کے
سامنے سے گزر کر اپنی سواری سے اترا اور اس کو چرنے کے
لیے چھوڑا اور صف میں شامل ہو گیا میری اس حرکت کا کسی نے
برا نہیں مانا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

نمازی اور اس کی سجدہ گاہ کے درمیان گزرنے والا کوئی بھی ہو اس سے نماز میں توجہ بٹ جاتی ہے لیکن گدھا، کتا اور عورت کے
گزرنے سے روحانی اور نفسیاتی طور پر زیادہ اثر پڑتا ہے۔ اسی لیے ان کا رسول اللہ ﷺ نے بالخصوص ذکر فرمایا۔ پالان کی
آخری لکڑی کے ذکر کرنے کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ سترہ چھوٹا بھی ہو تو اس کے آگے گزرنے سے نمازی کی توجہ تقسیم نہیں
ہوتی۔ دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے سجدہ میں جاتے
تو میں اپنی ٹانگیں سیٹھ لیا کرتی تھی۔ اس عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ نمازی کی حد اس کی سجدہ گاہ تک محدود ہے اس سے آگے گزرنے
منع نہیں جیسے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما منیٰ کے مقام پر نمازیوں کے آگے سے گزرے اس وقت آپ ﷺ کے
سامنے سترہ بھی نہیں تھا۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ سترہ رکھنا افضل ہے۔ فرض نہیں ہے۔

الفصل الثالث

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَنَا مَبْنِي يَدَي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَجُلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلِي وَإِذَا قَامَ بَسَطَتْهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ. (متفق عليه) 10-308

تیسری فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں رسول محترم ﷺ کے سامنے سوئی ہوتی جبکہ میرے پاؤں آپ ﷺ کے قبلہ کی جانب ہوتے۔ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو مجھے ہاتھ سے ہلاتے میں اپنے پاؤں کو پیچھے ہٹا لیتی۔ جب آپ کھڑے ہوتے تو میں پاؤں بچھا لیتی۔ لہٰذا جان فرماتی ہیں ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

فہم الحدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود بھی تہجد گزار تھیں کیوں کہ رسول محترم ﷺ بہت پہلے اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور ام المؤمنین بعد میں اٹھتیں تھیں جس کی وجہ سے آپ لیٹی رہتی تھیں۔ یا پھر مخصوص ایام میں ایسا کیا کرتی تھیں اسکے ساتھ ہی آپ ﷺ نے عملاً یہ بتلایا کہ دوسرا سامنے لیٹا ہو تو نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ کھلی جگہ پر نماز پڑھتے وقت سامنے سترہ رکھنا چاہیے۔
- ۲۔ سترہ اور نمازی کے درمیان سے گزرنا شیطانی عمل ہے۔ گزرنے والے کو روکنا چاہیے۔
- ۳۔ نمازی کی سجدہ گاہ سے آگے گزرنا جائز ہے۔
- ۴۔ سترہ رکھنا افضل ہے فرض نہیں۔



بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ

نماز کس طرح ادا کرنی چاہیے

نبی محترم ﷺ نے نماز پڑھنے کا طریقہ سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ جب آدمی نماز کے لیے کھڑا ہو تو اسے نہایت اطمینان اور وقار کے ساتھ کھڑا ہوتے ہوئے یہ تصور ذہن میں تازہ کرنا چاہیے کہ میں اللہ تعالیٰ کو براہ راست دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ نہیں ہو سکتا تو نمازی کو یہ احساس تو ہر صورت ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر صورت مجھے دیکھ رہا ہے۔ جب اس عقیدے کے ساتھ نماز ادا کی جائے گی تو نمازی خود بخود ان حرکات سے اجتناب کرے گا جو نماز کے خشوع و خضوع میں حائل ہوتی ہیں اس لیے آپ ﷺ مسلمانوں کو یہ بھی سمجھایا کرتے تھے کہ اللہ کے ہاں حاضری کے تصور کے ساتھ نمازی کو نماز کے ظاہری ارکان کو بھی سکون اور اطمینان کے ساتھ ادا کرنا چاہیے کیونکہ عجلت میں رکوع و سجود اور قیام و قعود میں اطمینان پیدا نہیں ہوتا جو نماز کا تقاضا ہے۔ لہذا نماز روحانی اور جسمانی لحاظ سے کامل یکسوئی کے ساتھ ادا کرنی چاہیے۔

غلط فہمی کا ازالہ فرمائیں

نماز میں رفع الیدین کرنے کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا ہوئیں یا پیدا کی گئیں ہیں وہ درج ذیل ہیں جن کو فرقہ واریت کے تعصبات سے بالاتر ہو کر سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

۱۔ مشرک بغلوں میں بت لیے ہوئے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ جنکو گرانے کے لیے رفع الیدین شروع کروائی گئی۔ یہ بات اس قدر بے ہودہ ہے کہ حدیث کی کسی ضعیف ترین روایت میں بھی اس کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ بالفرض یہی بات ہوتی بت تو پہلی رفع الیدین پر ہی گر جاتے ہیں۔ جب کہ پہلی رفع الیدین تو تمام مسلمان اب بھی کرتے ہیں۔ پھر دوسری رفع الیدین پر اس من گھڑت بات کو کس طرح چسپاں کیا جاسکتا ہے؟

۲۔ ترک رفع الیدین کے لیے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ جبکہ اس روایت میں صرف قیام رکوع، سجود کی ادائیگی کا ذکر ہے۔ اس میں فاتحہ رکوع، سجود کی تسبیحات اور دیگر مسائل کا ذکر نہیں۔ اور وہ مسائل دوسری روایات سے ثابت ہیں۔ جس بنا پر پوری امت ان کو ماننی ہے۔

۳۔ معلوم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترک رفع الیدین کیلئے کیوں پیش کیا جاتا ہے؟ جب کہ حدیث کی کوئی روایت ہے جس میں ایک مضمون کے تمام مسائل جمع ہوں۔

۳۔ رفع الیدین کے خلاف تیسری دلیل یہ دی جاتی ہے۔ کہ آپ ﷺ نے اس کو گھوڑوں کی دُموں سے تشبیہ دیتے ہوئے اس سے منع فرمایا تھا۔ حالانکہ جس رفع الیدین سے منع کیا گیا ہے۔ وہ سلام پھیرتے وقت کی جاتی تھی۔ ابتدائی دور میں سلام پھیرتے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم دائیں طرف چہرہ پھیرتے تو دایاں ہاتھ اور بائیں جانب چہرہ کرتے ہوئے بایاں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ جس سے منع فرمایا گیا یہی وجہ ہے کہ تمام محدثین نے اس حدیث کو التحیات کے باب میں نقل فرمایا۔ ۴۔ لوگوں کو مطمئن کرنے

کے لیے یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ رفع الیدین صرف اہلحدیث کرتے ہیں اور امت کی اکثریت نہیں کرتی۔ لوگوں کی کثرت و قلت کی بنیاد پر اس طرح کا استدلال کرنا اہل علم کو زیب نہیں دیتا کیونکہ کسی مسئلے یا عدالت میں لوگوں کی کثرت و قلت معیار نہیں ہوا کرتی۔ تاہم یہ بات بھی حقیقت پر مبنی نہیں۔ کیونکہ امت کے پانچ گروہوں میں چار فرقے شافعی، مالکی، حنبلی، اہلحدیث حتیٰ کہ عراق اور دوسرے عرب ممالک میں کئی حنفی علماء بھی رفع الیدین کرتے ہیں۔ بغداد میں امام ابوحنیفہؒ کی مسجد میں بھی حنفی العقیدہ لوگ رفع الیدین کرتے ہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول محترم ﷺ مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے اس نے جلدی سے نماز پڑھی اور آ کر آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ نے اسے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا پیچھے ہٹ کر دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے واپس پلٹ کر نماز پڑھی اور پھر آ کر سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا جا کر پھر نماز پڑھو یقیناً تیری نماز ادا نہیں ہوئی۔ اس طرح وہ تیسری یا چوتھی دفعہ نماز پڑھنے کے بعد آیا تو آپ ﷺ نے وہی ارشاد فرمایا تب وہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے رسول! مجھے نماز ادا کرنے کا طریقہ سمجھائیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اچھی طرح وضو کرو قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہو پھر قرآن کی تلاوت کرو جتنی تم آسانی کے ساتھ کر سکتے ہو پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کرو، رکوع کے بعد سر اٹھا کر سکون کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو، سجدہ کے بعد اطمینان کے ساتھ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ لِي فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الْيَتِي بَعْدَهَا عَلِمَنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَاسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ جَالِسًا وَفِي رِوَايَةٍ ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا. (متفق عليه) 1-309

بیٹھو اب دوسرا سجدہ اطمینان کے ساتھ کرو۔ پھر دو سجدوں کے بعد اطمینان کے ساتھ سکون کے ساتھ بیٹھ کر اٹھو۔ ایک روایت میں آپ ﷺ کے یہ الفاظ موجود ہیں اس کے بعد پھر اطمینان کے ساتھ قیام کرو۔ اس طرح اپنی نماز کو مکمل کرو (بخاری۔ مسلم)

فہم الحدیث

اس روایت میں ثنا، سورۃ فاتحہ اور تسبیحات نماز میں پڑھنے اور دوسرے مسائل کا ذکر نہیں آپ ﷺ نے صرف

اسے قیام، رکوع و سجود اور دو سجدوں کے بعد بیٹھ کر اٹھنے کی تلقین فرمائی جبکہ دوسری روایات میں نماز میں جو کچھ پڑھنا ہے اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ جو شخص نماز کو سکون کے ساتھ ادا نہیں کرتا آپ کے بار بار ارشاد کے مطابق ایسا شخص نماز کی ادائیگی سے سبکدوش نہیں ہوتا۔ اس لئے نماز نہایت خشوع و خضوع اور قیام رکوع، سجود سکون سے ادا کرنے چاہئیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكَعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهَى أَنْ يُفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعِيهِ افْتِرَاشَ السَّبْعِ وَكَانَ يَحِمُّ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيمِ. (مسلم) 2-310

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ذکر کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نماز کا آغاز اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور تلاوت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سے کرتے جب آپ رکوع کرتے تو اپنے سر کو اونچا نیچا رکھنے کے بجائے اپنی کمر کے برابر رکھتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ کرنے سے پہلے بالکل سیدھے کھڑے ہوتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو دوسرے سجدہ سے پہلے سکون کے ساتھ بیٹھتے اور ہر دو رکعت کے بعد التحیات بیٹھتے اور اپنا بایاں پاؤں بچھاتے ہوئے اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے اور شیطان کی طرح بیٹھنے اور سجدہ میں بازوؤں کو درندے کی طرح زمین پر بچھانے سے منع فرماتے۔ نماز کا اختتام سلام سے کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

محمد ثین نے نماز میں شیطان کی طرح بیٹھنے کی دو طرح تشریح کی ہے۔ آدمی التحیات میں پیٹھ پر اس طرح بیٹھے کہ اس کی پنڈلیاں کھڑی ہوں۔ بعض نے سجدہ اور التحیات میں پاؤں کھڑے رکھ کر ایڑیوں پر بیٹھنے کو شیطان کے بیٹھنے کے مترادف کہا ہے۔

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَا أَحْفَظُكُمْ لِمَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَأْيُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذَاءَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ أَمَّكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَضَرَ ظَهْرَهُ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ فَإِذَا سَجَدَ

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ ایک دن چند صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کی نماز کو تم سے زیادہ یاد رکھا ہے میں نے دیکھا آپ نے اللہ اکبر کہتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھایا جب رکوع کیا تب اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے گھٹنوں کو پکڑتے ہوئے کمر کو برابر جھکایا پھر رکوع سے اس طرح سیدھے کھڑے ہو گئے کہ کمر کا ہر مہرہ اپنے مقام پر

وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا
وَأَسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ فَإِذَا
جَلَسَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ
الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى فَإِذَا جَلَسَ فِي
الرُّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ
الْآخِرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ.

(بخاری) 3-311

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ
الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ
مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ وَقَالَ (سَمِعَ
اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) وَكَانَ لَا
يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ. (متفق)

(عليه) 4-312

پر بیٹھے۔ (بخاری)

واپس آ گیا جب آپ سجدہ میں گئے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو
زمین پر رکھا آپ کے بازو نہ بالکل کھلے ہوئے تھے اور نہ ہی
بغلوں کے ساتھ چمٹے ہوئے تھے۔ اور سجدہ میں اپنے پاؤں کی
انگلیاں قبلہ رخ رکھیں۔ دو رکعت کے بعد اپنے بائیں پاؤں پر
بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھا آخری رکعت میں بائیں پاؤں کو
اپنے نیچے سے نکال کر دایاں پاؤں کھڑا رکھتے ہوئے اپنی پیٹھ
پر بیٹھے۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ آپ
ﷺ جب نماز کا آغاز کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک
اٹھایا کرتے تھے۔ اسی طرح جب تکبیر کہتے ہوئے رکوع
کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین کرتے
ہوئے کہتے۔ سن لیا اللہ نے جس نے اس کی تعریف کی۔ اے
ہمارے رب حمد و ستائش تیرے لیے ہے۔ اور سجدوں میں ہاتھ
نہیں اٹھاتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

دوسری روایت اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سلام پھیرتے وقت اور سجدوں کے بعد رفع الیدین کرنا جائز نہیں جیسا کہ
شیعہ حضرات کرتے ہیں۔

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد محترم حضرت عبداللہ بن
عمر ؓ کے بارے میں ذکر کرتے ہیں کہ جب حضرت
عبداللہ ؓ نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں
ہاتھ اٹھاتے اور ایسے ہی رکوع کے وقت ہاتھ اٹھاتے ہوئے
سمع اللہ لمن حمد کہتے۔ جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے
تو پھر رفع الیدین کرتے اور جناب ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ
نبی کریم ﷺ ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ نَافِعٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ
كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَ
إِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ
حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ رَفَعَ
يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

(بخاری) 5-313

حضرت مالک بن حویرث ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم

عَنْ مَالِكِ بْنِ حُوَيْرِثٍ ؓ قَالَ كَانَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَادِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ وَفِي رِوَايَةٍ حَتَّى يُحَادِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ. (متفق عليه) 6-314

وَعَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي فَإِذَا كَانَ فِي وَتَرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعًا. (بخاری) 7-315

بجائے ایک لمحہ بیٹھ کر کھڑے ہوتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ﷺ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ ثُمَّ التَّخَفَّ بِشَوْبِهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الشَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا وَكَبَّرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ كَفَّيْهِ. (مسلم) 8-316

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ. (رواه البخاری) 9-317

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْكَعُ صَلْبَهُ مِنَ الرُّكْعَةِ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ

ﷺ نماز کی ابتدا اللہ اکبر کے ساتھ کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمد کہنے کے ساتھ رفع الیدین کرتے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کانوں کے نیچے ہاتھ کے برابر ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت مالک بن حویرث رحمہ اللہ ہی یہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ آپ نماز کی پہلی اور تیسری رکعت کے بعد ایک دم کھڑے ہونے کی

حضرت وائل بن حجر رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں انہوں نے نبی محترم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع الیدین کے ساتھ نماز کا آغاز کیا۔ پھر اپنے ہاتھوں کو کپڑے کے اندر کر لیا اور اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں کے اوپر رکھا۔ جب رکوع کرنے لگے تو اپنے ہاتھ کپڑے سے باہر نکالتے ہوئے تکبیر کہنے کے ساتھ دونوں ہاتھوں کو بلند فرمایا۔ پھر رکوع کے بعد رفع الیدین کیا اور دونوں سجدے اپنے ہاتھوں کے درمیان ادا کئے۔ (مسلم)

حضرت سہل بن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں لوگوں کو اس بات کا حکم دیا جاتا کہ وہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں کلائی کے اوپر رکھیں۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ تکبیر کہتے ہوئے نماز کے لیے کھڑے ہوتے اس طرح ہی تکبیر کہتے ہوئے رکوع کرتے اور جب رکوع سے اپنی کمر سیدھی فرماتے تو سمع اللہ لمن حمد کہتے۔ رکوع کے بعد کھڑے ہوتے تو ربنا لک الحمد پڑھتے۔ پھر

رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ
رَأْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتَّى
يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ اثْنَتَيْنِ بَعْدَ
الْجُلُوسِ. (متفق عليه) 10-318

تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کرتے اور سر اٹھاتے ہوئے بھی اللہ
اکبر کہتے۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کرتے اور اللہ اکبر کہتے
ہوئے سجدہ سے سر اٹھاتے آپ ایسے ہی نماز مکمل کیا کرتے
۔ یہاں تک کہ دو رکعت کے بعد بیٹھ کر اٹھتے تو اللہ اکبر
کہتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَفْضَلُ
الصَّلَاةِ طَوْلُ الْقُنُوتِ. (مسلم) 11-319

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ افضل
نماز وہ ہے جس میں لمبا قیام کیا جائے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَلَّى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
صَلَّى لَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ
حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَحِينَ سَجَدَ
وَحِينَ رَفَعَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ وَقَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ
النَّبِيَّ ﷺ. (بخاری) 12-320

حضرت سعید بن حارث بن معلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے ہماری جماعت کروائی تو
انہوں نے سجدہ کرتے، سر اٹھاتے اور دو رکعت کے بعد
کھڑے ہونے کے وقت اونچی آواز سے تکبیریں کہیں
اور فرمایا کہ میں نے رسول محترم ﷺ کو ایسے ہی نماز
پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری)

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ
فَكَبَّرَ اثْنَتَيْنِ وَعِشْرِينَ تَكْبِيرَةً فَقُلْتُ لِابْنِ
عَبَّاسٍ إِنَّهُ أَحَقُّ فَقَالَ تَكَلَّتْكَ أُمُّكَ سُنَّةُ
أَبِي الْقَاسِمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. (بخاری) 13-321

جناب عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے مکہ میں ایک
بزرگ کے پیچھے نماز ادا کی۔ اس نے بلند آواز سے بائیس
تکبیرات کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے عرض کیا یہ

امام بے وقوف تو نہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تیری ماں تجھے گم پائے۔ یہی تو ابو القاسم رضی اللہ عنہ کا طریقہ
ہے۔

فہم الحدیث

تیری ماں تجھے گم پائے

تَكَلَّتْكَ أُمُّكَ

ہرزبان میں کچھ محاورات ہوتے ہیں۔ جن کے استعمال میں اکثر الفاظ کے ظاہری معنی مراد نہیں ہوتے بلکہ ایک خاص تاثر کا
اظہار مقصود ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے سننے والا ان الفاظ کا برا نہیں مانتا۔ رسول کریم ﷺ بھی ایسے محاورات کا استعمال فرمایا
کرتے تھے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ نماز نہایت اطمینان کے ساتھ ادا کرنی لازم ہے۔
- ۲۔ نماز کی ابتدا میں رکوع سے پہلے اور بعد میں پھر تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع الیدین کرنا سنت ہے۔ ہاتھ کانوں کی لوؤں یا کندھوں تک بلند کرنے چاہئیں۔
- ۳۔ ہر دیوں میں کپڑے کے اندر رسول اللہ ﷺ نے رفع الیدین نہیں کی۔
- ۴۔ رکوع میں کمر سیدھی رکھنی چاہیے۔
- ۵۔ رکوع و سجود کے بعد اطمینان سے کھڑا ہونا اور سجدوں کے درمیان سکون سے بیٹھنا آپ کی سنت مبارکہ ہے۔
- ۶۔ سجدہ میں کہنیوں کو زمین پر بچھانا منع ہے۔
- ۷۔ سجدہ پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھتے ہوئے کرنا چاہیے۔



بَابُ مَا يُقْرَأُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ

پہلی تکبیر کے بعد کیا پڑھنا چاہیے

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تذکرہ کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی تکبیر اور قرأت کے درمیان کچھ دیر خاموش رہتے تھے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ کی ذات پر فدا ہوں آپ تکبیر اور قرأت کے درمیان خاموشی کے ساتھ کیا پڑھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں یہ پڑھا کرتا ہوں۔ ”الہی میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری فرمادے جیسا کہ تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری قائم کی ہے۔ الہی! میرے گناہوں کو اس طرح صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً فَقُلْتُ يَا أَبِیْ أَنْتَ وَأُمِّیْ یَا رَسُولَ اللَّهِ إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ قَالَ أَقُولُ (اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثُّوبُ الْآبِضُ مِنَ الدَّنَسِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالطَّلَجِ وَالْبَرْدِ) (متفق علیہ) 1-322

ہے۔ الہی میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھو ڈال لیئے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تو تکبیر کے بعد یہ دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ میں نے اپنے آپ کو اس ذات کبریا کے سامنے یک سو ہو کر پیش کر دیا ہے۔ جس نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا اور میرا مشرکوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میری نماز، میری قربانی، میری موت و حیات صرف اور صرف اللہ رب العالمین کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کے تابع فرمان بندوں میں ہوں۔

اے اللہ! تو ہی حقیقی بادشاہ ہے تیرے بغیر کوئی سچا معبود نہیں تو ہی میرا پالنے والا ہے میں تیرا ہی بندہ ہوں۔ مجھ سے اپنے آپ پر ظلم ہوئے میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں بس میرے تمام گناہوں کو معاف کر دے۔ یقیناً تمہارے بغیر

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ (وَجْهْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي فَاعْفُرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبِّكَ

وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشُّرُّ
لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ
وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ) وَإِذَا
رَكَعَ قَالَ (اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ
وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي
وَمُخْيَ وَعَظْمِي وَعَصْبِي) فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ
(اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلَأَ السَّمُوتِ
وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلَأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ
بَعْدُ) وَإِذَا سَجَدَ قَالَ (اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ
وَبِكَ أَمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي
لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ
تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ) ثُمَّ يَكُونُ مِنْ
آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ (اللَّهُمَّ
اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ
وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ
مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا
أَنْتَ) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 2-323

کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔ مجھے حسنِ اخلاق کی
توفیق دے۔ تمہارے بغیر کوئی مجھے حسنِ اخلاق سے آراستہ
نہیں کر سکتا۔ مجھے برائیوں سے دور رہنے کی ہمت عطا فرما۔
تیری توفیق کے بغیر مجھے ان گناہوں سے کوئی دور نہیں کر
سکتا۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں ہر قسم کی خیر تیرے ہاتھ
میں ہے تیری ذات کے بارے میں برائی کا تصور نہیں کیا جا
سکتا۔ میں سب کچھ تیرے طفیل ہوں اور تیرے لیے ہوں۔
تجھ سے تیری بخشش چاہتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا
ہوں اور جب رکوع کرتے تو عرض کرتے اے اللہ! میں نے
تیرے لیے ہی رکوع کیا اور تجھ پر ہی ایمان لایا اور تیری ہی
اطاعت کی۔ میرے کان، آنکھیں، دماغ، جسم اور اعصاب
سب تیرے حضور حاضر ہیں۔ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو
فرماتے اے اللہ! تیری اس قدر تعریف ہے کہ آسمان
وزمین اور ان کے درمیان کا خلا بھر جائے اور اس کے بعد جو
چیز تو چاہے تو وہ بھی بھر جائے اور جب سجدہ کرتے تو کہتے
اے اللہ! میں تیرے حضور سجدہ ریز ہوں اور تجھ پر ایمان لایا
اور تیری ہی اطاعت کی۔ اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اس

کو پیدا فرمایا اسے صورت دی، اس کے کان، آنکھیں بنائیں اللہ بابرکت ہے سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے۔ پھر آخر میں
تشہد اور سلام کے درمیان دعا کرتے۔ اے اللہ! میرے اگلے پچھلے پوشیدہ اور ظاہر گناہ جو حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور جن کو تو
ہی زیادہ جانتا ہے ان سب کو معاف فرما۔ تیرے سوا کوئی معبود و معبود نہیں تو ہی آگے اور پیچھے رکھنے والا ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

دوسری روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ یہ دعائیں تہجد کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ تشہد میں پڑھی جانے والی دعا
کے یہ الفاظ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ کا معنی یہ ہے کہ ہر قسم کی حسن و خوبی اور نیکی رب کریم کی توفیق کا نتیجہ ہے اور تیری
ذات اس وقت بھی تھی جب کچھ نہیں تھا۔ تو اس وقت بھی ہوگا جب کچھ نہیں ہوگا۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَدَخَلَ الصَّفَّ
وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفْسُ فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ (الْحَمْدُ
حضرت انس رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں ایک شخص تیزی کے ساتھ
چلتا ہوا صف میں شامل ہوا اور اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ اس

نے تکبیر کہنے کے بعد یہ الفاظ پڑھے ہر تعریف اللہ کے لیے ہے اور بہت زیادہ تعریفات اور پاکیزہ اور بابرکت۔ جب رسول کریم ﷺ جماعت سے فارغ ہوئے تو آپ نے استفسار فرمایا۔ تم میں سے کس نے یہ کلمات کہے ہیں؟ لوگ خاموش رہے پھر پوچھا کہ یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ تو لوگ خاموش رہے پھر تیسری دفعہ پوچھے پر ارشاد فرمایا کہ جس نے یہ کلمات کہے ہیں اس نے کوئی غلطی نہیں کی تب یہ الفاظ کہنے والا آدمی عرض کرتا ہے جب میں نے یہ

لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ فَلَمَّا قَضَىٰ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَوَتُهُ قَالَ أَيُّكُمْ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَأَرَمَ الْقَوْمُ فَقَالَ أَيُّكُمْ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَأَرَمَ الْقَوْمُ فَقَالَ أَيُّكُمْ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا فَقَالَ رَجُلٌ جُنْتُ وَقَدْ حَفَزَنِي النَّفْسُ فَقُلْتُهَا فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَتَدَرُّونَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا۔ (مسلم) 3-324

کلمات کہے تو میرا سانس پھولا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا ہے کہ وہ ان کلمات کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

دوسرے مقام پر اس بات کی وضاحت موجود ہے صحابی رضی اللہ عنہ رکوع میں شامل ہوا تھا اور اس نے رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد کے بعد یہ کلمات ادا کئے جن کی فضیلت رسول محترم ﷺ کی زبان اطہر سے اس حدیث میں بیان کی جا رہی ہے۔ یاد رہے کہ آپ کا یہ فرمان بھی احادیث کی کتابوں میں موجود ہے کہ آدمی کو جماعت کے ساتھ ملنے کے لئے تیز قدمی کے بجائے اعتدال کے ساتھ آنا چاہیے۔ اور اس شخص کو یہ بھی فرمایا تھا کہ آئندہ ایسا نہ کیجئے۔

دوسری فصل

الفصل الثانی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول کریم ﷺ جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو خاموشی کی بجائے فوراً الحمد للہ رب العالمین سے قراءت کا آغاز کرتے تھے۔ (اس طرح صحیح مسلم میں ہے۔)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَمْ يَسْكُثْ هَكَذَا فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ 4-325

خلاصہ باب

۱۔ نماز شروع کرنے کے بعد قراۃ سے قبل کئی دعائیں ہیں ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ“ پر اکتفاء نہیں بلکہ دوسری دعائیں بھی یاد کریں اور پڑھیں۔ ۲۔ نماز سکون کے ساتھ شروع اور ادا کرنی چاہیے۔ ۳۔ رکوع کے بعد یہ الفاظ پڑھنے چاہئیں۔ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ۔ ۴۔ سورہ فاتحہ سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہے۔ لیکن اکثر آپ ﷺ الحمد للہ سے تلاوت کا آغاز فرماتے۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں قرآن مجید کی تلاوت

وَ إِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَ انصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ (الاعراف ۷: ۳۰)

”جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو، شاید کہ تم پر بھی رحمت ہو جائے۔“

امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے حضرات کو اس آیت سے غلط فہمی ہوئی ہے حالانکہ یہ آیت مکہ معظمہ میں اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ جوں ہی نبی قرآن پڑھنے لگے تو تم جو با شورو غوغا کیا کرو۔

وَ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَ الْغَوَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (حم السجدة ۴۱: ۲۶)

”مکشرین حق کہتے ہیں اس قرآن کو ہرگز نہ سنو اور جب یہ سنایا جائے تو اس میں خلل ڈالو شاید اسی طرح تم غالب آ جاؤ۔“
وَ إِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ اور وَ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا کا تعلق نماز کے ساتھ نہیں اس لیے کہ جماعت مدینہ منورہ میں فرض ہوتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مغالطے کو دور کرنے کے لئے ہی فاتحہ کو الگ کر کے ارشاد فرمایا۔ کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی یاد رہے تمام امت کے نزدیک مسلمہ بات ہے۔ کہ مقتدی نماز اس طرح ہی ادا کرے گا اور پڑھے گا جس طرح امام ادا کرتا اور پڑھتا ہے۔ امام کے اللہ اکبر کہنے سے لیکر سلام پھیرنے تک مقتدی کا سب کچھ امام کے ساتھ پڑھنا فرض ہے سوائے تلاوت قرآن کے اس کا فلسفہ یہ ہے کہ امام نے ہر روز مختلف مقامات سے پڑھنا ہوتا ہے لہذا نمازیوں کو تلاوت سننے اور اس پر غور کرنے کا بہترین موقع ملتا ہے جس سے نمازیوں میں تلاوت قرآن کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ نمازیوں میں قرآن فہمی کی صلاحیت بھی پیدا ہوتی ہے اور انہیں یہ صلاحیت پیدا کرنی چاہیے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبادہ بن صامت ؓ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ فاتحہ کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ (بخاری و مسلم) مسلم شریف میں آپ ﷺ نے فاتحہ الکتاب کی بجائے اس طرح فرمایا کہ ام القرآن کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے جس نے فاتحہ کے بغیر نماز پڑھی اس کی نماز ناقص اور نامکمل ہے۔ یہ الفاظ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائے۔ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ جب ہم امام کے پیچھے پڑھ رہے ہوں تو؟ حضرت ابو ہریرہ

عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَصَاعِدًا. 1-326)
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ لَنَا غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ أَقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

ﷺ فرماتے ہیں اپنے دل میں پڑھا کیجئے کیونکہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے اور بندے کے درمیان نماز کو نصف نصف تقسیم کر لیا ہے۔ میرے بندے کے لیے وہی ہے جو وہ سوال کرتا ہے جب وہ کہتا ہے۔ الحمد لله رب العالمین، ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب بندہ کہتا ہے الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ، اللہ بڑا مہربان اور نہایت ہی رحم فرمانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں میرے بندے نے میرے رحیم و کریم ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ جب نمازی کہتا ہے مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ کہ تو قیامت کے دن کا مالک

فَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نَصْفَيْنِ وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى حَمْدُنِي عَبْدِي وَإِذَا قَالَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى اِنْنِي عَلَى عَبْدِي وَإِذَا قَالَ مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ قَالَ مَجْدُنِي عَبْدِي وَإِذَا قَالَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ قَالَ هَذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ هَذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ .

(مسلم) 2-327

ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری عظمت کا اقرار کیا ہے۔ جب بندہ ایاک نعبد و ایاک نستعین پڑھتا ہے ارشاد ہوتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان معاملہ ہے اور میں اپنے بندے کو عطا کروں گا وہ جو مانگے گا ہے۔ جب نمازی کہتا ہے اهْدِنَا الصِّرَاطَ الضَّالِّينَ، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یہ میرے بندے کے لئے ہے اور جو کچھ اس نے مانگا وہ سب اس کو ملے گا۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ کہ سورۃ فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے اسی لیے وضاحت فرمائی ہے۔ تاکہ لوگوں کو کسی قسم کا ابہام نہ رہے۔ اگر امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کا حکم ہوتا تو رسول مکرّم ﷺ کبھی یہ نہ فرماتے سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ قرأت کا آغاز الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سے کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہا کرو۔ جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے مطابق ہو جائے گی۔

وَعَنْ أَنَسٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. (مسلم) 3-328

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَاَفَّقَ تَامِيْنُهُ تَامِيْنِ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهُ وَفِي أُخْرَى لِلْبُخَارِيِّ قَالَ إِذَا آمَنَ الْقَارِئُ فَأَمِنُوا فَإِنَّ الْمَلِكَةَ تَوْمِنُ فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِنَ الْمَلِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. 4-329

اس کے پہلے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم بخاری میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں جب امام کہے غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ تو تم آمین کہا کرو کیونکہ جس کی آواز ملائکہ کی آواز سے ہم آہنگ ہو گئی اس کے پہلے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور امام مسلم نے اپنی کتاب میں ایسے ہی الفاظ ذکر کئے ہیں۔ بخاری کی دوسری روایت میں آپ ﷺ کے

یہ الفاظ بھی پائے جاتے ہیں کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہم آہنگ ہو گئی اس کے پہلے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لِيُؤْمِكُمْ أَحَدُكُمْ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ يُحِبُّكُمْ اللَّهُ فَإِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِتْلَكَ بِتْلَكَ قَالَ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعُ اللَّهُ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَتَادَةَ وَإِذَا قَرَأَ فَانصِتُوا. 5-330

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ حکم دیا کرتے تھے کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنی صفوں کو برابر کیا کرو اور ایک شخص تمہاری امامت کروائے جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تمہیں آمین کہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے گا۔ جب امام اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے تو تم بھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع کرو کیونکہ امام تم سے پہلے رکوع کے لیے جھکتا ہے اور تم سے پہلے رکوع سے سر اٹھاتا ہے۔ امام کا پہلے رکوع سے اٹھنا اس کے پہلے جانے کی وجہ سے ہے۔ جب امام سمع اللہ لمن حمد کہے تو کہو! اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ”الہی تیرے لیے ہی تمام تعریفات ہیں۔“

اللہ تعالیٰ تمہاری نماز کو سنتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ یہ الفاظ بھی ذکر کرتے ہیں کہ جب امام قرأت کرے تو خاموشی اختیار کرو۔

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے ان ارشادات میں آمین کی اہمیت اور فضیلت بیان ہو رہی ہے۔ اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب امام آمین کہے تو تمہیں بھی آمین کہنے چاہئے۔ اس سے یہ بات بھی بالکل عیاں ہے کہ جب امام بلند آواز سے سورۃ الفاتحہ پڑھ رہا ہو تو اسے آمین بھی بلند آواز سے کہنی چاہیے۔ مستند روایات سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ کی آمین سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتنی بلند

آواز سے آمین کہتے تھے جس سے مسجد میں گونج پیدا ہو جاتی۔ امام کی وَلَا الضَّالِّين سن کر اونچی آواز سے آمین نہ کہنا رسول کریم ﷺ کی سنت کی خلاف ورزی ہے۔ لیکن اس آواز میں اخلاص اور سوز و گداز ہونا لازم ہے۔ چیخ کے انداز میں آمین کہنا نماز کے وقار اور آداب کے برخلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس امت کو افراط و تفریط سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُولَيَيْنِ بِأَمِّ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْآخِرَتَيْنِ بِأَمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَيُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مَا لَا يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهَكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهَكَذَا فِي الصُّبْحِ (متفق عليه) 6-331

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ رسول محترم ﷺ کی نماز کا تذکرہ کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں الحمد اور دو سورتیں ملایا کرتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ ہی پڑھا کرتے تھے۔ کبھی کبھار چھ آیات ہمیں سنایا کرتے تھے۔ ہمیں بھی سنوایا کرتے تھے۔ پہلی رکعت دوسری سے نسبتاً طویل ہوتی تھی۔ اسی طرح عصر اور فجر کی نماز ادا کرتے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہاں صبح اور عصر کی نماز کے بارے میں بتلایا ہے کہ نبی محترم ﷺ پہلی رکعتیں لمبی اور دوسری ہلکی رکھتے۔ جب کہ دوسری روایات سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ تمام نمازیں اس طرح ہی پڑھا کرتے کہ پہلی رکعت دوسری سے لمبی ہوتی تھی۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَحْزُرُ قِيَامَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ قِرَاءَةِ آلَمَ تَنْزِيلِ السَّجْدَةِ وَفِي رِوَايَةٍ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الْآخِرَتَيْنِ قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذَلِكَ وَحَزَرْنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ قِيَامِهِ فِي الْآخِرَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَفِي الْآخِرَتَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذَلِكَ (مسلم) 7-332

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کی ظہر اور عصر کی نماز کے قیام کا اندازہ لگاتے تھے۔ کبھی آپ کی ظہر کی نماز کی پہلی دو رکعت کی طوالت اس قدر ہوتی کہ اندازہ ہوتا تھا کہ آپ ﷺ نے سورہ سجدہ کے برابر تلاوت کی ہوگی۔ دوسری روایت میں ہے کہ ہر رکعت میں تیس آیات کے برابر قراۃت کرتے جبکہ پہلی دو کی نسبت دوسری رکعات کا قیام نصف کے قریب ہوتا۔ اسی طرح نماز عصر کی پہلی دو رکعتیں ظہر کی پچھلی رکعتوں جیسی ہوتیں اور عصر کی دوسری رکعتیں اس سے نصف کے برابر ہوا کرتی تھیں اور ظہر اور عصر کی آخری دو رکعتیں پہلی رکعتوں سے آدھی ہوتیں۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ بِاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَفِي رَوَايَةٍ بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذَلِكَ وَفِي الصُّبْحِ أَطْوَلَ مِنْ ذَلِكَ. (مسلم) 8-333

حضرت جابر بن سمرہ رضي الله عنه آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تذکرہ کرتے ہیں کہ آپ ظہر میں واللیل اذا يغشى اور کبھی سبح اسم ربك الاعلى کی تلاوت کرتے اور عصر میں بھی ایسی ہی سورتیں تلاوت کرتے تھے لیکن صبح کی نماز اس سے لمبی ہوا کرتی تھی۔ (مسلم)

عَنْ جَبْرِ بْنِ مُطْعَمٍ رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ. (متفق عليه) 9-334

حضرت جبیر بن مطعم رضي الله عنه کہتے ہیں میں نے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ مغرب کی نماز میں سورۃ الطور کی تلاوت کر رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا. (متفق عليه) 10-335

حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے مغرب کی نماز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے المرسلات عرفاً کی تلاوت سنی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّيُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَصَلِّيَ لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم الْعِشَاءَ ثُمَّ أَتَى قَوْمَهُ فَأَمَّهُمْ فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَاِنْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى وَحْدَهُ وَانْصَرَفَ فَقَالُوا لَهُ أَنَا فُتِّتَ يَا فَلَانُ قَالَ لَا وَاللَّهِ وَلَا يَتَيْنِ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَا خَبْرَئِهِ فَاتَى رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا أَصْحَابُ نَوَاضِجٍ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ وَإِنْ مُعَاذًا صَلَّيْ مَعَكَ الْعِشَاءَ ثُمَّ أَتَى قَوْمَهُ فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى مُعَاذٍ وَقَالَ يَا مُعَاذُ أَفَتَأْنِ أَنْتَ أَقْرَأَ وَالشَّمْسُ وَضُحْطُهَا وَالضُّحَى وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى وَسَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى. (متفق عليه) 11-336

حضرت جابر رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ معاذ بن جبل رضي الله عنه نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر اپنے قبیلے کی جا کر امامت کرواتے۔ جناب معاذ رضي الله عنه نے ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی اور پھر اپنی قوم کو عشاء کی جماعت کروائی جس میں انہوں نے سورۃ بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ جب وہ کافی تلاوت کر چکے تو ایک آدمی سلام پھیر کر اپنی الگ نماز پڑھ کر مسجد سے نکل گیا تو لوگوں نے اسے منافق گردانا۔ اس نے کہا میں ہرگز منافق نہیں ہوں۔ اللہ کی قسم میں اس بات کو رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کروں گا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے۔ اے اللہ کے رسول! ہم سارا دن محنت کرتے ہیں اور معاذ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد ہماری امامت کرواتے ہوئے سورۃ بقرہ کی تلاوت کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ معاذ کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں کہ اے معاذ کیا تم فتنہ پیدا کرنا چاہتے

ہو؟ (والشمس وضحاها) (والضحی واللیل اذا يغشى) (سبح اسم ربك الاعلى) پڑھا کرو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت براء رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

فِي الْعِشَاءِ وَالنَّهَارِ وَالزَّيْتُونَ وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ. (متفق عليه) 12-337

سے عشاء کی نماز میں (والتین والزیتون) کی تلاوت سنی میں نے اس سے زیادہ آج تک کسی کی خوب صورت آواز نہیں سنی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بَقِ وَالْقُرْآنَ الْمَجِيدَ وَنَحْوَهَا وَكَانَتْ صَلَوَتُهُ بَعْدَ تَخْفِيفًا. (مسلم) 13-338

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ صبح کی نماز میں ق. والقرآن المجید جیسی سورتیں تلاوت کرتے اور دوسری نمازیں اس سے ہلکی ہوا کرتی تھیں۔ (مسلم)

عَنْ عُمَرَ بْنِ حُرَيْثٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسَسَ. (مسلم) 14-339

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے فجر کی نماز میں نبی محترم ﷺ سے والیل اذا عسس کی قراۃ سنی۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَاسْتَفْتَحَ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ حَتَّى جَاءَ ذِكْرُ مُوسَى وَهَارُونَ أَوْ ذِكْرُ عِيسَى أَخَذَتِ النَّبِيُّ ﷺ سُعْلَةً فَرَكَعَ. (مسلم) 15-340

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمیں مکہ معظمہ میں رسول اکرم ﷺ صبح کی جماعت کرواتے ہوئے سورہ مومنوں کی تلاوت کر رہے تھے جب آپ موسیٰ ہارون اور عیسیٰ آیت نمبر ۵۰ پر پہنچے تو آپ کو کھانسی شروع ہوئی تب آپ رکوع میں چلے گئے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْمِ تَنْزِيلُ فِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى وَفِي الثَّانِيَةِ هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ. (متفق عليه) 16-341

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں ”الم تنزیل“ پہلی رکعت میں اور ہل اتی علی الانسان دوسری رکعت میں تلاوت کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ وَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى لَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ سُورَةَ الْجُمُعَةِ فِي السُّجْدَةِ الْأُولَى وَفِي الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَ كَ الْمُنَافِقُونَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ. (مسلم) 17-342

حضرت عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا گورنر بنایا اور خود مکہ معظمہ کی طرف نکلا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کا خطبہ دیا اور پھر پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں ”اذا جاءك المنافقون“ تلاوت کی اور فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے جمعہ کی نماز میں یہ دونوں سورتیں سنی ہیں۔ (مسلم)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول محترم

اللَّهُ ﷻ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ
بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ أَتَكَ
حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ
وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ قَرَأَ بِهِمَا فِي
الصَّلَوَتَيْنِ. (مسلم) 18-343

ﷺ دونوں عیدوں کی نماز میں پہلی رکعت میں ”سبح اسم
ربک الاعلیٰ“ اور دوسری رکعت میں ”هل اتک“
تلاوت کرتے تھے۔ جب عید اور جمعہ اکٹھے آتے تب بھی
انہی سورتوں کی تلاوت کرتے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﷻ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷻ
سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ
فِيهِمَا بَقِ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ.
(مسلم) 19-344

حضرت عبید اللہ ﷻ اپنے والد گرامی عمر بن خطاب ﷻ کے
بارے میں کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو واقد لیثی
ﷺ سے سوال کیا کہ رسول کریم ﷺ نے عید الاضحیٰ اور عید
لفطر کی نماز میں کونسی سورتیں تلاوت کی تھیں وہ جواباً عرض
کرتے ہیں کہ آپ نے سورۃ ق والقرآن المجید“

اور سورۃ اقتربت الساعة“ کی تلاوت کی تھی۔ (مسلم)
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷻ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ
وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. (مسلم) 20-345

حضرت ابو ہریرہ ﷻ بیان کرتے ہیں رسول معظم نے صبح کی
نماز میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ کی تلاوت
کی۔ (مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ
قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَالَّتِي فِيهِ إِلِ
عِمْرَانَ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ
سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ. (مسلم) 21-346

حضرت عبداللہ بن عباس ﷻ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ
نے فجر کی نماز میں ”قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا“ اور
دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْ“ سورہ
آل عمران کی تلاوت کی۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ ۲۔ آمین بلند آواز سے کہنا رسول کریم ﷺ کی سنت ہے۔ ۳۔ نماز جمعہ کی پہلی
رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ دوسری رکعت میں هل اتک حدیث الغاشیہ پڑھنی چاہیے اور نماز عیدین میں بھی
یہ سورتیں پڑھنی چاہئیں۔ جمعہ کے دن صبح کی پہلی رکعت میں سورۃ سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۃ دھر پڑھنا سنت ہے۔ ۴۔ امام
کو درمیانے درجے کی نماز پڑھانی چاہیے۔

بَابُ الرُّكُوعِ

رکوع کرنے کا طریقہ

نمازی رکوع کی حالت میں جھک کر کمر سیدھی اور برابر کر کے نظروں کو جھکاتے ہوئے اخلاص کے ساتھ پکارتا ہے۔ میرا رب ہر قسم کی کمزوری سے پاک اور بڑی ہی عظمت والا ہے۔ نمازی عملاً اپنے رب کی عظمت و جلالت کے سامنے خمیدہ کمر ہو کر اس کے احکامات کی ذمہ داریوں کا اقرار کرتا ہے کہ میں ان کو پورا کرنے کی مقدور بھرکوشش کرتا رہوں گا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے رکوع کرتے وقت آدمی کی کمر اور سر برابر ہونا چاہیے جو شخص جان بوجھ کر رکوع و سجود صحیح نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کو نظر قبولیت سے نہیں دیکھتا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا رکوع اور سجود ٹھیک طریقے سے کیا کرو اللہ کی قسم! میں اپنے پیچھے سے تمہیں دیکھتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت براء رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں سوائے قیام اور تشہد کے نبی اکرم ﷺ کے رکوع و سجود اور دو سجودوں کا درمیانی اور رکوع کے بعد کا وقفہ تقریباً برابر ہوا کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَقِيمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَاهُمْ مِنْ بَعْدِي. (متفق عليه) 1-347

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ ﷺ وَسُجُودُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ. (متفق عليه) 2-348

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ کی نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو اس قدر کھڑے رہتے کہ ہمیں گمان ہوتا کہ شاید آپ بھول گئے ہیں اور دو سجودوں کے درمیان بھی یوں محسوس ہوا کرتا تھا۔ (مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَامَ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَوْهَمَ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَوْهَمَ. (مسلم) 3-349

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ اپنے رکوع اور سجودوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے ”اے اللہ تو پاک ہے اور تیرے ہی لیے حمد و ستائش ہے الہی مجھے معاف فرما اور آپ قرآن مجید سے یہی مفہوم لیتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ. (متفق عليه) 4-350

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی یہ بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم

وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ

وَسُجُودِهِ (سُبُوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ
وَالرُّوحِ). (مسلم) 5-351

ﷺ اپنے رکوع اور سجود میں یہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے
ملائکہ اور جبرائیل امین کے رب ہر قسم کی تسبیح و تقدیس تیرے
لیے ہے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔
رسول کریم ﷺ نے فرمایا سنو مجھے رکوع اور سجود میں
تلاوت قرآن مجید سے منع کیا گیا ہے لہذا تم رکوع میں
رب کی عظمت اور سجدے میں کثرت سے تسبیحات پڑھا کرو
۔ امید ہے تمہاری مناجات قبول ہوں گی۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد
ہے کہ جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تم ربنا
لَكَ الْحَمْدُ کہا کرو جس شخص کے الفاظ ملائکہ کی آواز
سے ہم آہنگ ہو گئے اس کے سابقہ گناہوں کو معاف کر دیا
جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ رسول کریم ﷺ کی
رکوع کے بعد تسبیحات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں
کہ آپ جب رکوع سے کمر سیدھی فرماتے تو سَمِعَ اللّٰهُ
لِمَنْ حَمِدَهُ کے بعد یہ کلمات ادا کرتے اے اللہ! تیری حمد
وستائش اس قدر ہے جس سے زمین و آسمان اور جو کچھ ان
میں ہے وہ جس طرح تو چاہے لبالب بھر جائے۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدریؓ آپ ﷺ کے رکوع کے
بارے میں ذکر کرتے ہیں کہ آپ رکوع میں یہ دعا بھی پڑھا
کرتے تھے اے اللہ تیری حمد وستائش اس قدر ہے جس طرح
زمین و آسمان اور ہر چیز کو تو نے بھرپور وجود بخشا ہے۔ تو ہی
تعریف و توصیف اور عظمت کے لائق ہے۔ تو اپنے بندے
کی تعریف کا زیادہ سزاوار ہے ہم سب تیرے ہی بندے
ہیں۔ الہی جو چیز تو روک لے وہ کوئی نہیں دے سکتا اور جس کو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا أَنِي نُهَيْتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ
رَاكِعًا وَسَاجِدًا فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعِظَمُوا فِيهِ الرَّبَّ
وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنُ أَنْ
يُستَجَابَ لَكُمْ. (مسلم) 6-352

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا
(اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) فَإِنَّهُ مَنْ وُافَقَ قَوْلَهُ
قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (متفق
عہ) 7-353

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى ؓ قَالَ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ ظَهْرَهُ مِنَ الرُّكُوعِ
قَالَ (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ
الْحَمْدُ مِلَأَ السَّمَوَاتِ وَمِلَأَ الْأَرْضِ وَمِلَأَ مَا
بَيْنَهُنَّ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ). (مسلم) 8-354

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ
(اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلَأَ السَّمَوَاتِ وَمِلَأَ
الْأَرْضِ وَمِلَأَ مَا بَيْنَهُنَّ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ النَّبَاءِ
وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ
اللَّهُمَّ لَا مَبِيعَ لِمَا أُعْطِيَ وَلَا مُعْطَى لِمَا
مَنْعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ).

تو عطا کرنا چاہے اس میں کوئی رکاوٹ نہیں

بن سکتا۔ کسی کا حسب و نسب اور مال و متاع تیرے حکم کے بغیر فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ (مسلم)

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي وَرَأَى النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَالَ رَجُلٌ وَرَأَى هُ (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ) فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مِنَ الْمُتَكَلِّمِ إِنِّمَا قَالَ أَنَا قَالَ رَأَيْتُ بَضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَتَدِرُّونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ. (بخاری) 10-356

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم آپ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے ایک دن آپ نے اپنا سر جب رکوع سے یہ کہتے ہوئے اٹھایا سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ تو آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہونے والے ایک شخص نے یہ الفاظ ادا کئے۔ اے ہمارے پالنہار تیری تعریفات بہت کثرت کے ساتھ ہیں جو پاک ہیں اور برکت کا باعث بھی۔ آپ نماز سے فارغ ہوئے تو استفسار فرمایا کہ ابھی کس شخص نے یہ الفاظ کہے ہیں۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے یہ الفاظ ادا کئے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ میں نے تیس کے قریب ملائکہ کو دیکھا ہے کہ وہ یہ الفاظ لکھنے میں ایک دوسرے سے جلدی کر رہے تھے۔ (بخاری)

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ شَقِيقٍ قَالَ إِنَّ حُذَيْفَةَ رَأَى رَجُلًا لَا يُعِمُّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلَوْ مِثُّ مِثِّ عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ. (بخاری) 11-357

جناب شقیق کہتے ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے رکوع اور سجود کو پورا نہیں کیا۔ جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ راوی کا کہنا ہے میرا خیال ہے کہ اس طرح ہی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا اگر تو اس

طرح ہی نماز پڑھتا ہوا فوت ہو جائے تو تیری موت رسول کریم ﷺ کے طریقے پر نہیں ہوگی۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ رکوع میں کمر سیدھی اور سجدے میں جسم کا بوجھ پیشانی اور ہاتھوں پر ہونا چاہیے۔
- ۲۔ رکوع کے بعد اور دو سجدوں کے درمیان مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں۔
- ۳۔ رکوع اور سجدوں میں تلاوت قرآن سے منع کیا گیا ہے۔
- ۴۔ رکوع اور سجود پورا نہ کرنے والا رسول محترم ﷺ کے طریقے سے انحراف کرتا ہے۔

بَابُ السُّجُودِ وَفَضْلِهِ

سجدے کا طریقہ اور اس کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی سجدہ میں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ یاد رکھیے کثرتِ سجدہ سے قلبی سکون اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور مرنے کے بعد جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔ ابلیس نے ایک سجدہ سے انکار کیا تو راندہ درگاہ ہوا۔ ایمان کے دعوے دار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پانچ وقت سجدہ کرنے سے عملاً منکر ہوں تو انکی کیا سزا ہونی چاہیے؟

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پیشانی بشمول ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں قدموں کی انگلیوں پر اور نماز میں کپڑوں اور بالوں کو سنوارنے سے منع کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ سجدے میں اعتدال قائم رکھا جائے اور ان میں کتے کی طرح اپنے بازوؤں کو زمین پر نہ بچھایا جائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ جب تو سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھتے ہوئے کہنیاں اٹھا کر رکھو۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظَمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكُفُّتِ الْفِيَّابَ وَالشَّعْرَ. (متفق علیہ) 1-358

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِغْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَنْسُطُ أَحَدُكُمْ ذِرَاعِيهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ. (متفق علیہ) 2-359

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ. (مسلم) 3-360

فہم الحدیث

طبعی کمزوری یا جسم بوجھل ہونے کی وجہ سے سجدہ کرنے والا اگر اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ لگاتا ہے تو کوئی حرج نہیں لیکن جان بوجھ کر عورت ہو یا مرد پیٹ رانوں کے ساتھ لگا کر سجدہ کرے تو وہ سنت رسول ﷺ کی خلاف ورزی ہوگی۔ ایسے ہی سجدہ کرتے وقت پیشانی اور ہاتھوں پر بوجھ ڈالنے کے بجائے جسم کا دباؤ ایڑھیوں کی طرف کئے رکھنا جائز نہیں۔ سجدہ کے وقت کہنیاں اٹھا کر رکھنی چاہئیں۔ اس ارشاد گرامی میں اعتدال سے مراد سجدے کے انہی آداب کا خیال رکھنا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَجَدَ فَرَجَ بَيْنَ يَدَيْهِ

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سجدے کی حالت بیان کرتے ہیں کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں

حَتَّى يَبْذُوبَ بَيَاضُ ابْطِئِهِ. (متفق)
 (علیہ) 4-361

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۖ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ
 فِي سُجُودِهِ (اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّةً
 وَجَلَّةً وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَةً وَسِرَّةً).
 (مسلم) 5-362

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةً مِنَ الْفَرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ
 فَوَقَعْتُ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي
 الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَيَقُولُ (اللَّهُمَّ
 إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ
 وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ
 مِنْكَ لَا أُحْصِي لِنَاءَ عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا
 اتَّيْتُ عَلَى نَفْسِكَ). (مسلم) 6-363

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۖ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ
 فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ. (مسلم) 7-364

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَرَأَ ابْنُ
 آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اغْتَرَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي
 يَقُولُ يَا وَيْلَتَى أَمَرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ
 فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأَمَرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ
 النَّارُ. (مسلم) 8-365

عَنْ رَبِيعَةَ بِنِ كَعْبٍ ۖ قَالَ كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ
 رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ

کے درمیان فاصلہ رکھتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی
 دیکھی جاسکتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں نبی کریم ﷺ
 سجدوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ الہی! میرے چھوٹے
 بڑے، اگلے پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ سب گناہ معاف
 فرما۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں میں نے رسول محترم
 ﷺ کو ایک رات ان کے بستر سے الگ پایا۔ میں نے اپنے
 ہاتھوں سے آپ کو ٹولا تو میرے ہاتھ آپ کے دونوں قدموں
 کے درمیان آپ ﷺ کے پاؤں کو لگے آپ کے دونوں پاؤں
 مصلے پر کھڑے تھے۔ آپ دعا مانگ رہے تھے۔ ”اے اللہ!
 میں تیری ناراضگی کی بجائے تیری رضا کا طلب گار ہوں۔ سزا کی
 بجائے معافی کا خواست گار ہوں اور میں تیری حفاظت
 چاہتا ہوں۔ مجھ میں تیری شایان شان تعریف کرنے کی طاقت
 و صلاحیت نہیں ہے۔“ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے
 فرمایا کہ بندہ سجدہ میں اپنے رب کے قریب ہوتا ہے۔ سجدہ
 میں کثرت کے ساتھ دعا کیا کرو۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ذکر کرتے
 ہیں کہ جب ابن آدم سجدے کی آیات تلاوت کرتے ہوئے
 سجدہ میں پڑتا ہے۔ تو شیطان الگ ہو کر زار و قطار روتے
 ہوئے کہتا ہے، ہائے افسوس! ابن آدم تو سجدے کا حکم ہوا اور وہ
 سجدہ کر رہا ہے اور یہ جنت کا حق دار ٹھہرا جب کہ میں انکار
 کر کے جہنم کا ایندھن بن چکا ہوں۔ (مسلم)

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رات کے
 وقت رسول اللہ ﷺ کے لیے وضو کا پانی اور دیگر ضروریات

فَقَالَ لِي سَلْ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي
الْجَنَّةِ قَالَ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ
فَاعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ.
(مسلم) 9-366

کے لیے حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک دن ارشاد ہوا ربیعہ کچھ مانگنا
چاہو تو مانگ لو۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے جنت
میں آپ کی رفاقت کا خواہش مند ہوں فرمایا کچھ اور مانگنا
چاہو تو؟ میں نے عرض کیا بس جنت ہی کافی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا پھر کثرت سجود سے میری معاونت کرو۔ (مسلم)

عَنْ مَعْدَانَ بْنِ طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقِيتُ ثَوْبَانَ
مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ
أَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِي اللَّهُ بِهِ الْجَنَّةَ فَسَكَتَ ثُمَّ
سَأَلْتُهُ فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ سَأَلْتُ
عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ عَلَيْكَ
بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلَّهِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ
سُجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ
عَنْكَ بِهِمَا خَطِيئَةٌ قَالَ مَعْدَانُ ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا
الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَا قَالَ لِي
ثَوْبَانُ. (مسلم) 10-367

حضرت معدان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی محترم
ﷺ کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مل کر عرض کرتا ہوں کہ
مجھے ایسا عمل بتلائیے جس سے مجھے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل
فرمادیں۔ وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے پھر سوال کیا تب بھی
انہوں نے خاموشی اختیار فرمائی۔ تیسری دفعہ میرے عرض
کرنے پر فرمایا تجھے کثرت کے ساتھ اللہ کے حضور سجدے
ادا کرنے چاہئیں۔ جب تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے
سجدے کرے گا، اللہ تعالیٰ تیرے درجے کو بلند اور تیرے
گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ جناب معدان رحمہ اللہ علیہ
کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی

اور ان سے یہی سوال عرض کیا۔ اور انہوں نے بھی مجھے وہی جواب عنایت فرمایا جو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ رکوع کے بعد اور سجدوں کے درمیان مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ ۲۔ کثرت سجود سے مراد نوافل ہیں۔ ۳۔ سجدے میں کثرت سے تسبیحات پڑھنی چاہئیں۔ ۴۔ سجدہ سات ہڈیوں پر کرنے کا حکم ہے۔ ۵۔ سجدے میں کہنیاں اٹھا کر رکھنی چاہئیں۔
- ۶۔ سجدے میں جسم کا بوجھ پیشانی کی جانب ہونا چاہیے۔ ۷۔ جسمانی مجبوری کے سوا عورت اور مرد کے سجدہ اور نماز کی ادائیگی میں شرعاً کوئی فرق نہیں پردہ کے سوا۔ ۸۔ نمازی کے سجدہ کے وقت شیطان روتا ہے۔ ۹۔ نوافل رب کریم کا قرب اور جنت میں داخلے کی ضمانت ہیں۔ ۱۰۔ قرأت کے دوران قرآن مجید میں سجدوں کے مقامات پر سجدہ کرنا چاہیے۔



بَابُ التَّشْهَدِ

التَّحِيَّاتِ

نماز کی حالت میں نمازی اللہ کے حضور چار حالتوں میں پیش ہوتا ہے وہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اس کی کبریائی کا اعتراف کرنے کے ساتھ ہی رفع الیدین یعنی ہاتھ اٹھا کر اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اے زمین و آسمان کے مالک حقیقی! میں تیری بارگاہ میں پہنچ کر ہر چیز سے دستبردار ہوتا ہوں اور ہاتھ اٹھا کر تیری کبریائی کا اعتراف کرتا ہوں پھر وہ اپنے ہاتھ سینے پر باندھ لیتا ہے گویا کہ وہ بے بسی اور بے چارگی کا مجسمہ بن چکا ہے اس کے باوجود بھی وہ اپنے آپ کو کسی کمزوری سے مبرا نہیں سمجھتا بلکہ ہر قسم کی پاکی، حمد و ستائش، تعریف اور توصیف اس خالق کائنات کی ذات مقدسہ کی طرف منسوب اور بیان کر کے رکوع کی حالت میں جھک کر اس کی پاکیزگی اور عظمت کی تسبیحات کرنے کے بعد اس بات پر یقین رکھتے ہوئے سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے کہ میرے اللہ نے میری معروضات، تعریف و توصیف کو سن لیا ہے۔ اس کے بعد وہ بارگاہ ایزدی میں اپنی جبین نیاز زمین پر رکھ کر اس کے بلند و بالا ہونے کا اقرار اپنی در ماندگی کا اظہار اور گناہوں کا اعتراف کرتا ہے۔ آخر میں وہ انتہائی عاجزی اور حاجت مند فقیر کی طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دھرتا دے کر عرض گزار ہوتا ہے کہ اے اللہ! ساری عبادتیں تیری ہی ذات کے لیے ہیں اس کے بعد نمازیوں اور تمام صالح بندوں رسول کریم کی ذات پر فیوض و برکات کو جاری رکھنے کی درخواست کرتے ہوئے۔ سلام پھیرنے کی صورت میں وہ دائیں بائیں اس بات کا پیغام دیتا ہے کہ میں اپنے گرد و پیش کے لئے سلامتی کا طلب گار ہوں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول کریم ﷺ جب التحیات میں بیٹھتے تو اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر اور دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر رکھتے ہوئے ترین کا ہندسہ بناتے ہوئے انگشت سے اشارہ کرتے اور مسلم میں دوسری جگہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ جب آپ تشہد میں بیٹھتے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھتے اور دائیں ہاتھ کی انگلیاں گھٹنے کے ساتھ والی انگلی اٹھائے رکھتے اور اس کے ساتھ اشارہ کرتے لیکن بائیں ہتھیلی بائیں گھٹنے پر بند رکھنے کی بجائے ہاتھ کھلا رکھتے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشْهَدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِينَ وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ اصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ يَدْعُو بِهَا وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ بِاسِطْهَا عَلَيْهَا. (مسلم) 1-368

فہم الحدیث

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہماری طرح دونوں ہاتھوں پر شمار کی بجائے عرب دائیں ہاتھ پر ہی کسی چیز کی گنتی کیا کرتے

تھے وہ دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کی طرف سے تین انگلیوں پر تین دفعہ گنتی کر کے دسویں ہندسے کو شمار کرنے کے لیے انگوٹھے کو تشہد کی انگلی کے سرے پر رکھتے کہ اس طرح تریپن کا ہندسہ بن جاتا ہے۔ اس حدیث میں ہاتھ کی اسی شکل کا ذکر ہوا ہے اس کو سمجھنے کے لئے کسی جدید عالم سے رجوع کرنا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد میں بیٹھتے تو اپنے دائیں ہتھیلی کو دائیں ران اور بائیں ہتھیلی کو بائیں ران پر رکھتے اور انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ کرتے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو تیسری انگلی کے ساتھ ملا کر رکھتے اور بائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں گھٹنے کو پکڑے رکھتے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی تو ہم نے یہ الفاظ ادا کئے کہ اللہ کے بندوں کی طرف سے اللہ پر، جبریل، میکائیل اور فلاں پر سلام ہو۔ آپ نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف چہرہ مبارک کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آئندہ السلام علی اللہ مت کہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سرچشمہ رحمت ہے۔ جب تم نماز میں اتھتیا میں بیٹھو تو اس طرح پڑھا کرو۔ ”تمام زبانی، جسمانی اور مالی عبادات اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکات نازل ہوں ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام اور رحمت ہو۔ جب وہ یہ کہتا ہے۔ تو یہ دعا زمین و آسمان میں تمام صالح بندوں کے لیے ہو جاتی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف اللہ ہی معبود برحق ہے اور میں اس بات پر بھی گواہ ہوں کہ حضرت محمد اللہ کا بندہ اور رسول ہے۔ اس کے بعد اتھتیا میں جو چاہے دعا مانگ سکتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُمْنَى وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ السَّبَابَةِ وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلَى أَصْبَعِهِ الْوُسْطَى وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرَى رُكْبَتَهُ. (مسلم) 2-369

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا السَّلَامَ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ السَّلَامَ عَلَى جِبْرِئِيلَ السَّلَامَ عَلَى مِيكَائِيلَ السَّلَامَ عَلَى فَلَانٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ لَا تَقُولُوا السَّلَامَ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذَلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرَ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُوهُ. (متفق عليه) 3-370

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ

محترم ﷺ ہمیں قرآن مجید کی طرح التحیات کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے تمام بابرکت زبانی جسمانی اور مالی عبادات اللہ کے لیے ہیں اے نبی آپ پر اللہ کی طرف سے سلام، رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (مسلم)

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَكَانَ يَقُولُ التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 4-371

خلاصہ باب

- ۱۔ نمازی التحیات اور درود پڑھنے کے بعد تشہد میں عربی میں جو چاہے دعا مانگ سکتا ہے۔
- ۲۔ کلمہ شہادت پر انکشاف شہادت سے اشارہ کرنا چاہیے۔
- ۳۔ مسلسل انگلی ہلانے سے اپنی نہیں دوسرے کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔
- ۴۔ دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے اور بائیں ہاتھ بائیں گھٹنے پر سیدھا رکھنا بھی جائز ہے۔
- ۵۔ ابتدا ہی سے دائیں ہاتھ کو گھٹنے پر بند رکھنا اور بائیں ہاتھ سے بائیں گھٹنا پکڑے رکھنا سنت ہے۔



بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَفَضْلِهَا

نبی اکرم پر درود اور اس کے فضائل

نماز کے آخر میں بندہ مومن محسن انسانیت اور سرورِ عالم ﷺ کا نام نامی لے کر بارگاہِ ایزدی میں اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے التجا کرتا ہے کہ اے اللہ! اس شخصیت گرامی پر بے انتہا اور لامحدود فضل و کرم کی برکھا کا سلسلہ جاری رکھنا جن کی عظیم محنت اور جدوجہد سے تیری ہدایت ہمیں حاصل ہوئی۔ آپ اگر اس قدرِ خلوص محنت نہ کرتے تو یقیناً دنیا گمراہی اور ضلالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتی رہتی اور تاقیامت انسانیت رشد و ہدایت سے محروم رہتی پھر ان کے لئے بھی نمازی اللہ تعالیٰ کا کرم و فضل مانگتا ہے جو نبی محترم ﷺ کی ذات پر ایمان اور آپ کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے جدوجہد کرتے رہے اس کے ساتھ ہی دنیا کی عظیم ترین اور مسلمہ شخصیت حضرت ابراہیم اور ان کی آل کا نام لے کر ان کی بے مثال کوششوں کا اعتراف کر کے بالواسطہ دعا کرتا ہے۔ جنہوں نے اس دنیا کو الہی رشد و ہدایت سے متور کرنے اور انسانیت کی بھلائی کے لئے بے مثال قربانیاں دیں۔ ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں ہوں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى رضي الله عنه قَالَ لَقِيتُ
كَعْبُ ابْنَ عُجْرَةَ رضي الله عنه فَقَالَ أَلَا أُهْدِي لَكَ
هَدِيَّةَ سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ بَلَى
فَأَهْدِ هَالِي فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْنَا
يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ
الْبَيْتِ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ
عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ اَللّٰهُمَّ
بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1-372

جیسے ابراہیم اور آپ کے تابع داروں پر برکات کا نزول ہوا۔ بلاشبہ تو حمد و ستائش کے لائق اور عظمت و بزرگی کا مالک ہے۔ (بخاری و مسلم)

الساعدي ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے آپ سے عرض کیا ہم کس طرح آپ کے لیے درود پڑھیں جواباً ارشاد فرمایا کہ تمہیں اس طرح درود پڑھنا چاہیے ”اے اللہ! محمد اور آپ کی ازواج اور ان کی اولادوں پر رحمتیں نازل فرما جیسے کہ تو نے خاندانِ ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائیں۔ محمد اور آپ کے اہل خانہ پر اس طرح برکتیں نازل ہوں جیسے ابراہیم کے اہل خانہ پر نازل کی گئیں۔“

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارَكْتَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ.
(متفق عليه) 2-373

یقیناً تو تعریف اور بزرگی کے لائق ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جس نے آپ کی ذات گرامی پر ایک مرتبہ درود پڑھا رب کریم اس پر دس مرتبہ رحمتیں فرمائیں گے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ صَلَّى عَلٰى وَاحِدَةٍ وَاَحَدَةٍ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا. (مسلم) 3-374

خلاصہ باب

- ۱۔ نماز میں درود ابراہیمی پڑھنا چاہیے۔
- ۲۔ آپ پر وہی درود پڑھنا چاہیے جو آپ کو پسند اور جس کے الفاظ آپ سے ثابت ہیں۔
- ۳۔ من گھڑت درود آپ کی شانِ اقدس کے منافی ہیں۔
- ۴۔ درود پڑھو ضرور پڑھو مسنون پڑھو۔



بَابُ الدُّعَاءِ فِي التَّشَهُّدِ

آخری تشہد میں دعائیں

نمازی نہایت ادب واحترام کے ساتھ دوزانو بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں نذرانہ محبت و اطاعت پیش کرتے ہوئے اس عہد نامے کی تجدید کرتا ہے۔ کہ اے مالک و خالق! تمام عبادتیں اور اطاعتیں صرف تیرے لیے ہیں پھر اللہ کے حضور نبی مکرم پر گلدستہ درود سلام پیش کرنے کی درخواست کرتا ہے۔ کیونکہ تمام عبادتوں کی رہنمائی انہی کی جدوجہد کا نتیجہ ہے آخر میں اپنی اور ملت اسلامیہ حتیٰ کہ مدفون نیک بندوں کیلئے سلامتی کی التجا کرتے ہوئے شہادت کی انگلی اٹھانے کیساتھ وہ پکار اٹھتا ہے کہ میں دل و جان کے ساتھ اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیری ذات کبریا کا کوئی ہمسر اور شریک نہیں اور نہ ہی رسول مکرم جیسا کوئی ہادی و رہنما ہے۔ حدیث پاک میں موجود ہے کہ جب کوئی نماز میں تشہد کے لیے انگلی اٹھائے تو اس کی توجہ بھی انگلی پر مرکوز ہونی چاہیے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ تشہد میں یہ دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری حفاظت چاہتا ہوں۔ اور میں مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ میں زندگی اور موت کی آزمائشوں سے تیری عافیت کا طلب گار ہوں۔ الہی میں تیری نافرمانی اور قرض سے بچنے کے لیے تیری پناہ کا خواست گار ہوں۔ آپ سے کسی نے استفسار کیا کہ آپ اکثر قرض سے پناہ مانگتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اکثر دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مقروض آدمی غلط بیانی اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول معظم ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں جب کوئی آخری تشہد پڑھنے سے فارغ ہو تو اسے اللہ کے حضور چار چیزوں سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔ (۱) عذاب جہنم، (۲) عذاب قبر، (۳) موت و حیات کی مشکلات اور (۴) مسیح دجال کے فتنے سے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ يَقُولُ (اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْتَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ) فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِينُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ. (متفق عليه) 1-375

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْأَخِيرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ. (مسلم) 2-376

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ قُولُوا (اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ). (مسلم) 3-377

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ ﷺ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي دُعَاءَ أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلْ (اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ). (متفق عليه) 4-378

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ أَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى أَرَى بَيَاضَ خَدِّهِ. (مسلم) 5-379

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ. (بخاری) 6-380

عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ. (مسلم) 7-381

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ﷺ قَالَ لَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِهِ يَرَى أَنَّ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ اس دعا کی اس طرح تعلیم دیتے جیسے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیا کرتے۔ ارشاد ہوتا لوگو! اس طرح دعا کیا کرو۔ ”اے اللہ میں عذاب جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں، عذاب قبر سے آپ کی حفاظت چاہتا ہوں۔ مسیح دجال کے فتنے سے امان مانگتا ہوں۔ موت و حیات کی سختیوں سے تیرے دامن عافیت کا طلب گار ہوں۔ (مسلم)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول محترم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے التحیات میں کیا دعا مانگنی چاہیے۔ فرمایا یہ دعا مانگا کرو۔ ”اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کئے ہیں۔ تیرے بغیر میرے گناہوں کو کوئی بھی معاف نہیں کر سکتا۔ اپنے کرم سے مجھے معاف فرما دیجئے۔ اور مجھ پر رحمت فرما یقیناً تو ہی معاف کرنے والا رحم فرمانے والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عامر اپنے والد گرامی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول محترم ﷺ کو دیکھا جب آپ دائیں بائیں سلام پھیرتے تو آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آیا کرتی تھی۔ (مسلم)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ سلام پھیرنے کے بعد دائیں جانب سے پھرتے ہوئے ہماری طرف متوجہ ہوتے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں کوئی امام اپنی نماز میں شیطان کو حصہ دار نہ بنائے۔ کہ وہ ہمیشہ

حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَثِيرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهِ. (متفق عليه) 8-382

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ يُقْبَلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ (رَبِّ قَبْلِي عَذَابُكَ يَوْمَ تَبْعَتْ أَوْ تَجْمَعُ عِبَادُكَ). (مسلم) 9-383

دائیں جانب سے ہی نمازیوں کی طرف چہرہ پھیرے جبکہ میں نے بے شمار مرتبہ رسول محترم ﷺ کو بائیں جانب سے پھرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم رسول محترم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم اس بات کو پسند کیا کرتے تھے کہ ہم آپ کے دائیں جانب ہوں اور آپ اپنے چہرے کے ساتھ ہماری طرف پھریں۔ جناب براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا۔ ”اے میرے رب!

مجھے اس دن اپنے عذاب سے محفوظ فرما جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا۔“۔ (مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عہد رسالت میں عورتیں جب فرض نماز سے سلام پھیرتیں تو فوز اکھڑی ہو جایا کرتی تھیں۔ لیکن رسول محترم ﷺ اور آپ کے رفقا جب تک اللہ چاہے بیٹھے رہتے یہاں تک کہ آپ کے اٹھنے کے ساتھ نمازی بھی اٹھا کرتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ النِّسَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكُوبَةِ قُمْنَ وَكَبَّتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَنْ صَلَّى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللَّهُ فَإِذَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَامَ الرِّجَالُ (رواه البخاری) 10-384

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں خواتین مسجد نبوی میں آ کر نماز ادا کیا کرتی تھیں۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کچھ دیر ٹھہرے رہتے تاکہ معزز خواتین مسجد سے نکل جائیں۔ اس طرح پردے کے مسائل اور مردوں کے ساتھ خلط ملط ہونے سے عورتیں محفوظ ہو جایا کرتی تھیں۔

خلاصہ باب

- ۱۔ امام سلام کے پھیرنے کے بعد جس طرف سے چاہے مقتدیوں کی جانب منہ پھیر سکتا ہے۔
- ۲۔ سلام کے بعد امام کا قبلہ رخ ہی چہرہ کیے رکھنا سنت کے خلاف ہے۔
- ۳۔ التحیات میں مسنون دعائیں کرنا زیادہ بہتر ہے البتہ عربی میں دوسری دعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔



بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

فرض نماز کے بعد وظائف

نبی کریم ﷺ سلام پھیرنے کے بعد سب سے پہلے بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے۔ اور اس کے بعد تین مرتبہ استغفر اللہ پڑھا کرتے تھے۔ اللہ اکبر کہنے کا فلسفہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ الہی میں تیرا عاجز اور نہایت ہی کمزور بندہ ہوں۔ تیری حمد و ستائش اور عبادت جس طرح کرنی چاہیے تھی وہ مجھ سے نہیں ہو سکی۔ میں اپنی کمزوری کا اعتراف کرتا ہوں تیری ذات بڑی ہی بلند و بالا ہے اگر کوئی تیری عبادت کا حق ادا کرنا چاہے تو وہ اس کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اس طرح عبادت کی ادائیگی میں سرزد ہونے والی کمزوریوں اور ہر قسم کی غلطیوں کی معافی چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ ان تسبیحات کے بعد پھر دوسری دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ افسوس! بعض مساجد میں سلام پھیرنے کے بعد تکبیر اور استغفار کرنے کی بجائے لا الہ الا اللہ کا ورد کرواتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کلمہ طیبہ پڑھنا بڑا مبارک اور افضل ہے لیکن نماز کے فوراً بعد سنت کے مطابق تسبیحات پڑھنا زیادہ افضل ہیں اور جہاں تک ممکن ہو نماز کی جگہ پر بیٹھ کر ذکر و اذکار کرنے چاہئیں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تک نمازی اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ذکر کرتا ہے ملائکہ اس کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے اختتام کو اللہ اکبر کے ساتھ پہچانا کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْتَّكْبِيرِ. (متفق علیہ) 1-385

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول محترم ﷺ سلام پھیرنے کے بعد مضلے پہ اس قدر ضرور تشریف فرما رہتے کہ اس اثنا میں یہ کلمات پڑھے جاسکتے۔ ”اے اللہ! ہر قسم کی سلامتی کے مالک اور تیری عنایت سے ہی خیر و عافیت حاصل ہوتی ہے تیری ذات بڑی ہی بابرکت اور عظمت و احترام کی لائق ہے۔“ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ (اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ). (مسلم) 2-386

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفر اللہ پڑھتے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ ”اے اللہ! تو ہر قسم کی سلامتی کا مالک اور تیری طرف سے ہی خیر و عافیت حاصل ہوتی ہے تیری ذات

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. (مسلم) 3-387

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مُكْتُوبَةٍ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ). (متفق عليه) 4-388

بڑی ہی بابرکت اور عظمت و اکرام کے لائق ہے۔“ (مسلم)
حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے بعد اکثر یہ کلمات ادا فرمایا کرتے تھے۔ ”صرف ایک اللہ ہی معبود حق ہے اس کا کسی لحاظ سے کوئی شریک نہیں اس کی حکمرانی ہے، وہی تعریفات کے لائق ہے اور وہ ہر چیز پر اقتدار اور اختیار رکھنے والا ہے۔ الہی جسے تو کوئی چیز عنایت فرمائے اسے کوئی نہیں روک سکتا اور جو تو

روک لے وہ کوئی دے نہیں سکتا۔ تیری کبریائی کے مقابلے میں کسی بڑے کی بڑائی فائدہ نہیں دے سکتی۔ (بخاری و مسلم)
حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز سے یہ کلمات ادا کرتے ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہر اعتبار سے یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی حکمرانی ہے اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کی طاقت اور اختیار کے بغیر کسی کے پاس کوئی طاقت نہیں سوائے اللہ کے نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا۔۔۔۔۔ ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ نعمتیں اسی کی ہیں ہر فضیلت اور اچھی تعریف اسی کے لیے ہے۔ اس کے بغیر کوئی معبود و معبود نہیں ہم خلوص (مسلم) 5-389

کے ساتھ اسی کی تابع داری کرنے والے ہیں چاہے کافروں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔ (مسلم)
حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو یہ دعائیں یاد کروایا کرتے تھے۔ سعد کہتے ہیں۔ اللہ کے رسول نماز کے بعد پناہ مانگا کرتے تھے۔ ”الہی میں بزدلی سے تیری حفاظت چاہتا ہوں، الہی میں کنجوسی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، الہی میں نہایت بے بس زندگی (بڑھاپے) سے پناہ مانگتا ہوں الہی میں دنیا کے شر اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ کا طلبگار ہوں۔ (بخاری)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک دن غریب

عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبُكَ مِنَ الْبَخْلِ وَاَعُوْذُبُكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمْرِ وَاَعُوْذُبُكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ. (بخاری) 6-390
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ أَتَوْا

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا قَدْ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّنْيَا
بِالْتَّرَجَاتِ الْعُلَى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ
قَالُوا يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيُصُومُونَ كَمَا نَصُومُ
وَيَتَصَلَّفُونَ وَلَا تَتَصَلَّفُ وَيُحَقُّونَ وَلَا نُحَقُّ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَفَلَا أَعَلَمْتُكُمْ شَيْئًا تَذَرُكُمْ بِهِ مِنْ
سَبَقِكُمْ وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ
أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ قَالُوا بَلَى يَا
رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تُسَبِّحُونَ وَتُكَبِّرُونَ وَتَحْمَلُونَ ذُبُرَ
كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً قَالَ أَبُو صَالِحٍ فَرَجَعَ
فَقَرَأَ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا
سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلَ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوا مِثْلَهُ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ
يَشَاءُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَيْسَ قَوْلُ أَبِي صَالِحٍ إِلَى آخِرِهِ
إِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ تُسَبِّحُونَ فِي
ذُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَتَحْمَدُونَ عَشْرًا بَدَلِ ثَلَاثًا
وَلَا ثَلَاثِينَ 7-391

مہاجر لوگ اصحاب رسول کریم کی خدمت میں آ کے عرض
کرتے ہیں کہ دولت مند لوگ آخرت کی نعمتوں اور درجات
میں ہم سے بلند ہوں گے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ
کیسے؟ تو غریب صحابہ عرض کرتے ہیں۔ جس طرح ہم نماز
پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں۔ ہم بھی روزے رکھتے ہیں اور
وہ بھی روزے رکھتے ہیں لیکن وہ صدقہ و خیرات کرتے ہیں ہم
نہیں کر سکتے۔ وہ غلاموں کو آزادی دلواتے ہیں جب کہ ہم
طاقت نہیں رکھتے۔ تب رسول کریم ﷺ نے فرمایا تمہیں
ایسی بات نہ بتاؤں جس کے ذریعے تم بھی سبقت لے
جانے والوں کے برابر ہو جاؤ اور ان لوگوں سے آگے بڑھ
جاؤ گے جو تم سے پیچھے ہیں۔ اس طرح کوئی تم سے افضل نہیں
ہو سکے گا سوائے اس کے کہ وہ بھی اس پر عمل پیرا ہو جائیں جو
تم کرتے ہو تو انہوں نے عرض کیا اے رسول محترم ﷺ ایسا
عمل ضرور بتلائیے۔ ارشاد ہوا کہ تم ہر نماز کے بعد سبحان
اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ تینتیس تینتیس مرتبہ پڑھا کرو ابوصالح
کہتے ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد غریب صحابہ آپ ﷺ کی

خدمت میں پھر عرض کرنے لگے۔ ہمارے مال دار بھائیوں نے یہ وظیفہ سن لیا اور انہوں نے بھی ہماری طرح پڑھنا شروع کر دیا
ہے۔ اللہ کے رسول نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عنایت فرمائے (متفق علیہ) ابوصالح کی آخری بات مسلم میں ہے۔ امام
بخاری نے آپ ﷺ کے حوالے سے تینتیس مرتبہ کی بجائے ہر کلمہ کو دس مرتبہ پڑھنے کی حدیث نقل کی ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
مُعَقَّبَاتٌ لَا يُخَيَّبُ قَاتِلُهُنَّ أَوْ فَاعِلُهُنَّ
ذُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ ثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ تَسْبِيحَةً
وَتِلْكَ وَثَلَاثُونَ تَحْمِيدَةً وَأَرْبَعٌ وَثَلَاثُونَ
تَكْبِيرَةً. (مسلم) 8-392

حضرت کعب بن عجرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم
ﷺ کا ارشاد ہے ان کلمات کا پڑھنے والا محروم نہیں ہو سکتا۔
جو فرض نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ، الحمد للہ ۳۳ دفعہ
اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کرتے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

مَنْ سَبَّحَ اللَّهَ فِي ذُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ
وَحَمِدَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ
فَعَلَّكَ بِسَعَةِ وَتَسْعُونَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غُفِرَتْ
خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.
(مسلم) 9-393

ہیں کہ جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ
۳۳ دفعہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھا اس طرح ان کی گنتی
۹۹ بار ہوگی اور پورا سو کرنے کے لیے اس نے یہ کلمات لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ادا کئے اگر اس کے
سمندر کی جھاگ کے برابر بھی گناہ ہوں تو معاف کر دیئے
جائیں گے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

فرض نماز کے بعد احادیث میں مختلف اذکار آئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ نفلی کام لوگوں کے حالات
اور طبائع کے مطابق بتلایا کرتے تھے۔ تاکہ ہر شخص اپنی اپنی ہمت اور قابلیت کے مطابق اس پر عمل پیرا ہو سکے۔ آج بھی کوئی
شخص ثابت شدہ نفلی عبادات کے حوالے سے اپنے حالات کے مطابق جس پر بھی عمل پیرا ہوگا تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسی
قدر ثواب سے سرفراز کیا جائے گا۔

خلاصہ باب

- ۱۔ سلام پھیرنے کے بعد سب سے پہلے بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا چاہیے۔
- ۲۔ اللہ اکبر ایک دفعہ کہنے کے بعد تین مرتبہ استغفر اللہ کہنا چاہیے۔
- ۳۔ نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر کہنے والے کو صدقہ کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔
- ۴۔ سلام پھیرنے کے بعد عقیدے کی تازگی کے ساتھ یہ کلمہ پڑھنے والے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.
- ۵۔ سلام کے بعد دعا اور ذکر و اذکار کرنا سنت ہے۔



بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ وَمَا يُبَاحُ مِنْهُ

نماز میں جائز اور ناجائز کام

اسلام کے ابتدائی دور میں نماز میں ضرورت کے تحت دو چار لفظ بول لینے کی ممانعت نہیں تھی۔ مثلاً آنے والا نمازی سے یہ پوچھتا کہ یہ کون سی رکعت ہے تو وہ اس کا مختصر جواب دیتا۔ ایسے ہی جو نئے مسلمان ہوتے بھی نماز میں کوئی بات کر لیتے تھے جیسے اس روایت میں حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ میں نے چھینک کا نماز میں جواب دیا مجھے معلوم نہیں تھا کہ نماز میں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ جو نبی قرآن حکیم میں حکم نازل ہوا **قُومُوا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ** کہ ”نماز میں عاجزی اور خاموشی اختیار کرو“ اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں کوئی بات اور حرکت نہیں کیا کرتے تھے۔ جس سے نماز فاسد ہو یا اس کے خشوع و خضوع میں فرق واقع ہو۔ فرض نماز کی طرح نفلی نماز میں بھی ہر قسم کی گفتگو جائز نہیں۔ کسی کے سلام کا اشارے سے جواب دینا یا ناگزیر حالات میں معمولی حرکت کرنا جائز ہے۔ جس کی تفصیل آپ حدیث کے حوالے سے اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

زاتی

کچھ لوگ مختلف لکیروں کا ایک عکس تیار کر کے دوسرے شخص کے ہاتھ کی لکیروں کے ساتھ ملاتے ہیں اگر ہاتھ اور عکس کے خطوط آپس میں مل جائیں تو ان کی بنیاد پر گزرے ہوئے اور آنے والے واقعات کے بارے میں وہ اندازہ لگاتے ہیں۔ یہ اندازہ ٹھیک بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی۔ انبیاء کرام میں جس نبی کے بارے میں آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے وہ تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی وحی سے ایسا کیا کرتے تھے۔ ہماری شریعت میں یہ باتیں جائز نہیں کیونکہ اس سے آدمی بزدل، توہم پرست اور وحشی مریض بن جاتا ہے اور اس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس قسم کی حرکات کرنے والا آدمی اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔

پرانے وقتوں میں لوگ ایسے شخصوں کے پاس جاتے تھے۔ جو آنے والے کو اس کے متعلق اچھی یا بری قسمت کے بارے میں بتلایا کرتے تھے۔ شیطان دراصل آنے والے شخص کے شیطان سے کچھ باتیں معلوم کر کے کانہوں، جھوٹے پیروں، فقیروں اور نام نہاد علما کے دل و دماغ میں ڈالتا ہے جن کی بنیاد پر یہ لوگوں کو مستقبل اور گزرے ہوئے حالات کے بارے میں کچھ باتیں بتلاتے ہیں جن پر بے علم، کم فہم اور ضعیف الاعتقاد لوگ اعتماد کرتے ہیں۔ جبکہ حقیقی علم، اللہ علیم وخبیر کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ دوسرے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ جو شخص ایسے آدمیوں کے پاس جا کر ان کی بتلائی ہوئی معلومات پر یقین کرتا ہے۔ فقد کفر بما انزل علی محمد ”کہ اس نے جو کچھ مجھ پر نازل ہوا ہے اس کا انکار کر دیا“۔ ایسے شخص کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کر رہا تھا کہ ایک شخص کونماز میں چھینک

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا آتَا أُصْلِي مَعَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ

اللَّهُ فَرَمَانِي الْقَوْمَ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَالْكَلَّ أُمِّيَاهُ مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَادِهِمْ فَلَمَّا رَأَيْتَهُمْ يَصِمْتُونَنِي لَكِنِّي سَكْتُ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَبَابِي هُوَ وَأَمِّي مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ فَوَاللَّهِ مَا كَهَرْنِي وَلَا ضَرَبْنِي وَلَا شَتَمْنِي قَالَ إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةُ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي حَدِيثٌ عَهْدٌ بِجَاهِلِيَّةٍ وَقَدْ جَاءَنَا اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ وَإِنَّ مِنَّا رَجُلًا يَأْتُونَ الْكُفَّانَ قَالَ فَلَا تَأْتِهِمْ قُلْتُ وَمِنَّا رَجُلٌ يَتَطَيَّرُونَ قَالَ ذَاكَ شَيْءٌ يَجْلُوهُ فِي صَلَاتِهِمْ فَلَا يَصْلَحُهُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رَجُلٌ يَخْطُونَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخْطُ فَمَنْ وَافَقَ خَطُّهُ فَذَاكَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1-394

آئی تو میں نے نماز ہی میں یرحمک اللہ کہا۔ اس پر میرے قریبی نمازیوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا۔ میں نے محاورہ کی زبان استعمال کرتے ہوئے کہا کہ میری ماں مجھے گم پائے تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو۔ یہ سنتے ہی انہوں نے اپنی رانوں پر ہاتھ مارنے شروع کر دیے۔ میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے خاموش ہونے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ میں غصے کے باوجود خاموش ہو گیا۔ جب رسول کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان جائیں میں نے آپ سے بڑھ کر آپ سے پہلے اور بعد بہترین ادب سکھانے والا نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے نہ مجھے ڈانٹا، نہ پیٹا اور نہ ہی ملامت فرمائی۔ بلکہ ارشاد فرمایا کہ نماز میں کسی سے کلام کرنا جائز نہیں۔ نماز تو خود ہی سبحان اللہ، اللہ اکبر اور قرآن مجید کی تلاوت کا مجموعہ ہے یا جیسے کہ آپ نے فرمایا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں ابھی ابھی کفر کے دور سے نکل کر حلقہ اسلام میں داخل ہوا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو اسلام سے نوازا ہے۔ ہمارے لوگ کاہنوں مستقبل کی خبریں دینے والوں کے پاس جاتے ہیں۔ حکم ہوا کہ ان کے پاس ہرگز نہیں جانا چاہیے۔ میں نے پھر عرض کیا کہ ہمارے کچھ لوگ بدشگونی لیتے ہیں۔ ارشاد ہوا یہ تو صرف دلوں کے وسوسے ہیں بدشگونی (Badomen) کی وجہ سے کسی کام سے نہیں رکنا چاہیے۔ پھر میں نے عرض کیا ہم میں سے کچھ لوگ خط کھینچتے ہیں فرمایا کہ پہلے انبیاء میں ایک نبی بھی خط کھینچا کرتے تھے۔ جس شخص کی لکیریں اس کے مطابق ہو گئیں وہ کام ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدِّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلَاةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا فَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا. (متفق عليه) 2-395

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی محترم ﷺ نماز میں مصروف ہوتے تو ہم آپ ﷺ کو سلام عرض کرتے تو آپ ﷺ سلام کا جواب دیا کرتے تھے۔ جب ہم نجاشی کے ہاں سے واپس لوٹے تو ہم آپ ﷺ کو نماز کی حالت میں سلام کہتے تو آپ ﷺ ہمیں سلام کا جواب نہیں دیتے تھے۔ ہم نے عرض کیا پہلے تو آپ نماز میں

سلام کا جواب دیا کرتے تھے۔ اب ایسی عنایت کیوں نہیں ہوتی؟ آپ نے فرمایا اس طرح نماز سے آدمی کی توجہ ہٹ جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

مکی دور کے جور و استبداد کی وجہ سے کمزور اور مظلوم صحابہ دو دفعہ حبشہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ دوسرے قافلے میں شامل تھے اور یہ ہجرت مدینہ کے پہلے سال کے آخر میں حبشہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کے بعد نماز میں بولنے سے منع کر دیا گیا۔

عَنْ مُعَقِّبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ إِنْ كُنْتَ فَأَعْلًا فَوَاحِدَةً (متفق عليه) 3-396

حضرت معقیب ؓ نبی کریم ﷺ کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ کوئی شخص نماز میں سجدہ کرنے کی جگہ برابر کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر ایسا کرنا ضروری ہو تو صرف ایک ہی بار ایسا کرے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اگر کسی ناہموار جگہ پر نماز پڑھنے کی ضرورت پیش آجائے تو بہتر اور افضل یہ ہے کہ نمازی اس جگہ کو حتی المقدور پہلے ہی صاف اور ہموار کر لے اگر اندھیرے یا بے علمی میں ایسی جگہ سجدہ کرتا ہے کہ جہاں سجدہ کرنے میں دقت پیش آتی ہو تو وہ حالت نماز میں اس جگہ کو مناسب حد تک ہموار کر سکتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ الْخَضِرِ فِي الصَّلَاةِ. (متفق عليه) 4-397

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے نماز میں اپنے پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اسلام کے ابتدائی دور میں لوگ نماز پڑھنے کے طریقے سے آگاہ نہیں تھے۔ اس لئے بسا اوقات نماز کی حالت میں ان سے ایسی حرکتیں سرزد ہو جاتیں جو دیکھنے میں نامناسب اور نماز میں خلل انداز ہوتی تھیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسا کرتے کہ حالت نماز میں اپنے ہاتھ سینے پر باندھنے کی بجائے پہلوؤں پر رکھ لیا کرتے تھے۔ اس حدیث میں ایسی حرکات سے روک دیا گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ. (متفق عليه) 5-398

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں میں نے رسول محترم ﷺ سے نماز کی حالت میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں استفسار کیا تو ارشاد ہوا ایسا کرنا شیطان کی چھینا جھٹی ہے۔ اس سے وہ نمازی کی نماز سے توجہ چھین لیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ رُفْعِهِمْ أَبْصَارَهُمْ عِنْدَ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو نماز پڑھنے کے دوران آسمان کی طرف

الدُّعَاءُ فِي الصَّلَاةِ إِلَى السَّمَاءِ أَوْ لَتُحْطَفُنَّ
أَبْصَارُهُمْ. (مسلم) 399-6

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ؓ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ
النَّاسِ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاتِقِهِ
فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَإِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُودِ
أَعَادَهَا. (متفق عليه) 400-7

دیکھنے سے منع فرمایا۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی نظر ہی ضائع
کر دے۔ (مسلم)

حضرت ابو قتادہ ؓ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ نبی کریم
ﷺ لوگوں کو امامت کروا رہے تھے اور امامہ بنت ابو العاص
کو کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ جب آپ رکوع اور سجدے میں
جاتے تو بچی کو زمین پر بٹھا دیتے۔ قیام کی حالت میں اسے
دوبارہ اٹھا لیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

امامہ نبی کریم ﷺ کی نواسی تھی۔ اس کی والدہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس دنیا سے رحلت فرما چکی تھیں۔ یہ چھوٹی بچی
مسجد میں آئی آپ نے ازراہ شفقت فرض نماز میں اس لیے اٹھائے رکھا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اگر کوئی ماں مجبوری کی حالت
میں چھوٹے بچے کو اٹھا کر نماز ادا کرتی ہے تو اس کی توجہ نماز کی طرف مبذول رہے۔ تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ذکر
کرتے ہیں کہ جب کسی شخص کو نماز میں جمائی آئے تو اسے
حتی الوسع منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے روکنا چاہیے۔ کیونکہ جمائی
کے ذریعے شیطان دخل انداز ہوتا ہے۔ (مسلم) بخاری کی
روایت میں حضرت ابو ہریرہ ؓ نبی کریم ﷺ کا فرمان
نقل کرتے ہیں جب تم میں سے کوئی نماز میں جمائی لے
جہاں تک ممکن ہو منہ کو بند رکھے۔ اور منہ سے 'ہا' کی آواز نہ
نکالے کیونکہ اس سے شیطان ہنستا ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
إِذَا تَفَاءَبَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَكْظُمْ مَا
اسْتَطَاعَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا
تَفَاءَبَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَكْظُمْ مَا
اسْتَطَاعَ وَلَا يَقُلْ هَا فَإِنَّمَا ذَالِكُمْ مِنَ
الشَّيْطَانِ يَضْحَكُ مِنْهُ. 401-8

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ
نے فرمایا کہ گزشتہ رات ایک سرکش جن نے میری نماز میں
دخل اندازی کی کوشش کی۔ میں نے اللہ کی توفیق سے اسے
پکڑ لیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کو مسجد کے کسی ستون
کے ساتھ جکڑ دوں تا کہ تم بھی اس قیدی کو دیکھ سکو۔ پھر مجھے
اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آئی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
إِنْ عَفَرَيْتَا مِنَ الْجَنِّ تَفَلَّتِ الْبَارِحَةُ لِيَقْطَعَ
عَلَى صَلَاتِنِي فَأَمْكِنِي اللَّهُ مِنْهُ فَأَخَذْتُهُ
فَارَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ عَلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي
الْمَسْجِدِ حَتَّى تَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَلَذَكَرْتُ
دَعْوَةَ أَخِي سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا

يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي فَرَدُّهُ خَاسِتًا. (متفق) ”میرے رب! مجھے ایسی حکمرانی عطا فرما کہ میرے بعد کسی کو ایسی سلطنت نصیب نہ ہو۔“ میں نے اس کو ذلیل کر کے چھوڑ دیا۔ (بخاری و مسلم)

9-402 (علیہ)

فہم الحدیث

اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں اچانک کوئی اس طرح کی صورت حال پیدا ہو جائے تو اس وجہ سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ بظاہر تو ایسا لگتا ہے کہ پکڑ دھکڑ کی یہ حالت کچھ وقت تک جاری رہی ہوگی۔ لیکن اگر گہرائی نظر سے اس کا تجزیہ کیا جائے تو یقیناً سارا عمل ایک دو لمحات میں مکمل ہوا ہوگا۔ کیونکہ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں فرمائی۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَسْبَحْ فَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ. (متفق)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ جس شخص کو نماز میں شبہ ہو تو وہ سبحان اللہ کہے۔ لیکن عورت اس صورت میں ہاتھ پہ ہاتھ مارے گی۔ دوسری روایت میں ہے۔ سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے۔ جبکہ عورتوں کے لیے ہاتھ پہ ہاتھ مارنا ہے۔ (بخاری و مسلم)

10-403 (علیہ)

فہم الحدیث

اس شبہ سے مراد یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے امام کی کوئی غلطی محسوس ہو تو مقتدی کو سبحان اللہ کہنا چاہیے۔ تاکہ امام کو معلوم ہو جائے کہ مجھ سے نماز کی ادائیگی میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔ اگر مقتدیوں کو اس غلطی کا احساس نہ ہو اور جماعت میں خواتین کے شامل ہونے کی صورت میں عورت ہلکا سا ہاتھ اپنے ہاتھ پر مارے گی۔ اسے بولنے کی اجازت نہیں اس میں عورت کی شرم و حیا کا خیال رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اتنے لوگوں میں عورت کے لیے بولنا اس کی شرم و حیا کے منافی ہے۔ اور ساتھ ہی نسوانی آواز کے رد عمل میں فکری پراگندگی سے بچایا گیا ہے۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ أَبِي الدُّدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّيْ غَسِمَ غَاةُ يَقُولُ (أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ ثُمَّ قَالَ أَلَعَنَكَ بَلْعَنَةِ اللَّهِ ثَلَاثًا وَبَسَطَ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو اچانک آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا اے اللہ! میں تیری حفاظت چاہتا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے تین مرتبہ کہا کہ تجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جیسے آپ کسی چیز

کو پکڑ رہے ہوں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم نے آپ سے نماز کی حالت میں ایسے کلمات سنے ہیں جن کو اس سے پہلے سننے کا موقع نہیں ملا۔ اور پھر آپ اپنا ہاتھ بھی آگے کر رہے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ کا دشمن ابلیس ایک سلگتا ہوا انگارہ لے کر میرے منہ پر پھینکنے کے لیے میری طرف بڑھا۔ تو میں نے فوراً تین مرتبہ اللہ کی پناہ طلب کی اس کے بعد میں نے تین مرتبہ اس پر ناختم ہونے والی لعنت کے الفاظ استعمال کئے۔ پھر میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا۔

شَيْنًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقْوُلَهُ قَبْلَ ذَلِكَ
وَرَأَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ قَالَ إِنَّ عَدُوَّ اللَّهِ
إِبْلِيسَ جَاءَ بِشَهَابٍ مِّنْ نَّارٍ لِّيَجْعَلَ فِي
وَجْهِی فَقُلْتُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
ثُمَّ قُلْتُ أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللَّهِ التَّامَّةِ فَلَمْ
يَسْتَخِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَرَدْتُ أَنْ أَخْذَهُ
وَاللَّهُ لَوْ لَا دَعْوَةُ أَخِينَا سُلَيْمَانَ لَأَصْبَحَ
مَوْثِقًا يُلْعَبُ بِهِ وَلَدَانُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ.
(مسلم) 11-404

اللہ کی قسم! اگر ہمارے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو شیطان صبح تک بندھا ہوا ہوتا۔ اور مدینہ کے بچے اس سے چھیڑ چھاڑ کرتے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ مجبوراً ہلکی پھلکی حرکت سے نماز باطل نہیں ہوتی۔
- ۲۔ جنات پر قابو پانے کے دعوے اور وظائف مناسب نہیں۔
- ۳۔ نماز میں جمائی پر کنٹرول کرنا چاہیے۔
- ۴۔ نماز میں چھینک کا جواب دینا جائز نہیں۔
- ۵۔ نماز میں سلام کا جواب ہاتھ کے اشارے سے دینا چاہیے۔
- ۶۔ آنے والے کو ایسی آواز سے سلام نہیں کہنا چاہیے جس سے نمازیوں کی توجہ نماز سے ہٹ جائے۔



بَابُ السَّهْوِ

نماز میں بھول جانے کی تلافی

نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بھول کر جنت میں ممنوعہ درخت کا پھل کھا بیٹھے تھے اس وجہ سے بھول جانا آدمی کی جبلت میں شامل ہے لہذا انسان سے بھول چوک ہوتی رہے گی۔ رسول محترم ﷺ افضل البشر تھے۔ اسکے باوجود انسان ہونے کے حوالے سے نماز کی ادائیگی میں آپ بھی زندگی میں تین چار دفعہ بھول گئے تھے جس پر پوری امت کا اتفاق ہے ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے اگر نماز کی حالت میں آدمی کو اپنے بھول جانے کا احساس ہو تو اسے اپنا ذہن یکسو کرتے ہوئے کسی ایک سوچ پر اعتماد کرنا چاہیے اس بھول کی تلافی کے لیے سجدہ سہو کی دو صورتیں ہیں۔ اگر نماز میں غلطی کا احساس ہو تو سلام پھیرنے سے پہلے نماز میں زیادتی کی صورت میں فقط سجدہ سہو ہوگا اور نماز کے رکن چھوٹ جانے کی صورت میں اسکی ادائیگی کے بعد سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ اگر سلام پھیرنے کے بعد از خود یا کسی کے توجہ دلانے پر غلطی کا احساس ہو تو سجدہ سہو کرنا ہوگا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد آدمی اپنی جگہ سے اٹھ جائے یا کوئی بات کر گزرے تو سجدہ سہو کے بجائے اب اسے پوری نماز پڑھنا ہوگی۔ اس کا حدیث میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ جبکہ اسکے برعکس اسی باب میں آپ ﷺ کا عملی ثبوت پایا جاتا ہے۔ کہ آپ نے درمیان میں گفتگو کے باوجود صرف باقی رکعات ادا کیں اور سجدہ سہو کیا تھا۔ یاد رہے کہ سجدہ سہو ایک کے بجائے دو کرنا سنت ہیں۔

اگر کوئی شخص آپ کے نماز میں بھول جانے سے یہ نظریہ اور دلیل لینے کی کوشش کرے ممکن ہے کہ اللہ کے رسول کو قرآن یا شریعت بتلانے میں کسی مسئلے میں بھول گئے ہوں گے۔ یاد رہے ایسا عقیدہ واضح طور پر کفر ہوگا۔ کیونکہ قرآن مجید نے دو ٹوک الفاظ میں یہ فرمایا ہے کہ جو کچھ ہم رسول ﷺ پر نازل کر رہے ہیں نہ صرف اسکی حفاظت کی ذمہ داری ہم پر ہے بلکہ اسکو سن و عن بیان کرنے کی ذمہ داری بھی ہمارے ذمہ ہے۔ (القیامۃ: پ ۲۹) لہذا رسول اللہ کے بارے میں ایسا سوچنے کی ذرہ برابر گنجائش نہیں۔

پہلا فصل

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ حَتَّى لَا يَذَرِيَكُمْ صَلَّي فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدَكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ. (متفق عليه) 1-405

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو شیطان اس کی نماز میں شبہ ڈالتا ہے یہاں تک کہ اسے معلوم نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز ادا کی ہے جب تم میں کوئی شخص بھول جائے تو اسے بیٹھے ہوئے ہی دو سجدے کر لینے چاہئیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَذَرِكُمْ صَلَّى ثَلَاثًا رُبْعًا فَلْيَطْرِحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهُ صَلَاتَهُ وَإِنْ كَانَ صَلَّى تَمَامًا لِارْبَعٍ كَانَتْ تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 2-406

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ لَهُ أَرِيدَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصُّوَابَ فَلْيَتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ. (متفق عليه) 3-407

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ عن ابی سعید کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص کو شک پڑ جائے کہ اس نے تین رکعت ادا کی ہیں یا چار اسے اپنا شک دور کرتے ہوئے کسی ایک بات پر یقین کر لینا چاہیے۔ پھر وہ سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرے اگر اس نے پانچ رکعت نماز ادا کی ہے تو یہ دو سجدے ایک رکعت کے قائم مقام ہو جائیں گے اگر اس نے چار رکعت نماز ادا کی تھی تو یہ سجدے شیطان کے لئے ذلت کا باعث ہونگے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک دفعہ ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھائیں آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا گیا کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے پانچ رکعت نماز پڑھائی ہے۔ تب آپ ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے کئے دوسری جگہ آپ کا یہ ارشاد نقل ہوا ہے۔ فرمایا میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول سکتا

ہوں۔ جب مجھ سے بھول ہو جائے تو مجھے یاد کروادیا کرو۔ جب تم میں سے کسی شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک پیدا ہو جائے تو وہ صحیح صورت حال پر پہنچنے کی کوشش کے ساتھ اپنی نماز کو مکمل کر لے پھر سلام پھیر لے اور دو سجدے ادا کرے۔ (بخاری و مسلم)

جناب ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ ہم نے رسول محترم کے ساتھ دن کی ایک نماز ادا کی۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس نماز کا بھی ذکر فرمایا تھا لیکن میں بھول گیا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھانے کے بعد سلام پھیر دیا پھر آپ اٹھ کر مسجد میں کھڑے لکڑی

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِحْدَى صَلَاتِي الْعِشِيِّ قَالَ ابْنُ سِيرِينَ قَدْ سَمَاهَا أَبُو هُرَيْرَةَ وَلَكِنْ نَسِيتُ أَنَا قَالَ فَصَلَّى بِنَا رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ إِلَى خَشَبَةٍ مَعْرُوضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضَبَانٌ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى وَشَبَكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَوَضَعَ خَدَهُ

الْأَيْمَنَ عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَخَرَجَتْ
سَرْعَانِ الْقَوْمُ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوا
قُصِرَتِ الصَّلَاةُ وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ
وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ
وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طَوْلٌ يُقَالُ لَهُ
ذَوَالْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَسَيْتَ أَمْ
قُصِرَتِ الصَّلَاةُ فَقَالَ لَمْ أَنَسْ وَلَمْ تُقْصِرْ
فَقَالَ أَكَمَا يَقُولُ ذَوَالْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ
فَصَلَّى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ
سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ
وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ
وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَأَلُوهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُولُ نُبُثُ أَنْ
عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ وَفِي أُخْرَى لَهُمَا فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ بَدَلْ لَمْ أَنَسْ وَلَمْ تُقْصِرْ كُلُّ ذَلِكَ
لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ 4-408

کے ایک ہتھ کے ساتھ ٹیک لگا کر اس طرح کھڑے ہوئے
جیسے کہ آپ کسی پر ناراض ہوں۔ آپ نے دائیں ہاتھ کی
انگلیاں بائیں میں ڈالتے ہوئے بائیں کی پشت پر اپنا رخسار
مبارک رکھا ہوا تھا اس دوران جلدی اٹھنے والے لوگ یہ کہتے
ہوئے مسجد کے دروازے پر پہنچ گئے کیا نماز کم کر دی گئی ہے؟
جبکہ حضرت ابو بکر ؓ اور حضرت عمر ؓ بھی اس وقت
موجود تھے لیکن وہ آپ ﷺ کے جلال کی وجہ سے خاموش
رہے۔ لوگوں میں لمبے ہاتھوں والا ایک شخص جسے انہی الفاظ
سے پکارا جاتا تھا وہ آگے بڑھ کر عرض کرتا ہے کہ رسول محترم
ﷺ آپ بھول گئے ہیں یا نماز ہی کم کر دی گئی ہے؟ ارشاد
ہوا میں بھولا نہیں اور نہ ہی نماز کم ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے
لوگوں سے استفسار فرمایا کیا ذوالیدین ٹھیک کہتا ہے؟ ہم نے
عرض کیا ایسے ہی ہوا ہے پھر آپ مصلے پر جلوہ افروز ہوئے
نماز مکمل کرواتے ہوئے سلام پھیرا۔ اس کے بعد آپ
ﷺ نے تکبیر کے بعد پہلے جیسا یا اس سے طویل سجدہ کیا پھر
سر اٹھاتے ہوئے تکبیر کے ساتھ اس جیسا دوسرا سجدہ
کیا۔ لوگوں نے جناب ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال

کیا کہ کیا آپ ﷺ نے دو سجدوں کے بعد سلام پھیرا؟ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین فرماتے
ہیں کہ آپ نے سلام دو سجدوں کے بعد پھیرا تھا۔ بخاری اور مسلم میں دوسرے مقام پر آپ کے یہ الفاظ نقل ہیں کہ نہ میں بھولا
ہوں اور نہ ہی نماز کم ہوئی ہے۔ ان میں سے کوئی کام بھی نہیں ہوا۔ ذوالیدین نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ ان دونوں
کاموں میں ایک کام تو ہو چکا ہے۔

حضرت عبداللہ بن محسنہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم
ﷺ نے ایک دن ہمیں ظہر کی جماعت کروائی آپ پہلی
دور کعتوں کے بعد التحیات بیٹھنے کے بجائے کھڑے ہو گئے
اسی طرح ہی لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔
جب نماز مکمل ہو گئی نماز کے آخر میں لوگ سلام پھیرنے کا

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى
بِهِمُ الظُّهْرَ فَقَامَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ لَمْ
يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ حَتَّى إِذَا قَضَى
الصَّلَاةَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ وَهُوَ
جَالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ

ہی تکبیرات کے ساتھ دو سجدے کئے اور پھر سلام پھیرا۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الْعَصْرَ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يَقُولُ لَهُ الْخَرَبُ بَاقٌ وَكَانَ فِي يَدَيْهِ طَوْلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَذَكَرَ لَهُ صَنِيعُهُ فَخَرَجَ غَضَبًا يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصَدَقَ هَذَا قَالُوا نَعَمْ فَصَلَّى رَكَعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ. (مسلم) 6-410

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعت کے بعد سلام پھیر کر اپنے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت خرباق جن کے ہاتھ نسبتا لمبے تھے انہوں نے جا کر آپ کی خدمت میں اس واقعہ کے بارے میں عرض کیا آپ ﷺ گھر سے تشریف لائے کہ آپ کی اوپر والی چادر زمین پر لگ رہی تھی اور چہرہ مبارک پر تناؤ محسوس ہو رہا تھا۔ لوگوں کے قریب آ کر استفسار فرمایا کیا یہ شخص ٹھیک کہتا ہے عرض کیا گیا! کہ ہاں پھر

آپ نے ایک رکعت نماز پڑھا کر سلام پھیرا اس کے بعد دو سجدے کر کے پھر سلام پھیرا۔ (مسلم)

فہم الحدیث

نماز میں بھول چوک شیطان کی طرف سے ہوا کرتی ہے اور شیطان نماز میں کمی و بیشی ہونے سے خوش ہوتا ہے۔ اس کی خوشی کو غارت اور نماز میں غلطی کی تلافی کے لئے دو سجدے کرنا سنت ہیں۔ کچھ روایات میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے سلام سے پہلے اور سلام کے بعد دونوں طرح سجدے کئے ہیں لیکن اکثر روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر امام کو بھول کا پہلے احساس ہو جائے تو افضل یہ ہوگا کہ نماز کی کمی و بیشی کی تلافی کرتے ہوئے سلام سے پہلے دو سجدے سہو کرے۔ یہ مسئلہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ بھول ہونے کی صورت میں سلام پھیرنے کے بعد اگر امام مقتدیوں سے بات چیت کر لیتا ہے تو اسے بڑھی ہوئی نماز کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

خلاصہ باب

۱۔ بھول کی صورت میں کسی ایک بات پر اطمینان کرنا ضروری ہے۔ ۲۔ نماز میں زیادتی کی صورت میں صرف دو سجدے کرنے چاہئیں۔ ۳۔ کمی کی صورت میں فوت شدہ رکن پورا کرنے کے بعد سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ ۴۔ درمیانی وقفہ میں بات چیت ہو جانے کے باوجود پوری نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں۔



بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ

قرآن مجید کے سجدے

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ. (بخاری) 1-411

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سورۃ نجم کی تلاوت کے دوران سجدہ کیا اور جو اس وقت مسلمان، مشرک، جن اور انسان سن رہے تھے انہوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

یہ واقعہ پہلی ہجرت حبشہ کے بعد مکہ معظمہ میں پیش آیا اس وقت آپ کی مجالس میں مکہ کے کئی مشرک بھی شامل ہو جایا کرتے تھے۔ آپ کی تلاوت کے کیف و سرور سے بے خود ہو کر وہ سجدے میں گر پڑے۔ بعض مفسرین کا خیال ہے سورۃ نجم میں ان کے باطل معبودوں لات و منات کا ذکر آیا ہے اس لیے انہوں نے سجدہ کیا تھا۔ واللہ اعلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ وَأَقْرَأَ بِاسْمِ رَبِّكَ. (مسلم) 2-412

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سورۃ انشقاق اور سورۃ اقراء میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔ (مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ السُّجْدَةَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ فَنَزْدَحِمُ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا لِحَبْثَتِهِ مَوْضِعًا يُسْجِدُ عَلَيْهِ. (متفق) 3-413

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ سجدہ کی آیات تلاوت کرتے ہوئے سجدہ کرتے تو ہم بھی آپ کے ساتھ سجدے میں پڑ جایا کرتے تھے۔ بسا اوقات اتنی بھیڑ ہوتی کہ ہمیں زمین پر پیشانیاں رکھنے میں دقت محسوس ہوتی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا. (متفق) 4-414

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورۃ نجم کی تلاوت کی آپ نے سجدہ تلاوت نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ تلاوت کے وقت صف بندی اور کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں۔ سننے والے جس

حالت میں بیٹھے ہوں وہ قبلہ رخ ہو کر اسی طرح سجدہ کر سکتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ سجدہ تلاوت فرض نہیں ہے اگر کسی وقت آدمی جان بوجھ کر نہیں کرتا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَجَدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْجُدُ فِيهَا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَسْجُدُ فِي صَفَرٍ أَوْ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ حَتَّى آتِي فَيَهْدِيَهُمْ فَقَالَ لَيْسَ بِكُمْ ﷺ مِنْ أَمْرٍ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ. (بخاری) 5-415

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سورۃ ص کا سجدہ ضروری نہیں ہے تاہم میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ دوسری روایت میں اس طرح موجود ہے کہ جناب مجاہد اپنے استاد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھتے ہیں کیا میں سورۃ ص کا سجدہ کروں انہوں نے ”وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ“ ----- فَيَهْدِيَهُمْ اِقْتَدِہٖ “ کی تلاوت کرتے ہوئے

فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ بھی ان لوگوں میں شمار ہیں جنہیں حکم دیا گیا کہ وہ پہلے انبیاء کی اقتدا کریں۔ (بخاری)

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ (وَالنَّجْمِ) فَسَجَدَ فِيهَا وَسَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهُ غَيْرَ أَنْ شَيْخًا مِنْ قُرَيْشٍ أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصِيٍّ أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ وَقَالَ يَكْفِينِي هَذَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ قُتَيْلٍ كَافِرًا. وَزَادَ الْبُخَارِيُّ فِي رِوَايَةٍ وَهُوَ أَمِيَّةُ بْنُ خَلْفٍ 6-416

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سورۃ نجم کی تلاوت کرتے ہوئے سجدہ کیا اور جو لوگ اس وقت موجود تھے وہ بھی سجدہ ریز ہوئے سوائے قریش کے ایک بوڑھے آدمی کے اس نے زمین سے کنکریاں یا مٹی اٹھا کر اپنے ماتھے پر لگاتے ہوئے کہا کہ بس میرا یہی سجدہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اسے دیکھا کہ وہ کفر کی حالت میں قتل ہوا۔ امام بخاری نے اس کا نام امیہ بن خلف لکھا ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ قرآن مجید کے سجدے جمع کرنے کی بجائے تلاوت کے وقت ہی سجدہ کرنا چاہیے۔
- ۲۔ سجدہ کے لئے کھڑے ہونا ضروری نہیں۔
- ۳۔ کسی عذر کی وجہ سے سجدہ نہ کیا جاسکے تو گناہ نہیں۔



بَابُ أَوْقَاتِ النَّهْيِ

جن اوقات میں نماز پڑھنی جائز نہیں

اس باب میں تین اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ بتلاتے ہوئے رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہے ان اوقات میں نماز پڑھنا شیطان کی عبادت کرنے کے مترادف ہوگا۔ اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ سورج نکلنے، ڈھلنے اور غروب ہونے کے دورانیہ میں فرض نماز اور سنتیں پڑھنا تو درکنار آپ ﷺ نے جنازہ پڑھنے اور میت کو دفنانے سے منع فرمایا ہے۔ ان اوقات کے علاوہ دو اور اوقات کی نشاندہی فرمائی جن میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ پہلا وقت صبح کی نماز مکمل ہو جانے کے بعد طلوع آفتاب تک۔ اور دوسرا عصر کی نماز پڑھنے کے بعد غروب آفتاب تک نفل پڑھنے کی اجازت نہیں۔ تاہم ان اوقات میں فوت شدہ نماز ادا کرنا اور تلاوت قرآن مجید اور اس کا سجدہ و دیگر اذکار کرنے کی اجازت ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ تم میں کوئی شخص طلوع اور غروب آفتاب کے دوران نماز نہ پڑھے۔ دوسری روایت میں آپ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ جب سورج کا اوپر کا کنارہ نکل آئے تو نماز نہیں پڑھنی چاہیے یہاں تک سورج مکمل نکل آئے اسی طرح ہی جب سورج کا کچھ حصہ غروب ہو چکا ہو تو مکمل غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ ان اوقات میں اس لئے نماز نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَتَحَرَّى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَادْعُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَبْرُزَ وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَادْعُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ وَلَا تَحِينُوا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ. (متفق عليه) 1-417

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے تین وقتوں میں ہمیں نماز پڑھنے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع فرمایا سورج نکلنے کے وقت یہاں تک کہ پوری طرح روشن ہو جائے دوپہر کے وقت جب تک ڈھل نہ جائے سورج غروب ہوتے وقت یہاں تک کہ وہ مکمل غروب نہ ہو جائے۔ (مسلم)

عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَكَ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبَرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَارِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ وَحِينَ تَقُومُ قَائِمَ الظُّهَيْرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضَيِّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ. (مسلم) 2-418

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَرْتَفَعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ. (متفق عليه) 3-419

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رضي الله عنه قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْصَرَ عَنِ الصَّلَاةِ حِينَ تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفَعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يُسْجَدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلَّى فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مُحْضُورَةٌ حَتَّى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرَّيْحِ ثُمَّ أَقْصَرَ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنْ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مُحْضُورَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ أَقْصَرَ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يُسْجَدُ لَهَا الْكُفَّارُ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَالْوُضُوءُ حَدَّثَنِي عَنْهُ قَالَ مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوءَهُ فَيَمْضِضُ وَيَسْتَشِيقُ فَيَسْتَشِيرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ وَفِيهِ وَخِيَاشِيمِهِ ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَوَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَوَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ فَإِنْ

حضرت ابوسعید خدری رضي الله عنه ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا صبح کی نماز کے بعد پورا سورج نکلنے سے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد مکمل سورج غروب ہونے سے قبل کوئی نماز نہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمرو بن عبسہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں جب نبی محترم ﷺ مدینہ تشریف لائے اور میں بھی مدینہ پہنچ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے نمازوں کے اوقات سے آگاہ فرمائیے ارشاد ہوا صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب کی تکمیل تک کوئی نماز نہیں کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ جب سایہ نیزے کے برابر ڈھل جائے تو پھر ظہر کی نماز ادا کیجئے کیونکہ اس وقت ملائکہ تشریف لاتے ہیں اور عین دوپہر کے وقت (زوال) نماز پڑھنے سے رک جائیے اس لئے کہ اس وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے۔ پھر عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد غروب آفتاب کی تکمیل تک کوئی نماز نہیں کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت بھی کافر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ حضرت عمرو رضي الله عنه کہتے ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے وضو کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔ فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرتے ہوئے کلی کرتا ہے اور ناک جھاڑتا ہے تو اس کے ناک اور منہ کو گناہوں سے پاک کر دیا جاتا ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کی داڑھی سے گرنے والے پانی کے قطروں کے ساتھ اس کے چہرے کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ ایسے ہی جب وہ اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوتا ہے تو اس کی انگلیوں سے ٹپکنے

هُوَ قَامَ فَصَلَّى فَحَمِدَ اللَّهَ وَآثَنَى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ
بِالِدَيْ هُوَ لَهُ أَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبُهُ لِلَّهِ إِلَّا انْصَرَفَ مِنْ
خَطِيئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ
(مسلم) 4-420

پاؤں کی انگلیوں سے گرنے والے پانی کے ساتھ ہی اس کے گناہ بھی اس سے الگ کر دیئے جاتے ہیں۔ جب وہ اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر نماز کی حالت میں خلوص نیت کے ساتھ اس کی تعریف اور بزرگی جس کا وہ اہل ہے کا اقرار کرتا ہے اور اس کا دل اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو چکا ہوتا ہے جیسے بچے کو اس کی ماں اس کو گناہوں سے پاک جہنم دیتی ہے۔ (مسلم)

عَنْ كُرَيْبٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ
وَالْمُسَوَّرَ ابْنَ مَعْرُومَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَزْهَرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالُوا
إِلَّا أَعْلَمْنَا بِالسَّلَامِ وَسَلَّامًا عَنْ الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ
الْعَصْرِ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَلَبِغْتُهَا مَا
أَرْسَلُونِي فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عنها فَعَرَجْتُ إِلَيْهِنَّ فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ
فَقَالَتْ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَمِعْتُ
النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَى عَنْهُمَا ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا ثُمَّ
دَخَلَ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُولِي لَهُ
تَقُولُ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ سَمِعْتُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ الرُّكْعَتَيْنِ
وَأَرَاكَ تُصَلِّيَهُمَا قَالَ يَا ابْنَةَ أَبِي أُمَيَّةَ سَأَلْتِ
مَنْ الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَإِنَّ آتَايَ نَاسَ مِنْ
عَبْدِ الْقَيْسِ فَشَغَلُونِي عَنِ الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ
الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ (مطابق عليه) 5-421

حضرت کریم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن ازہر نے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا اور کہا کہ ان کو ہماری طرف سے سلام کہنا اور عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے بارے میں پوچھئے تو میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ وہ ان دو رکعتوں سے منع فرمایا کرتے تھے۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ خود پڑھ رہے ہیں میں نے ایک چھوٹی بچی کو ان کی طرف بھیجا میں نے کہا آپ سے عرض کرو کہ میں نے تو آپ سے سنا تھا آپ ﷺ ان دو رکعتوں سے منع فرماتے ہیں۔ اور میں نے آپ کو پڑھتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ تو نبی محترم ﷺ نے فرمایا اے ابوامیہ کی بیٹی تو نے عصر کے بعد والی دو رکعتوں کے متعلق پوچھا ہے۔ دراصل میرے پاس قبیلہ عبد القیس کے لوگ آئے تھے انہوں نے مجھے ظہر کی دو رکعتوں سے مشغول رکھا۔ پس یہ وہی دو رکعتیں تھیں (جو میں نے عصر کے بعد پڑھی تھیں) (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

حضرت ابو بصرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمحس کے مقام پر ہمیں عصر کی نماز پڑھائی۔ بعد میں فرمایا کہ یہ نماز تم سے پہلے لوگوں کو دی گئی مگر انہوں نے اسکی محافظت نہ کی تو جو اسکی محافظت کرتا ہے اسکے لیے دہرا اجر ہے۔ اور عصر کے بعد شاہد کے طلوع ہو جانے تک کوئی نماز نہیں ہے۔ اور شاہد سے مراد ستارہ ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغَفَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْمُحَمَّصِ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ عُرِضَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَعُوهَا فَمَنْ حَافِظٌ عَلَيْهَا كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتَّى تَطْلُعَ الشَّاهِدُ وَالشَّاهِدُ النُّجْمُ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 6-422

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم یہ جو نماز (عصر کے بعد دو رکعات) پڑھتے ہو ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر آپ کو کبھی یہ دو رکعات پڑھتے نہیں دیکھا۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد دو رکعات پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری)

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنَّكُمْ لَتُصَلُّونَ صَلَاةً لَقَدْ صَحَّبْنَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيهِمَا وَلَقَدْ نَهَى عَنْهُمَا يَغْنَى الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. 7-423

خلاصہ باب

- ۱۔ زوال اور سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہونے کے دوران یہ کے درمیان نماز پڑھنی منع ہے۔
- ۲۔ ان تین وقتوں میں فوت شدگان کو دفنانا جائز نہیں۔
- ۳۔ صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہیں۔
- ۴۔ ممنوع اوقات میں قضاء نماز ادا کی جاسکتی ہے۔



بَابُ الْجَمَاعَةِ وَفَضْلِهَا

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اور اس کی فضیلت

مسلمانوں کو منظم اور متحد رکھنے کے لئے اسلام نے اجتماعی زندگی پر بہت توجہ دی ہے تاکہ امت مسلمہ دنیا میں باوقار اور سر بلند رہے۔ پانچ وقت جماعت کے ساتھ نماز سے باہمی ہمدردی، ایک دوسرے کا خیال اور اجتماعیت کا بھرپور مظاہرہ ہونے کے ساتھ عبادت کرنے کا اجتماعی ماحول پیدا ہوتا ہے جس سے ایک دوسرے کو دیکھ کر باہمی ذوق و شوق میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملا کر کھڑے ہوا کرو۔ جمعہ، عیدین اور حج کا اجتماع عظیم انہی روحانی اور دنیاوی فوائد کے ترجمان ہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ تنہا نماز پڑھنے سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ستائیس درجے افضل ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةُ الْفَلْدِ بِسَبْعٍ وَعِشْرَيْنَ دَرَجَةً. (متفق عليه) 1-424

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کی جائیں پھر اذان کا حکم دوں اور کسی کو لوگوں کی جماعت کروانے کی ذمہ داری سونپوں پھر میں لوگوں کا محاسبہ کروں۔ دوسرے مقام پر آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ جو لوگ جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے میں ان کے گھروں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دوں۔ اللہ کی قسم! اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ انہیں عشاء کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے پر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةُ الْفَلْدِ بِسَبْعٍ وَعِشْرَيْنَ دَرَجَةً. (متفق عليه) 1-424

موتی ہڈی یا دوپائے مل جائیں گے تو وہ عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی اس حدیث کے بیان کرنے والے ہیں کہ ایک نابینا شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ میرے پاس کوئی راہنما نہیں جو مجھے مسجد تک

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ آتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ أَعْمَى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُرْخَصَ

لَهُ فَيُصَلِّي فِي بَيْتِهِ فَرُخِصَ لَهُ فَلَمَّا وَلَّى دَعَاہُ
فَقَالَ هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ
فَاجِبٌ. (مسلم) 3-426

دے کر پوچھا کہ تمہیں اذان کی آواز سنائی دیتی ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ہوگی۔ (مسلم)

فہم الحدیث

جماعت سے رخصت چاہنے والی یہ شخصیت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے آپ ﷺ کے رشتہ دار مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن اُم مکتومؓ ہیں۔ آپ کا اجازت دے کر واپس لینا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ شرعی عذر کے بغیر آدمی کو نماز گھر میں نہیں پڑھنی چاہئے اور یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اس زمانے میں لاؤڈ سپیکر ایجاد نہیں ہوئے تھے اس لئے اگر کسی نابینا آدمی کا گھر مسجد سے اتنا دور ہو کہ مؤذن کی فطری آواز وہاں تک نہیں پہنچتی۔ اس آدمی کے لئے گھر میں نماز پڑھنے کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ ابن مکتوم کا اذان سننا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا گھر مسجد سے زیادہ دور نہیں تھا جس کی وجہ اجازت منسوخ کر دی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَذَّنَ
بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةِ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٌ ثُمَّ قَالَ أَلَا
صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ ذَاتِ
بَرْدٍ وَمَطَرٍ يَقُولُ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ.
(متفق علیہ) 4-427

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا وَضِعَ
عِشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَبْدَأْ وَابْدَأْ
بِالْعِشَاءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ
عُمَرَ يُوَضِّعُ لَهُ الطَّعَامَ وَتُقَامُ الصَّلَاةُ فَلَا
يَأْتِيهَا حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ
الْإِمَامِ. (متفق علیہ) 5-428

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ
وَلَا هُوَ يُدْفَعُ إِلَّا خَبَثَانِ. (مسلم) 6-429
کریم ﷺ سے یہ ارشاد سنا کہ کھانے کی موجودگی اور پیشاب
پاخانے کی حاجت میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے جن ارشادات میں کھانے کی موجودگی اور پیشاب، پاخانے کے وقت نماز نہ پڑھنے کا ذکر ہوا ہے اس سے مراد آدمی کی وہ کیفیت ہے کہ اگر وہ اس ضرورت کو پورا نہ کرے تو اس کی توجہ نماز کی طرف مبذول نہ ہو سکے گی ایسی صورت میں رخصت دی جا رہی ہے کہ پہلے اپنی شدت کی حاجت کو پورا کرے تاکہ فراغت کے بعد وہ سکون کے ساتھ نماز ادا کر سکے۔ محض لذت کے لئے کھانے کو ترجیح دینے والے شخص کو اس اجازت سے غلط فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ کی روایت پر ان لوگوں کو خصوصی طور پر توجہ کرنی چاہئے جو فرض جماعت کی موجودگی میں صبح کی سنتیں یا دوسرے نوافل پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أُقِيِمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ. (مسلم) 7-430
حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا فرض نماز کھڑی ہونے کی صورت میں کوئی دوسری نماز نہیں ہوتی۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنْتِ امْرَأَةٌ أَحَدَكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْنَهَا. (متفق علیہ) 8-431
حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب خواتین تم سے مسجد جانے کی اجازت طلب کریں تو انہیں نہ روکا جائے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ زَيْنَبِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ؓ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا شَهِدْتُ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمْسُ طَبِيبًا. (مسلم) 9-432
حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی زوجہ مکرمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں نبی محترم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی عورت مسجد میں آئے تو اسے خوشبو نہیں لگانی چاہئے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

بخور استعمال کرنے والی عورت کو عشاء کی نماز مسجد میں پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ بخور اس زمانے کی ایک تیز خوشبو کا نام تھا جس کے دھوئیں سے بھی لوگ اپنے دماغ کو معطر کیا کرتے۔ لہذا خوشبو لگا کر عورت کو مسجد یا بازار میں نہیں جانا چاہیے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بِخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ. (مسلم) 10-433
حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو عورت بخور خوشبو استعمال کرے وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز نہ پڑھے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتَنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلَاةِ إِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عَلِمَ نِفَاقَهُ أَوْ مَرِيضٌ إِنْ كَانَ الْمَرِيضُ لَيَمَشِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتَّى يَأْتِيَ الصَّلَاةَ قَالَ إِنْ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدَى وَإِنْ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤَذَّنُ فِيهِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُلْقَى اللَّهُ عَزَّ مُسْلِمًا فَلْيَحَافِظْ عَلَى هَذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَيْثُ يَنَادِي بِهِنَّ فَإِنَّ اللَّهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدَى وَاتَّهَنَ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ يَعْبُدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هَذِهِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً وَرَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةٌ وَلَقَدْ رَأَيْتَنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتَى بِهِ يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يَقَامَ فِي الصَّفِّ. (مسلم) 11-434

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنا مشاہدہ ذکر کرتے ہیں کہ جماعت سے منافق اور سخت مریض لوگ ہی پیچھے رہا کرتے تھے۔ ورنہ کوئی مریض لوگوں کے سہارے پر چل سکتا ہو تو وہ ضرور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن ہدایت کے راستوں کی ہمیں رہنمائی فرمائی ان میں ایک یہ ہے کہ اذان سن کر نماز مسجد میں ادا کی جائے دوسری روایت میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میں آنے والے وقت میں مسلمان ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف پاؤں تو اذان سن کر وہ جماعت کے ساتھ پانچ نمازوں کی پابندی کرے۔ یقیناً اللہ نے تمہارے نبی محترم پر ہدایت کے راستوں کو کھول دیا ہے۔ اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اللہ کی ہدایت کے راستوں میں سے ایک راستہ ہے۔ اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھتے رہے۔ جس طرح منافق اپنے گھروں میں پڑھتے ہیں تو تم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو چھوڑ دو گے۔ اور اگر تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو چھوڑ دیا تو لازماً گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو شخص بھی اچھی طرح وضو کر کے مساجد میں سے کسی ایک مسجد میں نماز کے لیے

جاتا ہے تو اس کے ہر قدم کے بدلے اس کے گناہ معاف، نیکیوں میں اضافہ اور اس کے درجات بلند ہو جاتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے معروف منافق ہی نماز سے پیچھے رہتے تھے جب کہ مخلص مسلمان دو آدمیوں کے سہارے چل کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا أُذِّنَ فِيهِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَمَا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم. (مسلم) 12-435

جناب ابو شعثاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اذان کے بعد مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اس آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔ (مسلم)

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ فَقُلْتُ مَا أَغْضَبَكَ قَالَ وَاللَّهِ مَا أَعْرِفُ مِنْ أَمْرِ أُمِّةٍ مُحَمَّدٍ ﷺ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُمْ يُصَلُّونَ جَمِيعًا.

(بخاری) 13-436

عَنْ بِلَالِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ حُظُوظَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ فَقَالَ بِلَالٌ وَاللَّهِ لَنَمْنَعَهُنَّ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ أَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَتَقُولُ أَنْتَ لَنَمْنَعَهُنَّ وَفِي رِوَايَةٍ سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ فَسَبَّهُ سَبًّا مَا سَمِعْتُهُ مِثْلَهُ قَطُّ وَقَالَ أَخْبِرَكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَتَقُولُ وَاللَّهِ لَنَمْنَعَهُنَّ. (مسلم) 14-437

کی میں نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی اور فرمایا میں تجھے رسول معظم ﷺ کی حدیث بتاتا ہوں اور تو کہتا ہے اللہ کی قسم ہم ان کو روکیں گے۔ (مسلم)

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک دن میرے خاوند ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حالت میں گھر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا آپ اس قدر ناراض کیوں ہیں؟ تو وہ قسم اٹھا کر فرمانے لگے کہ میں امت محمدیہ ﷺ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے سوا باقی کاموں کا فقدان دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری)

حضرت بلال بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب تم سے عورتیں مسجد میں جانے کی اجازت طلب کریں تو تم عورتوں کو مساجد کے اجر و ثواب سے محروم نہ کرو۔ بلال نے کہا اللہ کی قسم ہم ان کو ضرور روکیں گے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں کہتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تو کہتا ہے ہم ان کو ضرور روکیں گے۔ ایک دوسری روایت میں حضرت سالم اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت عبد اللہ ان کی جانب متوجہ ہوئے اور ان کو ایسی سنائیں جس طرح

کی میں نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی اور فرمایا میں تجھے رسول معظم ﷺ کی حدیث بتاتا ہوں اور تو کہتا ہے اللہ کی قسم ہم ان کو روکیں گے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے ستائیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور باہم ہمدردی میں اضافہ ہوتا ہے۔
- ۲۔ شرعی عذر کے بغیر گھر میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔
- ۳۔ فرض جماعت کی موجودگی میں سنتوں سمیت کوئی نماز نہیں ہوتی۔
- ۴۔ خوشبو لگا کر عورت کو مسجد میں نہیں آنا چاہیے۔
- ۵۔ اذان کے بعد بلا شرعی عذر مسجد سے نکلنا گناہ ہے۔



بَابُ تَسْوِيَةِ الصَّفِّ

صف بندی کی اہمیت

نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد فرمانا کہ میں نماز کی حالت میں تمہیں پیچھے سے دیکھتا ہوں محدثین نے ان الفاظ کی مختلف تشریحات کی ہیں بعض کا نقطہ نظریہ ہے کہ آپ ﷺ مہربوت کے ذریعے دیکھا کرتے تھے لیکن کچھ اہل علم اس کی تشریح کرتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے نماز میں صحابہ کی حرکات و سکنات سے آپ کو آگاہ فرمادیتا تھا۔ جس کی بنا پر نماز کی ادائیگی میں ہونے والی کمزوریوں سے آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو آگاہ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ صف بندی نماز کا حصہ ہے۔ آپ ﷺ نماز شروع کرنے سے پہلے صفیں درست کروایا کرتے تھے۔ اس لئے امام کا فرض ہے کہ وہ نمازیوں کو صف صحیح کرنے کی تلقین کرتا رہے۔ نبی کریم ﷺ صف بندی کرنے والوں کے لئے دعا فرماتے اور صفیں درست نہ کرنے والوں کے بارے میں فرمایا اس طرح ان کے دل ایک دوسرے سے دور ہو جائیں گے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول محترم ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح درست کرتے جیسے تیر کے ساتھ سیدھا کیا جا رہا ہو۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے دیکھ لیا کہ ہم نے صف بندی کرنا سیکھ لیا ہے۔ پھر ایک دن نکلے تکبیر ہونے ہی والی تھی۔ آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص کا سینہ صف سے آگے نکلا ہوا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے بندو! صفوں کو درست کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔ (مسلم)

عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ حَتَّى رَأَى أَنَا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتَّى كَادَ أَنْ يُكْبِرَ فَرَأَى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَ اللَّهِ لَتَسَوْنَ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وَجُوهِكُمْ. (مسلم) 1-438

حضرت انس رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ نماز کی اقامت ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ صفیں سیدھی کرو اور باہم مل کر کھڑے ہوا کرو۔ کیونکہ میں اپنے عقب سے بھی تمہیں دیکھتا ہوں۔ (بخاری) ایک دوسری روایت میں ہے کہ صفوں کو مکمل کرو میں تمہیں اپنے عقب سے دیکھتا ہوں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَقِيَمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَأَوْا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي الْمُتَّفِقِ عَلَيْهِ قَالَ أَتِمُّوا الصُّفُوفَ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي. 2-439

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی رسول کریم ﷺ کے اس فرمان

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَوُّوا

صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ عِنْدَ مُسْلِمٍ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ. 3-440

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ اسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ لِيَلِينِي مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ فَأَنْتُمْ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا. (مسلم) 4-441

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيَلِينِي مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثَلَاثًا وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ. (مسلم) 5-442

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ تَقَدَّمُوا وَأَتَمُّوا بِي وَلِيَأْتُمْ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللَّهُ. (مسلم) 6-443

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَأَانَا حِلَقًا فَقَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ عِزِينَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ لَا تَصْفُونَ كَمَا تَصِفُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ

کو بیان کرتے ہیں کہ صفوں کو برابر کیا کرو۔ کیونکہ صف بندی نماز کا حصہ ہے۔ امام مسلم نے آپ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں اس طرح نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو مسعود انصاری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نماز سے پہلے ہمارے کندھوں کو سیدھا کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے برابر ہو جاؤ، درمیانی فاصلہ ختم کرو، ورنہ تمہارے دلوں میں فاصلے پیدا ہو جائیں گے۔ میرے قریب دین کا فہم رکھنے والے لوگ کھڑے ہوں پھر دوسرے اور پھر تیسرے درجے کے لوگ۔ حضرت ابو مسعود رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آج تم میں زبردست اختلافات پائے جاتے ہیں۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ روایت کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا میرے نزدیک سمجھ دار کھڑے ہوا کریں پھر دوسرے اور پھر تیسرے درجے کے۔ آپ ﷺ نے تین دفعہ ان الفاظ کا تکرار فرمایا اور بازاروں جیسے شور و غل سے مسجدوں کو بچاؤ۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے کچھ لوگوں کو اگلی صف سے پیچھے کھڑے ہوئے دیکھا تو فرمایا میری اقتدا کرتے ہوئے آگے ہو کر کھڑے ہو اور بعد میں آنے والے تمہارے پیچھے کھڑے ہوں۔ جو لوگ جان بوجھ کر پیچھے کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کو پیچھے ہی رہنے دے گا۔ (مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ تشریف لائے اور ہم مختلف حلقوں میں بیٹھے ہوئے تھے تو فرمایا کہ میں تمہیں کس حال میں دیکھ رہا ہوں اور پھر سامنے آ کر فرمایا کہ جس طرح ملائکہ اپنے رب کے حضور صف

وَكَيْفَ تَصِفُ الْمَلَائِكَةَ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يُتَمَوْنَ
الْصُّفُوفِ الْأُولَى وَيَتَرَأَّصُونَ فِي
الْصَّفِّ. (مسلم) 7-444

بندی کرتے ہیں تم ایسا کیوں نہیں کرتے؟ ہم نے عرض کیا کہ

اللہ کے رسول ملائکہ اپنے رب کے حضور کس طرح صف بندی

کرتے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ وہ پہلی صفوں کو مکمل کرنے کے ساتھ

صف میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے

ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مردوں کے لئے پہلی صف بہتر ہے

اور آخری صف فتنے کا باعث ہے جبکہ عورتوں کی آخری صف

افضل اور ان کا پہلی صف میں کھڑا ہونا شر کا باعث

ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم

خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أُولَاهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا

وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا

أُولَاهَا. (مسلم) 8-445

فہم الحدیث

ان احادیث مبارکہ میں مردوں کو اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اگلی صفوں میں کھڑے ہوا کریں اور اس میں بھی یہ امتیاز ہو کہ امام کے پیچھے دین کی سمجھ بوجھ بالخصوص ایسا شخص کھڑا ہو جو لقمہ دینے کی صلاحیت رکھتا ہو حادثاتی ضرورت میں امامت کروا سکے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں عورتیں بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی تھیں۔ لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ عورتوں کو پچھلی صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔ تاکہ اخلاقی کمزوریوں سے محفوظ رہیں۔ افسوس عالم اسلام نے اس سنت کو چھوڑ دیا ہے۔ جس کی وجہ مسلمانوں کا ایک کثیر حصہ عورتوں کی شکل میں اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہو چکا ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ دو آدمیوں کی صورت میں امام بائیں اور مقتدی امام کے برابر دائیں جانب کھڑا ہوگا۔ ۲۔ دو آدمیوں کی صورت میں بعض لوگ مقتدی کو حکم دیتے ہیں کہ وہ امام سے قدرے پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو اس کی کوئی دلیل نہیں۔ ۳۔ عورتیں مردوں کی صف میں کھڑی ہونے کے بجائے الگ صف میں کھڑی ہوں۔ چاہے وہ محرم ہی کیوں نہ ہوں۔ ۴۔ صف میں مل کر کھڑا ہونا چاہیے۔ ۵۔ صفیں سیدھی ہونی چاہئیں۔ ۶۔ امام کو صفوں کی درستی کروانی چاہیے۔ ۷۔ اہل علم حضرات کو پہلی صف میں امام کے قریب کھڑا ہونا چاہیے۔ اس لیے ان کا فرض ہے کہ دوسرے نمازیوں سے پہلے مسجد میں آنے کی کوشش کیا کریں۔



بَابُ الْمَوْقِفِ

امام کہاں کھڑا ہو

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات بسر کی جب رسول کریم ﷺ تہجد کی نماز ادا کرنے لگے تو میں آپ کے بائیں جانب کھڑا ہوا آپ نے اپنے ہاتھ سے پچھلی طرف سے مجھے پکڑتے ہوئے اپنے پیچھے سے ہی اپنی دائیں جانب کھڑا کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نماز ادا کر رہے تھے میں آکر آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پیچھے سے گھما کر مجھے دائیں جانب کھڑا کر دیا اس کے بعد حضرت جبار بن صخر رضی اللہ عنہ آپ کی بائیں جانب آکر کھڑے ہوئے۔ آپ نے ہم دونوں کے ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور ایک یتیم اپنے گھر نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو میری والدہ ام سلیم ہمارے پیچھے آکر نماز پڑھنے لگیں۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی یہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے اور میری والدہ یا خالہ کو نماز پڑھائی۔ مجھے دائیں جانب اور خاتون کو میرے پیچھے کھڑا کیا۔ (مسلم)

حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ہاں پہنچا تو آپ رکوع کی حالت میں تھے۔ میں صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رکوع کی حالت میں ہو گیا

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَثُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّيُ فَقُمْتُ عَنْ يُسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ فَعَدَلَنِي كَذَلِكَ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ. (متفق عليه) 1-446

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ فَجِئْتُ حَتَّى قُمْتُ عَنْ يُسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَذَارَنِي حَتَّى أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ جَاءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ فَقَامَ عَنْ يُسَارِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخَذَ بِيَدَيْنَا جَمِيعًا فَدَفَعَنَا حَتَّى أَقَامَنَا خَلْفَهُ. (مسلم) 2-447

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ فِي بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَأُمُّ سَلِيمٍ خَلْفَنَا. (مسلم) 3-448

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِ وَبِأُمِّهِ أَوْ خَالَتِهِ قَالَ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَأَقَامَ الْمَرْأَةَ خَلْفَنَا. (مسلم) 4-449

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يُصَلَ إِلَى الصَّفِّ ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ

عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ زَادَكَ اللَّهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدُّ (بخاری) 5-450
 مکرّم ﷺ کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا
 اللہ تعالیٰ تیرے شوق میں اضافہ کرے دوبارہ ایسا نہیں کرنا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے اگر کوئی اکیلا شخص فرض یا نفل نماز ادا کر رہا ہو تو آنے والے شخص کو امام کے بائیں جانب کھڑے ہونے کے بجائے دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے۔ اگر مقتدی ایک مرد اور دوسری عورت ہو تو مرد امام کے دائیں جانب اور عورت ان کے پیچھے کھڑی ہوگی۔

دوسرا مسئلہ یہ واضح ہوا کہ رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی کیونکہ اس طرح فاتحہ اور قیام جو کہ رکعت کے لئے لازم ہیں فوت ہو جاتے ہیں اس لئے آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آئندہ ایسا کرنے سے روک دیا تھا لیکن قربان جائیں بعض علماء کی علمی موشگافیوں پر کہ جو یہ کہتے ہوئے رکوع میں ملنے کی رکعت کو شمار کرتے ہیں کہ اگر قیام اور فاتحہ لازم ہوتے تو آپ ﷺ اس کو یہ رکعت دوہرانے کا حکم صادر فرماتے۔ ایسے لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ اس صحابی کو تو پہلے اس مسئلے کا علم نہیں تھا جس کی وجہ سے آپ نے رکعت کے پڑھنے کا حکم دینے کے بجائے آئندہ کے لئے منع کر دیا ہے۔

دوسری یہ بات عیاں ہوئی کہ آپ ﷺ کے دور مبارک میں نماز کے لیے دیر سے آنے کا تصور ہی نہیں تھا کیونکہ اس صورت میں مردوں کا اگلی صفوں میں اور عورتوں کا پچھلی صفوں میں ہونے کا اہتمام نہیں کیا جاسکتا۔

دوسری فصل

الفصل الثانی

حضرت سہل بن سعد الساعدي رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ منبر رسول کس چیز کا بنا ہوا تھا تو انہوں نے فرمایا اس کو فلاں عورت کے غلام نے نبی محترم ﷺ کے لیے جھاؤ کے درخت سے تیار کیا تھا۔ جب منبر بنا کر مسجد میں رکھ دیا گیا تو آپ ﷺ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور تکبیر کہی اور لوگ بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے آپ نے قرأت کی اور رکوع کیا لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے رکوع کیا پھر آپ نے اپنا سر مبارک رکوع سے اٹھایا پھر آپ بٹے اور زمین پر سجدہ کیا پھر منبر پر چڑھ گئے پھر رکوع کیا پھر سر اٹھایا پھر پیچھے بٹے اور زمین پر سجدہ کیا۔ (بخاری) بخاری اور مسلم کی متفق

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ سُئِلَ مِنْ أَيْ شَيْءٍِ الْمَنْبَرُ فَقَالَ هُوَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهُ قَلَانٌ مَوْلَى فَلَانَةَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ عُمِلَ وَوُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَكَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ فَقَرَأَ وَرَكَعَ وَرَكَعَ النَّاسُ خَلْفَهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى فَسَجَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمَنْبَرِ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالْأَرْضِ هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ. وَفِي الْمُتَّفِقِ عَلَيْهِ نَحْوُهُ وَفِي آخِرِهِ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ

عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا صَنَعْتُ هَذَا لِتَتَّبِعُوا بَنِيَّ وَتَعَلَّمُوا صَلَاتِي. 6-451 ہے۔ نماز کے بعد آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگوں میں منبر پر اس لئے چڑھا کہ تم میری اقتدا میں نماز پڑھو اور میری نماز کو جان جاؤ۔

خلاصہ باب

- ۱۔ دو نمازی ہونے کی صورت میں مقتدی امام کے دائیں جانب کھڑا ہوگا۔
- ۲۔ عورتوں کو مردوں کے پیچھے الگ صف بنانی چاہیے۔
- ۳۔ صف میں شامل ہونے کیلئے دور سے رکوع میں جھکنا جائز نہیں۔
- ۴۔ فاتحہ اور قیام کے بغیر رکعت پوری نہیں ہوتی۔
- ۵۔ معمولی حرکت کرنے سے نماز ضائع نہیں ہوتی۔
- ۶۔ کسی وجہ سے ہاتھ کھول لیے جائیں تو نماز باطل نہیں ہوتی۔



بَابُ الْإِمَامَةِ

امامت کا معیار

نبی کریم ﷺ نے امامت کے کچھ اصول اور امام کی لیاقت کا ایک معیار قائم فرمایا ہے چاہے امام نو عمر ہو یا غلام سب سے پہلا اور بڑا اصول یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کا ماہر ہو۔ قرآن مجید کی تلاوت سے مراد اہل علم نے یہ لی ہے کہ وہ صرف فن قرأت سے ہی واقف نہ ہو بلکہ قرآن مجید کے فرائض اور احکامات کو اچھی طرح جانتا ہو۔ اگر تلاوت قرآن میں برابر ہوں تو جو سنت کو زیادہ جانتا ہو وہ جماعت کروائے گا اگر ان میں یکساں ہوں تو پہلے ہجرت کرنے والا امامت کا حقدار ہوگا۔ حسن اتفاق سے ان تینوں میں مساوی ہوں تو جو سب سے معمر ہو مصلے پر کھڑا ہوگا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْقَوْمِ أَقْرَاهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةَ فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِنًا وَلَا يُؤْمِنُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يَقْعُدُ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ وَلَا يُؤْمِنُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي أَهْلِهِ. 1-452

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حکم فرمایا لوگوں کی امامت وہ شخص کروائے جو قرآن مجید پر زیادہ عبور رکھتا ہو۔ اگر وہ قرآن کی تلاوت میں برابر ہوں تو سنت کو زیادہ جاننے والا امامت کروائے اگر سنت کو جاننے میں برابر ہوں تو جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو وہ ان کا امام بنے گا۔ اگر ہجرت کرنے میں سب برابر ہوں تو معمر آدمی کو امامت کا حق ہوگا۔ کوئی شخص امام کے مصلے اور کسی آدمی کے گھر میں اس کی مسند پر بلا اجازت بیٹھنے کی کوشش نہ کرے۔ مسلم کی دوسری روایت میں آپ کے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں کوئی شخص دوسرے کے مقتدیوں کی جماعت نہ کروائے (اس سے مراد بلا اجازت امامت کروانا ہے۔)

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلْيُؤْمِّهُمْ أَحَدُهُمْ وَأَحْقُهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَاهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. 2-453

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ رسول مکرم ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں جب نمازی تین ہوں تو ایک ان میں جماعت کروائے اور جسے قرآن مجید زیادہ یاد ہے اسے امامت کا حق ہوگا۔ (مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا بِمَاءِ النَّاسِ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ نَسْأَلُهُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا هَذَا

حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک ایک تالاب کے قریب لوگوں کی راہگزر کے ساتھ رہائش

الرَّجُلُ فَيَقُولُونَ يَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ أَرْسَلَهُ أَوْحَى إِلَيْهِ أَوْحَى إِلَيْهِ كَذَا وَكُنْتُ أَحْفَظُ ذَلِكَ الْكَلَامَ فَكَأَنَّمَا يُغَرِّى فِي صَدْرِي وَكَانَتْ الْعَرَبُ تَلُومُ بِإِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ فَيَقُولُونَ اتْرُكُوهُ وَقَوْمُهُ فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ وَبَدَرَ أَبِي قَوْمِي بِإِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ جِئْتُكُمْ وَاللَّهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينٍ كَذَا وَصَلَاةَ كَذَا فِي حِينٍ كَذَا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ فَلْيُؤْمِّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا فَنَظَرُوا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي لَمَّا كُنْتُ أَتْلُقِي مِنَ الرُّكْبَانِ فَقَدَّمُونِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِينَ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصْتُ عَنِّي فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ أَلَا تَغْطُونَ عَنَّا اسْتَ قَارِبِكُمْ فَاسْتَرَوْا فَقَطَعُوا لِي قَمِيصًا فَمَا فَرَحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحَنِي بِذَلِكَ الْقَمِيصِ. (بخاری) 3-454

پذیر تھے جب ہمارے پاس سے قافلے گزرتے تو ہم ان سے مکہ کے حالات و واقعات پوچھا کرتے تھے کہ یہ شخص کیسا ہے؟ وہ جواب دیتے کہ وہ اللہ کے رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ مجھ پر فلاں فلاں وحی نازل ہو چکی ہے۔ عمرو بن سلمہ ؓ کہتے ہیں کہ میں ان سے وہ آیات سن کر اپنے سینے میں جاگزیں کر لیا کرتا تھا۔ اور عرب کے لوگ فتح مکہ کے انتظار میں تھے اس لئے وہ کہتے اسے اور اس کے اصحاب کو اسی حالت میں چھوڑ دیا جائے اگر وہ ان لوگوں پر غالب آگیا تو وہ سچا نبی ہوگا۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے جلدی کرنے لگے۔ لیکن میرے والد اسلام قبول کرنے میں اپنی قوم سے سبقت لے گئے جب میرے والد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ حقیقتاً اللہ کے نبی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ فلاں نماز کو فلاں وقت ادا کرو۔ جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں ایک شخص اذان کہے اور پھر وہ شخص جماعت کروائے جو قرآن مجید کو زیادہ جانتا ہو۔ جب لوگوں نے اس بات کا جائزہ لیا تو مجھے ہی سب سے زیادہ قرآن مجید حفظ تھا کیونکہ میں مسافروں سے پوچھ پوچھ کر قرآن یاد

کر لیا کرتا تھا۔ تب انہوں نے مجھے اپنا امام بنایا اور میری عمر چھ سات سال کے قریب تھی اس وقت میرے اوپر ایک دھاری دار چادر تھی جب میں سجدہ کرتا تو بسا اوقات جسم کا کچھ حصہ نگا ہو جاتا یہاں تک کہ قبیلے کی ایک عورت نے کہہ دیا کہ تم اپنے امام کی شرم گاہ کیوں نہیں ڈھانپتے۔ لوگوں نے کپڑا خرید کر میری قمیض سلوائی جسے پہننے سے مجھے بہت ہی زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ الْمَدِينَةَ كَانَ يَوْمُهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ وَفِيهِمْ عُمَرُ وَ أَبُو

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ابتداء ”مہاجرین“ مدینہ منورہ میں آئے تو ان کی امامت ابو حذیفہ کے غلام حضرت سالم ؓ کو روایا کرتے تھے جبکہ مقتدیوں میں

حضرت عمرؓ اور حضرت ابوسلمہؓ بن عبدالاسد بھی موجود
ہوتے۔ (بخاری)

سَلَمَةُ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ. (بخاری) 4-455

فہم الحدیث

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ بچہ اور غلام بھی امامت کروا سکتا ہے۔

خلاصہ باب

- درجہ بدرجہ امامت کے مقدار انخاص
- ۱۔ سب سے زیادہ قرآن مجید جاننے والا امامت کا حقدار ہے۔
 - ۲۔ سنت کو زیادہ جاننے والا۔
 - ۳۔ ہجرت میں سبقت رکھنے والا۔
 - ۴۔ برابری کی صورت میں عمر میں بڑا امامت کروائے گا
 - ۵۔ صاحب مسند کی اجازت کے بغیر اس کی جگہ پر بیٹھنا جائز نہیں۔
 - ۶۔ امام کی خدمت کرنا ضروری ہے۔
 - ۷۔ غلام اور چھوٹے نابالغ بچے کی امامت جائز ہے۔



بَابُ مَا عَلَى الْإِمَامِ

امام کی ذمہ داری

رسول اکرم ﷺ نے امام کو اس بات کا پابند فرمایا کہ وہ درمیانے درجے کی نماز پڑھائے نماز اس قدر طویل نہ ہو کہ جس سے نمازی اکتاہٹ اور تھکاوٹ محسوس کریں اور اتنی ہلکی بھی نہیں ہونی چاہیے کہ نمازیوں کی تسبیحات رکوع و سجود ہی ادھورے رہ جائیں اور اس لئے آپ ﷺ درمیانے انداز سے جماعت کروایا کرتے تھے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آج تک کسی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز نبی اکرم ﷺ کی نماز سے زیادہ مکمل اور ہلکی ہو۔ اگر آپ بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز ہلکی کر دیتے تاکہ اس کی والدہ پریشان نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے کہ جب میں نماز شروع کرتا ہوں تو میرا ارادہ ہوتا ہے کہ لمبی نماز پڑھی جائے لیکن جب کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو پھر نماز ہلکی کر دیتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بچے کے رونے سے اس کی ماں کو سخت پریشانی ہوگی۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جب تم میں کوئی شخص جماعت کروائے تو اسے ہلکی جماعت کروانی چاہیے۔ کیونکہ نمازیوں میں بیمار کمزور اور معمر لوگ بھی ہوتے ہیں جب وہ اپنے طور پر نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی پڑھ سکتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں مجھے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے۔ اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم کہ فلاں امام کی لمبی جماعت کرانے کی وجہ سے میں صبح کی نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتا۔ حضرت

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَأَيْتُ إِمَامًا قَطُّ أَخَفَّ صَلَوةً وَلَا أَتَمَّ صَلَوةً مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَإِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ أَنْ تُفْتَنَ أُمُّهُ. (متفق عليه) 1-456

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي لَا دُخْلَ فِي الصَّلَوةِ وَأَنَا أُرِيدُ إِطَالَتَهَا فَاسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاتَجَوَّزُ فِي صَلَوتِي مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ مِنْ بُكَائِهِ. (بخاری) 2-457

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنْ فِيهِمْ السَّقِيمُ وَالضَّعِيفُ وَالْكَبِيرُ وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ. (متفق عليه) 3-458

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللَّهِ يَارَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَا تَأْخُرُ عَنْ صَلَوةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فَلَانٍ مِمَّا يَطِيلُ بِنَا فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ

مِنْكُمْ مُتَّقِينَ فَإِنَّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ
فَلْيَجْزُوا فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ
وَذَا الْحَاجَةِ. (متفق عليه) 4-459

ابو مسعودؓ کہتے ہیں کہ آپ اس قدر غصے کے ساتھ فرمانے
لگے کہ میں نے آج تک آپ کو اس قدر ناراض ہوتے
ہوئے نہیں دیکھا۔ فرمایا کہ تم میں کچھ لوگ نفرتیں پیدا کرنے

والے ہیں۔ پس تم میں جو شخص جماعت کروائے اسے ہلکی نماز پڑھانی چاہیے۔ کیونکہ نمازیوں میں ضعیف، بوڑھے اور مصروف
لوگ بھی ہوتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ رسول معظم ﷺ کا فرمان بیان
کرتے ہیں جو تمہاری جماعت کرائیں اگر وہ صحیح امامت
کروائیں تو تمہاری نماز پوری ہوئی اور اگر وہ کی کریں تو اس
کی ذمہ داری ان پر ہوگی۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
يُصَلُّونَ لَكُمْ فَإِنْ أَصَابُوا فَلكُمْ وَإِنْ أَخْطَأُوا
فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. 5-460

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم
ﷺ نے مجھے آخری وصیت کرتے ہوئے حکم دیا جب تم کسی
قبیلے کے امام بنو تو انہیں ہلکی نماز پڑھاؤ۔ (مسلم) دوسری
روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اپنے قبیلے
میں جماعت کروایا کرو۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول
ﷺ! میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا فرمایا ذرا قریب
ہو جاؤ۔ مجھے اپنے سامنے بٹھاتے ہوئے اپنا دست مبارک
میرے سینے کے درمیان رکھا پھر فرمایا اب اپنا منہ دوسری
طرف کرو پھر اپنے دست شفقت کو گردن کے پیچھے میرے
کندھوں کے درمیان رکھتے ہوئے فرمایا اپنی قوم کی امامت
کروادیا کرو۔ جو بھی امامت کروائے اسے یہ خیال رکھنا
چاہیے کہ نمازیوں میں بوڑھے، مریض، کمزور اور مصروف

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ ؓ قَالَ قَالَ آخِرُ مَا
عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَمَمْتَ قَوْمًا
فَأَخِفْ بِهِمُ الصَّلَاةَ (رواه مسلم وفي رواية
لَهُ) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ أَمْ قَوْمَكَ
قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي
شَيْئًا قَالَ أَذْنُهُ فَأَخْبَسَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ
كَفَّهُ فِي صَدْرِي بَيْنَ ثَدْيَيْ ثُمَّ قَالَ تَحَوَّلْ
فَوَضَعَهَا فِي ظَهْرِي بَيْنَ كَتِفَيْ ثُمَّ قَالَ أَمْ
قَوْمَكَ فَمَنْ أَمْ قَوْمًا فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ
الْكَبِيرَ وَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ وَإِنَّ فِيهِمُ
الضَّعِيفَ وَإِنَّ فِيهِمُ ذَا الْحَاجَةِ فَإِذَا صَلَّى
أَحَدُكُمْ وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ. 6-461

لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جب کوئی اکیلا نماز پڑھے وہ جتنی چاہے طویل کر سکتا ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ امام بچے کے رونے کی وجہ سے نماز ہلکی کر سکتا ہے۔ ۲۔ نماز میں کمی و بیشی کا ذمہ دار امام ہوگا۔ ۳۔ نماز ہلکی مگر مکمل پڑھانی
چاہیے۔ ۴۔ نماز میں کمزوروں، مسافروں، مصروف لوگوں اور چھوٹے بچوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

بَابُ مَا عَلَى الْمَأْمُومِ مِنَ الْمُتَابَعَةِ وَحُكْمِ الْمَسْبُوقِ

امام کی پیروی اور بعد میں شامل ہونے والے کے لیے حکم

امامت کا مقصد یہ ہے کہ لوگ امام کی اتباع کریں۔ اس میں نظم و ضبط اور اجتماعیت کا سبق پایا جاتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ لوگو تمہیں امام سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے جان بوجھ کر آگے بڑھنے والے کے بارے میں آپ نے یہ الفاظ فرمائے ہیں۔ کہ امام سے سبقت کرنے والے مقتدی کو ڈرنا چاہیے کہیں اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے جیسا نہ کر دے۔ امام سے آگے بڑھنے میں نمازی کی نماز میں بے قراری ظاہر ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ مقتدی رکوع و سجود میں جتنی چاہے جلدی کی کوشش کرے امام سے پہلے تو نہیں فارغ ہو سکتا۔ لہذا یہ گدھے جیسی حماقت ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت برآ بن عازب ؓ فرماتے ہیں ہم نبی محترم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے آپ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنے کے بعد سجدے کے لیے جب تک اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھتے ہم سجدے کے لیے اپنی کمر نہ جھکایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں رسول کریم ﷺ نے ہماری جماعت کروائی پھر نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف چہرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں رکوع اور سجود، قیام اور سلام میں مجھ سے آگے نہ بڑھا کرو یقیناً میں تمہیں اپنے سامنے اور عقب سے بھی دیکھتا ہوں۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ امام سے آگے نہ بڑھا کرو۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو وہ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم آمین کہو۔ وہ رکوع میں جائے تو تم رکوع کرو جب وہ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔ (بخاری و مسلم) مگر بخاری نے جب وہ وَلَا الضَّالِّينَ یہ ذکر نہیں کیا۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَحْنُ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ جَبْهَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ. (متفق عليه) 1-462

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بَوَّجْهِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي إِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْإِنْصِرَافِ فَإِنِّي أَرَاكُمْ أَمَامِي وَمِنْ خَلْفِي. (مسلم) 2-463

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَبَادِرُوا الْإِمَامَ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّ الْبُخَارِيَّ لَمْ يَذْكُرْ وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ. 3-464

عَنْ أَنَسٍ ۖ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا
فَصَرَعَ عَنْهُ فَجَحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَصَلَّى
صَلَاةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَأَاهُ
فَعُودًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ
لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا
رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ
سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا لَكَ
الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا
أَجْمَعُونَ قَالَ الْحَمِيدِيُّ قَوْلُهُ إِذَا صَلَّى جَالِسًا
فَصَلُّوا جُلُوسًا هُوَ فِي مَرَضِهِ الْقَدِيمِ ثُمَّ صَلَّى
بَعْدَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ جَالِسًا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ
قِيَامًا لَمْ يَأْمُرْهُمْ بِالْقُعُودِ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ
فَالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ
وَاتَّفَقَ مُسْلِمٌ إِلَى أَجْمَعُونَ وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ فَلَا
تُخْتَلَفُوا عَلَيْهِ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا 4-465

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ رسول معظم
ﷺ گھوڑے پر سوار تھے کہ آپ گھوڑے سے گر گئے جس سے
آپ کے جسم مبارک کا دایاں پہلو زخمی ہوا جس کی وجہ سے آپ
نے بیٹھ کر نماز پڑھائی ہم نے بھی آپ کی اقتدا میں بیٹھ کر نماز
پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوتے ہوئے فرمایا امام اس لیے مقرر کیا
جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ کھڑا ہو کر جماعت
کرائے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو وہ رکوع کرے تو تم رکوع
کرو۔ جب وہ رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ
حَمِدَهُ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔ جب وہ بیٹھ کر نماز
پڑھائے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھا کرو۔ امام حمیدی کہتے ہیں
آپ ﷺ کا یہ فرمان جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی
بیٹھ کر پڑھا کرو۔ آپ ﷺ کی پرانی بیماری کی وجہ سے تھا اس
کے بعد آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ
کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے آپ نے ان کو بیٹھنے کا
حکم نہیں دیا آپ ﷺ کا یہ آخری عمل امت کے لیے

حُجَّت ہے۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔ مسلم نے أَجْمَعُونَ کے الفاظ تک وہی حدیث بیان کی ہے لیکن ایک روایت میں الفاظ زائد
ہیں تم امام سے اختلاف نہ کرو۔ جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب رسول کریم
ﷺ زیادہ بیمار ہو گئے تو بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نماز کی اطلاع دینے
کے لیے حاضر ہوئے آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ابو بکر کو کہیے
کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ان دنوں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں
کو نماز پڑھاتے رہے۔ جب آپ ﷺ نے بیماری میں
تخفیف محسوس فرمائی تو آپ ﷺ دو آدمیوں کے سہارے
مسجد میں آئے۔ کمزوری کی وجہ سے آپ کے پاؤں زمین پر
گھسٹ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ جَاءَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُهُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ مَرُّوا أَبَا
بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الْأَيَّامَ
ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً فَقَامَ يُهَادِي
بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجَالَهُ تَخْطَأْنَ فِي الْأَرْضِ حَتَّى
دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ
يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ لَا يَتَأَخَّرَ
فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ فَكَانَ أَبُو

بُكَرٌ يُصَلِّي قَائِمًا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي قَاعِدًا يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ يَقْتَلُونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا يُسْمَعُ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ التَّكْبِيرَ. 5-466

حضرت ابو بکر ؓ آپ کے آنے کی آہٹ محسوس کر کے پیچھے ہٹے گئے۔ آپ نے اشارے سے انہیں پیچھے ہٹنے سے روک دیا۔ آپ حضرت ابو بکر ؓ کے بائیں جانب تشریف فرما ہوئے حضرت ابو بکر ؓ کھڑے ہو کر جماعت کر رہے تھے

رسول کریم ﷺ ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز ادا کر رہے تھے ابو بکر ؓ رسول محترم ﷺ کی اقتدا کرتے تھے اور لوگ ابو بکر ؓ کی نماز کے مطابق نماز پڑھ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم) ایک دوسری روایت میں ہے ابو بکر ؓ لوگوں کو تکبیر کی آواز پہنچاتے تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَا يَخْشَى الذِّئْبُ يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ. (متفق عليه) 6-467

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے اسے اس بات سے خوفزدہ ہونا چاہیے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کی شکل میں تبدیل نہ کر دے۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ أَلَا تُحَدِّثُنِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ بَلَى ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ فَقُلْنَا لَا يَارَسُولَ اللَّهِ وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ فَقَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ فَلَذَبَ لِينُوءَ فَأَغْمَى عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَارَسُولَ اللَّهِ قَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِينُوءَ فَأَغْمَى عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِينُوءَ فَأَغْمَى عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے آپ ﷺ کی بیماری کی تفصیلات ارشاد فرمائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کیوں نہیں جب آپ ﷺ شدید بیمار ہوئے تو استفسار فرمایا کیا لوگوں نے نماز ادا کر لی ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں اللہ کے رسول۔ وہ تو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ حکم ہوا میرے لیے برتن میں پانی رکھا جائے ہم نے پانی کا انتظام کیا آپ ﷺ نے غسل فرمایا لیکن جب نماز کے لیے اٹھنے لگے تو آپ بے ہوش ہو گئے تھوڑی دیر بعد ہوش آیا تو فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں وہ تو آپ کے انتظار میں ہیں۔ حکم ہوا میرے لیے پھر برتن میں پانی لایا جائے جب غسل فرما کر اٹھنے لگے تو دوبارہ غشی طاری ہو گئی جب افاقہ ہوا تو سوال فرمایا کہ لوگ نماز سے فارغ ہو گئے ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں وہ تو اب

رَسُولَ اللَّهِ وَالنَّاسُ عُكُوفٌ فِي الْمَسْجِدِ
يَنْتَظِرُونَ النَّبِيَّ ﷺ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ
فَارْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَبِي بَكْرٍ بِأَنْ يُصَلِّيَ
بِالنَّاسِ فَاتَاهُ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ
وَكَانَ رَجُلًا رَقِيقًا يَأْغُمُرُ صَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ لَهُ
عُمَرُ أَنْتَ أَحَقُّ بِذَلِكَ فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ
بِلِكَ الْآيَامِ ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ
خِيفَةً وَخَرَجَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ
لِصَلَاةِ الظُّهْرِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَلَمَّا
رَأَاهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ
ﷺ بِأَنْ لَا يَتَأَخَّرَ فَقَالَ أَجْلِسَانِي إِلَى جَنْبِهِ
فَاجْلِسَا إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ
قَاعِدٌ وَقَالَ عَبِيدُ اللَّهِ فَدَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ أَلَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا
حَدَّثْتَنِي عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
قَالَ هَاتِ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَدِيثَهَا فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ
شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَسَمْتُ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِي
كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ (متفق)

(عليه) 7-468

بھی آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ اب تیسری دفعہ پانی لانے کا
حکم دیا غسل فرما کر اٹھنے ہی لگے تھے بے ہوش ہو گئے جب
طبیعت سنبھلی تو استفسار فرمایا کہ کیا لوگوں نے ابھی تک نماز
نہیں پڑھی؟ عرض کیا گیا نہیں آقا وہ تو آپ کا عشاء کی نماز
کے لیے مسجد میں انتظار کر رہے تھے۔ نماز میں بہت تاخیر ہو
چکی تھی آپ نے پیغام بھیجا کہ ابو بکرؓ لوگوں کو نماز
پڑھائیں۔ آپ کے پیغام دینے والے نے ابو بکرؓ کو
عرض کیا کہ رسول محترم ﷺ کا حکم ہے کہ آپ جماعت
کروائیں۔ حضرت ابو بکرؓ نہایت نرم دل انسان تھے اس
لیے انہوں نے حضرت عمرؓ کو فرمایا کہ آپ جماعت
کروائیں لیکن جناب عمرؓ نے کہا آپ امامت کے زیادہ اہل
ہیں۔ تب حضرت ابو بکرؓ ان دنوں جماعت کرواتے
رہے۔ بعد ازاں جب نبی کریم ﷺ کی طبیعت کچھ
سنبھل گئی تو آپ دو آدمیوں کے سہارے جن میں ایک
آپ کے چچا عباس تھے ظہر کی نماز کے لیے تشریف لائے
جبکہ حضرت ابو بکر جماعت کروا رہے تھے تو وہ آپ کی
آہٹ سن کر پیچھے ہٹنے لگے تاکہ آپ ﷺ کے لیے مصلی
خالی ہو جائے۔ پیچھے نہ ہٹنے کا اشارہ فرما کر آپ نے ان
دو آدمیوں کو حکم دیا کہ مجھے ابو بکر کے پہلو میں بٹھا دیا جائے
اس طرح آپ ﷺ حضرت ابو بکر کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

اس حدیث کے راوی عبید اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے بارے میں یہ سنا ہے تو انہوں نے فرمایا بیان کیجئے میں نے جو
سنا تھا وہ پورے کا پورا جب ابن عباس کے سامنے بیان کیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کسی بات کا انکار نہیں کیا
صرف اتنا کہا کہ کیا میں آپ کو اس شخص کا نام نہ بتاؤں؟ جو حضرت عباسؓ کے ساتھ دوسرے تھے میں نے عرض کیا کیوں
نہیں؟ فرمایا کہ وہ حضرت علیؓ تھے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ امام سے پہلے رکوع وسجود کرنا منع ہے۔
- ۲۔ مقتدی قرآن مجید کی تلاوت کے علاوہ قیام رکوع وسجود اور تکبیرات میں امام کی اتباع کرے گا۔
- ۳۔ معذوری کی حالت میں امام بیٹھ کر اور مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے۔
- ۴۔ جان بوجھ کر امام سے آگے بڑھنے والے کے چہرے کو ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ گدھے کے چہرے میں تبدیل کر دے۔
- ۵۔ مقتدیوں کو امام کی آمد کا انتظار کرنا چاہیے۔
- ۶۔ امام جب سرسجدہ میں رکھے تو پھر مقتدیوں کو سجدہ میں جانا چاہیے۔



بَابُ مَنْ صَلَّى صَلَاةَ مَرَّتَيْنِ

فرض نماز دو دفعہ ادا کرنا

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمْ. (متفق علیہ) 1-469

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرتے پھر آ کر اپنے قبیلے کی امامت کروایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهُ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ فَيُصَلِّي بِهِمُ الْعِشَاءَ وَهِيَ لَهُ نَافِلَةٌ (رواه البخاری) 2-470

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے پھر اپنے قبیلہ جا کر انہیں عشاء کی نماز پڑھایا کرتے یہ نماز آپ کے لیے نفل ہوتی تھی۔ (بخاری)

فہم الحدیث

حدیث کی دوسری کتب میں اس روایت کی تفصیل اس طرح پائی جاتی ہے کہ حضرت معاذ عام طور پر عشاء کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھا کرتے تھے۔ بعد میں آ کر اپنے محلے میں عشاء کی امامت کراتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عشاء کے فرض ادا کرتے اور اپنی مسجد میں چار نفل نماز کی نیت کرتے۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ امام اور مقتدی کی نیت یکساں ہونا ضروری نہیں کیوں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فرض ادا کرنے کی سعادت کے لیے وہاں نماز ادا کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ اپنے محلے میں وہ نفل کی نیت سے کھڑے ہوتے تھے کیوں کہ فرض نماز شرعی عذر کے بغیر دوبارہ پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔

خلاصہ باب

- ۱۔ امام دوسری دفعہ امامت کروا سکتا ہے۔
- ۲۔ امام اور مقتدی کی ایک ہی نماز اور ایک ہی نیت ہونا ضروری نہیں۔



بَابُ السُّنَنِ وَفَضَائِلِهَا

سنت نماز کے فضائل

فرض نماز سے پہلے نفل اور سنتیں ادا کرنے سے فرضوں میں آمادگی اور خشوع و خضوع میں اضافہ ہوتا ہے قیامت کے دن فرض نماز میں ہونے والی کمی و کوتاہی کو نوافل کے ذریعے پورا کیا جائے گا۔ اس لیے آپ ﷺ نفل نماز کی فضیلت اور اس کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان اللہ کی رضا کے لیے ہر روز فرضوں کے علاوہ بارہ رکعتیں نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتے ہیں یا اس کے لیے جنت میں گھر تیار کیا جاتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيَ لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ اثْنَيْ عَشَرَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ أَوْ إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. (مسلم) 1-471

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ کے ساتھ آپ کے گھر میں دو رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت بعد از ظہر اور دو رکعت مغرب کے بعد پھر آپ کے گھر میں عشاء کے بعد دو رکعتیں ادا کیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کے فرضوں سے پہلے نسبتاً ہلکی دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ قَالَ وَحَدَّثَنِي حَفْصَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ. (متفق عليه) 2-472

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں جمعہ کے فرض کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے البتہ جب گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ. (متفق عليه) 3-473

فہم الحدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے چھوٹے بھائی تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنْ تَطَوُّعِهِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ سَعْرَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الْوُتْرُ وَكَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا وَكَانَ إِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ وَكَانَ إِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ وَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ 4-474

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. (متفق عليه) 5-475
وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا. (مسلم)
6-476

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ ؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةً أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً. (متفق عليه) 7-477

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

حضرت عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی نفل نماز کے بارے میں پوچھا تو وہ ارشاد فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے پھر جماعت کے لیے نکلتے۔ جب واپس آتے تو پھر دو رکعت ادا کرتے جب مغرب کی جماعت کروا کر گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے پھر عشاء کی نماز لوگوں کو پڑھانے کے لیے تشریف لے جاتے جب واپس پلٹتے تو گھر میں دو رکعتیں ادا فرماتے۔ آپ ﷺ کی تہجد کی نماز وتر سمیت نو رکعتیں ہوتی تھی۔ جب کھڑے ہو کر تہجد ادا کرتے تو طویل قیام فرماتے اور بیٹھ کر پڑھتے تو بھی کافی دیر بیٹھے رہتے قیام کی حالت میں رکوع بھی اور سجود بھی کھڑے ہو کر کرتے بیٹھ کر تلاوت کرنے کی صورت میں رکوع و سجود بیٹھ کر ادا کرتے تھے اور جب فجر کا وقت ہوتا تو دو رکعتیں ادا فرماتے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نفل نماز میں سب سے زیادہ آپ ﷺ صبح کی سنتوں کا اہتمام کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتی ہیں کہ صبح کی دو سنتیں دنیا اور اس کی ہر چیز سے افضل ہیں۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ الفاظ دو مرتبہ ادا فرمائے کہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں ادا کیا کرو اور تیسری دفعہ یہ ارشاد فرمایا جس کی مرضی ہے وہ پڑھے۔ یہ الفاظ اس لیے ادا فرمائے کہ کہیں لوگ اسے لازم تصور نہ کریں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ
أَرْبَعًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي أُخْرَى لَهُ قَالَ إِذَا صَلَّيْ
أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا. 8-478

ارشاد فرمایا جو تم میں جمعہ کے بعد نماز پڑھے اسے چار رکعتیں
پڑھنی چاہئیں۔ (مسلم) ایک روایت میں ہے جب تم میں
سے کوئی جمعہ کی نماز ادا کرے تو اسے اس کے بعد چار رکعت
نماز ادا کرنی چاہیے۔

الفصل الثالث

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا تَرَكَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَطُّ
عِنْدِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَتْ
وَالَّذِي ذَهَبَ بِهِ مَاتَرَ كُهُمَا حَتَّى يَلْقَى
اللَّهُ. 9-479

تیسری فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ
نے میرے ہاں عصر کے بعد دو سنتیں کبھی نہیں
چھوڑیں (بخاری و مسلم)۔ بخاری کی ایک روایت میں
ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اس ذات کی
قسم جس نے آپ کو فوت کر لیا آپ ﷺ نے دو رکعت
نماز نہیں چھوڑی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ قُلْفُلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ
سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ؓ عَنِ التَّطَوُّعِ
بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ الْإِيْدِي
عَلَى صَلَوةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكُنَّا نَصَلِّي عَلَى
عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ
الشَّمْسِ قَبْلَ صَلَوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهُ أَكَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّيهِمَا قَالَ كَانَ يَرَانَا
نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا.

مختار بن قفل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے انس بن
مالک ؓ سے عصر کے بعد نفلوں کے بارے میں سوال کیا تو وہ
فرمانے لگے حضرت عمر ؓ تو عصر کے بعد نفل پڑھنے والوں کو
سزا دیا کرتے تھے اور ہم رسول محترم ﷺ کے زمانے میں سورج
غروب ہونے کے بعد اور نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا
کرتے تھے۔ مختار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت
انس ؓ سے پوچھا کہ آپ ؓ بھی یہ نفل پڑھا کرتے تھے؟
انہوں نے جواب دیا آپ ہمیں یہ نفل پڑھتے ہوئے دیکھتے تو

فہم الحدیث

اسی باب میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے موجود ہے کہ آپ ﷺ جمعہ کے بعد اپنے گھر آ کر دو رکعتیں
ادا کیا کرتے تھے اور اس فرمان میں چار سنتیں پڑھنے کی ترغیب دی جا رہی ہیں۔ دونوں روایات کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ علماء
نے یہ نقطہ نظر پیش کیا ہے کہ اگر خطیب ہو تو اس کے لیے دو ہی رکعتیں کافی ہیں کیونکہ اسے یہ رعایت اس لیے ہے کہ اس نے
کھڑے ہو کر خطبہ دیا ہے جبکہ دوسروں کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ اس تخصیص کی بجائے ان احادیث کا یہ مطلب لینا چاہئے کہ عام طور
پر جمعہ کے بعد چار ہی رکعتیں ادا کرنی چاہئیں اگر کوئی دو رکعتیں ادا کرتا ہے تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔ علماء کی اکثریت کا خیال
ہے کہ نماز عصر کے بعد دو سنتیں ادا کرنا آپ ﷺ کے لیے خاص تھیں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَرَكَعُوا رَكَعَتَيْنِ حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صَلَّيْتُ مِنْ كَثَرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا. (مسلم) 11-481

عَنْ مُرَّةِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ عُقْبَةَ الْجُهَنِيَّ فَقُلْتُ أَلَا أَعْجَبُكَ مِنْ أَبِي تَمِيمٍ يُرَكِّعُ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ فَمَا يَمْنَعُكَ الْآنَ قَالَ الشُّغْلُ. (بخاری)

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ إِنْ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَأَاهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُورَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قُمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تُكَلِّمَ أَوْ تَخْرُجَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذَلِكَ أَنْ لَا نُوَصَلَ بِصَلَاةٍ حَتَّى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ. (مسلم) 13-483

نہ پڑھنے کا حکم دیتے تھے اور نہ منع کرتے تھے۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں جب مؤذن مغرب کی اذان دیتا لوگ ستونوں کو سامنے رکھتے ہوئے دو رکعت نماز ادا کرتے اجنبی دی مسجد میں داخل ہوتا تو وہ نفل پڑھنے والوں کی کثرت دیکھ کر خیال کرتا شاید نماز مغرب پڑھی جا چکی ہے۔ (مسلم)

حضرت مرثد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عقبہ جہنی کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کو ایک عجیب بات کی خبر دیتا ہوں کہ حضرت ابو تمیم رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز سے پہلے دو نفل ادا کرتے ہیں۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ نفل ہم رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں پڑھا کرتے تھے۔ مرثد عرض کرتے ہیں اب آپ کو کیا رکاوٹ ہے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بس مصروفیات۔ (بخاری)

عمرو بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے نافع بن جبیر نے حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھنے کے لیے بھیجا کہ کیا تجھے فلاں نماز کے بارے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ٹوکا تھا؟ تو حضرت سائب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ ایسے ہوا تھا کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کی نماز مقصورہ میں پڑھی جب امام نے سلام پھیرا تو میں فوراً اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جمعہ پڑھ کر اپنے گھر گئے تو مجھے اپنے گھر بلا کر فرمایا کہ آئندہ اس طرح نماز نہ پڑھنا جب تم جمعہ کے فرض ادا کرو تو فوراً کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے جب تک کہ آدمی

کوئی کلمہ کلام نہ پڑھ لے یا پھر مسجد سے نکل جائے رسول معظم ﷺ ہمیں یہ حکم دیا کرتے تھے کہ وہ فرض اور نفلوں کے درمیان کلام یا مسجد سے نکلنے کا وقفہ کیا کریں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس واقعہ اور حدیث مبارک کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز کے معاً بعد نفل، سنتیں شروع نہیں کرنی چاہئیں بلکہ فرض اور نفل نماز کے درمیان کچھ وقفہ ہونا چاہیے۔ جس کی دو صورتیں ہیں اگر اسی جگہ پر نماز ادا کرنی ہے تو آدمی کچھ نہ کچھ ذکر کرنے کے بعد اسی جگہ نفل پڑھے۔ مسجد سے نکل جانے کا مقصد یہ ہے آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق کہ لوگو اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ کیونکہ قبرستان میں نماز پڑھنی منع ہے بلکہ تم نفلی نماز اپنے گھروں میں ادا کیا کرو اس لیے اس حدیث میں مسجد سے نکل جانے کے الفاظ ذکر ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ کے زمانے میں جو لوگ نفل نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے وہ فرض اور نفل کے درمیان فرق رکھنے کے لئے کچھ ذکر یا جگہ تبدیل کر لیا کرتے تھے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ صبح کی سنتیں سفر و حضر میں پڑھنی چاہئیں۔
- ۲۔ مغرب کی اذان کے بعد اور فرض نماز سے پہلے دو نفل پڑھنے چاہئیں۔
- ۳۔ قضا نماز عصر کے بعد ادا کی جاسکتی ہے۔
- ۴۔ فرض نماز کے بعد بلا عذر فوراً نماز شروع نہیں کرنی چاہیے۔
- ۵۔ نماز عصر کے بعد دو نفل آپ کے لیے خاص تھے۔



بَابُ صَلَوةِ اللَّيْلِ

نمازِ تہجد

شب زندہ داری کے روحانی، جسمانی ثمرات و برکات

سحری کا وقت حاجات و مناجات اور سکون و اطمینان کے لئے ایسا وقت ہے کہ لیل و نہار کا کوئی دوسرا لمحہ ان لحات کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ زمین و آسمان کی وسعتیں نورانی کیفیت سے لبریز دکھائی دیتی ہیں۔ ہر طرف سکون و سکوت انسان کی فکر و نظر کو جلا بخشنے کے ساتھ خالق حقیقی کی طرف متوجہ کر رہا ہوتا ہے۔ ایک طرف رات اپنے سیاہ فام دامن میں ہر ذی روح کو سلوائے ہوئے ہے اور دوسری طرف بندہ مومن اپنے خالق حقیقی کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لئے کروٹیں بدلتا ہوا اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ کہیں نیند کی غفلت میں یہ بابرکت اور پر نور لحات گزر نہ جائیں۔ وہ ٹھنڈی راتوں میں بخ پانی سے وضو کر کے رات کی تاریکیوں میں لرزتے ہوئے وجود اور کائناتی ہوائی آواز کے ساتھ شکر و حمد اور فقر و حاجت کے جذبات میں زار و قطار روتا ہوا فریاد کناں ہوتا ہے۔ وہ آنسوؤں کے قطروں سے اس طرح اپنی ردائے حیات کو دھو ڈالتا ہے کہ اس کا دامن گناہوں کی آلودگی سے پاک اور وجود ہر قسم کی تھکن سے ہلکا ہو جاتا ہے کیونکہ طویل ترین قیام اور دیر تک رکوع و سجود میں پڑا رہنے سے تہجد بندہ مومن کو ذہنی اور جسمانی توانائی سے ہم کنار کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کی اس صفت کا اس طرح تذکرہ فرماتے ہیں:

تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ طَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ○ (السجدة ۱۶:۳۲)

”وہ اپنے بستر سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہوئے اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔“

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی معظم ﷺ عشاء کی نماز کے بعد اور فجر سے پہلے گیارہ رکعت ادا کیا کرتے تھے ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک وتر ادا کرتے۔ اور اس قدر سجدہ لمبا کرتے کہ اس دورانہ میں اگر تم میں سے کوئی پچاس آیات کی تلاوت کرنا چاہے تو وہ کر سکتا تھا جب مؤذن فجر کی اذان کہتا اور صبح نمایاں ہو جاتی آپ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَوةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُؤْتِرُ بِوَاحِدَةٍ فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذَلِكَ قَلْبَرًا مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَوةِ

الْفَجْرِ وَبَيْنَ لَهُ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْإِقَامَةِ فَيُخْرِجُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ 1-484

مختصر دو رکعتیں ادا کرتے اور پھر دائیں جانب چند لمحے لیٹ جاتے اور پھر مؤذن نماز کی اطلاع کرتا تو آپ ﷺ گھر سے تشریف لے جاتے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ سے تین یا پانچ وتر پڑھنا بھی ثابت ہیں۔ جب کہ اس حدیث میں ایک وتر پڑھنے کا ثبوت مل رہا ہے۔ لہذا جو لوگ ایک وتر پڑھنا اچھا نہیں سمجھتے انہیں اپنے عمل پر غور کرنا چاہیے۔

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي وَلَا اضْطَجَعَ. (مسلم) 2-485

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں جب آپ ﷺ فجر کی دو رکعتیں ادا کر لیتے اگر میں بیدار ہوتی تو کوئی بات چیت فرماتے ورنہ لیٹ جاتے تھے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

یہاں اور جن روایات میں آتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تہجد پڑھ رہے ہوتے اور میں سلیٹی ہوتی۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ ام المومنین تہجد نہیں پڑھا کرتی تھی۔ کیونکہ دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے گھر والوں کو تہجد کی تلقین فرمایا کرتے تھے لہذا ان احادیث کا یہ معنی ہے کہ ان ایام میں وہ نماز پڑھنے سے شرعاً معذور ہوتی تھیں۔ یا پھر ام المومنین نبی اکرم ﷺ سے تھوڑا وقت ٹھہر کر تہجد کے لئے اٹھتی تھیں۔

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ. (متفق علیہ) 3-486

یہ حدیث بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی روایت کرتی ہیں کہ جب نبی محترم ﷺ صبح کی سنتیں ادا کر لیتے تو اپنے دائیں پہلو پر تھوڑی دیر لیٹ جاتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكَعَةً مِنْهَا الْوُتْرُ وَرَكَعَتَا الْفَجْرِ. (مسلم) 4-487

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کا فرمان ہے کہ نبی کریم ﷺ رات میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے ان میں ایک وتر اور دو رکعت فجر کی سنتیں ہوا کرتی تھیں۔ (مسلم)

عَنْ مُسْرُوقٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَتِسْعٌ وَاحْدَى عَشْرَةَ رَكَعَةً سِوَى رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ. (بخاری) 5-488

جناب مسروق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی تہجد کے بارے میں سوال کیا تو فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی تہجد صبح کی سنتوں کے علاوہ سات، نو اور گیارہ رکعتیں ہوا کرتی تھی۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ بِرَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. (مسلم) 6-489

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَحِ الصَّلَاةَ بِرَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. (مسلم) 7-490

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَشَّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ أَلَّةٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَخِيرِ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الْقُرْبَةِ فَأَطْلَقَ سِنَاقَهَا ثُمَّ صَبَّ فِي الْجَفْنَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَضُوءً حَسَنًا بَيْنَ الْوُضُوءَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ فَقَامَ فَصَلَّى فَقُمْتُ وَتَوَضَّأْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَتَأَمَّتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ فَأَذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ فِي دُعَائِهِ (اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ يَسَارِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا وَخَلْفِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا وَزَادَ بَعْضُهُمْ وَفِي لِسَانِي نُورًا وَذَكَرَ وَعَصْبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعْرِي وَبَشْرِي)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی نبی محترم ﷺ کی تہجد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ جب آپ تہجد کا آغاز کرتے تو پہلی دو رکعتیں ہلکی پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص رات کی نماز پڑھے تو اسے پہلی دو رکعتیں ہلکی پھلکی ادا کرنی چاہئیں۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ میں اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات ٹھہرا اور نبی اکرم ﷺ کا قیام بھی وہیں تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے کچھ دیر گھر والوں کے ساتھ گفتگو فرمائی اور اس کے بعد آرام فرمانے لگے۔ جب رات کا تیسرا حصہ یا کچھ وقت باقی تھا تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہوئے ان آیات کی تلاوت کی ”إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ..... لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ“ (آل عمران ۱۹۰:۳) پھر آپ ایک مشکیزے کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور اس کا منہ کھول کر ایک برتن میں پانی لیا پھر پانی کی مناسب مقدار کے ساتھ بہترین انداز میں وضو فرمایا۔ اب نماز کے لئے کھڑے ہوئے پھر میں بھی وضو کر کے آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا آپ نے میرے کان سے پکڑ کر مجھے دائیں جانب کھڑا فرمایا جب تیرہ رکعتیں مکمل ہو گئیں تو سو گئے یہاں تک کہ آپ کے خراثوں کی آواز آنے لگی۔ جب آپ ﷺ سوتے تھے تو خراثے لیا کرتے تھے۔ اب بلال نے نماز کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے تازہ وضو کے بغیر امامت فرمائی اور اس موقع پر دعائیں یہ مانگا کرتے تھے۔ الہی میرے دل، میری آنکھوں، میرے کانوں، میرے دائیں، میرے بائیں، میرے اوپر، میرے

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُمَا (وَاجْعَلْ فِي
نَفْسِي نُورًا وَاعْظِمْ لِي نُورًا وَفِي أُخْرَى
لِمُسْلِمٍ اَللّٰهُمَّ اعْظِنِي نُورًا). 8-491

میرے خون اور بال حتیٰ کہ میرے سارے جسم کو منور فرمادے۔ (بخاری و مسلم) اور دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ
میرے ضمیر میں بھی نور عطا کر اور نور کو میرے لئے زیادہ کر دے۔ مسلم کی دوسری حدیث میں ہے ”اے اللہ مجھے نور عطا فرما۔“

فہم الحدیث

ان روایات میں تہجد کی رکعتوں کی تعداد مختلف ذکر ہوئی ہے۔ جس کی وجہ طبیعت کا میلان، وقت کی کمی اور بعض اوقات رسول
اکرم ﷺ پر اس قدر رقت طاری ہوتی کہ ایک آیت ہی بار بار پڑھتے زار و قطار روتے جاتے جس کی وجہ سے تعداد میں کمی
ہو جاتی تھی۔ البتہ آپ اکثر آٹھ رکعت نفل اور تین وتر ادا کیا کرتے تھے۔ اسی طرح اکثر گیارہ رکعت نماز تہجد پڑھا کرتے تھے
جن روایات میں تیرہ رکعتوں کا ذکر ہے ان میں صبح کی دو سنتیں شامل ہیں۔ سونے کے باوجود آپ کا دل جاگتا تھا۔ اس لئے
آپ ﷺ کو وضو کے بارے میں معلوم ہوتا تھا یہ صرف آپ کی ہی خصوصیت ہے کسی دوسرے آدمی کو اجازت نہیں کہ وہ
سونے کے بعد بغیر وضو کیے نماز پڑھے۔ آپ ﷺ سوتے وقت نہایت ہی ہلکے سے خرا لے لیا کرتے جس سے معلوم ہو جاتا
کہ آپ سو چکے ہیں۔

وَعَنْهُ أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّ فِي
خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ
ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ أَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ
وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتَّى
نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بَسَّ
رَكَعَاتٍ كُلُّ ذَاكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ
هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ. (مسلم)

9-492

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں
کہ میں آپ ﷺ کے ہاں سویا ہوا تھا آپ نے اٹھ کر
مسواک کی پھر وضو کے بعد یہاں سے لے کر آخر تک ان
آیات کی تلاوت کی ان فی خلق السموت
والارض (آل عمران ۳: ۱۹۰-۲۰۰) پھر لمبے قیام
اور رکوع و سجود کے ساتھ دو رکعت ادا کیں پھر بستر پر آ کر
لیٹ گئے یہاں تک کہ آپ کے سونے کی آواز آنے
لگی۔ اس طرح تین دفعہ اٹھ کر آپ نے چھ رکعتیں پڑھیں
اور ہر دفعہ وضو اور مسواک کی اور ہر بار ان آیات کی تلاوت
کی۔ آخر میں تین وتر ادا کئے۔ (مسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَأَرْمُقَنَّ
صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اللَّيْلَةَ فَصَلَّى
رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ

طَوَّلَتَيْنِ طَوَّلَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا
ذَوْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا
ذَوْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثَلَاثَةَ عَشْرَةَ رَكْعَةً رَوَاهُ
مُسْلِمٌ قَوْلُهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا ذَوْنُ
اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا أَرْبَعُ مَرَّاتٍ هَكَذَا فِي صَحِيحِ
مُسْلِمٍ 10-493

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا بَدَأَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَثَقُلَ كَانَ أَكْثَرُ صَلَواتِهِ
جَالِسًا. (متفق عليه) 11-494

کیں پھر دو رکعتیں بہت ہی طویل اس کے بعد دو رکعتیں
ان سے ہلکی اور آخری دو رکعتیں پانچویں اور چھٹی رکعت
سے ہلکی تھیں اس کے بعد وتر ادا کئے اور اس طرح تیرہ
رکعتیں نماز ادا کی۔ (مسلم) مسلم ہی میں دوسری روایت
میں حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کا فرمان منقول ہے وہاں دو
رکعت کا ذکر چار دفعہ آیا ہے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول محترم
ﷺ کا جسم نسبتاً بھاری ہوا آپ اکثر بیٹھ کر تہجد پڑھا کرتے
تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

نبی اکرم ﷺ ہمیشہ کھڑے ہو کر نماز تہجد ادا کیا کرتے تھے جو رکوع و سجود اور قیام کے اعتبار سے نہایت ہی طویل اور ادائیگی
میں بڑی خوبصورتی پائی جاتی تھی۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک ساٹھ سال سے زیادہ ہوئی اور وجود اطہر جوانی کی نسبت
تھوڑا سا بھاری ہوا تو آپ کھڑے ہو کر نماز شروع کرتے طویل ترین قرأت کی وجہ سے بیٹھ جاتے اور رکوع کرنے سے کچھ
دیر پہلے کھڑے ہو کر رکعت پوری فرمایا کرتے تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کے وجود کے
بارے میں اس فرمان کا یہی مقصد ہے کہ آپ کا جسم جوانی کے مقابلے میں زیادہ بھاری ہو گیا تھا۔ سیرت اور حدیث کی کسی
کتاب سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رسول محترم ﷺ کا پیٹ بڑا ہو یا اس قدر وجود بھاری ہو چکا ہو جس سے آپ کے حسن
وجہ اور متوازن سراپا میں کوئی کمی محسوس ہوتی ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ان
مساوی آیات والی سورتوں کو جانتا ہوں جن کو رسول
اللہ ﷺ ملا کر پڑھتے تھے۔ چنانچہ ابن مسعود کی تالیف کے
لحاظ سے شروع مفصل کی بیس سورتوں کا ذکر کیا آپ ایک
رکعت میں دو سورتیں ملاتے تھے۔ آخری سورتیں حم
الدخان اور عم یتساء لون تھیں۔

تیسری فصل

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے ام
المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ
يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ فَلَذَكَرَ عِشْرِينَ سُورَةً مِنْ أَوَّلِ
الْمُفْصَلِ عَلَى تَالِيفِ ابْنِ مَسْعُودٍ سُورَتَيْنِ
فِي رَكْعَةٍ آخِرُهُنَّ حَمَّ الدُّخَانِ وَعَمَّ
يَتَسَاءَلُونَ. (متفق عليه) 12-495

الفصل الثالث

عَنْ مَسْرُوقٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ سَأَلْتُ
عَائِشَةَ أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ

ﷺ قَالَتْ الدَّائِمُ قُلْتُ فَأَيَّ حِينٍ كَانَ يَقُومُ
 ﷺ قَالَتْ كَانَ يَقُومُ إِذَا سَمِعَ
 ﷺ قَالَتْ كَانَ يَقُومُ إِذَا سَمِعَ
 الصَّارِخَ. (متفق عليه) 13-496
 ﷺ كَوْنِ فِي سَاطِرِ قِبَلِهَا؟ مُحْتَرَمَةٌ فَرَمَاتِي
 ﷺ هِيَ كَيْسِي كَامُ كُوْهُمِشْه كَرْنَا مِيْنِ نِيْ پُھَر عَرَضُ كِيَا۔ اَپ ﷺ
 تہجد کس وقت پڑھا کرتے تھے؟ فرمایا جب مرغ اذان دیتا
 تھا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ تہجد کی زیادہ سے زیادہ گیارہ رکعتیں ہیں۔
- ۲۔ وقت اور صحت کے مطابق تہجد کی رکعتیں کم کی جاسکتی ہیں۔
- ۳۔ تہجد میں زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیے۔
- ۵۔ تہجد پڑھنے کے بعد سویا جاسکتا ہے بشرطیکہ فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔
- ۶۔ تہجد رات کے کسی حصہ میں پڑھی جاسکتی ہے تاہم رات کے آخر میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔
- ۷۔ آپ ﷺ تہجد اکثر رات کے آخری حصہ میں پڑھا کرتے تھے۔



بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ

تہجد کے وقت کی دعائیں

انسان ہر وقت اور ہر اعتبار سے محتاج ہے۔ اس کا اپنے رب سے مانگنا اسکی اپنی ضرورت اور حاجت ہے۔ اس کے باوجود رحم و کرم کے مالک کی بندہ پروری کی انتہا ہے کہ وہ صرف مانگنے کا حکم ہی نہیں دیتا بلکہ اپنے سے نہ مانگنے والے پر ناراض اور اس بات کو اپنی ذات سے تکبر کے برابر سمجھتا ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (المومن ۴۰:۶۰)

تمہارے رب کا حکم ہے مجھ سے مانگتے رہو میں تمہیں عطا کرتا رہوں گا جو لوگ اس سے نہیں مانگتے وہ متکبر ہیں ان کو بہت جلد ذلیل کر کے جہنم رسید کیا جائے گا۔

مومنوں کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ وہ تو ہر حال میں اپنے رب سے مانگتے ہیں اور وہ دعا اور عبادت کرنے سے رکتے نہیں۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کو ہر چیز اللہ تعالیٰ سے طلب کرنی چاہیے حتیٰ کہ جوتے کے تسمے بھی اسی سے مانگنے چاہیں۔ آپ ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اللہ سے طلب کرنی چاہیے کیونکہ ایک ذرہ بھی اس کی عنایت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رات کے وقت جب تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے۔ ”اے اللہ تیری ہی حمد و ستائش، تو ہی زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اس کو قائم رکھنے والا ہے، تیرے لیے ہی حمد ہے اور تیری وجہ سے ہی زمین و آسمان اور ان کی ہر چیز روشن ہے، تیرے لئے ہی تعریف ہے اور تو ہی زمین و آسمان اور ان میں ہر چیز کا مالک ہے، تیرے ہی لیے حمد و ثنا ہے تو ہی حق ہے تیرے وعدے سچ ہیں۔ تجھ سے ملاقات یقینی ہے۔ تیرا فرمان سچا ہے۔ جنت، دوزخ، انبیاء، محمد، قیامت یہ سب سچ اور حق ہیں۔ الہی میں تیرا ہی تابعدار اور تجھ پر ایمان رکھتا ہوں، تیری ذات پر میرا بھروسہ ہے۔ تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں، تیری وجہ سے ہی لوگوں سے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ (اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيُّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَائُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ

فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ
وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ
الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَلَا إِلَهَ
غَيْرُكَ. (متفق علیہ) 1-497

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ
ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ (فَقَالَ)
اللَّهُمَّ رَبِّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ
فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا
كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ
مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ
إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ. (مسلم) 2-498

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ (لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَسُبْحَانَ
اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ) ثُمَّ قَالَ (رَبِّ اغْفِرْ لِي)
أَوْ قَالَ ثُمَّ دَعَا اسْتَجِيبَ لَهُ فَإِنْ تَوَضَّأَ وَصَلَّى
قَبِلَتْ صَلَاتُهُ. (بخاری) 3-499

لڑتا ہوں۔ میں سب کچھ تیرے سپرد کرتا ہوں۔ پس میرے
اگلے پچھلے، پوشیدہ اور ظاہر گناہ معاف فرما۔ جن کو تو مجھ سے
زیادہ جانتا ہے۔ تیری ذات ہی اول و آخر ہے۔ تو ہی اللہ
برحق ہے اور تیرے سوا کوئی معبود و مسجود نہیں۔ (بخاری و مسلم)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ تہجد کی
نماز پڑھنے سے پہلے یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ ”اے الہی!
جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب، تو ہی زمین و آسمان کا
پیدا کرنے والا اور حاضر و غائب کا علم رکھنے والا ہے۔ اور تو
ہی اپنے بندوں کے درمیان ان کے آپس کے اختلافات کا
فیصلہ فرمائے گا۔ اختلافی معاملات میں حق اور سچ کے ساتھ
میری رہنمائی فرما۔ یقیناً تو جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی
ہدایت عطا کرتا ہے۔ (مسلم)

حضرت عبادہ بن صامت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اکرم
ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی رات کو بیدار ہو اور وہ یہ دعا
پڑھے۔ ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ذات اور صفات کے
اعتبار سے اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کی بادشاہی
اور اسی کے لیے حمد و تعریف ہے۔ وہی ہر چیز پر اختیار رکھنے
والا اور پاک ہے۔ سب تعریف اس کے لیے ہے۔ نہیں کوئی
معبود اس کے بغیر وہ سب سے بڑا ہے ہر قسم کی طاقت صرف
اللہ ہی کے پاس ہے۔“ پھر اس طرح کہے ”اے رب مجھے

معاف فرما۔“ پھر دعا کرے اس کی دعا لازماً قبول ہوگی۔ اور وضو کر کے نماز پڑھے گا تو اس کی نماز قبول ہوگی۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ نماز تہجد میں خوب دعائیں کرنی چاہئیں۔ ۲۔ افضل اور مقبول دعائیں وہ ہیں جو آپ ﷺ مانگا کرتے تھے۔

۳۔ آپ کی دعائیں یاد نہ ہوں تو آدمی اپنی زبان میں دعائیں مانگ سکتا ہے۔

۴۔ رات بیدار ہونے کے وقت بھی دعائیں کرنی چاہئیں۔

بَابُ التَّخْرِیضِ عَلَى قِیَامِ اللَّیْلِ

نماز تہجد کی ترغیب

لیل و نہار میں کوئی گھڑی اور وقت ایسا نہیں جب آدمی کی دعا قبول نہ ہوتی ہو۔ قبولیت کا دروازہ ہر وقت اور قیامت تک کھلا ہے۔ لیکن اس کے باوجود کچھ اوقات کو قبولیت کا زیادہ درجہ حاصل ہے۔ تاکہ بندہ ان مخصوص اوقات میں زیادہ توجہ کے ساتھ اپنے رب سے مانگ سکے۔ رات کا پچھلا پہر قبول دعا کے لئے مقبول ترین وقت ہے کیونکہ زمین و آسمان کی وسعتیں اللہ تعالیٰ کی رحمت و تجلیات سے لبریز ہوتی ہیں۔ اس وقت خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نازل ہو رہا ہوتا ہے۔ مالک حقیقی اس طرح اپنے بندوں کو پکارتے ہیں کہ آؤ مجھ سے مانگ لو جو مانگا جانتے ہو۔ لہذا تہجد کے لیے ایک دوسرے کو ترغیب دیتے رہنا چاہیے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَغْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ فَلَيْسَ بِكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَلَمْ يَكُنْ اللَّهُ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَالْأُصْبَحَ خَبِثَ النَّفْسِ كَسَلَانَ. (متفق علیہ) 1-500

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب تم میں سے کوئی شخص رات کو سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کے پیچھے تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ ہر گرہ پر یہ وسوسہ ڈالتا ہے سوئے رہو ابھی رات کافی باقی ہے اگر وہ جاگ کر اللہ تعالیٰ کا کوئی ذکر کرتا ہے تو اس کی ایک گرہ کھل جاتی ہے جب وہ وضو کرتا ہے تو دوسری اور نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ وہ اس حالت میں صبح اٹھتا ہے تو مستعد اور خوش ہوتا ہے۔ ورنہ وہ مردہ دل اور ست ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

گرہ سے مراد سستی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ گرہ کا معنی باندھنا ہے۔ گو شیطان گرہیں نظر نہیں آتی لیکن حقیقتاً نماز کے لیے نہ اٹھنے والا شیطان جکڑ بند یوں کا شکار ہوتا۔ کان میں پیشاب کرنا حقیقتاً بھی ہو سکتا ہے۔ اور معنوی اعتبار سے بھی کیونکہ پاکیزگی میں آدمی چست اور مستعد ہوتا ہے اور پلیدی میں سست اور کابل ہو جاتا ہے۔

عَنِ الْمَغِيرَةِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ لِمَ تَصْنَعُ هَذَا وَقَدْ

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس قدر قیام کرتے کہ آپ کے قدم سوج جایا کرتے تھے۔ جب

غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ
أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا. (متفق)
علیہ 2-501

آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ اس قدر کیوں قیام فرماتے
ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف
کر دیے ہیں؟ فرمایا کیا مجھے اس کا شکر گزار بندہ نہیں بننا
چاہیے (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ
رَجُلًا فَقِيلَ لَهُ مَا زَالَ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحَ مَا قَامَ
إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ ذَلِكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ
فِي أُذُنِهِ أَوْ قَالَ فِي أُذُنَيْهِ. (متفق علیہ)
3-502

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم
ﷺ کے حضور ایسے شخص کا ذکر ہوا جو صبح تک سویا رہتا ہے
اور وہ نماز کے لیے نہیں اٹھتا فرمایا کہ اس کے ایک
یادوں کا نون میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہوتا
ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَيْقَظَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةً فَرِغًا يَقُولُ سُبْحَانَ
اللَّهِ مَاذَا أَنْزَلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا
أَنْزَلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ
الْحُجُرَاتِ يُرِيدُ أَرْوَاحَهُ لِكَيْ يُصَلِّينَ رَبَّ
كَاسِيَةً فِي الدُّنْيَا عَارِيَةً فِي
الْآخِرَةِ. (بخاری) 4-503

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ایک رات آپ
ﷺ گھبرائے ہوئے اچانک اٹھ کر سبحان اللہ کہتے ہوئے
فرماتے ہیں کہ آج رات کس قدر خزانے اور فتنے نازل ہو رہے
ہیں۔ اب کون ان حجروں میں سونے والیوں کو اٹھائے گا۔ اس
سے مراد آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں تاکہ وہ
بھی اٹھ کر نماز پڑھیں پھر فرمایا کتنی عورتیں ہیں جو دنیا میں لباس
پہننے والی ہیں لیکن وہ آخرت میں برہنہ ہوں گی۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى
السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ
يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي
فَأُعْطِيهِ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ثُمَّ يَسُطُّ يَدَيْهِ يَقُولُ مَنْ
يُقْرِضُ غَيْرَ عَدُوْمٍ وَلَا ظُلُومٍ حَتَّى يَنْفَجِرَ
الْفَجْرُ. 5-504

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول محترم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے
ہیں ہمارا اعلیٰ اور برکت والا رب ہر رات آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا
ہے۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی ہوتا ہے تو وہ ارشاد فرماتا ہے
کون ہے مجھ سے مانگنے والا میں اس کی فریاد کو قبول کروں؟ ہے
کوئی مجھ سے سوال کرنے والا میں اسے عطا کروں کوئی مجھ سے
معافی طلب کرے میں اسے معاف کروں۔ (بخاری و مسلم)
امام مسلم نے آپ کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اپنی
شفقت کے ہاتھ پھیلائے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کون ہے جو

ایسے رب کو قرض دے جو نہ کمال ہے اور نہ زیادتی کرنے والا۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ
حَضْرَتُ جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کہتے ہیں کہ میں نے نبی معظم ﷺ کو یہ

إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ
يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا خَيْرًا مِّنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذَلِكَ كُلُّ
لَيْلَةٍ. (مسلم) 505-6

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ۞ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ
وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ كَانَ يَنَامُ
بِصَفِّ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَيَصُومُ
يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا. (متفق عليه) 506-7

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ تَعْنِي
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي آخِرَهُ ثُمَّ إِنْ
كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى أَهْلِهِ قَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ يَنَامُ
فَإِنْ كَانَ عِنْدَ النَّدَاءِ الْأَوَّلِ جُنُبًا وَثَبَ فَاغْتَسَلَ
عَلَيْهِ الْمَاءُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جُنُبًا تَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ
صَلَّى رَكَعَتَيْنِ. (متفق عليه) 507-8

الفصل الثالث

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ ۞ قَالَ
قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَكُنْ
مِثْلَ قُلَانٍ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ
اللَّيْلِ. (متفق عليه) 508-9

خلاصہ باب

۱۔ تہجد کے وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے سے مانگنے کی صدا سنیں دیتا ہے۔ ۲۔ ہر رات قبولیت کی ایک خاص گھڑی ہوتی ہے۔ ۳۔ صبح اٹھنے سے دل خوش اور نہ اٹھنے سے دل سست ہو جاتا ہے۔ ۴۔ نماز تہجد اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ ۵۔ صبح کی نماز بروقت نہ پڑھنے والے کے کان میں شیطان پیشاب کرتا ہے۔ ۶۔ گھر والوں کو تہجد کے لئے اٹھانا سنت ہے۔



فرماتے ہوئے سنا کہ ہر رات میں ایک گھڑی ہوتی ہے اگر کسی مسلمان کو یہ نصیب ہو جائے تو جو بھی دنیا اور آخرت کی بہتری کے لیے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ ضرور اسے عطا فرماتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات میں آیا کرتی ہے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو ۞ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ذکر کرتے ہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ محبوب نقلی نماز اور روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہیں وہ آدھی رات تک سوتے پھر تیسرا حصہ قیام کرتے اور پھر چھٹا حصہ آرام کرتے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن ناغہ کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ رات کے پہلے حصے میں آرام کرتے اور پھر اٹھ کر قیام کرتے اس کے بعد اپنی اہلیہ کے ساتھ ہمبستر ہوتے اور کبھی پھر سو جاتے۔ اگر آپ ﷺ پہلی اذان کے وقت جنبی ہوتے تو غسل فرماتے۔ اگر جنبی نہ ہوتے تو وضو کرنے کے بعد دوست ادا کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا وہ پہلے تہجد پڑھا کرتا تھا اب اس نے رات کو اٹھنا چھوڑ دیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

بَابُ الْقَصْدِ فِي الْعَمَلِ

اعمال میں میانہ روی کا خیال رکھنا

اس باب میں آپ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں یہ مسائل واضح ہوتے ہیں کہ آدمی کو ہر عمل میں اعتدال اور توازن قائم رکھنا چاہیے۔ بالخصوص عبادت اور نیک کاموں میں میانہ روی کا ہونا ضروری اور مفید ترین طریقہ ہے کیونکہ ایک شخص ایک دفعہ ساری رات جاگتا ہے اور پھر وہ اگلی رات اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتا تو اس سے عدم تسلسل اور اجر و ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے اس فکری اور عملی کمزوری کو دور کرنے کے لیے امت کو ترغیب دی ہے کہ وہ طبیعت کی چاہت اور جسمانی ہمت کے مطابق عمل کی کوشش کرے۔ ایسا کرنے سے اجر و ثواب کے ساتھ آدمی کی طبیعت میں مستقل مزاجی پیدا ہوتی ہے۔ جہاں تک آپ ﷺ کے بیٹھ کر نفل پڑھنے کا تعلق ہے دوسرے مقام پر آپ ﷺ کا ارشاد اس طرح پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے کھڑے اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کے اجر کو یکساں فرمادیا ہے جبکہ امت میں سے کوئی شخص بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کا اجر نصف کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے ان لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جانی چاہیے جو سنت سمجھ کر نفل نماز بیٹھ کر ادا کرتے ہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى يُظَنَّ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ وَيَصُومُ حَتَّى يُظَنَّ أَنْ لَا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًّا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ. (بخاری) 1-509

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ جب روزے چھوڑتے تھے یوں لگتا جیسے آپ اس مہینے روزے نہیں رکھیں گے جب رکھنا شروع کرتے تو یہ خیال ہوتا کہ اب رکھتے ہی جائیں گے۔ اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری رات نماز پڑھتا ہوا دیکھنا چاہتا تو اس طرح دیکھ سکتا تھا۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قُلْنَا. (متفق علیہ) 2-510

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسولِ کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل زیادہ پسند ہے جو مسلسل کیا جائے چاہے وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

وَعَمَّا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُذُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا. (متفق علیہ) 3-511

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی آپ ﷺ کے اس ارشاد کو بیان کرتی ہیں کہ اپنی طاقت کے مطابق عمل کیا کرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اجر دیتے ہوئے نہیں تھکتے جب کہ تم تھک جاؤ گے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ وَإِذَا فَرَغَ فَلْيَقْعُدْ. (متفق عليه) 4-512

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا کہ تم طبیعت کی آمادگی تک نماز پڑھا کرو۔ جب کوئی سستی محسوس کرنے تو اسے رک جانا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنْ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَذَرِي لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ. (متفق عليه) 5-513

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا فرمان نقل کرتی ہیں کہ تم میں کوئی شخص جب نماز کی حالت میں اونگھ محسوس کرے تو اسے سو جانا چاہیے۔ یہاں تک کہ نیند کا غلبہ ختم ہو جائے کیونکہ جب کوئی اونگھ کی حالت میں نماز پڑھ رہا ہو تو اسے خبر نہیں ہوتی کہ وہ استغفار کر رہا ہے یا کہ اپنے آپ کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدَّلْجَةِ. (بخاری) 6-514

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ دین تو آسان ہے۔ کوئی شخص اسلام پر غالب نہیں آسکتا بلکہ دین ہی غالب ہوگا۔ اجر و ثواب کا راستہ اور میانہ روی اختیار کرو لوگوں کو خوشخبریاں دو۔ صبح و شام اور رات کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرتے رہو۔ (بخاری)

فہم الحدیث

اس حدیث میں یشاد کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہے دھینکا مشتی کرنا لیکن یہاں مراد ہے۔ کہ جو شخص اسلامی عبادات کو ناکافی اور اعتدال کا طریقہ چھوڑ کر عبادات میں زور لگائے وہ اس طرح پھر بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اسلام کی روح عبادت سے آگے نہیں بڑھ سکتا اس لیے اس کے ساتھ وضاحت فرمائی کہ میانہ روی اختیار کرو۔

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ. (مسلم) 7-515

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص رات کی نیند کی وجہ سے اپنا پورا وظیفہ یا اس کا کچھ حصہ مکمل نہ کر سکے اسے فجر اور ظہر کے درمیان اسے مکمل کر لینا چاہیے۔ اس کے لیے ایسے ہی لکھا جائے گا جیسے اس نے رات کے وقت یہ کام کیا ہو۔ (مسلم)

فہم الحدیث

باب الوتر میں آیا ہے کہ جسکی تہجد کی نماز رہ جائے وہ سورج نکلنے کے بعد بارہ رکعتیں ادا کرے گویا کہ وہ وتر کی بجائے دو

دو کر کے نفل پڑھے گا اس طرح تہجد کے برابر اجر ملے گا۔ اسی طرح اس کارات کا کوئی ذکر رہ گیا ہے تو صبح پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ جان بوجھ کر نہیں سویا رہا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کھڑے ہو کر پڑھا کرو۔ طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اگر بالکل ہی ہمت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھ لیا کرو۔ (بخاری)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَائِمًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ (بخاری) 8-516

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے۔ فرمایا کہ اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو افضل ہے (بلاوجہ) بیٹھ کر پڑھنے والے کے لیے آدھا اجر ہے اور جس نے لیٹ کر نماز ادا کی اس کے لیے بیٹھنے والے سے بھی نصف ثواب ہوگا۔ (بخاری)

وَعَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا قَالَ إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ. (بخاری) 9-517

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بتلایا گیا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو نصف ثواب ملتا ہے۔ یہ سنتے ہی میں آپ کی خدمت گرامی میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خود بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے اپنے ہاتھ سے آپ کے سر مبارک کو چھوا۔ آپ نے فرمایا ابن عمرو رضی اللہ عنہ کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ کا یہ فرمان بتلایا گیا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو آدھا اجر ملتا ہے اور آپ خود ہی بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں تو ارشاد ہوا ایسا ہی ہے لیکن میرا معاملہ تمہاری طرح نہیں ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ حَدَّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ قَالَ فَاتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي جَالِسًا فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ مَا لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ وَقُلْتُ حَدَّثْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَّكَ قُلْتَ صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلَى نِصْفِ الصَّلَاةِ وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا قَالَ أَجَلٌ وَلَكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِّنْكُمْ. (مسلم) 10-518



فہم الحدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اس وقت بچے تھے۔ اسی لیے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر ہاتھ لگاتے ہوئے آپ سے اس طرح سوال کیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے نہایت محبت اور تہرک چاہنے کے لیے اس طرح ہاتھ لگایا ہو۔ کیوں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح بے تکلف ہو کر سوال نہیں کیا کرتے تھے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ عمل میں میانہ روی ہونی چاہیے۔
- ۲۔ طبیعت سیر ہو جائے تو نفل نماز ختم کر دینی چاہیے۔
- ۳۔ بلا وجہ بیٹھ کر نماز پڑھنے سے ثواب آدھا ہو جاتا ہے۔
- ۴۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا پورا ثواب عطا ہوتا تھا۔
- ۵۔ شرعی عذر کی بنا پر رات کا چھوٹا ہو عمل طلوع آفتاب کے بعد ادا کیا جاسکتا ہے۔



بَابُ الْوُتْرِ

نماز وتر

وتر کا معنی ہے ایک۔ یہ نماز عشاء یا تہجد کے آخر میں ادا کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ وتر کے ساتھ نفل ملا کر تین پانچ اور کبھی سات بھی پڑھا کرتے تھے۔ اتحیات و تروا کی آخری رکعت میں بیٹھنا چاہیے۔ و تروا کی نماز میں دعائے قنوت رکوع کے بعد پڑھنا افضل ہے۔

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا رات کو نفل دو دو رکعت کی صورت میں ہیں اگر تمہیں ڈر ہو کہ صبح ہونے والی ہے تو ایک رکعت ادا کر لیا کرو۔ یہ نماز کو وتر بنادے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز وتر رات کے آخر میں ایک رکعت ہے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ رات کو تیرہ رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ان میں پانچ رکعت وتر ہوتے اور آپ پانچویں رکعت میں ہی تشہد بیٹھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سعد بن ہشام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے ام المؤمنین آپ مجھے نبی رحمت ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے استفسار کیا کہ کیا آپ قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتے؟ میں نے جواب دیا میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہوں۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواباً ارشاد فرمایا قرآن ہی تو آپ کا اخلاق ہے۔ میں نے پھر پوچھا نبی کریم ﷺ وتر کیسے ادا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمْ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى. (متفق عليه) 1-519
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْوُتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ. (مسلم) 2-520

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْ ذَلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ إِلَّا فِي آخِرِهَا. (متفق عليه) 3-521

عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ انْطَلَقْتُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ أَبْيِئْنِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ أَلَسْتُ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنْ خُلِقَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنُ قُلْتُ يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ أَبْيِئْنِي عَنْ وَتْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ كُنَّا نَعُدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ فَيَبْعَثُهُ اللَّهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ

وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيُ تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ فَيُصَلِّيُ التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسَمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّيُ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ فِتْلِكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكَعَةً يَا بُنَيَّ فَلَمَّا أَسَنَ ﷺ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْ تَرَ بَسْبَعٌ وَصَنَعَ فِي الرُّكَعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيعِهِ فِي الْأُولَى فِتْلِكَ تِسْعَ يَا بُنَيَّ وَكَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلَاةَ أَحَبِّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ أَوْ وَجَعَ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكَعَةً وَلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا صَلَّى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ. (مسلم) 4-522

اللہ عنہا نے فرمایا ہم رات کو نبی محترم ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی رکھ دیا کرتے تھے۔ جب اللہ کی توفیق سے آپ بیدار ہوتے تو مسواک اور وضو کر کے نورکعت وتر ادا کیا کرتے تھے۔ آپ آٹھویں رکعت میں تشهد بیٹھتے اس میں آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کی حمد بیان کرتے اور اس سے دعائیں مانگتے پھر نویں رکعت ادا کرتے۔ بعد ازاں آپ سلام پھیرتے۔ سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت بیٹھ کر ادا کیا کرتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ گیارہ رکعت ہیں میرے بیٹے جب اللہ کے رسول کی عمر زیادہ ہوئی اور آپ نسبتاً بھاری ہو گئے تو آپ ﷺ صرف سات رکعت ادا فرمایا کرتے تھے۔ اور دو رکعت اسی طرح بیٹھ کر ادا کرتے جس طرح پہلے ادا کرتے تھے۔ اے میرے بیٹے یہ نورکعت ہوتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ اس بات کو پسند فرماتے کہ نوافل کی ادائیگی پر ہمیشگی اختیار کریں۔ اور جب آپ بیمار ہوتے یا رات کو بیدار نہ ہو پاتے تو وہ دن کے وقت بارہ رکعت نماز ادا کرتے یہ میرے علم میں نہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک

ہی رات میں سہا قرآن پڑھا ہو۔ اور نہ ہی ساری رات نوافل ادا کیے اور نہ رمضان کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں مسلسل پورا مہینہ روزے رکھے۔ (مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرَا. (مسلم) 5-523
وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوُتْرِ. (مسلم) 6-524

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے رات کی نماز کو آخر میں طاق بنا لیا کرو۔ (مسلم)
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا وتر صبح صادق نکلنے سے پہلے ہی ادا کر لیا کرو۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کو خوف ہو کہ وہ رات کے آخر میں بیدار نہ ہو سکے گا۔ وہ عشاء کی نماز کے ساتھ ہی وتر ادا کر لے اور جس

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ وَمَنْ طَمَعَ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ

فَإِنْ صَلَوَةٌ آخِرَ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ وَذَلِكَ أَفْضَلُ. (مسلم) 7-525

فخص کو یقین ہو کہ وہ رات کو بیدار ہو جائے گا وہ رات کے آخر میں ہی وتر ادا کرے کیونکہ اس وقت آسمان سے فرشتے اترتے ہیں اور اس وقت پڑھنا افضل ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَأَوْسَطِهِ وَآخِرِهِ وَانْتَهَى وَتَرَهُ إِلَى السَّحَرِ. (متفق عليه) 8-526

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں اللہ کے پاک نبی ﷺ رات کے شروع درمیان اور آخری حصے میں وتر ادا کیا کرتے تھے۔ اور اکثر وتر سحری کے وقت ادا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلَاثِ صِيَامٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكَعَتِي الصُّلْحَى وَأَنْ أُوتَرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ. (متفق عليه) 9-527

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب یعنی نبی معظم ﷺ نے تین کاموں کی وصیت فرمائی کہ ہر ماہ میں تین دن روزے رکھنا اور چاشت کے وقت دو نفل ادا کرنا اور رات کو سونے سے پہلے وتر ادا کرنا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

رسول محترم ﷺ کی حیات مبارکہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نو جوان تھے۔ وہ صبح اٹھنے کی نیت سے عشاء کے وقت وتر چھوڑ دیتے تھے۔ لیکن بسا اوقات نیند کے غلبہ کی وجہ سے انکی تہجد رہ جاتی جسکی وجہ سے آپ ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم وتر پڑھ کر سویا کرو۔ ہر ماہ تین روزے رکھنے والے کو پورے مہینے کا ثواب ملتا ہے۔ چاشت کے وقت نماز پڑھنا اپنے وجود کے بدلے صدقہ دینے کے مترادف ہے۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان سے دریافت کیا گیا کہ امیر المؤمنین! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صرف ایک رکعت ہی وتر ادا کرتے ہیں۔ تو آپ کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو ابن عباسؓ نے جواب دیا وہ شریعت کا فہم رکھتے ہیں۔ ایک اور روایت میں ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر نماز ادا کی۔ قریب ہی حضرت عبداللہ

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قِيلَ لَهُ هَلْ لَكَ فِي أَمْرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ قَالَ أَصَابَ إِنَّهُ فَقِيهٌ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكَعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلَى لَابْنِ عَبَّاسٍ فَاتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ دَعُهُ فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ. (بخاری) 10-528

بن عباس رضی اللہ عنہ کا غلام تھا انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بتلایا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کو چھوڑیے کیونکہ وہ اللہ کے رسول کے صحابی ہیں۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَةٍ قَدْ رُمَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ وَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ (مسلم) 11-529

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول معظم ﷺ جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو اسی حالت میں ہی قرات کرتے تھے جب ان کی سے قرأت تیس یا چالیس آیات باقی رہ جاتی تھیں تو وہ کھڑے ہو کر قرأت فرماتے۔ پھر رکوع کرتے پھر سجدہ اور دوسری رکعت میں بھی اس طرح کرتے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک جب ساٹھ سال سے زیادہ ہوئی تو قدرے بڑھاپے کی وجہ سے تہجد کی نماز کبھی بیٹھ کر ادا کرتے تو کچھ دیر پڑھنے کے بعد آپ ﷺ کھڑے ہوتے اور پھر رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور کبھی آپ ﷺ بیٹھ کر تہجد پڑھتے تو رکوع و سجود بھی بیٹھ کر ادا کیا کرتے تھے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ نماز نفل چار چار کر کے بھی ادا کی جاسکتی ہے۔
- ۲۔ آپ ﷺ نے زیادہ سے زیادہ تہجد تیرہ رکعتیں ادا کی ہیں۔
- ۳۔ وقت اور صحت کے پیش نظر تہجد کے نفل کم بھی پڑھے جاسکتے ہیں۔
- ۴۔ تہجد کے نوافل میں وتر آخر میں ادا کرنے چاہئیں۔
- ۵۔ آپ ﷺ سے پورے مہینہ کے روزے رکھنا ثابت نہیں۔



بَابُ الْقُنُوتِ

دعاے قنوت

نماز میں کسی کے لئے دعایا بددعا کرنے کو قنوت کہا جاتا ہے آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کسی کو بددعا نہیں دی لیکن جب کفار مسلمانوں پر انتہا درجے کے ظلم کرتے تو آپ کا دل بھرا آیا کرتا تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ ان اوباشوں اور ظالم قبیلوں کا نام لے کر بددعا کرتے۔ جب سترجید اہل علم صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایسا اندوہ ناک واقعہ پیش آیا جس ظلم کی مثال دنیا کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ یہ اس طرح ہوا کہ کچھ قبائل کے لوگوں نے منافقت سے کام لیتے ہوئے آپ سے اپنے ساتھ مبلغ بھیجنے کی درخواست کی۔ یہ مبلغین کرام جب ان کے علاقے میں پہنچے تو طے شدہ سازش کے تحت انہوں نے ایک بارگی حملہ کرتے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا جن میں ایک صحابی بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے اور انہوں نے اس سانحہ فاجعہ سے آپ ﷺ کو آگاہ فرمایا۔ تب آپ مہینہ بھر ان درندہ صفت انسانوں کے خلاف بددعا کرتے رہے۔ دعاے قنوت رکوع سے پہلے اور بعد دونوں طرح کرنا آپ سے ثابت ہے۔ قنوت کے معنی تابعداری اور عاجزی کے ہیں۔ یہ دعایا عام طور پر انتہائی نازک حالات اور بے چارگی کی حالت میں کی جاتی ہے جس کی وجہ سے اسے قنوت نازلہ کہا جاتا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ کسی کے لئے بددعا یا دعائے خیر کرتے تو رکوع کے بعد کیا کرتے تھے۔ بسا اوقات سَمِعَ اللَّهُ لَكَ الْحَمْدُ کے بعد اس طرح بددعا کرتے الہی ولید بن ولید سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ سے نجات عطا فرما۔ اے اللہ مضر قبیلہ پہ اپنی گرفت فرما اور یوسف علیہ السلام کے زمانے کے قحط جیسا قحط مسلط فرما اور یہ الفاظ بلند آواز سے کہتے اسی طرح بعض نمازوں میں یہ بددعا کرتے۔ اللہ عرب کے فلاں فلاں قبیلہ پر اپنی پھٹکار نازل فرما۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آپ کے پاس کوئی اختیار نہیں انہیں معاف یا عذاب میں مبتلا کر دیا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ عَلَى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَرُبَّمَا قَالَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعِيَّاشَ ابْنَ أَبِي رَبِيعَةَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِينَ كَسَنِي يُوسُفُ يَجْهَرُ بِذَلِكَ وَكَانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَوَاتِهِ اللَّهُمَّ الْعَنُ فَلَانًا وَقَلَانًا لِأَحْيَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ آيَةً. (آل

عمران ۳: (متفق علیہ) 1-530

عَنْ عَاصِمِ بْنِ الْأَحْوَلِ ۞ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوتِ فِي الصَّلَاةِ كَانَ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ قَالَ قَبْلَهُ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا إِنَّهُ كَانَ بَعَثَ أَنَسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَاءَةُ سَبْعُونَ رَجُلًا فَأَصَابُوا فَقَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا يَدْعُو عَلَيْهِمْ (متفق علیہ) 2-531

جائے بلاشبہ یہ ظالم ہیں۔ (آل عمران ۳) (متفق علیہ)
حضرت عاصم الاحول ۞ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک ۞ سے سوال کیا نماز میں قنوت رکوع سے پہلے یا بعد میں ہونی چاہئے حضرت انس ۞ فرماتے ہیں کہ رکوع سے پہلے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے رکوع کے بعد ایک مہینہ اس وقت قنوت پڑھی تھی جب آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو بھیجا جو ستر قرأتیں شہید کر دیا گیا آپ ﷺ ایک مہینہ رکوع کے بعد قاتلوں کے لئے بددعا کرتے رہے۔ (متفق علیہ)

خلاصہ باب

- ۱۔ قنوت کی دعا رکوع سے پہلے اور بعد کی جاسکتی ہے۔
- ۲۔ دعائے قنوت غیر معمولی حالات میں کرنی چاہیے۔
- ۳۔ آپ ﷺ نے ایک مہینہ سے زیادہ قنوت کی دعا نہیں کی۔
- ۴۔ دعائے قنوت میں اعتدال ہونا ضروری ہے۔



بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

ماہ رمضان میں قیام

تراویح کا اجر و ثواب

نبی کریم ﷺ نے رمضان کے روزے اور تراویح کے بارے میں ایک جیسے الفاظ ادا فرمائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس طرح روزے رکھنے سے گناہ معاف کرتے ہیں اسی طرح نماز تراویح ادا کرنے سے گناہ معاف فرماتے ہیں۔ لیکن افسوس ان روزے داروں پر کہ وہ روزہ تو اہتمام کے ساتھ رکھتے ہیں مگر تراویح نفل سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ بلاشبہ روزہ فرض اور تراویح اختیاری نماز ہے لیکن جب آپ ﷺ نے دونوں کے ثواب کے بارے میں گناہ معاف ہونے کی ضمانت عطا فرمائی ہے تو اس میں سستی کرنا چہ معنی دارد؟ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہونے کے باوجود اس نماز کو جو رمضان میں تراویح اور دوسری راتوں میں تہجد کے طور پر پڑھی جاتی ہے اس طرح ادا فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جاتے تھے۔ نماز تراویح کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شوق کا یہ عالم تھا کہ جب آپ ﷺ نے رمضان کے آخری عشرہ میں تین راتیں نماز تراویح پڑھائی تو تیسری رات لوگ اپنے محلوں کی مسجدوں سے مسجد نبوی میں اس قدر ذوق سے آئے کہ آپ کو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں تراویح فرض نہ ہو جائے۔

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز تراویح کا اہتمام فرمایا تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں سو سو آیات تلاوت کرتے۔ جو آدھ سے پون پارے کے برابر تلاوت بنتی ہے۔ اس طرح وہ ہر روز پانچ سے چھ پارے تلاوت کرتے۔ بوڑھے اور کمزور صحابہ اتنے شوق کے ساتھ کھڑے ہوتے کہ بسا اوقات وہ نماز کی حالت میں لاشی کا سہارا لیا کرتے۔ تراویح میں سستی تو دور کی بات وہ ثواب میں کمی کی وجہ سے بیٹھ کر نماز تراویح پڑھنا نقصان کا سودا تصور کرتے تھے۔ (مؤطا امام مالک باب قیام رمضان)

نماز تراویح کی وجہ تسمیہ

حافظ ابن حجرؒ تراویح کی وجہ تسمیہ بیان فرماتے ہیں

والتراویح جمع ترویحة وهي المرححة الواحدة من الراحة سميت الصلوة في الجماعة في ليالي رمضان التراویح لانهم اول ما اجتمعوا عليها كانوا يريحون بين كل تسليمتين (فتح الباری)
”تراویح ترویجہ کی جمع ہے اور ترویجہ مرحۃ کا صیغہ ہے راحت سے نکلا ہے۔ یہ نماز رمضان میں رات کو باجماعت پڑھی جاتی ہے اس کا نام تراویح اس لئے پڑا کہ لوگ یہ نماز باجماعت پڑھتے ہوئے ہر دو رکعت کے بعد کچھ آرام کرتے تھے۔“

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اتَّخَذَ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ

حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى فِيهَا
لَيْلَى حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَلُّوا صَوْتَهُ
لَيْلَةً وَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَخَنَّحُ
لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ مَا زَالَ بِكُمْ الَّذِي رَأَيْتُمْ مِنْ
صَنِيعِكُمْ حَتَّى خَشِيتُمْ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ
كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي
بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَوةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا
الْصَلَوةَ الْمَكْتُوبَةَ. (متفق عليه) 1-532

نے مسجد میں چٹائی لٹکا کر ایک جگہ مخصوص فرمائی۔ آپ ﷺ نے اس میں کچھ راتیں قیام فرمایا۔ آپ ﷺ کے ساتھ بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل ہو گئے۔ ایک رات نبی کریم ﷺ تشریف نہ لائے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھا شاید اللہ کے نبی ﷺ گھر میں سوئے ہوئے ہیں۔ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھانسا شروع کیا تاکہ آپ گھر سے باہر آئیں آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شوق کو دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا میں تمہاری کیفیت کو جانتا ہوں مگر مجھے خدشہ ہے کہ کہیں یہ تم پر

فرض نہ ہو جائے۔ اگر یہ قیام تم پر فرض ہو گیا تو پھر تم اس کی استطاعت نہ پاؤ گے۔ اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم یہ نوافل اپنے گھروں میں ادا کیا کرو کیونکہ فرض نماز کے علاوہ دوسری نماز گھر میں ادا کرنا زیادہ افضل ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُرْغَبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ فَيَقُولُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ فَتَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلَى ذَلِكَ. (مسلم) 2-533

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ قیام رمضان کی ترغیب دیا کرتے تھے لیکن آپ نے انہیں کبھی فرض قرار نہیں دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے جو شخص رمضان کا قیام اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اجر و ثواب طلب کرتے ہوئے کرے گا اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے جب اللہ کے رسول ﷺ فوت ہوئے ان کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چند سالوں تک لوگ اسی طرح نوافل ادا کرتے رہے (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے ہر ایک فرض نماز مسجد میں ادا کر کے سنتیں اپنے گھر میں ادا کرے اللہ تعالیٰ تمہارے گھر میں اس نماز کی وجہ سے خیر و برکت کرے گا۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدِهِ فَلْيَجْعَلْ لَبِيَّتِهِ نَصِيبًا مِنْ صَلَاتِهِ فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْرًا. (مسلم) 3-534

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت عبدالرحمان بن عبدقاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک رات مسجد نبوی گیا وہاں لوگ مختلف

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى

الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعَ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي
الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي
بِصَلَوَتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ ؓ إِنِّي لَوْ
جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِيٍّ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلُ
ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ ؓ قَالَ
ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ
بِصَلَوَةِ قَارِيهِمْ قَالَ عُمَرُ ؓ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ
هَذِهِ وَالَّتِي تَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي
تَقُومُونَ يُرِيدُ الْخَوَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ
يَقُومُونَ أَوَّلَهُ. (بخاری) 4-535

ٹولیوں کی صورت میں تھے کئی لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑھ رہے تھے
کچھ لوگ مختلف جماعتوں کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے۔ حضرت
عمر ؓ نے جب دیکھا تو ارشاد فرمایا کیوں نہ ان تمام لوگوں کو ایک
امام کی اقتدا میں اکٹھا کر دیا جائے یہ زیادہ اچھا ہے پھر انہوں نے
ان تمام لوگوں کو ابی بن کعب ؓ کی اقتدا میں اکٹھا کر دیا۔ پھر
دوسری رات میں ان کے ساتھ مسجد نبوی کی طرف گیا تو لوگ
حضرت ابی بن کعب ؓ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے تھے حضرت
عمر ؓ نے فرمایا یہ اچھی ایجاد ہے۔ جس وقت تم سو رہے ہوتے
ہو وہ اس وقت نوافل ادا کرنے سے افضل ہے ان کا خیال رات
میں آخری پہر تھا جبکہ لوگ رات کے پہلے حصے میں نوافل ادا کیا
کرتے تھے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

یہاں لفظ بدعت اچھی ایجاد کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ حضرت عمر ؓ کا فعل بدعت اس لیے نہیں بنا کہ باجماعت تراویح
نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں۔ آپ ﷺ نے تراویح فرض ہو جانے کے خوف سے جماعت کے ساتھ پڑھانی چھوڑ دی
تھیں۔ جو لوگ حضرت عمر ؓ کے لفظ بدعت استعمال کرنے پر بحث کرتے ہیں انہیں حضرت عمر ؓ سے زیادہ سمجھ دار بننے کی
کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ وہ ہم سے ہزار گنا زیادہ کل بدعت کا مفہوم سمجھتے تھے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ نماز تراویح پورا مہینہ ادا کرنی چاہیے۔
- ۲۔ نماز تراویح اور روزہ کی فضیلت کے لیے ایک جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔
- ۳۔ نفل نماز گھر میں ادا کرنی چاہیے تاکہ گھر میں عبادت کا ماحول اور برکت نازل ہو۔
- ۴۔ البتہ نماز تراویح گھروں میں ادا کرنے کی بجائے مسجدوں میں ادا کرنی چاہیے۔



بَابُ صَلَوةِ الضُّحَى

نماز چاشت

نماز چاشت کے بارے میں کچھ اہل علم کا خیال ہے کہ یہ اشراق کی نماز سے الگ نماز ہے لیکن اکثر اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ اشراق کی ہی نماز ہے جس کی رکعات کی تعداد احادیث میں مختلف بیان ہوئی ہیں۔ آپ ﷺ اسے سورج نکلنے کے متصل یا کچھ دیر بعد پڑھا کرتے تھے۔

پہلا فصل

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن اللہ کے نبی ﷺ ان کے گھر تشریف لائے آپ نے غسل فرمایا اور آٹھ رکعت نماز ادا کی میں نے اس سے پہلے کبھی بھی اتنی مختصر نماز پڑھتے نہیں دیکھا البتہ آپ رکوع و سجود مکمل کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں وہ فرماتی ہیں کہ یہ چاشت کی نماز تھی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز کتنی رکعت ادا کیا کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا چار رکعت اور جس قدر اللہ تعالیٰ توفیق دیتا۔ (مسلم)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے ہر شخص کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہے یہ تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کہنے سے ادا ہوتا ہے نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے۔ ان سارے امور کو چاشت کی دو رکعت نماز کفایت کرتی ہے۔ (مسلم)

الفصل الاول

عَنْ أُمِّ هَانِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاعْتَسَلَ وَصَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ فَلَمْ أَرَ صَلَوةَ قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُعِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ وَقَالَتْ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى وَذَلِكَ ضُحَى. (متفق عليه) 1-536

عَنْ مُعَاذَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَوةَ الضُّحَى قَالَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللَّهُ. (مسلم) 2-537

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزَى مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى. (مسلم) 3-538

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو کہ چاشت کی نماز ادا کر رہے تھے انہوں نے

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يُصَلُّونَ مِنَ الضُّحَى فَقَالَ لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلَوةَ فِي

غَيْرِ هَذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
 قَالَ صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمِضُ
 كَمَا وَه اس بات سے بخوبی واقف ہیں یہ نماز اس کے علاوہ
 دوسرے وقت میں افضل ہے۔ رسول محترم ﷺ نے
 ارشاد فرمایا یہ نماز اس وقت ادا کرنی چاہیے جب اونٹ کے
 ایصال (مسلم) 4-539
 بچے کے پاؤں جلنے شروع ہو جائیں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ صلوٰۃ اوّابین اور چاشت کا فرق ہے۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ مُوَرِّقِ الْعَجَلِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ قُلْتُ
 لِابْنِ عُمَرَ تَصَلِّي الضُّحَى قَالَ لَا قُلْتُ فَعَمْرُ
 قَالَ لَا قُلْتُ فَأَبُو بَكْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ
 فَالنَّبِيُّ ﷺ قَالَ لَا إِخَالَهُ. (بخاری)
 حضرت مورق عجلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت
 عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ کیا آپ چاشت کی نماز ادا
 کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے پھر ابو بکرؓ سے پوچھا کہ حضرت
 عمرؓ ادا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ میں
 نے پھر سوال کیا حضرت ابو بکرؓ پڑھا کرتے تھے؟
 5-540

انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ میں نے استفسار کیا کہ کیا اللہ کے نبی
 آپ ﷺ ادا نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے علم کی بنا پر نفی کر رہے ہیں جبکہ آنحضرت ﷺ چاشت کی نماز ادا کیا کرتے
 تھے۔ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ نماز چاشت کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت ہے۔
- ۲۔ امّ ہانی رضی اللہ عنہا حضرت علیؓ کی بڑی بہن جو عمر میں آپ ﷺ سے بڑی تھیں۔



بَابُ التَّطَوُّعِ

نفل نماز

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح پنے آگے تیرے جوتوں کی آہٹ سنی ہے۔ بال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے کوئی غیر معمولی عمل نہیں کیا جو اس سے زیادہ میرے ہاں امید دلانے والا ہو کہ میں نے دن رات میں جس وقت بھی وضو کیا ہے اور جو مجھے توفیق ملی میں نے نوافل ادا کئے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم تمام معاملات کے لیے ہمیں دعائے استخارہ سکھاتے جس طرح ہمیں قرآن کی سورتیں سکھایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو فرض نماز کے علاوہ دو رکعت ادا کرے اور یہ دعا پڑھے ”اے اللہ! میں تیرے علم کے ذریعے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے طفیل طاقت کا طلبگار ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے فضلِ عظیم کا خواست گار ہوں بلاشبہ تو ہی طاقت کا سرچشمہ ہے اور میرے پاس کوئی طاقت نہیں تو سب کچھ جانتا ہے۔ جبکہ میں کچھ نہیں جانتا۔ تو ہی غیبوں کو جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک یہ کام میرے دین و دنیا کے معاملات اور میری آخرت کے لیے بہتر ہے یا اس طرح کہہ کہ میرے جلد یا دیر پیش آنے والے کام میں میرے لئے بہتری ہے۔ تو اس پر مجھے قدرت فرما اور اس کو میرے لئے آسان فرما۔ اور پھر اس میں برکت عطا فرما۔ اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے دینی دنیاوی اور انجام

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِبَلالٍ عِنْدَ صَلَوةِ الْفَجْرِ يَا بَلالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّي سَمِعْتُ ذَكَرَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطَّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أَصَلِّيَ. (متفق عليه) 1-541

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ إِذَا هُمْ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ لْيَقُلْ (اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتِقْدِرِكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي

أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَاجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي
وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ
أَرْضِنِي بِهِ قَالَ وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ.
(بخاری) 2-542

میرے لئے اچھائی نہیں تو اس کو مجھ سے ہٹا دیجئے۔ اور مجھے بھی اس سے دور رکھیے۔ اور بھلائی جہاں کہیں ہو اس کے حصول کی
قدرت و ہمت عطا فرما۔ اور پھر اس کے ساتھ مجھے خوش کر دیجئے۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ اپنی حاجت پیش
کرے۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ ہر وضو کے بعد دو نفل پڑھنا افضل ترین عمل ہے۔
- ۲۔ استخارہ کرنا اللہ تعالیٰ سے مشورہ کرنے کے مترادف ہے۔
- ۳۔ استخارہ کے بعد سونا ضروری نہیں۔
- ۴۔ قیامت کے دن فرائض کی کمی نفلوں سے پوری کی جائے گی۔



بَابُ صَلَوةِ السَّفَرِ

نماز سفر

مختلف روایات کو سامنے رکھتے ہوئے مسافت کے تعین میں علما کی دورائے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۸ میل کہتے ہیں۔ جبکہ دوسرے علما شہر کی حدود سے باہر ۹ میل یعنی ۲۳ کلومیٹر کے قائل ہیں۔ سفر کے بارے میں بعض علما علمی موشگافیوں میں پڑ کر یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ اس وقت ذرائع آمد و رفت کی سہولتوں کا فقدان تھا اب صورت حال تبدیل ہو چکی ہے لہذا آجکل ۲۸ میل پر قصر کرنی چاہیے ۲۳ کلومیٹر کی مسافت پر نماز قصر ادا کرنا مناسب نہیں ایسے علما کو معلوم ہونا چاہئے کہ شریعت کے پیش نظر کوئی مخصوص علاقہ یا زمانہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ آج بھی پہاڑی علاقوں میں پگڈنڈیوں کے ذریعے ۲۳ کلومیٹر کا سفر میدانی علاقے کے رہنے والوں کے لئے دل ہلا دینے والا سفر ہوتا ہے۔ شریعت کا مطمح نظر ایک مخصوص دائرہ کار میں رکھ کر لوگوں کو سہولتیں فراہم کرنا ہے اور پھر خالق کائنات کو معلوم ہے کہ دنیا میں یہ ایجادات ہوں گی ایسی صورت حال میں شریعت کے مقصد کو فوت کرنا اور لوگوں کو مشکلات کی طرف دھکیلنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز چار رکعت ادا فرمائی اور ذوالحلیفہ پہنچ کر عصر کی دو رکعت نماز پڑھی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ہمیں منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھائی جب کہ ہم پہلے سے کہیں زیادہ تعداد میں اور بالکل امن میں تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ”اگر تمہیں ڈر ہو کہ کفار تمہیں فتنے میں مبتلا کر دیں گے تو نماز قصر کر لیا کرو۔“ لیکن اب تو لوگ امن میں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس پر مجھے بھی حیرت ہوئی تھی۔ جس طرح آپ حیران ہو رہے ہیں تو میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ (متفق عليه) 1-543

وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبٍ نَخْزَاعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ أَكْثَرُ مَا كُنَّا قَطُّ وَأَمْنُهُ بِمِنَى رَكْعَتَيْنِ (متفق عليه) 2-544

وَعَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّمَا قَالَ اللَّهُ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَقَدْ آمَنَ النَّاسُ قَالَ عُمَرُ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتُ مِنْهُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ صَدَقَ تَصَدَّقَ اللَّهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَأَقْبَلُوا صَدَقَتَهُ

(رواہ مسلم) 3-545

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ قِيلَ لَهُ أَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا قَالُوا أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا (متفق عليه) 4-546

اللہ کا انعام ہے اسے قبول کرنا چاہیے۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ مکرمہ گئے آپ دو رکعت نماز ہی ادا کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ہم مدینہ میں واپس آ گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے منیٰ میں کچھ عرصہ قیام بھی کیا تھا؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے دس روز تک قیام کیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے سفر میں انیس دن قیام کیا اور نماز قصر ادا کرتے رہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ میں انیس روز ٹھہرے اور دو رکعت نماز ادا کرتے رہے۔ اگر ہم اس سے زیادہ ٹھہرتے تو چار رکعتیں پڑھتے۔ (بخاری)

حضرت حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ تک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ہمسفر تھا انہوں نے ہمیں ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی پھر اپنے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ کھڑے ہیں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ سنتیں ادا کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر سنتیں ادا کرنا ہوتیں تو میں پوری نماز ادا کرتا۔ میں رسول کریم ﷺ کی رفاقت میں رہا۔ آپ سفر میں دو رکعت

(البخاری) 5-547

وَعَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فَصَلَّى لَنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَاءَ رَحْلَهُ وَجَلَسَ فَرَأَى نَاسًا قِيَامًا فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ قُلْتُ يُسَبِّحُونَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا أَتَمَمْتُ صَلَاتِي صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَكَانَ لَا يَزِيدُ فِي السَّفَرِ عَلَى رَكْعَتَيْنِ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ كَذَلِكَ (متفق عليه) 6-548

سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ بھی اتنی ہی نماز پڑھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ سفر میں ظہر اور عصر کی نماز ملا کر ادا فرماتے تھے۔ اور مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھی پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری)

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ سَيْرٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ (بخاری) 7-549

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهْتُ بِهِ يَوْمَ إِيمَاءَ صَلَوةَ اللَّيْلِ إِلَّا الْفَرَائِضَ وَيُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ (متفق عليه) 8-550

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنَى رَكْعَتَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَعُمَرُ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ ثُمَّ إِنَّ عُثْمَانَ صَلَّى بَعْدَ أَرْبَعَا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ صَلَّى أَرْبَعًا وَإِذَا صَلَّاهَا وَحْدَهُ صَلَّ رَكْعَتَيْنِ. (متفق عليه) 9-551

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ فَرَضَتِ الصَّلَوةَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَفَرَضْتُ أَرْبَعًا وَتَرَكْتُ صَلَوةَ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيضَةِ الْأُولَى قَالَ الزُّهْرِيُّ قُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالُ عَائِشَةَ تَعِمُّ قَالَ تَأَوَّلْتُ كَمَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ. (متفق عليه) 10-552

جس طرح عثمان تاویل کرتے تھے۔ اسی طرح ام المومنین تاویل فرماتی تھیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ اللَّهُ الصَّلَوةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً. (مسلم) 11-553

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ سواری پر ہی نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ چاہے سواری کا منہ جس جانب ہو جائے۔ آپ ﷺ اشارے سے نماز ادا کرتے یہ نماز فرض کے بجائے تہجد کی نماز ہوتی تھی۔ اور آپ ﷺ وتر بھی سواری پر ادا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے منیٰ میں دو رکعت نماز ادا کی۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر ؓ ان کے بعد حضرت عثمان ؓ اپنی خلافت کے آغاز میں دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ بعد میں حضرت عثمان ؓ نے چار رکعتیں ادا کرنا شروع کیں۔ حضرت ابن عمر امام کے ساتھ چار رکعتیں ادا کرتے اور اکیلے ہوتے دو فرض پڑھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نماز پہلے دو فرض ہی مقرر ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو چار فرض مقرر ہوئے اور سفر میں دو فرض ہی باقی رکھے گئے۔ جناب زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عروہ ؓ سے پوچھا کہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں پوری نماز کیوں پڑھتی تھیں۔ حضرت عروہ ؓ نے فرمایا کہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کے حوالے سے گھر میں چار رکعتیں سفر میں دو اور خوف کی حالت میں ایک رکعت نماز فرض فرمائی ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

- ۱۔ بعض محدثین نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سفر کے دوران تو قصر ہی کرتے تھے۔ لیکن جب وہ سفر کے دوران کہیں پڑاؤ کرتے تو نماز پوری پڑھا کرتے تھے۔ گویا کہ وہ عارضی قیام کو سفر میں شمار نہیں فرماتے تھے۔
- ۲۔ سفر کے دوران کسی جگہ قیام کرنے میں بے یقینی پیدا ہو جائے تو لا محذور مدت تک نماز قصر کی جاسکتی ہے۔ یعنی ایک آدمی کسی شہر میں اس نیت سے ٹھہرا ہے کہ میرا کام تین دن میں مکمل ہو جائے گا لیکن دفتری مسائل یا کسی وجہ سے آج یا کل رخصت ہونے کی صورت پیدا ہو گئی۔ اس طرح دن گزرتے جا رہے ہیں۔ جیسا کہ فتح مکہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے دن معین نہیں تھے انتظامی امور کی وجہ سے دیر ہوتی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ یا سترہ دن مکہ میں ٹھہرے اور قصر کرتے رہے جس کی وجہ سے بعض اہل علم نے پندرہ یا انیس دن تک قصر کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ سفر میں سنتیں اور نفل پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ سوائے صبح کی سنتوں کے۔
- ۲۔ سفر میں فجر کی چار رکعتیں اور مغرب کے تین فرض پڑھنے چاہئیں۔
- ۳۔ سفر کے دوران نماز قصر پڑھنی چاہئے بے شک سفر میں کتنے ہفتے، مہینے گزر جائیں۔
- ۴۔ حج کے دوران نماز قصر پڑھنا سنت ہے۔
- ۵۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی تاویل سے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اتفاق نہیں کیا۔



بَابُ الْجُمُعَةِ

نماز جمعہ کی اہمیت و فضیلت

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم سب سے آخر میں آئے ہیں جبکہ قیامت کے دن سب سے پہلے ہونگے۔ یہود و نصاریٰ کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں اس شرف سے ان کے بعد نوازا گیا ان پر یومِ جمعہ فرض کیا گیا لیکن انہوں نے اس سے اختلاف کیا اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے بارے میں ہماری راہنمائی فرمائی۔ لہذا تمام لوگ ہمارے پیچھے ہیں۔ یہودیوں کے لئے ہفتے کا دن اور عیسائیوں کے لئے اتوار کا دن ہے۔ (بخاری و مسلم)

امام مسلم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں ہم آخر میں ہونے کے باوجود قیامت کے دن سب سے پہلے ہونگے۔ اور ہم ہی جنت میں بھی پہلے داخل ہونگے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہم دنیا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بَيِّنَ أَنَّهُمْ أَوْتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِنَا وَأَوْتَيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ هَذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فُرِضَ عَلَيْهِمْ يَعْنِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَذَا اللَّهُ لَهُ وَالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعَ الْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارَى بَعْدَ غَدٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ نَحْنُ الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَنَحْنُ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بَيِّنَ أَنَّهُمْ وَذِكْرَهُ نَحْوَهُ إِلَى آخِرِهِ وَفِي أُخْرَى لَهُ عَنْهُ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي آخِرِ الْحَدِيثِ نَحْنُ الْآخِرُونَ مِنَ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ الْمَقْضَى لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ. 1-554

دنیا میں آخر میں آئے ہیں جبکہ قیامت کے دن تمام مخلوق سے پہلے ہمارا فیصلہ ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں دنوں میں سب سے بہتر دن جمعہ کا دن ہے اس دن آدم کو پیدا کیا گیا اسی دن ان کو جنت میں داخلہ ملا اور جمعہ کو ہی ان کا اخراج ہوا۔ اور اسی دن ہی قیامت برپا ہوگی۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ. مسلم 2-555

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جمعہ کے دن ایک ایسی بابرکت گھڑی ہے کہ کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے سوال کرے تو اسے وہ

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ

مُسْلِمٌ قَالَ وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيفَةٌ وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُمَا قَالَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ
إِيَّاهُ. متفق عليه 3-556

چیز عطا کر دی جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم) امام مسلم نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے وہ گھڑی نہایت ہی مختصر ہوتی ہے اور بخاری و مسلم دونوں کی روایت میں ہے جمعہ کے دن ایک ایسا وقت ہے۔ جو کوئی اس وقت نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرے تو یقیناً اسے خیر اس سے سرفراز کر دیا جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يُجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ. مسلم 4-557

حضرت ابو بردہ ؓ نے اپنے والد گرامی سے سنا وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے جمعہ کے دن یہ مبارک گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر سلام پھیرنے تک ہوا کرتی ہے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ امت محمدی پیچھے آنے کے باوجود قیامت کے دن سب سے آگے ہوگی۔
- ۲۔ جمعہ کا دن خصوصی امتیازات کی وجہ سے افضل ترین دن ہے۔
- ۳۔ جمعہ کے دن قبولیت کی ایک خاص گھڑی ہوا کرتی ہے۔
- ۴۔ قیامت جمعہ کے روز برپا ہوگی۔



بَابُ وَجُوبِهَا

جمعہ کی فرضیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ط

ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

”اے ایمان والو جب جمعہ کے دن تمہیں نماز کے لیے بلایا جائے تو خرید و فروخت کو چھوڑ کر اللہ کے ذکر کی طرف دو۔“
ہوئے آؤ تمہارے لیے یہ زیادہ بہتر ہے اگر تم جان لو۔ (الجمعة ۹:۶۲)

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہؓ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اکرم ﷺ سے سنا جبکہ آپ اپنے منبر پر جلوہ افروز تھے کہ لوگ جمعہ کی نماز ترک کرنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر ثبت کر کے انہیں غافل لوگوں میں شامل کر دیں گے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّهُمَا قَالَا سَمِعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَلَىٰ أَغْوَادٍ مِنْبَرِهِ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وُدِّهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتَمَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ. (مسلم) 1-558

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے جمعہ میں پیچھے رہنے والوں کے بارے میں انتباہ فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ لوگوں کی امامت کے لئے کسی دوسرے شخص کو مقرر کروں اور پھر ان لوگوں کے گھروں کو جلا کر راکھ کر دوں جو نماز جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحْرِقَ عَلَىٰ رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوتُهُمْ. (مسلم) 2-559

خلاصہ باب

- ۱۔ نماز جمعہ فرض ہے۔
- ۲۔ شرعی عذر کے بغیر جمعہ چھوڑنے والے کے دل پر مہر لگادی جاتی ہے۔
- ۳۔ جمعہ چھوڑنے والوں پر نبی کریم ﷺ نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔



بَابُ التَّنْظِيفِ وَالتَّبْكِيرِ

جمعہ کے لئے طہارت اور اول وقت جانے کا اہتمام کرنا

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت سلمان ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص بہترین انداز سے جمعہ کے لئے غسل کرے پھر تیل یا گھر میں موجود خوشبو کا استعمال کر کے مسجد کی طرف جائے اور لوگوں کے درمیان فرق کرنے کی بجائے حسب توفیق نماز ادا کرے بعد ازاں نہایت خاموشی کے ساتھ امام کا خطبہ سنے ایسے شخص کے جمعہ سے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ ؓ آپ ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں جو شخص غسل کرنے کے بعد جمعہ کے لئے آیا اور حسب استطاعت نوافل پڑھے پھر خاموشی کے ساتھ خطیب کا خطبہ سنے اور امام کے ساتھ فرض ادا کرے اس کے جمعہ سے جمعہ تک بلکہ مزید تین ایام کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں جس نے بہترین انداز سے وضو کیا پھر جمعہ کے لئے آیا خاموشی سے خطبہ سنا اس کے سات اور مزید تین دن یعنی دس دنوں کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ جو جمعہ کے دوران کنکریوں سے کھیلتا رہا اس نے بے ہودہ حرکت کا ارتکاب کیا۔ (مسلم)

اس روایت کو بھی حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جمعہ کے دن ملائکہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں وہ سب سے پہلے آنے والے کو

عَنْ سَلْمَانَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ وَيَدْهِنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبٍ بَيْنَهُ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يَفْرُقُ بَيْنَ الثَّيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يَنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى. (بخاری) 1-560

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلَّى مَا قُدِّرَ لَهُ ثُمَّ انْصَتَ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهِ ثُمَّ يُصَلِّي مَعَهُ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى وَفُضِّلَ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ. (مسلم) 2-561

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَانْصَتَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا. (مسلم) 3-562

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ وَمِثْلُ الْمُهْجَرِ كَمِثْلِ

اللّٰذِي يُهْدِي بَدَنَهُ ثُمَّ كَالِدِي يُهْدِي بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَّأُوا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَعِمُّونَ الذِّكْرَ. (متفق عليه) 4-563

اول اندراج کرتے ہیں جو جمعہ کے لئے پہلے آیا اس کے لئے اونٹ کی قربانی اس کے بعد آنے والے کے لئے گائے کی قربانی پھر مینڈھے اس کے بعد مرغی اور آخر میں آنے والے کو انڈے کے برابر ثواب ملے گا۔ جب امام خطبہ کے لئے پہنچ جاتا ہے تو فرشتے اپنی ڈائریوں کو بند کر کے خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

ملائکہ کا مسجدوں کے دروازے کے پاس تشریف فرما ہونا جمعہ پڑھنے والوں کے لئے اکرام کا اظہار ہے پھر یکے بعد دیگرے آنے والوں کے لئے درجہ بدرجہ قربانی کا ذکر فرمایا یہ اجر نماز جمعہ کے ثواب کے علاوہ ہے پہلے آنے والوں کی فضیلت کے بیان کے ساتھ لوگوں کے شوق و ذوق میں اضافہ کرنا مقصود ہے تاکہ لوگ صرف نماز پڑھنے کے لئے نہیں بلکہ قرآن و سنت کے احکام جاننے اور سمجھنے کے لئے ذوق و شوق کے ساتھ جمعہ کے لیے آنے کا خاص اہتمام کریں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ. (متفق عليه) 5-564

ابو ہریرہ ؓ ہی ذکر کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم اپنے قریب بیٹھے ہوئے شخص کو جمعہ کے دن دوران خطبہ خاموش ہونے کے لئے کہو تو تمہارا یہ کہنا فضولیات میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَقِيمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يُخَالِفُ إِلَى مَقْعَدِهِ فَيَقْعُدُ فِيهِ وَلَكِنْ يَقُولُ افْسَحُوا. (مسلم) 6-565

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے وقت کوئی شخص دوسرے کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھے البتہ یہ کہے کہ فراخی پیدا کیجئے۔ (مسلم) (یہ خطبہ سے پہلے کہنے کی اجازت ہے)

الفصل الثالث

عَنْ نَافِعٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَقِيمَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعَدِهِ وَيَجْلِسُ فِيهِ قِيلَ لِنَافِعٍ رَحِمْتَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الْجُمُعَةِ قَالَ فِي الْجُمُعَةِ وَغَيْرِهَا. (متفق عليه) 7-566

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے سنا کہ رسول معظم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں بیٹھ جائے۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کیا جمعہ کے وقت؟ انہوں نے فرمایا کہ جمعہ یا جمعہ کے علاوہ۔ (بخاری و مسلم)

بَابُ الْخُطْبَةِ وَالصَّلَاةِ

خطبہ اور نماز جمعہ

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ

اس رب کے نام سے پڑھو جس نے انسان کو پیدا فرمایا۔ اسلام کے فکر و عمل کی بنیاد علم و معرفت پر استوار ہے علم ہی کے ذریعے ایک انسان دوسرے سے ممتاز ہوتا ہے۔ اسلام نے نہ صرف بچوں پر تعلیم فرض قرار دی بلکہ ایسے لوگ جو کسی وجہ سے زیور تعلیم سے آراستہ نہیں ہو پائے ان کے لیے تعلیم بالغاں کا اس طرح اہتمام کیا کہ ایک طرف نماز جمعہ ہفتہ میں افضل ترین عبادت کرنا افضل ہے اور دوسری طرف معاشرے کے مصروف اور معمر لوگوں کے لئے خطبہ جمعہ کی صورت میں تعلیم کا بندوبست فرمایا۔ اس سے پورے ہفتہ کے لیے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے خطیب کو خلوص اور خوب محنت سے خطبہ دینا چاہیے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ خطبہ توجہ کے ساتھ سننا چاہیے خطبہ کے دوران ادھر ادھر توجہ اور بے مقصد حرکات کرنا اس سے جمعہ کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ حصول علم کی تحریک کو نقطہ عروج تک پہنچانے کے لئے کائنات کے معلم اعظم ﷺ کو حکم ہوا کہ آپ ﷺ اپنے رب کے حضور ہمیشہ دعا مانگا کیجئے۔

رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا

”اے اللہ میرا علم اور زیادہ بڑھا“

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نماز جمعہ اس وقت ادا فرماتے جب سورج ڈھل رہا ہوتا۔ (بخاری)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں۔ نماز جمعہ سے پہلے نہ ہم سستاتے اور نہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ شدید سردی میں نماز جمعہ اول وقت میں اور سخت گرمی میں نماز جمعہ تاخیر سے ادا فرماتے۔ (بخاری)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ. (بخاری) 1-567

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ. (متفق عليه) 2-568

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اشْتَدَّ الْبُرْدُ بَكَرَ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا شَتَدَّ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ يَعْنِي الْجُمُعَةَ. (بخاری) 3-569

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الْبِدَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوَّلُهُ إِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ الْبِدَاءَ

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عہد نبوت اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں نماز جمعہ کی پہلی اذان اس وقت ہوتی جب امام منبر پر تشریف فرما ہوتا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور آبادی بڑھ گئی تو حضرت عثمان

ﷺ نے زوراء مقام پر تیسری اذان کہنے کا حکم دیا۔ (بخاری)

الثَّالِثُ عَلَى الزُّورَاءِ. (بخاری) 4-570

فہم الحدیث

یہاں تکبیر کو تیسری اذان شمار کیا گیا ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے تھے ان دونوں کے درمیان بیٹھتے اور قرآن کی تلاوت فرماتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے۔ آپ ﷺ کے خطبہ جمعہ اور نماز باہم متوازن ہوتے تھے۔ (مسلم)

حضرت عمار ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ لمبی نماز اور مختصر خطبہ خطیب کے سمجھدار ہونے کی علامت ہے۔ لہذا نماز لمبی ہونی چاہئے اور خطبہ مختصر بلاشبہ بعض تقریریں جادو کا اثر رکھتی ہیں۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَذْكُرُ النَّاسَ فَكَانَتْ صَلَوَتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا. (مسلم) 5-571

عَنْ عَمَارٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَقِصْرَ خُطْبَتِهِ مِثْنَةٌ مِّنْ فَقْهِهِ فَأَطِيلُوا الصَّلَاةَ واقْصُرُوا الْخُطْبَةَ وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا. (مسلم) 6-572

فہم الحدیث

نماز اور خطبہ میں توازن رکھنے کا معنی یہ ہے کہ خطبہ اتنا لمبا نہیں ہونا چاہیے کہ نماز کا وقت تنگ ہو جائے اور آخر میں نماز اطمینان سے پڑھنے کی بجائے جلد ادا کر دی جائے۔ یہ دانائی کے خلاف بات ہے۔ خطبہ اور وعظ و نصیحت کا مدعا تو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا شوق دلانا ہے اگر نماز ہی تسلی سے نہ پڑھی جائے تو گویا کہ خطبہ کا مقصد ہی فوت ہو گیا۔

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول معظم ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور آپ کا جوش بڑھ جاتا حتیٰ کہ ایسا لگتا تھا جیسے کسی لشکر سے خوف زدہ کر رہے ہوں آپ فرمایا کرتے تھے زندگی صبح ختم ہوئی یا شام کو میں اور قیامت اس طرح ہیں پھر آپ شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی ملا کر دکھاتے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ أَحْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُولُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّكُمْ وَيَقُولُ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرُنُ بَيْنَ أَصْبَعَيْهِ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى. (مسلم) 7-573

حضرت یعلیٰ بن امیہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے کہ ”جہنمی جہنم کے دربان کو پکاریں گے، کاش تیرا رب ہمیں موت دے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ يُعْلَى بْنِ أُمِيَّةٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْمُنْبَرِ وَنَادَاوَا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ. (متفق علیہ) 8-574

عَنْ أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا أَخَذْتُ قِي وَالْقُرْآنَ
الْمَجِيدَ إِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
يَقْرَأُهَا كُلُّ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا خُطِبَ
النَّاسُ. (مسلم) 9-575

عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
خُطِبَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرُخِيَ
طَرَفُهَا بَيْنَ كَفَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.
(مسلم) 10-576

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ
يَخُطُبُ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ
يَخُطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ
فِيهِمَا. (مسلم) 11-577

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَدْ
أَدْرَكَ الصَّلَاةَ. (متفق عليه) 12-578

الفصل الثالث

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ
يَخُطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخُطُبُ
قَائِمًا فَمَنْ تَبَاكَ أَنَّهُ كَانَ يَخُطُبُ جَالِسًا
فَقَدْ كَذَبَ فَقَدْ وَاللَّهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ
أَلْفِي صَلَاةٍ. (مسلم) 13-579

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ
وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أُمِّ الْحَكَمِ يَخُطُبُ قَاعِدًا
فَقَالَ انْظُرُوا إِلَى هَذَا الْخَبِيثِ يَخُطُبُ قَاعِدًا

حضرت ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہا بیان
کرتی ہیں کہ میں نے قی والقرآن المجید سورت
رسول گرامی ﷺ کی زبان اقدس سے سن کر حفظ کی
تھی۔ آپ لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے منبر پر اس
سورت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (مسلم)

حضرت عمرو بن حرث رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی
اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ کے سر مبارک پر سیاہ
پگڑی تھی، جمعہ کے وقت آپ نے اس کے دونوں پلو
کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے
خطبہ کے دوران یہ حکم دیا کہ جب کوئی دوران خطبہ آئے تو وہ
دور کعتیں مختصر ادا کرے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے
ارشاد فرمایا کہ جو شخص امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے
تو یقیناً اس نے نماز کو پایا۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ
کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے، پھر بیٹھ جاتے اور پھر
کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے اور جو کوئی تجھے بتائے کہ نبی
محترم ﷺ بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے یقیناً وہ جھوٹ
بولتا ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے نبی گرامی کے پیچھے دو ہزار سے
بھی زیادہ نمازیں ادا کی ہیں۔ (مسلم)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا
جاتا ہے کہ آپ مسجد میں گئے تو عبدالرحمن بن ام
الحکم بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا حضرت کعب نے کہا کہ

اس خبیث کو دیکھو یہ بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”جب وہ تجارت یا کھیل تماشا دیکھتے ہیں تو اس کے پیچھے چلے جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔ (مسلم)

وَلَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ إِذَا رَأَوُا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا. (الجمعة ۱۱:۶۲) (مسلم) 14-580

عمارہ بن روبیہ رضی اللہ عنہ نے بشر بن مروان کو دیکھا کہ وہ اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے خطبہ دے رہا تھا تو فرمایا کہ اللہ ان ہاتھوں کو توڑ دے میں نے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ ہاتھ اٹھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ انہوں نے اپنی شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے وضاحت فرمائی۔ (مسلم)

عَنْ عَمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ رَأَى بَشَرَ بْنَ مَرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ رَافِعًا يَدَيْهِ فَقَالَ قَبَّحَ اللَّهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا يَزِيدُ عَلَى أَنْ يَقُولَ بِيَدِهِ هَكَذَا وَ أَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ. (مسلم) 15-581

فہم الحدیث

خطبہ اور عوامی خطاب میں فرق ہونا چاہیے۔ خطبہ عبادت سمجھ کر دینا چاہیے۔ کیونکہ خطبہ کی وجہ سے نماز ظہر نصف کر دی گئی ہے۔ خطبہ میں وقار اور سنجیدگی کا ہونا ضروری ہے۔ اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خطبہ میں زیادہ حرکات کو پسند نہیں کرتے تھے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ خطبہ مختصر اور نماز جمعہ اطمینان سے ادا کرنی چاہیے۔
 - ۲۔ خطبہ قرآن اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مشتمل ہونا چاہیے۔
 - ۳۔ خطبہ عربی ہو یا قومی زبان میں کھڑے ہو کر دینا چاہیے۔
 - ۴۔ خطبہ کے دوران آنے والا دور کعتیں پڑھ کر بیٹھے۔
 - ۵۔ خطبہ دیتے وقت اشارے کرنے کی بجائے اس میں وقار ہونا چاہیے۔
- مزید۔ خطبہ کا معنی ہے خطاب کرنا اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء مبعوث فرمائے وہ اپنی قومی زبان میں خطبہ دیا کرتے تھے۔ اس لیے جن لوگوں نے نماز جمعہ کے لیے تقریر کی بدعت رائج کر رکھی ہے اور وہ لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے فرماتے ہیں کہ یہ خطبہ نہیں تقریر ہے۔ یہ سراسر دھوکا دینے والی بات ہے تقریر کا معنی ہے تقرر کے ساتھ بات بیان کرنا۔ خطبہ اور تقریر دونوں عربی کے الفاظ ہیں۔



بَابُ صَلَوةِ الْخَوْفِ

خوف کی حالت میں نماز پڑھنا

نماز دین کا اہم ترین رکن ہے نبی اکرم ﷺ نے اسے مسلمان اور غیر مسلم کے درمیان حد امتیاز قرار دیا ہے۔ ہوش و حواس ہوتے ہوئے ہر نماز کی ادائیگی اس کے وقت میں لازم ہے۔ تاہم بیماری اور حالت جنگ میں وقت میں تقدیم و تاخیر اور اس کی ادائیگی میں کچھ تبدیلیوں کی اجازت ہے۔ بالخصوص جنگ کے حالات میں نماز کی ادائیگی کی کئی صورتیں آپ ﷺ سے ثابت ہیں جن میں چند ایک صورتیں درج ذیل ہیں:

- ۱۔ امام دو رکعت پڑھ کر بیٹھا رہے اس کے ساتھ پڑھنے والے مجاہد دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ پھر دوسرا گروہ آ کر امام کی تیسری اور چوتھی رکعت کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرے۔
- ۲۔ امام دو رکعت نماز پڑھائے گا ایک جماعت اس کے ساتھ ایک رکعت مکمل کرنے کے بعد پیچھے ہٹ کر دوسری رکعت از خود پڑھے گی اب باقی لوگ امام کے ساتھ ایک رکعت ادا کرنے کے بعد دوسری رکعت مکمل کریں گے اس طرح امام دو رکعت کے بعد سلام پھیرے گا۔

۳۔ تیسری صورت میں سب لوگ امام کے ساتھ نماز کے لئے کھڑے ہوں گے پہلی صفوں کے لوگ امام کے ساتھ سجدہ کریں گے جبکہ پیچھے لوگ اسی طرح ہی کھڑے رہیں گے۔ اب یہ لوگ آگے بڑھ کر سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے اور پہلے لوگ پچھلی صفوں میں کھڑے ہو کر قیام اور رکوع کرنے کے بعد کھڑے رہیں گے اب یہ لوگ سجدے کرتے ہوئے تشہد بیٹھنے کے بعد امام کے ساتھ اکٹھے سلام پھیریں گے۔

۴۔ شدید خوف، گھمسان کارن یا موجودہ طرز جنگ کے مطابق فوجی جوان اپنے اپنے مورچوں میں جس حالت میں مناسب سمجھیں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ نماز کی ابتدا میں ممکن ہو تو وہ قبلہ رخ ہو کر نماز کا آغاز کریں مجبوری کی حالت میں قبلہ کی پابندی بھی اٹھ جایا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی ہے:

أَيْنَمَا تَوَلَّوْا فَنَّمْ وَجْهَ اللَّهِ۔ (البقرة ۲: ۱۱۵)

”تم جس طرف بھی اپنے چہرے کرو گے اسی طرف ہی اللہ تعالیٰ کی توجہ کا فرما ہوگی۔“

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ قَبْلَ نَجْدٍ فَأَوَازِنَا الْعَدُوَّ فَصَالَفْنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نجد کے غزوہ میں رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ہمارا دشمن کے ساتھ آمنہ سامنا ہوا تو ہم صف آرا

يُصَلِّي لَنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَأَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعُدُوِّ وَرَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَنْ مَعَهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِي لَمْ تُصَلِّ فَجَاءُوا وَافَرَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَرَوَى نَافِعٌ نَحْوَهُ وَزَادَ فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ صَلُّوا رِجَالًا قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا قَالَ نَافِعٌ لَا أُرَى ابْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذَلِكَ إِلَّا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (بخاری) 1-582

ہوئے جب نماز کا وقت آیا تو رسول کریم ﷺ کے ساتھ مجاہدین کا ایک گروہ کھڑا ہوا جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے مد مقابل تھا پہلے گروہ نے آپ ﷺ کے ساتھ قیام اور رکوع و سجود کیا۔ پھر وہ ان لوگوں کی جگہ آ کر سینہ سپر ہوئے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی اب دوسرے گروہ نے آپ کے ساتھ ایک رکعت اور رکوع و سجود کیا پھر آپ نے سلام پھیرا اس طرح ان میں سے ہر جماعت نے ایک ایک رکعت رکوع و سجود کے ساتھ الگ ادا کی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد دنا فح رحمۃ اللہ علیہ مزید بیان کرتے ہیں اگر خوف زیادہ ہوتا تو لوگ اپنی اپنی جگہوں پر نماز ادا کرتے۔ پیادہ حضرات اپنی حالت میں اور سوار اپنی ساریوں پر وہ قبلہ رخ ہوتے یا ان کے رخ دوسری جانب ہوتے۔ نافع کہتے ہیں کہ مجھے

یقین ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول محترم ﷺ سے اس طرح ہی سنا ہوگا (بخاری)

عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَاتٍ عَمَّنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ إِنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وَجَّاهُ الْعُدُوَّ فَصَلَّى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَاتَّمَوْا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَفُّوا وَجَّاهُ الْعُدُوَّ وَجَاءَتْ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرُّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَاتَّمَوْا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ (متفق عليه) 2-583

حضرت یزید بن رومان رحمہ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذات الرقاع کے دن حالت خوف میں نماز پڑھی فوج کا ایک حصہ آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا جبکہ دوسرا دشمن کے سامنے تھا آپ نے اس گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور پھر اپنی جگہ پر کھڑے رہے لوگوں نے دوسری رکعت اپنے طور پر پوری کی پھر وہ واپس پلٹے اور دشمن کے سامنے صف بستہ ہوئے اب دوسری جماعت آئی اور آپ ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی اس طرح آپ ﷺ دو

رکعتیں پڑھ کر بیٹھے رہے لوگوں نے جب دوسری رکعت مکمل کر لی تب آپ نے سلام پھیرا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ قَالَ كُنَّا إِذَا آتَيْنَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ہم رسول محترم ﷺ کے ساتھ ذات الرقاع کے مقام پر پہنچے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ

کہتے ہیں جب ہم کسی سایہ دار درخت کے قریب ٹھہرتے تو اسکا سایہ رسول محترم ﷺ کے لئے چھوڑ دیتے۔ ایسی حالت میں ایک مشرک یک دم آپ کے پاس پہنچا جبکہ رسول محترم ﷺ کی تلوار درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اس نے آپ کی تلوار پکڑ کر نیام سے نکالتے ہوئے رسول محترم ﷺ کو کہا کہ آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ دیہاتی کہتا ہے اب تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تجھ سے بچائے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اتنی دیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے دھمکایا۔ اس نے آپ کی تلوار نیام میں ڈال کر اسی طرح لٹکا دی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اذان ہوئی آپ نے جماعت کو

دور کعتیں پڑھائیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر وہ پیچھے ہٹ گئے تو دوسری جماعت کو دور کعتیں پڑھائیں اس طرح رسول محترم ﷺ کی چار رکعتیں ہوئیں جبکہ دوسروں نے دو دور کعتیں ادا کیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں رسول محترم ﷺ نے خوف کی حالت میں ہمیں جماعت کروائی ہم نے آپ کی اقتداء میں دو صفیں بنائیں۔ دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا آپ نے تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی قیام کے بعد آپ نے رکوع کیا ہم نے بھی رکوع کیا پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا ہم نے بھی سر اٹھائے پھر آپ سجدے کے لئے نیچے جھکے آپ کے ساتھ پہلی صف کے لوگوں نے سجدہ کیا اور دوسری صف کے لوگ نماز کی حالت میں دشمن کے سامنے کھڑے رہے۔ آپ ﷺ اور پہلی صف کے لوگ سجدوں کے بعد کھڑے ہوئے اب دوسری صف کے لوگ سجدہ کے لیے جھکے پھر کھڑے ہوئے۔ اب پچھلی صف کے لوگ آگے بڑھے اور اگلی صف کے لوگ پیچھے بیٹے تو نبی اکرم ﷺ نے رکوع کیا اور ہم نے بھی رکوع کیا۔ آپ نے رکوع سے سر اٹھایا

عَلَى شَجَرَةٍ ظَلِيلَةٍ تَرَكْنَهَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَسَيْفُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَأَخَذَ سَيْفَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ فَأَخْرَطَهُ فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ اتَّخَافُنِي قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قَالَ اللَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْكَ قَالَ فَتَهَلَّدَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَغَمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهُ قَالَ فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرُوا وَصَلَّى بِالطَّائِفَةِ الْآخَرَى رَكَعَتَيْنِ قَالَ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رَكَعَتَانِ. (متفق عليه) 3-584

وَعَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَصَفَّفْنَا خَلْفَهُ صَفِّينِ وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَبَّرْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ السُّجُودَ وَقَامَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ ثُمَّ قَامُوا ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ وَتَأَخَّرَ الْمُقَدَّمُ ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ كَانَ مُؤَخَّرًا فِي الرُّكْعَةِ

الْأُولَى وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ
 فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ السُّجُودَ وَالصَّفُّ
 الَّذِي يَلِيهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ
 فَسَجَدُوا ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَسَلَّمْنَا
 جَمِيعًا. (مسلم) 4-585

ہم نے بھی سر اٹھائے۔ پھر آپ سجدے کے لئے نیچے گئے
 اس طرح پہلی رکعت میں پیچھے رہنے والے جواب آپ کے
 قریب تھے انہوں نے سجدہ کیا اور پچھلی صف کے لوگ دشمن
 کے سامنے کھڑے رہے جب آپ نے اور جو قریب والی
 صف تھی انہوں نے سجدہ مکمل کر لیا۔ تو پچھلی صف کے

لوگوں نے سجدے کئے اور پھر سب نے آپ ﷺ کے ساتھ سلام پھیرا۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ حالت جنگ میں قبلہ رخ ہونا مشکل ہو تو پھر بھی نماز پڑھنا ہوگی۔
- ۲۔ شدید ترین لڑائی میں ایک فرض پڑھ لینا ہی کافی ہوگا۔
- ۳۔ نہایت ناگزیر حالات میں سواری پر فرض ادا ہو سکتے ہیں۔



بَابُ صَلَوةِ الْعِيدَيْنِ

نماز عیدین

عید کا لغوی معنی ہے پلٹ کر آنا۔ مراد ہر سال لوٹ کر آنے والا خوشی کا دن ہے۔ ہر قوم کی تاریخ میں کچھ دن ایسے ہوتے ہیں جن کی کسی خاص واقعہ یا شخصیت کے حوالے خاص اہمیت ہوتی ہے۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے عیدین کے ایام خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ عید الفطر کے دن رمضان کے روزے رکھنے کے بعد اور اسی مہینے میں مسلمانوں کی عظیم کتاب قرآن مجید کے نزول کی ابتدا ہوئی جس کی خوشی میں مسلمان اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہیں۔ اور عید الاضحیٰ کے دن مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں اپنے رب کے حضور قربانیاں پیش کرتے ہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ پڑھنے کے لئے نکلتے تو سب سے پہلے نماز عید پڑھتے پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے خطاب کرتے جبکہ لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے آپ انہیں وعظ فرماتے، نصیحت کرتے احکامات جاری کرتے اگر کسی جگہ لشکر بھیجنا ہوتا تو اس کا اعلان کرتے یا کسی کام کا حکم دینا چاہتے تو اس کا حکم دیتے پھر واپس پلٹتے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کئی عید کی نمازیں پڑھیں۔ آپ ﷺ دونوں عیدیں اذان اور اقامت کے بغیر پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى إِلَى الْمُصَلَّى فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُومُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوسٌ عَلَى صُفُوفِهِمْ فَيُعْظُهُمْ وَيُوصِيهِمْ وَيَأْمُرُهُمْ وَإِنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ أَوْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ أَمَرَ بِهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ. (متفق عليه)

1-586

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْعِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ. (مسلم)

2-587

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَصَلُونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. (متفق عليه)

وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَشْهَدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْعِيدَ قَالَ نَعَمْ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً ثُمَّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تقریر سے پہلے نماز عیدین ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کیا آپ نے رسول محترم ﷺ کے ساتھ کوئی نماز عید ادا کی ہے؟ ابن عباس فرماتے ہیں کیوں نہیں آپ ﷺ نماز عید کے لئے تشریف فرما ہوئے پہلے نماز پڑھی پھر تقریر فرمائی حضرت ابن عباس رضی

أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَّظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ
بِالصَّدَقَةِ فَأَرَاتُهُنَّ يَهْوِينَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَخُلُوفِهِنَّ
يَذْفَعْنَ إِلَى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ إِلَى
بَيْتِهِ. (متفق عليه) 3-588

اللہ عنہما نے اذان اور تکبیر کا ذکر نہیں کیا۔ پھر آپ ﷺ
عورتوں کے مجمع کی طرف آئے انہیں تبلیغ و نصیحت فرمائی اور
صدقہ کرنے کا حکم دیا میں نے خواتین کو دیکھا کہ وہ اپنے کانوں
اور گلے سے زیورات اتار کر جناب بلال رضی اللہ عنہ کی طرف

بھینک رہی تھیں اسکے بعد آپ ﷺ اور بلال رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى يَوْمَ الْفِطْرِ رَكَعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ
قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا. (متفق عليه) 4-589

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی محترم ﷺ
نے عید الفطر میں دو رکعتیں نماز پڑھی۔ اس سے پہلے اور اس
کے بعد کوئی نفل ادا نہیں کئے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَمَرَنَا أَنْ
نُخْرِجَ الْحَيْضَ يَوْمَ الْعِيدَيْنِ وَذَوَاتِ
الْخُدُورِ فَيَسْهَدَنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ
وَدَعَوْتَهُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحَيْضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ
قَالَتْ امْرَأَةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا
جِلْبَابٌ قَالَ لِيَلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ
جِلْبَابِهَا. (متفق عليه) 5-590

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ہمیں حیض والی
اور جوان لڑکیوں کو عید گاہ کی طرف جانے کا حکم دیا گیا وہ
مسلمانوں کے اجتماع کے ساتھ ان کی دعا میں شامل ہوں
تاہم حیض والی عورتیں نماز ادا کرنے کی جگہ سے دور رہیں۔
ایک عورت نے آپ ﷺ سے عرض کیا اگر کسی کے پاس
بڑی چادر نہ ہو تو ارشاد ہوا کہ اس کے ساتھ والی اسے اپنی چادر
سے پہنا دے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ
دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامٍ مِنْى
تُدْفِقَانِ وَتَضْرِبَانِ وَفِي رِوَايَةٍ تُغْنِيَانِ بِمَا
تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ
مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ فَأَنْتَهَرَ هُمَا أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ
النَّبِيُّ ﷺ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ دَعُهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ
فَالْنِّهَا أَيَّامُ عِيدٍ وَفِي رِوَايَةٍ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ
قَوْمٍ عِيدًا وَهَذَا عِيدُنَا. (متفق عليه) 6-591

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے والد ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے اسوقت قربانی کے
ایام میں دو بچیاں دف بجا رہی تھیں۔ ایک روایت میں
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ ہیں کہ وہ بچیاں
گیت گارہی تھیں جو انصار نے جنگ بُعَاث کے موقع پر
پڑھے تھے جبکہ نبی محترم ﷺ چادر لپیٹے ہوئے استراحت
فرما رہے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان بچیوں کو ڈانٹا آپ
ﷺ نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹاتے ہوئے فرمایا

ابو بکر رضی اللہ عنہ انہیں مت ڈانٹو کیونکہ یہ خوشی کے دن ہیں۔ دوسرے مقام پر یہ الفاظ پائے جاتے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ ہر قوم کے
لئے خوشی کے مخصوص دن ہوتے ہیں اور یہ ہماری عید کا دن ہے (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

لئے نکلنے سے پہلے تازہ کھجوریں نوش فرماتے جو طاق ہوتیں
ایک، تین، پانچ، سات۔ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ کی
طرف جاتے ہوئے راستہ تبدیل فرماتے تھے۔ (بخاری)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے
عید الاضحیٰ کے موقع پر خطاب میں ارشاد فرمایا آج کے دن
ہمارا پہلا کام نماز عید ادا کرنا پھر پلٹ کر قربانی کرنا جس نے
اس طرح کیا اس نے ہمارے طریقے کو اپنایا۔ جس نے نماز
عید سے پہلے قربانی کی بلاشبہ وہ عام جانور کا گوشت ہے جو
ذبح کرنے والے نے اپنے گھر والوں کے لئے پہلے ذبح کر
دیا یہ قربانی ہرگز نہیں ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جندب بن عبد اللہ الحمکی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز عید سے پہلے
جانور ذبح کیا اسے اور قربانی کرنا پڑے گی جو نماز عید کے بعد
قربانی کرے اسے اللہ کے نام پر قربانی ذبح کرنی
چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کیا اس نے
اپنے لئے ذبح کیا جو نماز کے بعد کرے گا اس کی قربانی درست
اور مسلمانوں کے طریقے کے مطابق ہوگی (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول محترم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم عید گاہ میں جانور ذبح کرتے یا اونٹ نحر
کرتے۔ (بخاری)

تیسری فصل

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عطا
رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے

لَا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ تَمْرَاتٍ
وَيَأْكُلَهُنَّ وَتَرَا. (بخاری) 7-592

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا كَانَ
يَوْمَ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ. (بخاری) 8-593

عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ
النَّحْرِ فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هَذَا
أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرُ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ
فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ
فَأِنَّمَا هُوَ شَاةٌ لَحْمٌ عَجَلُهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ
النُّسْكِ فِي شَيْءٍ. (متفق علیہ) 9-594

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ
فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ حَتَّى
صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللَّهِ. (متفق
علیہ) 10-595

عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ
ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ
ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسْكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ
الْمُسْلِمِينَ. (متفق علیہ) 11-596

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ
بِالْمُصَلَّى. (بخاری) 12-597

الفصل الثالث

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ أَخْبَرَنِي
عَطَاءٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا

حوالے سے بتایا وہ دونوں صحابہ فرماتے ہیں کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے لئے اذان نہیں کہی جاتی تھی۔ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے کچھ مدت کے بعد حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا انہوں نے بتایا کہ مجھے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ عید کے دن جب امام عید گاہ کی طرف نکلے اور اس کے عید گاہ میں پہنچنے کے بعد تکبیر اذان اور نماز عید کے لئے کوئی اعلان اور اقامت نہیں کہنی چاہیے۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول معظم ﷺ جب عیدین کے لئے عید گاہ کی طرف جاتے تو پہلے نماز عید ادا کرتے نماز کے بعد لوگوں کی طرف چہرہ فرماتے جبکہ لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے۔ اگر کہیں مجاہدین کو بھیجنا ہوتا تو لوگوں سے اس کا ذکر کرتے یا کوئی اور کام ہوتا تو اس کے لیے لوگوں کو حکم فرماتے۔ لوگوں کو بار بار صدقہ کرنے کی تلقین فرماتے اور عورتیں بھی خیرات کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ اس کے بعد واپس تشریف لاتے۔ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ مروان بن حکم آیا حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور مروان اکٹھے عید گاہ میں پہنچے کثیر بن صلت نے عید گاہ میں گارے کے ساتھ اینٹوں کا منبر بنایا ہوا تھا۔ مروان نے اپنا ہاتھ مجھ سے چھڑانے کی کوشش کی کیونکہ وہ منبر کی طرف جانا چاہتا تھا جبکہ میں اسے مصلیٰ کی طرف کھینچ رہا تھا اس صورت حال میں میں نے انہیں کہا نماز سے ابتداء کیوں نہیں کرتے۔ مروان نے مجھے کہا اے ابو سعید جو تم جانتے ہو اس کام کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ میں نے اسے تین دفعہ کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو میں جانتا ہوں اس سے بہتر تمہاری بات نہیں ہو سکتی بعد ازاں وہ منبر کی طرف چلا گیا۔ (مسلم)

لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحَىٰ ثُمَّ سَأَلْتُهُ يَعْْنِي عَطَاءٌ بَعْدَ حِينٍ عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرَنِي قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ لَا أَذَانَ لِلصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِينَ يَخْرُجُ الْإِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ وَلَا إِقَامَةً وَلَا نِدَاءً وَلَا شَيْءَ وَلَا نِدَاءً يَوْمَئِذٍ وَلَا إِقَامَةً. (مسلم) 13-598

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلَاةِ فَإِذَا صَلَّى صَلَاتَهُ قَامَ فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِي مَصَلَاهُمْ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِبَعْثِ ذِكْرِهِ لِلنَّاسِ أَوْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بغيرِ ذَلِكَ أَمَرَهُمْ بِهَا وَكَانَ يَقُولُ تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا وَكَانَ أَكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى كَانَ مَرَوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَخَرَجَتْ مُخَاصِرًا مَرَوَانَ حَتَّى أَتَيْنَا الْمُصَلَّى فَإِذَا كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ قَدْ بَنَى مَنبَرًا مِنْ طِينٍ وَلَبِنٍ فَإِذَا مَرَوَانُ يُنَازِعُنِي يَدُهُ كَأَنَّهُ يَجُرُّنِي نَحْوَ الْمَنبَرِ وَأَنَا أَجْرُهُ نَحْوَ الصَّلَاةِ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ مِنْهُ قُلْتُ أَيْنَ الْإِبْتِدَاءُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ لَا يَا أَبَا سَعِيدٍ قَدْ تُرِكَ مَا تَعْلَمُ قُلْتُ كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَأْتُونَ بِخَيْرٍ مِمَّا أَعْلَمُ فَلَكَ مِرَارٌ ثُمَّ انْصَرَفَ. (مسلم) 14-599

فہم الحدیث

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ نمازِ عید سے پہلے کسی قسم کی تقریر یا عید کے لئے اعلان کرنا جائز نہیں اور عید سے پہلے تقریر اور عید گاہ میں منبر یا سٹیج استعمال کرنا رسول کریم ﷺ کے طریقے کے خلاف ہے۔ کتنا ہی بہتر اور افضل ہوتا کہ علمائے کرام رسول معظم ﷺ کی سنتِ مبارکہ کو اپناتے ہوئے نمازِ عید سے پہلے تقریر کرنے کی بجائے بعد میں تقریر کرتے۔ لیکن افسوس بعض علماء نے لوگوں کو یہ باور کرا رکھا کہ خطبہ اور تقریر میں فرق ہوتا ہے حالانکہ ان احادیث کی روشنی واضح ہے کہ رسول کریم ﷺ عید کے خطبے میں بھی وعظ و نصیحت جہاد کی تیاری اور دوسرے پیش آمدہ مسائل کے لئے لوگوں کو آمادہ و تیار فرماتے تھے۔ اسی کا نام خطبہ و تقریر ہے آج یہ علماء آپ ﷺ کی سنت پر چلنے کی بجائے خطبہ و تقریر کے خود ساختہ فرق کے بہانے سے مروان کی جاری کردہ بدعت کو اپناتے ہوئے ہیں۔

(دیکھیے خلافت و ملوکیت مولانا مودودی)

خلاصہ باب

- ۱۔ نمازِ عید کے بعد تقریر کرنا رسول کریم ﷺ کی سنت ہے۔
- ۲۔ نمازِ عید کے لئے اذان اور تکبیر نہیں ہوتی۔
- ۳۔ عید گاہ میں امام کا منبر یا اونچی جگہ کھڑا ہونا سنت کی خلاف ورزی ہے۔
- ۴۔ عید گاہ میں آنے جانے کے لئے راستہ تبدیل اور تکبیرات کہنا سنت ہے۔
- ۵۔ نمازِ عید سے پہلے ذبح کیا ہوا جانور عام گوشت ہوگا۔ ایسے شخص کو قربانی دوبارہ کرنا پڑے گی۔
- ۶۔ نماز نہ پڑھنے کے باوجود عید گاہ میں مخصوص ایام والی عورتوں کو بھی جانا اور مسلمانوں کی اجتماعی دعا میں شامل ہونا چاہیے۔



بَابُ فِي الْأُضْحِيَّةِ

مسائل قربانی

قربانی کا لفظ قربان بروزن سلطان سے نکلا ہے عربی محاورات میں قربان ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔ (احکام القرآن)

لیکن عرف عام میں دسویں ذوالحجہ کو بکری دینے، گائے وغیرہ ذبح کرنے کا نام قربانی ہے۔ اگر آج ہم جذبہ قربانی کے ساتھ زندگی کو ہم آہنگ کر لیں تو جس طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے متبعین کو دنیا کی قیادت و سیادت کا تاج پہنایا گیا اسی طرح آج بھی ہمیں جہان بانی کے منصب پر فائز کیا جاسکتا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَكْبَشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ وَسَمَّى وَكَبَّرَ قَالَ رَأَيْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا وَيَقُولُ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ. (متفق عليه) 1-600

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے دو ایسے مینڈھے قربانی کئے جو خاکستری رنگ اور سینگوں والے تھے۔ آپ نے ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے وقت بسم اللہ واللہ اکبر کہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا قدم ان کی گردنوں پر رکھ کر بسم اللہ اور تکبیر پڑھی تھی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنٍ يَطَأُ فِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ فَأَتَى بِهِ لِيُضْحِيَ بِهِ قَالَ يَا عَائِشَةُ هَلِمِي الْمُدِّيَةَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ أَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ ثُمَّ قَالَ (بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ) ثُمَّ ضَحَّى بِهِ. (مسلم) 2-601

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سینگوں والا مینڈھا جس کی ٹانگیں پیٹ اور آنکھیں بھی سیاہ تھیں لانے کا حکم دیا۔ جب یہ جانور ذبح کے لیے لایا گیا تو آپ نے مجھے چھری لانے کے لئے فرمایا آپ نے فرمایا پتھر پر چھری تیز کرو میں نے ایسا ہی کیا آپ نے چھری پکڑی اور مینڈھے کو لٹا کر ذبح کرتے ہوئے بسم اللہ اور یہ الفاظ ادا کئے۔ الہی محمد، آل محمد اور محمد کی امت کی طرف سے قبول فرما۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسْنَةً إِلَّا أَنْ يُعَسَّرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ. (مسلم) 3-602

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا مسنہ کی قربانی کیا کرو۔ کہ اگر اس کا ملنا مشکل ہو جائے تو ایسی صورت میں بھیڑ کا کھیرا چھتر ذبح کرو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ غَنَمًا يُقْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُودٌ فَلَذَكَرَهُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ضَحَّ بِهِ أَنْتَ وَفِي رِوَايَةٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَابَنِي جَذَعٌ قَالَ ضَحَّ بِهِ. (متفق عليه) 4-603

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے دوستوں میں تقسیم کرنے کے لئے بکریاں عنایت فرمائیں ان میں ایک سالہ بکری کا بچہ باقی رہ گیا میں نے رسول محترم ﷺ کو جب اس کے متعلق بتلایا تو آپ نے فرمایا اس کی قربانی کر دے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے

کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے حصہ میں ایک سالہ بچہ آیا ہے حکم ہوا کہ اس کی قربانی کیجئے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اس روایت میں دوسری سند کے ساتھ یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ یہ صرف تجھے اجازت ہے تیرے بعد کسی اور کو اجازت نہ ہوگی۔ (فتح الباری) البتہ قربانی نہ ملنے کی صورت میں بکری کے بجائے بھیڑ کا ایک سالہ بچہ ذبح کرنا جائز ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلَّى. (بخاری) 5-604

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ عید گاہ میں قربانی کرتے اور اونٹ کو نحر کیا کرتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجَزُورُ عَنْ سَبْعَةٍ (مسلم) 6-605

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَارَادَ بَعْضُكُمْ أَنْ يُضْحِيَ فَلَا يَمَسُّ مِنْ شَعْرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا وَفِي رِوَايَةٍ فَلَا يَأْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا يَقْلِمَنَّ ظَفْرًا وَفِي رِوَايَةٍ مَنْ رَأَى هَلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَارَادَ أَنْ يُضْحِيَ فَلَا يَأْخُذُ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ. (مسلم) 7-606

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول محترم ﷺ کا ارشاد ہے جب ذی الحجہ کے دس دن شروع ہو جائیں اور تم میں جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو اپنے بال وغیرہ نہیں کاٹے ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ نہ بال کاٹے اور نہ ناخن، اور ایک روایت میں اس طرح بھی آیا ہے جو ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور قربانی کرنا چاہتا ہو۔ اسے اپنے بال اور ناخن نہیں کاٹنا چاہئے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں میں عمل کرنا کسی دن سے بھی زیادہ محبوب نہیں۔ آپ سے عرض کیا گیا کیا

جہاد فی سبیل اللہ سے بھی؟ فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی اس سے افضل نہیں۔ اس مجاہد کے علاوہ جس نے اپنی جان اور مال قربان کر دیا اور وہ کسی چیز کے ساتھ واپس نہیں پلٹا۔ (بخاری)

قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ. (بخاری) 8-607

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عید الاضحیٰ کے موقع پر رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نماز پڑھنے سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ قربانی کا گوشت دیکھا جو نماز سے پہلے ذبح کی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کی ہے وہ دوسری قربانی کرے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی پھر خطاب فرمایا اور قربانی دی اس کے بعد فرمایا جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کیا ہے وہ اس کی

عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ شَهِدْتُ الْأَضْحَى يَوْمَ النُّحْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَعُدْ أَنْ صَلَّى وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَسَلَّمْ فَإِذَا هُوَ يَرَى لَحْمَ أَضَاحِيٍّ قَدْ ذُبِحَتْ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ فَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ أَوْ نُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النُّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ وَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ أُخْرَى مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللَّهِ. (متفق عليه) 9-608

جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے ابھی تک قربانی نہیں دی وہ بسم اللہ پڑھ کر قربان کرے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ ذبح کے وقت صرف یہ الفاظ کہنے چاہئیں۔ بسم اللہ واللہ اکبر۔
- ۲۔ چھری تیز اور جانور کو کم سے کم تکلیف دینی چاہیے۔
- ۳۔ قربانی کے جانور کی رقم جہاد یا کسی غریب کو صدقہ کرنے کے بجائے جانور ذبح کرنے میں زیادہ ثواب ہے۔
- ۴۔ قربانی نہ ملنے کی صورت میں بکری کی بجائے بھیڑ کا ایک سالہ بچہ ذبح کرنا جائز ہے۔
- ۵۔ اللہ تعالیٰ کو ذوالحجہ کے دس دنوں میں نیک عمل کرنا تمام دنوں سے زیادہ محبوب ہیں۔
- ۶۔ قربانی کرنے والے کو ذوالحجہ کے دس دنوں میں بال اور ناخن نہیں کاٹنے چاہئیں۔

بَابُ الْعَتِيرَةِ

رجب میں جانور ذبح کرنا

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی اکرم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”فرع“ اور ”عتیرہ“ اسلام میں جائز نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان الفاظ کی تشریح فرماتے ہیں کہ فرع جانور کے پہلے بچے کو کہتے ہیں جسے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا فَرْعَ وَلَا عَتِيرَةَ قَالَ وَالْفَرْعُ أَوَّلُ نِتَاجٍ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ كَانُوا يَذْبَحُونَهُ لِطَوَائِفِهِمْ وَالْعَتِيرَةُ فِي رَجَبٍ. (متفق علیہ) 1-609

مشرک بتوں کے نام پر وقف کر کے ذبح کرتے تھے۔ عتیرہ وہ جانور ہے جسے ماہ رجب میں ذبح کرنے کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ صدقہ و خیرات کے لئے اپنی طرف سے مہینہ یا دن مقرر کرنا کہ اس میں زیادہ ثواب ہوگا جائز نہیں کیونکہ کسی دن یا گھڑی کو دوسرے اوقات سے مبارک ٹھہرانے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پہنچتا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کے مہینے میں خصوصی طور پر جانور ذبح کرنے کو خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کفار کے مقرر کردہ ایام میں پکائے ہوئے کھانے یا ذبح کیا ہوا جانور کا گوشت کھانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جائز نہیں سمجھتے تھے۔



بَابُ صَلَوةِ الْخُسُوفِ

سورج اور چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنا

سورج اور چاند کے گرہن لگنے کے اسباب اور محرکات کوئی بھی ہوں سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانات میں سے ہیں اور گرہن کے ذریعے ان کا بے نور ہونا رب کبریا کی کبریائی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے نظام کائنات کو ساکت و جامد کر سکتا ہے۔ صرف ”کن“ کہنے سے یہ نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ قیامت کے دن چاند سورج اور ستارے اس طرح ہی یہ بے نور ہو جائیں گے۔ آپ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعتراف کرتے ہوئے طویل ترین نماز پڑھا کرتے تھے۔ جس کا طریقہ یہ ہے

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا۔ آپ ﷺ نے نماز کے لئے ایک اعلان کرنے والے کو بھیجا کہ نماز کے لئے اکٹھے ہو جاؤ پھر آگے بڑھ کر دو رکعت نماز میں چار رکوع اور چار سجدے کئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے لمبے رکوع اور سجدے کبھی نہیں کئے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی ذکر کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے گرہن کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ کے دور میں سورج گرہن ہوا آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ نے گرہن کی نماز پڑھی جس میں سورۃ البقرہ کی تلاوت کے برابر قیام کیا، پھر لمبا رکوع کیا رکوع کے بعد طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کچھ کم تھا پھر رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کچھ کم تھا۔ اس کے بعد سیدھے کھڑے ہوئے اور سجدہ کیا اب دوسری رکعت کا قیام پہلی رکعت کے قیام سے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَبَعَثَ مُنَادِيًا الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكَعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَكَعْتُ رُكُوعًا قَطُّ وَلَا سَجْدَةً سَجُودًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهُ. (متفق عليه) 1-610

وَعَنْهَا قَالَتْ جَهَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي صَلَاةِ الْخُسُوفِ بِقِرَائِهِ. (متفق عليه) 2-611

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ قِرَاءَةِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ

کچھ کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا جو پہلی رکعت کے رکوع سے کم تھا۔ پھر سیدھے ہو کر سجدے میں گئے جب آپ فارغ ہوئے تو سورج واضح ہو چکا تھا۔ ارشاد فرمایا سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انہیں کسی کی موت و پیدائش پر گرہن نہیں لگتا لہذا جب تم ایسی صورت دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہم نے دیکھا کہ آپ اپنی جگہ سے بڑھ کر کسی چیز کو پکڑ رہے تھے۔ پھر ہم نے دیکھا آپ پیچھے ہٹ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک میں نے جنت کا مشاہدہ کیا اور میں نے اس سے ایک خوشہ پکڑنے کی کوشش کی اگر میں اسے حاصل کر لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے۔ پھر میں نے جہنم کو دیکھا اس جیسا خوفناک منظر میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ میں نے جہنم میں عورتوں کو زیادہ پایا۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول! ایسا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کی ناشکری کی وجہ سے۔ عرض کیا گیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ فرمایا خاوندوں کی نافرمانی اور احسان فراموشی کی وجہ سے۔ بعض بیویوں پر زندگی بھر احسان کرتے رہو اس کے باوجود تھوڑی سی کمی پر وہ کہتی ہے کہ میں نے کبھی تجھ سے خیر نہیں پائی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرح ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بیان کرتی ہیں پھر آپ ﷺ نے لمبے سجدے کئے جب آپ فارغ ہوئے تو سورج مکمل طور پر صاف ہو چکا تھا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرتوں میں سے اس کی قدرت کے دو کرشمے ہیں۔ یہ کسی کی زندگی و موت کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے۔ جب تم ایسے پاؤ تو اللہ تعالیٰ سے

سَجِدْ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُ ذَلِكَ فَادْعُوا اللَّهَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هَذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكْفُكُكَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَعَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُثْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَا كَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ أَفْطَحَ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ فَقَالُوا بِمِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيلَ يَكْفُرْنَ بِاللَّهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرُونَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ. (متفق علیہ) 3-612

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَتْ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ انْجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُ ذَلِكَ فَادْعُوا اللَّهَ وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا

ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَاللَّهِ مَا مِنْ أَحَدٍ
أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ أَنْ يُزَيِّي عَبْدُهُ أَوْ تَزَيِّي أُمَّتُهُ يَا
أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَاللَّهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ
لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا. (متفق
عليه) 4-613

عَنْ أَبِي مُوسَى ﷺ قَالَ خَسَفَتِ
الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَعَا يُخْشَى أَنْ
تَكُونَ السَّاعَةُ فَآتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى بِأُطُولِ
قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ
وَقَالَ هَذِهِ الْآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ اللَّهُ لَا تَكُونُ
لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنْ يُخَوِّفُ اللَّهُ
بِهَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ
فَافْزِعُوا إِلَى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ (متفق
عليه) 5-614

دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو گرگڑاتے ہوئے یاد کرو اور اس کے حضور دعائیں اور استغفار کرو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول
محترم ﷺ کے زمانے میں سورج اس وقت گرہن ہوا جس
دن آپ ﷺ کا بیٹا ابراہیم فوت ہوا آپ ﷺ نے
دور کعتیں چھ رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھائیں۔
(مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
فَصَلَّى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِأَرْبَعِ
سَجَدَاتٍ. (مسلم) 6-615

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول
محترم ﷺ نے سورج گرہن کے موقع پر آٹھ رکوع
اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی
ایسے ہی حدیث بیان فرمائی ہے۔ (مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ كَسَفَتِ
الشَّمْسُ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ
وَعَنْ عَلِيٍّ مِثْلُ ذَلِكَ. (مسلم) 7-616

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول

اللہ ﷺ کی زندگی میں مدینہ منورہ میں تیر اندازی کر رہا تھا کہ اچانک سورج گرہن ہو گیا میں نے تیروں کو رکھا اور میں نے سوچا کہ اللہ کی قسم! میں دیکھتا ہوں کہ سورج کے گرہن ہونے کی صورت میں رسول اکرم ﷺ کیا کام کرتے ہیں ابن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا آپ نماز میں کھڑے تھے آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا ہوا تھا اور آپ ﷺ سبحان اللہ لا الہ الا اللہ اکبر الحمد للہ کہہ رہے تھے اور

أَرْتَمِي بِأَسْهُمٍ لِي بِالْمَدِينَةِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهَا فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا نَظَرَنَّا إِلَى مَا حَدَّثَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ قَالَ فَاتَّبَعْتُهُ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الصَّلَاةِ رَافِعٌ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يُسَبِّحُ وَيُهَلِّلُ وَيُكَبِّرُ وَيُحَمِّدُ وَيَدْعُو حَتَّى خَسِرَ عَنْهَا فَلَمَّا خَسِرَ عَنْهَا قَرَأَ سُورَتَيْنِ وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 8-617

دعا میں مانگ رہے تھے حتیٰ کہ گرہن دور ہو گیا جب گرہن دور ہوا تو آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ادا کی ان میں دو سورتیں تلاوت کیں (مسلم)

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 9-618

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں سورج گرہن کے وقت آپ نے غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ چاند اور سورج کسی شخص کی زندگی و موت کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے۔
- ۲۔ چاند اور سورج اللہ کی قدرت کے نشانات ہیں۔
- ۳۔ جب سورج گرہن ہو تو دعائیں نماز اللہ کا ذکر اور صدقہ کرنا چاہیے۔



بَابُ الْإِسْتِسْقَاءِ

استسقاء

صلوۃ استسقاء کا معنی ہے بارش کے لئے نماز پڑھتے ہوئے دعا کرنا۔ یہ دعا غیر معمولی حالات میں مانگی جاتی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ معمول سے ہٹ کر دعا کا انداز اختیار فرمایا کرتے تھے۔ ایک تو چادر اوڑھ کر کھلے میدان میں نکلتے اور دوسرا دعا شروع کرنے سے پہلے اپنی چادر کو الٹا کرتے۔ اور اس طرح ہی ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو الٹا رکھتے ہوئے بارش کی دعا کرتے۔ اور آپ ﷺ ہاتھوں کو معمول سے زیادہ بلند کیا کرتے تھے۔

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن زید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ لوگوں کے ساتھ نماز استسقاء کے لئے عید گاہ کی طرف نکلے آپ ﷺ نے دو رکعتیں نماز پڑھائی اور ان میں بلند آواز سے قرأت کی۔ قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے رہے۔ اور آپ نے اپنے اوپر اوڑھی ہوئی چادر کو بھی الٹا کر لیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں آپ ﷺ استسقاء کی دعائیں اس قدر ہاتھ اٹھاتے کہ عام دعا میں اس طرح ہاتھ نہیں اٹھایا کرتے تھے۔ اس قدر ہاتھ بلند کرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ دعائے استسقاء کے لیے آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یعنی ہتھیلیوں کا رخ اوپر کے بجائے نیچے کی طرف ہوتا تھا۔ (مسلم)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ بارش کے وقت یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ”الہی! فائدہ مند بارش نازل فرما۔“ (بخاری)

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ ؓ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّاسِ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُو وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَحَوْلَ رِذَاءَهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ. (متفق عليه) 1-619

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِّنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْإِسْتِسْقَاءِ فَإِنَّهُ يَرْفَعُ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ ابْطِينِهِ. (متفق عليه) 2-620

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقَى فَأَشَارَ بِظَهْرِ كَفِّهِ إِلَى السَّمَاءِ. (مسلم) 3-621

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ اللَّهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا. (بخاری) 4-622

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أَصَابَنَا وَلَحْنٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَطَرٌ قَالَ فَحَسَرَ رَسُولُ اللَّهِ تَوْبَهُ حَتَّى أَصَابَهُ مِنَ الْمَطَرِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا قَالَ لِأَنَّهُ حَدِيثٌ عَهْدٌ بِرَبِّهِ. (مسلم) 5-623

الفصل الثالث

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ كَانَ إِذَا أَحْطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بَنِيِّنَا فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ. (بخاری) 6-624

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے بارش شروع ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش میں نہانے کے لئے جسم مبارک سے قمیض اتار دی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ایسے کیوں کیا ہے؟ فرمایا، یہ اپنے رب کی طرف سے ابھی ابھی نازل ہو رہی ہے۔ (مسلم)

تیسری فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ قحط سالی میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بارش مانگنے کے لیے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے جا کر دعا کی ”اللہی! ہم تیرے حضور اپنے نبی کے ذریعے بارش کے طلبگار ہوا کرتے تھے تو تُو ہمیں بارش عطا فرمایا کرتا تھا۔ اب ہم تیرے حضور

اپنے نبی کے چچا کے ذریعے بارش طلب کرتے ہیں۔ ہم پر رحمت کی برکھانا نازل فرما۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس طرح بارش ہو جایا کرتی تھی۔ (بخاری)

فہم الحدیث

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دعا کے لئے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنا عقیدہ توحید کے منافی نہیں۔ کیونکہ زندہ لوگوں سے دعا یا کسی کام میں تعاون حاصل کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اللہ کے حضور دعا کے لئے ساتھ لے جانا یہ سرور گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے رشتے کا احترام اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے پناہ محبت کا مظہر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انتہا درجے کی عاجزی تھی۔ حالانکہ فضیلت و مرتبت کے لحاظ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں ہیں اور پوری امت میں ان کا دوسرا درجہ ہے۔ اور اس کے ساتھ وہ مسلمانوں کے خلیفہ تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا نام عشرہ مبشرہ میں شامل نہیں۔ یاد رہے مدفون حضرات کا اللہ تعالیٰ کے حضور وسیلہ پیش کرنا، قرآن و سنت کے منافی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے میری کتاب انبیاء کا طریقہ دعا)



بَابُ فِي الرِّيحِ

طوفان باد و باران کے وقت

قرآن مجید میں پہلی اقوام کے عروج و زوال اور تباہی و بربادی کے تذکرے موجود ہیں۔ قوم شموذ کو نیست و نمود کرنے کے لئے سات راتیں اور آٹھ دن ایسی آندھی چلی کہ ان کی شکلیں مسخ اور پھینک دی گئیں اور آندھیوں نے ان کے مکانات کو تہہ و بالا کر دیا اور لوگوں کو پلک پلک مارا کہ ان کا وجود ہی ختم ہو گیا۔ اس بنا پر جب زوردار بارش اور تیز آندھی چلتی تو آپ ﷺ فکر مند ہوتے اور دعائیں کرتے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا مجھے مشرق کی جانب سے آنے والی ہوا کے ساتھ مدد دی جاتی ہے۔ اور قوم عاد کو مغرب کی طرف سے چلنے والی آندھیوں سے تباہ کیا گیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ کو کبھی کھل کھلا کر ہنسنے نہیں دیکھا۔ بلکہ آپ ﷺ اکثر مسکرایا کرتے تھے۔ آندھی یا بارش کے وقت آپ کے چہرے پر اثرات پہچانے جاتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاهْلِكْتُ عَادٌ بِالذُّبُورِ. (متفق عليه) 1-625

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَاحِكًا حَتَّى أُرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَبْسُمُ فَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عُرِفَ فِي وَجْهِهِ. (متفق عليه) 2-626

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں جب تیز آندھی چلتی تو آپ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ ”الہی! میں تجھ سے بہتر ہوں اور اس میں خیر اور جس وجہ سے اسے چلایا گیا ہے اس خیر کا طلب گار ہوں! الہی! نقصان دہ آندھی یا اس کی وجہ سے ہونے والے نقصان اور جس کے لئے اسے چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے نقصان سے تیری حفاظت چاہتا ہوں جب آسمان پر بادل چھا جاتے تو آپ کا رنگ گھبراہٹ کی وجہ سے بدل جاتا۔ کبھی کمرے کے اندر داخل ہوتے اور پھر باہر تشریف لے جاتے اسی طرح آتے جاتے

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيحُ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَإِذَا تَخَيَّلَتِ السَّمَاءُ تَغْيِيرَ لَوْنِهِ وَخَرَجَ وَدَخَلَ وَأَقْبَلَ وَأَذْبَرَ فَإِذَا مَطَرَتْ سُرِّي عَنْهُ فَعَرَفْتُ ذَلِكَ عَائِشَةُ فَسَأَلَتْهُ فَقَالَ لَعَلَّهُ يَا عَائِشَةُ كَمَا قَالَ قَوْمٌ عَادٍ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُمَطِّرُنَا وَفِي

رَوَايَةُ يَقُولُ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ رَحْمَةً. (متفق) جو نہی بارش شروع ہوتی آپ کا چہرہ کھل جایا کرتا تھا۔
(علیہ) 3-627 اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فوراً آپ کو پہچان لیتی۔

اور آپ کی یہ حالت دیکھ کر آپ ﷺ سے استفسار کرتیں تو آپ ﷺ فرماتے شاید یہ اس طرح کی چیز ہو جیسا قوم عاد نے کہا ”جب انہوں نے اپنی وادیوں کی طرف بادلوں کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے یہ بارش برس آنے والے بادل ہیں دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جب بارش دیکھتے تو آپ ﷺ یہ دعا کرتے۔ خدا یا یہ رحمت کی بارش ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ الْآيَةَ. (بخاری) 4-628

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا پانچ غیب کی چابیاں ہیں قیامت کا علم اللہ کے پاس ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَتْ السَّنَةُ بَأَنْ لَا تُمَطَرُوا وَلَكِنَّ السَّنَةَ أَنْ تُمَطَرُوا وَتُمَطَرُوا وَلَا تُنْبِتُ الْأَرْضُ شَيْئًا. (مسلم) 5-629

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا بارشوں کا نہ ہونا قحط سالی نہیں قحط سالی تو یہ ہے کہ بارش تو ہو لیکن زمین میں فصل نہ اُگے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ کھل کھلا کر ہنسنے کی بجائے نبی گرامی ﷺ اکثر مسکرایا کرتے تھے۔
- ۲۔ سرور دو عالم ﷺ بادل دیکھ کر پریشان ہو جایا کرتے تھے۔
- ۳۔ قوم عاد کو مغرب کی طرف سے چلنے والی آندھیوں سے نیست و نابود کیا گیا۔
- ۴۔ حقیقی قحط سالی بارشیں ہونے کے باوجود فصلوں کا نہ ہونا۔



بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَثَوَابِ الْمَرَضِ

مریض کی بیمار پرسی اور بیماری کا ثواب

اسلام خیر خواہی اور باہمی تعاون و ہمدردی کا سبق دینے والا دین ہے اس لئے رسول معظم ﷺ نے خصوصی طور پر معاشرے کے کمزور طبقات کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کرنا اسلام کی بنیادی تعلیمات کا حصہ اور ان امور کو مسلمان کے بنیادی اور باہمی حقوق قرار دیا ہے مریض کی عیادت کے لئے جانے والے کو جنت کا راہی قرار دیا اور بھوکے کو کھلانے پلانے سے احتراز کرنے والے کے متعلق ارشاد ہوا کہ قیامت کے دن رب کریم اس کو اس طرح پوچھیں گے جیسا اس نے یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے میں کوتاہی کی ہو۔

رسول اکرم ﷺ کا یہ طریقہ تھا کہ جوں ہی کسی حاجت مند کو دیکھتے تو اسکی ضرورت پوری کرنے کی کوشش فرماتے اور مریض کے ساتھ انتہائی ہمدردی کا اظہار کرتے اسے دم فرماتے اور بسا اوقات اس کے لئے دوائی تجویز فرماتے ہوئے پرہیز کا حکم دیتے اور فرمایا کرتے فکر نہ کرو تم صحت یاب اور گناہوں سے پاک ہو جاؤ گے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابوی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کو رہائی دلاؤ۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَطْعَمُوا الْجَائِعَ وَعَوَّدُوا الْمَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ. (بخاری) 1-630

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول محترم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ (۱) سلام کا جواب دینا، (۲) بیمار کی عیادت کرنا، (۳) جنازہ میں شرکت کرنا، (۴) دعوت قبول کرنا، (۵) چھینک مارنے والے کو جواب دینا (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ. (متفق علیہ) 2-631

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے بیان فرمایا مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کون سے؟ فرمایا (۱) جب تیری کسی مسلمان سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرے، (۲) جب کوئی کھانے کی دعوت دے تو اسے قبول کرے، (۳) جو نصیحت

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ قِيلَ مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَإِذَا دَعَاكَ فَاجِبْهُ وَإِذَا سْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدِ اللَّهَ فَشَمِّتْهُ وَإِذَا مَرَضَ فَعُدَّهُ وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ. (مسلم) 3-632

و بھلائی چاہے تو اس کی خیر خواہی کرے، (۴) چھینک مارنے والا الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہے، (۵) جب کوئی بیمار پڑے تو اس کی بیمار پرسی کرے اور (۶) جب کوئی وفات پا جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو۔ (مسلم)

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَاجَابَةِ الدَّاعِي وَابْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَنَهَانَا عَنْ خَاتَمِ اللَّعِبِ وَعَنِ الْحَرِيرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالذِّيَّاجِ وَالْمِثْرَةِ الْحُمْرَاءِ وَالْقِسِيَّ وَابْيَةِ الْفِضَةِ وَفِي رِوَايَةٍ وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَةِ فَإِنَّهُ مَنْ شَرِبَ فِيهَا فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْ فِيهَا فِي الْآخِرَةِ. (متفق علیہ) 4-633

براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات کام کرنے کا حکم دیا اور سات کاموں سے منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ (۱) مریض کی عیادت کریں (۲) جنازہ کے ساتھ جائیں (۳) چھینک مارنے والے کی چھینک کا (اگر وہ الحمد للہ کہے) جواب دیں (۴) سلام کا جواب دیں (۵) دعوت دینے والے کی دعوت قبول کریں (۶) قسم اٹھانے والے کو سچا جانیں اور (۷) مظلوم کی مدد کریں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (۱) سونے کی انگوٹھی (۲) ریشم (۳) استبرق (۴) دیباچ (۵) سرخ گدوں

(۶) قس (علاقے) کے بنے ہوئے کپڑوں کے پہننے اور (۷) چاندی کے برتنوں سے منع فرمایا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کے برتن میں پینے سے منع فرمایا کہ جو شخص دنیا میں ان برتنوں میں پیے گا وہ آخرت میں ان میں پینے سے محروم رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ. (مسلم) 5-634

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس لوٹنے تک گویا کہ جنت کے پھل کھا رہا ہوتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَا ابْنَ آدَمَ مَرَضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُوذُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فَلَانًا مَرَضَ فَلَمْ تَعُدَّهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْعَدْتَهُ لَوْجَدْتَنِي عِنْدَهُ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطَعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار پڑا تو تو نے میری بیمار پرسی نہ کی۔ بندہ عرض کرے گا۔ میرے پروردگار میں آپ کی بیمار پرسی کیسے کرتا؟ کیونکہ تو ہی تو رب العالمین ہے! اس پر اللہ فرمائے گا۔ تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو نے اس کی بیمار پرسی نہ کی۔ اگر تو اس کی بیمار پرسی کے لیے آتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے

مجھے کھانا نہ کھلایا؟ بندہ جواب دے گا، اے میرے رب! میں تجھے کھانا کیسے کھلاتا تو جہانوں کو رزق دینا والا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے معلوم نہیں میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے اس کو کھلانے سے انکار کر دیا تھا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا بدلہ میرے پاس پاتا۔ آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا لیکن تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ وہ عرض کرے گا، اے

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیہاتی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کی عیادت کرتے تو یہ فرمایا کرتے تھے۔ لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فکر نہ کریں اللہ کو منظور ہوا تو، تو پاک ہو جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی الفاظ کہے، لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، لیکن وہ کہنے لگا، ہرگز نہیں بوڑھا آدمی بخار سے تپ رہا ہے۔ جو اسے قبر میں لے جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہوگا۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی ہم سے کوئی شخص کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا تو نبی رحمت ﷺ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے ہوئے دم کرتے، اے انسانوں کے پروردگار! بیماری کو ختم کر دے۔ شفا عطا فرما تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔ تیری شفا کے علاوہ کسی کے پاس شفا نہیں۔ ایسی شفا عطا فرما کہ بیماری کے اثرات بھی ختم ہو جائیں۔ (بخاری و مسلم)

جلد ۱

وَعَنْهَا قَالَتْ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ
أَوْ كَانَتْ بِهِ قَرْحَةٌ أَوْ جُرْحٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ
بِأَصْبَعِهِ بِسْمِ اللَّهِ تَرْبَةً أَرْضُنَا بِرِيقَةٍ بَعْضُنَا
لِيُشْفَى سَقِيمُنَا بِأَذْنِ رَبِّنَا. (متفق عليه) 9-638

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب کسی
شخص کو کہیں درد، پھوڑا یا زخم ہوتا تو نبی کریم ﷺ اس جگہ اپنی
انگلی رکھتے اور یہ دعا مانگتے اللہ کے نام کی برکت سے ہماری
تھوک کے ساتھ ملی ہوئی ہماری زمین کی مٹی کے ذریعے
ہمارے رب کے حکم سے ہمارے بیمار کو شفا نصیب ہو
جائے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا شَتَكَ
نَفْسَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوَّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ
بِيَدِهِ فَلَمَّا اشْتَكَى وَجَعُهُ الَّذِي تُوُفِّيَ
فِيهِ، كُنْتُ أَنْفُثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوَّذَاتِ الَّتِي كَانَ
يَنْفُثُ وَامْسَحَ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ (متفق عليه)
وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَتْ كَانَ إِذَا مَرَضَ أَحَدٌ
مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوَّذَاتِ
10-639

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ جب کبھی نبی
رحمت ﷺ بیمار پڑتے تو معوذات (الاخلاص، الفلق، سورۃ
الناس) اپنے ہاتھوں پر پھونک کر اپنے سارے جسم پر
پھیرتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ جب آپ
ﷺ مرض الوفا میں مبتلا ہوئے تو میں آپ ﷺ کے
ہاتھوں پر پھونکتی پھر آپ ﷺ کے ہاتھوں کو جسم پر پھیراتی۔
(بخاری و مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ
کے گھروالوں میں سے کوئی بیمار ہو جاتا تو معوذات پڑھ کر
اس پر دم فرماتے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ ؓ أَنَّهُ شَكَى إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَعًا يُجَدُّهُ فِي جَسَدِهِ
فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ضَعْ يَدَكَ عَلَى
الَّذِي يَأْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ ثَلَاثًا
وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ
شَرِّ مَا أَجِدُ وَأَحَازِرُ قَالَ فَفَعَلْتُ فَادْهَبَ اللَّهُ
مَا كَانَ بِي. (مسلم) 11-640

عثمان بن ابی العاص ؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول
کریم ﷺ سے اپنے جسم میں درد کی شکایت کی آپ ﷺ نے
اسے فرمایا اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھو اور تین بار بسم اللہ اور
سات مرتبہ یہ پڑھو ”أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ
مَا أَجِدُ وَأَحَازِرُ“ (اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت کی برکت
سے میں اس درد کی تکلیف اور اسکے مزید بڑھنے سے پناہ
طلب کرتا ہوں) جب میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے
میرے درد کو رفع فرمایا۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ نَ الْخُدْرِيِّ ؓ أَنَّ جَبْرِئِيلَ
آتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيتُ
فَقَالَ نَعَمْ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

حضرت ابوسعید خدری ؓ ذکر کرتے ہیں جبریل علیہ السلام
نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ وہ پوچھتے
ہیں کیا آپ کی طبیعت خراب ہے آپ نے فرمایا ”ہاں“۔

يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اللَّهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ. (مسلم) 12-641

فرمائے۔ میں اللہ تعالیٰ کے مبارک نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔ (مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ أَعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَةٍ وَيَقُولُ إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 13-642

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ سے دم کرتے۔ ”ہر شیطان، کیڑے مکوڑوں اور ہر تکلیف دینے والی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کے پاک کلمات کی مدد سے اس کی پناہ میں دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم ان کلمات کے ذریعے حضرت اسماعیل علیہ السلام و اسحق علیہ السلام کو دم کیا کرتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصَبِّحْ مِنْهُ. (بخاری) 14-643

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشُّوْكَهَ يُشَاكَّهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ. (متفق عليه) 15-644

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بیان کرتے ہیں کوئی بھی مسلمان کسی طرح کی تھکاوٹ، درد، فکر، غم، تکلیف اور پریشانی میں مبتلا ہو یہاں تک کہ اس کو کاشا بھی چبھتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوعَكُ فَمَسَسْتُهُ بِيَدِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَغَكَا شَدِيدًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَجَلُ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمُ قَالَ فَقُلْتُ ذَلِكَ لِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ فَقَالَ أَجَلُ ثُمَّ قَالَ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کو بخار تھا میں نے آپ ﷺ کے جسم کو اپنے ہاتھ سے چھوا تو عرض کیا اللہ کے رسول آپ کو شدید بخار ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا ہاں! جب مجھے بخار ہوتا ہے تو لوگوں کے دو آدمیوں کے برابر ہوا کرتا ہے۔ اس پر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

نے عرض کیا پھر تو آپ ﷺ کو دگنا اجر ملتا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بالکل ایسا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس مسلمان کو کسی بیماری یا کسی اور تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تو اس کے ذریعے اس کے

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَدَى مِنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللَّهُ بِهِ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقُهَا. (متفق علیہ) 16-645

گناہ اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے زیادہ درد و تکلیف میں مبتلا کسی اور کو نہیں دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا الْوَجَعُ عَلَيْهِ أَشَدَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (متفق علیہ) 17-646

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میری گود میں ہوئی۔ آپ ﷺ کی نزع کی تکلیف دیکھنے کے بعد میں کسی کی نزع کی سختی کو زیادہ نہیں سمجھتی۔

وَعَنْهَا قَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ حَافَتَيْي وَذَافَتَيْي فَلَا أَكْرَهَ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ. (بخاری) 18-647

(بخاری)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مومن کی مثال نرم و نازک کھیتی کی سی ہے جس سے ہوائیں اٹھکیلیاں کرتی رہتی ہیں۔ کبھی اس کو نیچے کرتی ہیں اور کبھی اوپر اٹھاتی ہیں یہاں تک کہ اس کا آخری وقت آ پہنچتا ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے جو زمین میں سیدھا گڑھا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کو آندھی ایک ہی جھٹکے کیساتھ جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ النِّخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفَيِّئُهَا الرِّيحُ تَصْرِعُهَا مَرَّةً وَتَعْدِلُهَا أُخْرَى حَتَّى يَأْتِيَهُ أَجَلُهُ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ الْمُجْدِلِيَةِ الَّتِي لَا يُصِيبُهَا شَيْءٌ حَتَّى يَكُونَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً. (متفق علیہ) 19-648

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اعظم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی مثال کھیتی کی سی ہے۔ اس کو ہوائیں تھپیرے مارتی رہتی ہیں گویا کہ مومن کو آزمائشیں پہنچتی رہتی ہیں، مومن کے بالمقابل منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی ہے۔ وہ سیدھا تار ہوتا ہے یہاں تک کہ اسے کاٹ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّيحُ تُمِيلُهُ وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيبُهُ الْبَلَاءُ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ شَجَرَةِ الْأَرْزَةِ لَا تَهْزُ حَتَّى تُسْتَحْصَدَ. (متفق علیہ) 20-649

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ ایک دفعہ ام سائب

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى

أَمَّ السَّائِبِ فَقَالَ مَالِكٌ تَزْفَرَيْنِ قَالَتْ الْحُمَى لَا بَارَكَ اللَّهُ فِيهَا فَقَالَ لَا تَسْبِي الْحُمَى فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا يُلْهَبُ الْكَبِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ. (مسلم) 21-650

رضی اللہ عنہما کے ہاں تشریف لائے۔ وہ بخار سے کانپ رہی تھی۔ آپ ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی۔ اس نے کہا بخار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو برباد کرے۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا بخار کو برا مت کہو کیونکہ یہ لوگوں کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی کثافت دور کر دیتی ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا مَرَضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ تَجِبَ لَهُ بِعَمَلٍ مَا كَانَ يَفْعَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا. (بخاری) 22-651

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ کا بندہ بیمار پڑتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے اعمال نامے میں وہ تمام نیک کام لکھ دیے جاتے ہیں جو وہ مقیم ہونے اور تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا۔ (بخاری)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الطَّاعُونَ شَهَادَةٌ كُلِّ مُسْلِمٍ. (متفق علیہ) 23-652

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ طاعون سے مسلمان کی موت شہادت ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الشُّهَدَاءُ خُمُسَةُ الْمَطْعُونِ وَالْمَبْطُونِ وَالْفَرِيقُ وَصَاحِبُ الْهَلْدِمِ وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. (متفق علیہ) 24-653

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں شہید پانچ طرح کے ہیں (۱) طاعون (۲) پیٹ کی بیماری (۳) غرق ہونے اور (۴) کسی چیز کے نیچے دب کر مرنے نیز (۵) اللہ کی راہ میں مرنے والے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُونَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَأَنَّ اللَّهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونَ فَيَمُوتُ فِي بَلَدِهِ صَاهِرًا مُتَحَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ. (بخاری) 25-654

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول معظم ﷺ سے طاعون کے بارے میں دریافت فرمایا۔ نبی رحمت نے جواب دیا طاعون عذاب الہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے۔ لیکن ایمان دار کے لئے اس کو رحمت بنا دیا ہے۔ طاعون پھیلنے کی صورت میں اگر کوئی شخص اس ایمان و یقین کے ساتھ چلی ہے۔ صبر کے ساتھ ثواب کی نیت سے اسی شہر میں مقیم رہتا ہے تو اس کو شہید کا ثواب ملے گا۔ (بخاری)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طاعون ایک عذاب ہے جس میں نبی

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الطَّاعُونَ رَجَزٌ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِّنْ

اسرائیل کے ایک گروہ کو بتلایا گیا تھا کہ تم سے پہلے لوگوں کو اگر تم سنو کہ کسی علاقہ میں طاعون پھیلی ہوئی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر اس علاقہ میں جہاں تم رہائش پذیر ہو طاعون پھیل جائے تو راہ فرار مت اختیار کرو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندوں کو اس کی دو محبوب چیزوں کے بارے میں آزماؤں اگر وہ صبر کر لے تو میں اس کو ان کے عوض جنت عطا کروں گا ان دو چیزوں سے مراد بندے کی دو آنکھیں ہیں۔ (بخاری)

تیسری فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ بیمار پڑ گیا رسول رحمت ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس کے سر کے قریب ہوتے ہوئے فرمایا تم اسلام قبول کرلو۔ وہ اپنے باپ کی طرف متوجہ ہوا جو اس کے قریب ہی تھا۔ تو اس کے باپ نے کہا ”ابو القاسم“، کی بات مان

لے۔ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ نبی اکرم ﷺ نکلے تو آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ کلمات تھے سب تعریفیں اور شکرانے اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اس کو دوزخ کی آگ سے بچالیا۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی مرض وفات میں آپ ﷺ کے گھر سے نکلے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سے پوچھا یا ابنا الحسن رسول کریم ﷺ نے صبح کیسے کی؟ انہوں نے فرمایا الحمد للہ آپ بہتر ہیں۔ (بخاری)

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں

بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَارِضٍ فَلَا تَقْدُمُوا عَلَيْهِ فَإِذَا وَقَعَ بَارِضٌ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ. (متفق علیہ) 26-655

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتِي ثُمَّ صَبَرَ عَوِضْتُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيدُ عَيْنِيهِ. (بخاری) 27-656

الفصل الثالث

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَرَضَ فَاتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ أَسْلِمَ فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ أَطْعَ أَبَا الْقَاسِمِ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ. (بخاری) 28-657

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ عَلِيًّا خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوَفِّي فِيهِ فَقَالَ النَّاسُ يَا أَبَا الْحَسَنِ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِتًا. (بخاری) 27-658

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَلَا أُرِيكَ

امْرَأَةً مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلَىٰ قَالَ هَذِهِ
 الْمَرْأَةُ السُّودَاءُ أَتَيْتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا
 رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُضْرَعُ وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ
 اللَّهَ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ صَبَرْتُ وَلَكِ الْجَنَّةُ
 وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيكَ فَقَالَتْ
 أَصْبِرُ فَقَالَتْ إِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ لَا
 أَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا. (متفق عليه) 30-659

تجھے ایسی عورت نہ دکھاؤں جو جنتی ہے میں نے کہا کیوں نہیں
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کالے
 رنگ کی عورت نے رسول اکرم کے حضور آ کر یوں عرض پیش
 کی کہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میں بے پردہ ہو جاتی
 ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کریں۔ اس پر آپ
 ﷺ نے فرمایا اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے جنت ہے اور
 اگر تو چاہے تو میں اللہ تعالیٰ سے تیری صحت یابی کے لئے دعا

کرتا ہوں۔ اس نے کہا میں صبر کرتی ہوں اس نے مزید کہا کہ میرا ستر کھل جاتا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ میں برہنہ نہ
 ہوں۔ آپ ﷺ نے اس کے حق میں دعا فرمائی (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ موت کی سختی گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔
- ۲۔ نزع کے وقت تکلیف کا زیادہ ہونا گناہ گار ہونے کی علامت نہیں۔
- ۳۔ مومن کو دنیا میں تکلیفیں آتی ہیں اور خدا کے اکثر نافرمان آسائشوں میں رہتے ہیں۔
- ۴۔ بیماری اور پریشانی سے مومن کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔
- ۵۔ بیماری میں مومن کے معمولات کے مطابق نیکیاں مسلسل لکھی جاتی ہیں۔
- ۶۔ اچانک موت شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔
- ۷۔ صبر کا پھل جنت ہے۔
- ۸۔ طاعون۔ پیٹ کی درد۔ ڈوبنے والا۔ گر کر مرنے والا اور جہاد میں مرنے والا شہید ہیں۔



بَابُ تَمَنَّى الْمَوْتِ وَذِكْرِهِ

موت کی تمنا اور اس کی یاد دہانی

زندگی اللہ تعالیٰ کا انعام اور عطیہ ہے اسکے ایک ایک لمحے کی قدر کرنی چاہیے اس میں نشیب و فراز اور دکھ سکھ آتے ہی رہتے ہیں۔ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں گذرا جسے کبھی بھی کسی مشکل اور پریشانی سے واسطہ نہ پڑا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَلَيْكَ الْآلَاءُ ثُمَّ نُنَادِيهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ ۴۱۷ آل عمران ۱۴۰

ان ایام کو ہم لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں۔“

اس اصول کو ہمیشہ پیش نگاہ رکھنا چاہیے۔ آسانی کے وقت شکر اور پریشانی کے وقت صبر کی عادت اپنانی چاہیے کسی بیماری اور مشکل سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنا بڑے نقصان کا سودا ہے اور ایسا کرنا صابروں کا شیوہ نہیں۔ زندگی ہوگی تو نیک کو مزید نیکیوں کا موقع ملے گا اور برا ہے تو شاید توبہ کی توفیق مل جائے۔ اس لئے زندگی قدرت کا عظیم تحفہ ہے۔ اس کی قدر کیجیے۔

پہلا فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے۔ کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو ہو سکتا ہے اسے مزید نیکیوں کی توفیق مل جائے اور اگر برا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ اس کو توبہ کی توفیق عنایت فرمائے۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَتَمَنَّي أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتَبَ. (بخاری) 1-660

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں تم میں سے کوئی نہ موت مانگے اور نہ موت آنے سے پہلے اس کی دعا کرے کیونکہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کی ساری امیدیں منقطع ہو جاتی ہیں۔ بلاشبہ مومن کی لمبی عمر سے اس کی نیکیوں میں ہی اضافہ ہوتا ہے (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَتَمَنَّي أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ وَلَا يَدْعُ بِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُ إِنَّهُ إِذَا مَاتَ انْقَطَعَ أَمَلُهُ وَأَنَّهُ لَا يَزِيدُ الْمُؤْمِنَ عُمرًا إِلَّا خَيْرًا. (مسلم) 2-661

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کسی تکلیف کے سبب موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر ضروری ہو تو یہ دعا مانگے۔ ”اے اللہ! مجھے زندہ رکھنا جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو اور مجھے موت دیجئے

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَتَمَنَّي أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ مِنْ ضَرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعْلَا فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتْ

الْوَفَاةَ خَيْرًا لِّي. (متفق عليه) 3-662

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ وَلَكِنْ الْمُؤْمِنُ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللَّهِ وَكَرَامَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ وَأَحَبَّ اللَّهُ لِقَائَهُ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حَضَرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللَّهِ وَعُقُوبَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَكَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ وَكَرِهَ اللَّهُ لِقَائَهُ (متفق عليه) وَفِي رِوَايَةِ عَائِشَةَ وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللَّهِ. 4-663

جب میرے لئے موت بہتر ہو۔ (بخاری و مسلم)
حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ محترم ﷺ بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات پسند نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا کسی دوسری زوجہ محترمہ نے عرض کیا بلاشبہ ہم موت کو پسند نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بات نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب مومن کی موت واقع ہونے لگتی ہے تو اس کو اللہ کی رضا اور اس کی جانب سے عزت و اکرام کی بشارت دی جاتی ہے مومن کو اس وقت اپنے سامنے پیش ہونی والی چیز سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملنا پسند فرماتے ہیں اس کے برخلاف

جب کافر پر موت کا وقت آتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کے انجام سے مطلع کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے لئے اپنے سامنے کے منظر سے زیادہ خوفناک چیز اور کوئی نہیں ہوتی۔ تبھی وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو نا پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا نہیں چاہتے (بخاری و مسلم) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے پہلے موت ہے۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرْيِحٌ أَوْ مُسْتَرَاخٌ مِنْهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُسْتَرْيِحُ وَالْمُسْتَرَاخُ مِنْهُ فَقَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرْيِحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَآذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرْيِحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالْدَّوَابُّ. (متفق عليه)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ایک جنازہ پر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا راحت پانے والا ہے یا دوسرے اس سے راحت و آرام میں ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مستریح یا مستراخ منہ سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا کہ مومن دنیا کی مصیبتوں اور آفاتوں سے اللہ کی رحمت سے آرام و راحت پاتا ہے جبکہ اللہ کے نافرمان سے اللہ کے بندے آبادیاں، شجر و حجر اور جانور سکون پاتے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

5-664

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَنْكِبِي فَقَالَ كُنْ فِي
الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَكَانَ
ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ
الصُّبْحَ وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ
وَاخْذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ
حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ. (بخاری) 6-665

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ يَقُولُ لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ
إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللَّهِ. (مسلم) 7-666

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ
رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے
فرمایا کہ دنیا میں اجنبی یا مسافر کی مانند گزر بسر کیجئے۔ حضرت
عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جب تو شام کرے تو صبح
کا انتظار نہ کر اسی طرح صبح کے بعد شام کا منتظر نہ رہنا۔ صحت
کو اپنی بیماری سے پہلے اور زندگی کو اپنی موت سے پہلے
غنیمت سمجھو۔ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کو
وفات سے تین دن پہلے فرماتے سنا کہ تم میں سے ہر شخص کو
موت کے وقت اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھنا
چاہیے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ بیماری سے پہلے صحت اور موت سے قبل زندگی کی قدر کرنی چاہیے۔
- ۲۔ موت مانگنا جائز نہیں۔
- ۳۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہمیشہ حسن ظن رکھنا چاہیے۔
- ۴۔ مومن دنیا کی مشکلات سے نجات پاتا ہے اور دنیا اللہ کے نافرمان سے نجات پاتی ہے۔
- ۵۔ دنیا میں مسافر کی طرح رہنا چاہیے۔



بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ

قریب الموت پر جو کلمات کہے جائیں

دنیا میں جن سچائیوں سے ایک منکر خدا اور سرکش انسان کو بھی انکار کی جرات نہیں ہوتی ان میں ایک حقیقت موت بھی ہے، موت کے اسباب و محرکات پر بحث اور اختلاف ہوتا رہا ہے اور ہوگا لیکن مرنے سے کوئی شخص منکر نہیں ہر شخص آیا ہی جانے کے لئے ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ لوگوں نے بلا دلیل یہ عقیدہ بنا لیا ہے کہ نبی محترم ﷺ اور بزرگ ایک دفعہ فوت ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر دنیا کے امور میں دخل انداز ہوتے رہتے ہیں۔ دراصل یہ ہندو کا عقیدہ ہے کہ اچھا آدمی مرتا ہے تو اس کی روح کسی چیز میں پلٹ آتی ہے برا ہے تو بری چیز میں ڈال دی جاتی ہے اس عقیدہ کو اوگون کہتے ہیں

موت سے کسے رستگاری ہے

آج انکی کل ہماری باری ہے

خوش قسمت انسان ہے جسکی موت ایمان پر واقع ہو آپ ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ جب کسی شخص کو نزع کے عالم میں پاؤ تو اسے لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو تا کہ آخری وقت اُسے کلمہ پڑھنا نصیب ہو جائے جسے کلمہ پڑھنا نصیب ہو اوہ کامیاب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آخر وقت کلمہ طیبہ پڑھنا نصیب فرمائے آمین یا رب العالمین۔

پہلی فصل

الفصل الاول

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔ (مسلم)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ جب تم کسی مریض یا فوت ہونے والے کے پاس جاؤ تو اچھے کلمات کہا کرو کیونکہ فرشتے تمہاری باتوں پر آمین کہتے ہیں۔ (مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو وہ وہی کلمہ کہے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ”بلاشبہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں آخر اسی کی طرف جانے والے ہیں،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَقِّنُوا مَوْتَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. (مسلم) 1-667

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوْ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ. (مسلم) 2-668

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ بِهِ إِنَّا لِلَّهِ وَأَنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اللَّهُمَّ أَجْرُنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلَفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ

اللَّهُ لَهُ خَيْرٌ مِنْهَا فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ
أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ أَوَّلُ بَيْتٍ
هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا
فَاخْلَفَ اللَّهُ لِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ.

(مسلم) 3-669

بارالہا! میری اس مصیبت میں مجھے اجر و ثواب سے نوازا اور
مجھے نعم البدل عطا فرما، چنانچہ اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر
بدلہ عطا کرے گا۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب
میرے خاوند ابوسلمہ ؓ فوت ہو گئے تو میں نے سوچا کہ
ابوسلمہ سے اچھا خاوند کون مسلمانوں میں کون ہوگا؟ یہ پہلا

گھرانہ ہے جس نے رسول ﷺ کے ساتھ ہجرت کی پھر بھی میں یہ دعا پڑھتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے بدلے رسول
کریم ﷺ عطا فرمائے۔ (مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَبِي
سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصْرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ
الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ
أَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ
فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ ثُمَّ
قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ
فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ
وَاعْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي
قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ. (مسلم) 4-670

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ
ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے تو ان کی آنکھیں
کھلی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے انکی آنکھیں بند کیں اور فرمایا
یقیناً جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو نظر اس کا تعاقب کرتی
ہے اس پر ان کے اہل خانہ زار و قطار رونے لگے۔ آپ ﷺ
نے تلقین فرمائی تم اپنے لئے خیر کے سوا اور کچھ نہ مانگو کیونکہ
تمہاری دعا پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ دعا
کی ”اے مالک و مختار! ابوسلمہ کی مغفرت فرما اور نیک لوگوں
میں اس کے درجات بلند فرما اور اس کے بعد اس کے اہل

خانہ کی دنگیری فرما۔ یا رب العالمین! اس کو اور ہمیں معاف فرما اس کے لئے اس کی قبر کو فراخ اور اس کے لیے اس کی قبر کو منور
فرمادے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ حِينَ تُوَفَّى سَجَى بِرُودِ جَبْرَةٍ.
(متفق عليه) 5-671

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم
ﷺ نے جب وفات پائی تو آپ ﷺ کے جسم اطہر کو دھاری
دار چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے رسول اکرم ﷺ سے بیان
کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب مومن کی روح اس
کے جسم سے نکلتی ہے تو دو فرشتے اس کو ہاتھوں ہاتھ لے کر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ
إِذَا خَرَجَتْ رُوحُ الْمُؤْمِنِ تَلْقَاهَا مَلَكَانِ
يُضَعِدَانِهَا قَالَ حَمَادٌ فَلَدَّ كَرَمٍ طِيبٍ رِيحُهَا

وَذَكَرَ الْمِسْكَ قَالَ وَيَقُولُ أَهْلُ السَّمَاءِ
 رُوحٌ طَيِّبَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْأَرْضِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَى جَسَدٍ كُنْتَ تَعْمُرُنِيهِ
 فَيُنْطَلِقُ بِهِ إِلَى رَبِّهِ ثُمَّ يَقُولُ انْطَلِقُوا بِهِ إِلَى
 آخِرِ الْأَجَلِ قَالَ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا خَرَجَتْ
 رُوحُهُ قَالَ حَمَادٌ وَذَكَرَ مِنْ نَتْنِهَا وَذَكَرَ لَعْنًا
 وَيَقُولُ أَهْلُ السَّمَاءِ رُوحٌ خَبِيثَةٌ جَاءَتْ مِنْ
 قِبَلِ الْأَرْضِ فَيَقَالُ انْطَلِقُوا بِهِ إِلَى آخِرِ
 الْأَجَلِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَرَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 رِبْطَةً كَانَتْ عَلَيْهِ عَلَى أَنْفِهِ هَكَذَا.

(مسلم) 6-672

کے متعلق حکم ہوتا ہے کہ اس کو برزخ کے آخری سرے تک لے جاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بتایا کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی چادر کو اپنی ناک پر اس طرح ڈال لیا (حضرت ابو ہریرہ نے اسی طریقہ سے چادر لپیٹ کر دکھائی) (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ فوت ہونے والے کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنی چاہیے۔
- ۲۔ فوت شدہ کے لیے دعا مغفرت اور بلند درجات کی دعا کرنی چاہیے
- ۳۔ مرنے والے کی آنکھیں کھلی ہوں تو بند کر دینی چاہئیں۔
- ۴۔ مرنے والے کے لواحقین کو تسلی دینی چاہیے۔
- ۵۔ میت کے پاس برے الفاظ نہیں کہنے چاہئیں۔



بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ وَتَكْفِينِهِ

میت کے غسل اور اس کی تکفین کا بیان

اسلام نے احترامِ آدمیت کو جو مقام بخشا وہ کسی مذہب میں نہیں پایا جاتا، جب آدمی مر جاتا ہے تو اسے سنبھالنے کے لئے دنیا کے مختلف مذاہب میں مختلف طریقے رائج ہیں۔ ہندو اور بدھ مت کے لوگ میت کو اپنے ہاتھوں سے جلاتے ہیں جو شقی القلب ہونے کا بدترین مظاہرہ ہے۔ عیسائی اور یہودی گڑھا کھود کر میت کو دبا دیتے ہیں لیکن اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے اس موقع پر خصوصی نماز اور دعاؤں کا اہتمام کیا ہے۔ میت کے لئے مغفرت اور اس کو پیش آنے والی منازل اور جنت کی نعمتوں کے لئے رب کے حضور دعائیں کی جاتی ہیں، اس سے پہلے بہترین طریقے سے غسل دینا، خوشبو لگانا اور سفید کپڑوں میں کفن دینا اور جنازے کو احترام کے ساتھ اٹھانا پھر پورے اکرام و احترام کے ساتھ اٹھاتے ہوئے قبر میں دفنانا اور تدفین سے فارغ ہو کر قبر پر کھڑے ہو کر بڑی عاجزی کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے الوداع کہنا اور پھر زندگی بھر اسکے لئے ایصالِ ثواب کا اہتمام کرنا، آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مشرک اور کافر کے علاوہ مدفن کو قیامت تک اسکے نیک اعمال کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ (رسول اللہ ﷺ جب کسی کا جنازہ دیکھتے تو کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔)

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جب ہم آپ ﷺ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے تلقین کی کہ اس کو پیری کے پتوں والے پانی سے تین، پانچ یا جتنی بار مناسب سمجھو غسل دو آخری بار کا فوراً اسی طرح کی کوئی چیز ملائی جائے جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔ ہم نے فارغ ہو کر آپ ﷺ کو اطلاع بھجوائی۔ آپ ﷺ نے ہماری طرف اپنا تہبند بھیجا اور فرمایا کہ اس کو اس میں کفن دو۔ ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے اس کو طاق یعنی تین یا پانچ یا سات بار غسل دیئے کو کہا غسل کا آغاز میت کے دائیں جانب اور اس کے وضو کے اعضاء سے کرنا ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْأَخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَعْتُنَّ فَأَذِنِّي فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ فَقَالَ اشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ وَفِي رِوَايَةٍ اغْسِلْنَهَا وَتَرِ الثَّلَاثُ أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا وَابْدَأْ بِمِيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا قَالَتْ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ فَأَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا. (متفق عليه) 1-673

ہیں کہ ہم نے اس کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنا کر ان کو اس کے پیچھے ڈال دیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَتْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بَيْضَ سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ. (متفق عليه) 2-674

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو یمن کی بستی سحولیہ کی بنی سوتر کی سفید تین چادروں میں کفنایا گیا۔ ان میں نہ قمیص تھی نہ دستار۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كُفِّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ. (مسلم) 3-675

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمْسُوهُ بِطَيِّبٍ وَلَا تَحْمِرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مُلَبِّيًا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 4-676

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں تھا۔ اس کی اونٹنی نے اسے گرا دیا اور وہ گردن ٹوٹنے سے فوت ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو بیری کے پتے ملا کر پانی سے غسل دو اور اسے احرام کی دونوں چادروں میں کفنانا اور نہ اس کو خوشبو لگانا اور نہ اس کا سر ڈھاپنا۔ وہ قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھایا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

احرام پہننے کے بعد خوشبو لگانا منع ہے اس لیے آپ ﷺ نے اس پر خوشبو لگانے سے منع اور اس کا ننگار کھنکھانے کا حکم دیا۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَى بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ قَتَلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ إِنْ غُطِيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِنْ غُطِيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ وَأَرَاهُ قَالَ وَقَتَلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ أَوْ قَالَ أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا وَلَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتِنَا

سعد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا وہ روزہ دار تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ مصعب بن عمیر شہید کر دیے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ ان کو ایک چادر میں کفنایا گیا۔ اگر ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اگر پاؤں چھپاتے تو سر ننگا ہو جاتا میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے وہ بھی مجھ سے بہتر تھے۔ ان کے بعد دنیا ہمارے لئے فراخ ہو گئی یا یہ الفاظ

عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ. (بخاری) 5-677
تھے کہ دنیا بہت زیادہ مل گئی۔ اس سے میں خوف محسوس کرتا
ہوں کہ کہیں ہمارے نیک اعمال کا بدلہ ہمیں دنیا میں ہی تو

نہیں دے دیا گیا۔ یہ کہتے ہوئے ابن عوفؓ نے رونا شروع کر دیا اور کھانا تناول نہ کر سکے (بخاری)
عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
عَبْدَ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَعْدَ مَا أُدْخِلَ حُفْرَتَهُ فَأَمَرَ بِهِ
فَأُخْرِجَ فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَنَفَثَ فِيهِ مِنْ
رَيْقِهِ وَالْبَسَهُ قَمِيصَهُ قَالَ وَكَانَ كَسَا عَبَّاسًا
قَمِيصًا. (متفق علیہ) 6-678
حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی منافق کو
جب قبر میں داخل کیا جا چکا تھا تو آپ ﷺ اس وقت
تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے حکم سے اس کو گڑھے سے
نکالا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اس پر
دم کیا اور اسے اپنی قمیص پہنائی۔ حضرت جابرؓ
فرماتے ہیں کہ یہ اس احسان کا بدلہ تھا جو اس نے حضرت عباسؓ کو قمیص پہنائی تھی۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ میت کو اچھی طرح غسل صاف ستھرے کفن اور خوشبو لگا کر جنازہ اٹھانا چاہیے۔
- ۲۔ جنازہ اٹھاتے ہوئے نہایت احترام کے ساتھ چلنا چاہیے۔
- ۳۔ مرد کے لئے کفن میں ایک تہہ بند دوسری چادر باقی جسم کے اوپر اور تیسری چادر کے ساتھ مکمل طور پر ڈھانپ دیا جائے۔
- ۴۔ قمیض دستار یا جرابیں پہنانا جائز نہیں۔
- ۵۔ عورت کے کفن میں تین چادروں کے ساتھ سر پر اوڑھنی ہونی چاہیے۔
- ۶۔ میت کو غسل سے پہلے استنجا کروانا بعد ازاں نماز کی طرح وضو کروانا اور آخر میں سر پر پانی ڈالتے ہوئے تین پانچ یا سات بار غسل دینا چاہیے۔
- ۷۔ غسل میں پہلے دایاں پہلو پھر بایاں حصہ دھونا چاہیے۔
- ۸۔ عورت کے بالوں کو تین حصوں میں بانٹ کر کمر پر ڈالنا چاہیے۔
- ۹۔ عمرہ یا حج کے احرام میں فوت ہونے والے کو خوشبو اور کفن کے بجائے اسی طرح دفنانا سنت ہے۔



بَابُ الْمَشْيِ بِالْجَنَازَةِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهَا

جنازے کے ساتھ چلنے اور اس پر نماز پڑھنے کا بیان

اسلام نے میت کی تجہیز و تکفین کے ساتھ یہ آداب بھی سکھلائے ہیں کہ جوں ہی کوئی آدمی فوت ہو چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب، عام آدمی ہو یا بادشاہ اسے جلد سے جلد دفنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس میں بہت سی حکمتیں اور فلسفہ پنہاں ہے۔ ایک بڑی حکمت کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مرنے والا نیک ہے تو اسے جلدی دفنانا چاہیے تاکہ وہ اپنے رب کی نعمتوں سے جلد لطف اندوز ہو سکے۔ اگر معاملہ اسکے برعکس ہے تو ایسے شخص کے وبال سے دنیا جلد پاک ہو جائیگی۔ اس کے ساتھ یہ حکمت بھی ہے کہ میت کو جلد دفنانے سے اسکے لواحقین کو ایک طرح کا صبر ملتا ہے کہ اب اس کو سپرد خاک کر دیا گیا ہے بالآخر ہمیں صبر ہی کرنا پڑے گا۔ رخصت ہونے والے کے بارے میں آپ ﷺ نے اچھے کلمات کہنے کی تلقین فرمائی اور جنازے کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ نماز جنازہ میں نہایت ہی اخلاص کے ساتھ میت کے لیے بخشش کی دعائیں کرنی چاہیں۔ افسوس ہمارے ہاں جنازہ میں بھی افراط و تفریط پائی جاتی ہے کہ کچھ لوگ اس قدر طویل جنازہ پڑھاتے ہیں کہ لوگ اس طوالت کو بوجھ محسوس کرتے ہیں اس کے برعکس دوسرے جنازہ کا جھٹکا کرتے ہیں اور نماز جنازہ کا سلام پھیرتے ہی خود ساختہ دعا شروع کر دیتے ہیں اور بعض لوگ پھر چالیس قدم پر جا کر دعا کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رسول مقبول ﷺ کی امت کو راہ اعتدال پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

صحابہ گرام ﷺ تدفین کے بارے میں اس قدر جلدی کیا کرتے تھے کہ بارہ لاکھ مربع میل کے حکمران خلیفۃ الرسول سیدنا حضرت ابو بکر صدیق پیر کے روز نماز مغرب سے چند گھنٹیاں پہلے فوت ہوئے اور عشاء کے بعد ان کو رسول کریم ﷺ کے پڑوس میں دفن کر دیا۔ لیکن آجکل یہ بات رسم کی حیثیت اختیار کرتی جا رہی ہے کہ جتنا بڑا آدمی فوت ہو اس کا جنازہ بھی اتنا بڑا ہونا چاہیے۔ چاہے اسکے لیے چوبیس گھنٹے انتظار ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ پھر اس کے جنازے پر خطابات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور مرثیہ گوئی کے انداز میں اسکی تعریف میں مبالغہ کیا جاتا ہے جس کا احادیث کی کتابوں میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ جنازے کو جلدی لے جایا کرو۔ اگر وہ نیک ہے تو اسے بھلائی کی طرف جلدی لے چلو۔ اگر وہ بد ہے۔ تو تم اپنی گردنوں سے بوجھ اتار دو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تَقْدِمُونَهَا إِلَيْهِ وَإِنْ تَكُ سَوِيًّا ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ. (متفق)

علیہ 1-679

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ۞ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا وَضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرَّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدْ مُوِنِي وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لَا أَهْلَهَا يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْإِنْسَانُ لَصَبَقَ. (بخاری) 2-680

حضرت ابوسعید خدری ۞ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میت کو (چارپائی پر) رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ جنازہ کو اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں۔ اگر وہ روح نیک ہو تو کہتی ہے مجھے جلدی آگے لے چلو۔ اگر صالح نہ ہو تو اپنے اہل خانہ سے واویلا کرتی ہے ہاے بربادی تم کہاں لئے جا رہے ہو آدمیوں کے سوا ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے۔ اگر انسان سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدُ حَتَّى تُوَضَعَ. (متفق علیہ) 3-681

حضرت ابوسعید خدری ۞ سے روایت ہے محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا اگر تم جنازہ دیکھو تو (اس کے احترام میں) کھڑے ہو جاؤ۔ اور جو کوئی جنازہ کے ساتھ چلے وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ۞ قَالَ مَرَّتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّهَا يَهُودِيَّةٌ فَقَالَ إِنَّ الْمَوْتَ فَرَعٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا. (متفق علیہ) 4-682

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک جنازہ گزرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ ہم بھی کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ جنازہ تو یہودی عورت کا ہے آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ موت گھبراہٹ ہے جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَلِيٍّ ۞ قَالَ رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ فَقُمْنَا وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا يَعْنِي فِي الْجَنَازَةِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 5-683

حضرت علی ۞ فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے ہم بھی کھڑے ہوئے آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے تو ہم بھی بیٹھ گئے یعنی جنازہ کے بعد (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۞ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا وَيُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أَحَدٍ وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ. (متفق علیہ) 6-684

حضرت ابو ہریرہ ۞ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ میں ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے شریک ہو اور اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کو دفنانے سے فارغ ہو تو اس کو دو قیراط کے برابر اجر ملے گا۔ ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے لیکن جس شخص نے صرف نماز جنازہ پڑھی اور دفنانے سے پہلے لوٹ

آیا تو اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ
الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى
الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ
تَكْبِيرَاتٍ. (متفق عليه) 685-7

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم
ﷺ نے جس دن نجاشی فوت ہوا اسی دن اس کی موت سے
لوگوں کو آگاہ فرمایا اور لوگوں کے ساتھ عید گاہ تشریف لے گئے
صفیں درست کی گئیں اور (غائبانہ نماز جنازہ) چار تکبیروں
کے ساتھ پڑھائی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى ﷺ قَالَ كَانَ
زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ يُكَبِّرُ عَلَى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا وَإِنَّهُ
كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةِ خُمُسًا فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُكَبِّرُهَا. (مسلم) 686-8
عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ ﷺ قَالَ
صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةِ فَقَرَأَ
فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فَقَالَ لَتَعْلَمُوا أَنَّهَا
سُنَّةٌ. (بخاری) 687-9

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ؓ نے بیان کیا کہ حضرت زید
بن ارقم ؓ ہمارے جنازوں میں چار تکبیریں کہتے لیکن ایک
جنازہ میں انہوں نے پانچ تکبیریں کہیں۔ ان سے پوچھا گیا تو
فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پانچ تکبیریں بھی کہتے تھے۔ (مسلم)
حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف ؓ بیان کرتے ہیں میں نے
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے ایک نماز
جنازہ پڑھی تو انہوں نے سورۃ الفاتحہ تلاوت کی۔ پھر فرمایا
(سورۃ الفاتحہ کی تلاوت اس لئے بلند آواز سے کی ہے) تمہیں
معلوم ہو جائے کہ یہ سنت رسول کریم ﷺ ہے۔ (بخاری)
حضرت عوف بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ
نے نماز جنازہ پڑھائی تو میں نے آپ ﷺ کی دعائیں یاد
کر لیں۔ آپ ﷺ نے دعا کی بارِ اہل! اس کی مغفرت فرما
اس پر رحم فرما اس کی حفاظت فرما اس کو معاف فرما دے، اس
کی عزت و اکرام کے ساتھ مہمان نوازی فرما اس کی قبر کو
وسیع فرما اس کو پانی برف اور اولوں کے ساتھ دھو ڈالے اس
کو گناہوں سے اس طرح پاک صاف کر دے جیسے سفید کپڑا
میل کچیل سے دھویا جاتا ہے اس کے اہل خانہ سے بہتر اہل
اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عنایت فرما، اس کو جنت میں
داخل فرما اور اس کو قبر اور جہنم کی آگ کے عذاب سے محفوظ
فرما ایک روایت میں ہے قبر کے فتنہ اور جہنم کی آگ سے
بچا۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ صَلَّى رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ عَلَى جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ
وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ
وَاعْفُ عَنْهُ وَاعْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ
وَاعْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ
الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ
الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا
خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ
وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ
عَذَابِ النَّارِ وَفِي رَوَايَةٍ وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ
وَعَذَابِ النَّارِ قَالَ حَتَّى تَمْنِيَتْ أَنْ أَكُونَ أَنَا
ذَلِكَ الْمَيِّتَ. (مسلم) 688-10

دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ کاش اس کی جگہ میرا جنازہ ہوتا۔ (مسلم)

حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ فوت ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان کا جنازہ مسجد میں لاؤ تاکہ میں بھی جنازہ میں شریک ہو سکوں۔ اس بات کو ناپسند کیا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے لگیں اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں ادا کی تھی۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ؓ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَتْ ادْخُلُوا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتَّى أَصَلِّيَ عَلَيْهِ فَأُنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ وَاللَّهِ لَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى ابْنِي بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ سَهِيلٍ وَأَخِيهِ.

(مسلم) 11-689

حضرت سرہ بن جندب ؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی رحمت ﷺ کے پیچھے ایک عورت کی نماز جنازہ ادا کی وہ عورت زچگی کے دوران فوت ہوئی تھی۔ آپ اس کے

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نَفْسِهَا فَقَامَ وَسَطَهَا. (متفق عليه) 12-690

درمیان جنازہ پڑھاتے ہوئے کھڑے ہوئے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا گزرا ایک قبر پر ہوا۔ اسے رات کو دفنایا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا اس کو کب دفن کیا گیا؟ صحابہ کرام ؓ نے بتایا کل رات آپ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے کیوں نہ اطلاع دی۔ انہوں نے کہا ہم نے اسے رات کے اندھیرے میں دفن کیا۔ آپ ﷺ کو اس وقت

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِقَبْرِ دُفْنٍ لَيْلًا فَقَالَ مَتَى دُفِنَ هَذَا قَالُوا الْبَارِحَةَ قَالَ أَفَلَا اذْنُتُمُونِي قَالُوا دَفْنَاهُ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ فَقَامَ فَصَفَّفْنَا خَلْفَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ. (متفق عليه) 13-691

(علیہ) 13-691

بیدار کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے ہم نے آپ کے پیچھے صف بنائی تو آپ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ سیاہ رنگ کی ایک عورت یا نوجوان (راوی حدیث کو شک ہے) مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتا تھا نبی رحمت ﷺ نے اس کو غیر حاضر پا کر اس کے متعلق دریافت فرمایا صحابہ نے اس کی موت کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس کی اطلاع کیوں نہ دی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُ الْمَسْجِدَ أَوْ شَابًّا فَقَفَدَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَالَ عَنْهَا أَوْ عَنْهُ فَقَالُوا مَاتَ قَالَ أَفَلَا كُنْتُمْ اذْنُتُمُونِي قَالَ فَكَانَتْهُمْ صَغُرُوا أَمْرَهَا أَوْ أَمْرَهُ فَقَالَ دُلُونِي عَلَى قَبْرِهِ فَدَلُّوهُ فَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ

قَالَ إِنَّ هَذِهِ الْقُبُورَ مَمْلُوءَةٌ ظُلْمَةً عَلَى أَهْلِهَا
وَأَنَّ اللَّهَ يُنَوِّرُ مَا لَهُمْ بِصَلَوَتِي عَلَيْهِمْ. (متفق
عليه) ولفظه لمسلم 14-692

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں صحابہ ؓ نے اس واقعہ کو
معمولی جانا اس پر رسول رحمت ﷺ نے فرمایا مجھے اس کی
قبر بتائیے۔ صحابہ کرام ؓ آپ کو اس کی قبر پر لے گئے۔

آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا یہ قبریں اپنے اہل کے لیے اندھیروں سے بھری ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ میری نماز کی
وجہ سے ان کو روشن کر دیتے ہیں۔ (بخاری و مسلم یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ مَاتَ لَهُ ابْنٌ
بِقُدَيْدٍ أَوْ بَعْسُفَانَ فَقَالَ يَا كُرَيْبُ ! انْظُرْ
مَا اجْتَمَعَ لَهُ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَخَرَجْتُ فَإِذَا
نَاسٌ قَدْ اجْتَمَعُوا لَهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ تَقُولُ هُمْ
أَرْبَعُونَ ، قَالَ نَعَمْ قَالَ أَخْرِجُوهُ فَإِنِّي
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ
مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ
رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَعَهُمُ اللَّهُ
فِيهِ (مسلم) 15-693

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام کریم ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے بیان کرتا ہے کہ اس کا بیٹا ”قدید“ یا ”عسفان“ مقام
میں فوت ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اے کریم!
دیکھ کر بتائیے کہ کس قدر لوگ جمع ہو چکے ہیں۔ وہ کہتے ہیں
کہ میں گیا تو کچھ لوگ جنازہ کے لیے جمع ہو چکے تھے۔ میں
نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر دی۔ انہوں نے دریافت کیا
کہ کیا چالیس آدمی ہوں گے؟ اس نے کہا ہاں! انہوں نے
فرمایا، جنازہ نکالو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے
آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ جو مسلمان فوت ہو جائے اور
اس کے جنازے میں چالیس ایسے افراد شریک ہوں جو

اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرتے تو میت کے بارے میں اللہ ان کی شفاعت قبول کرتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ
الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةَ كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ
إِلَّا شَفَعُوا فِيهِ. (مسلم) 16-694.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا، جس
میت پر ایک سو مسلمان نماز جنازہ ادا کریں اور وہ اس کے حق
میں دعا کریں تو ان کی سفارش قبول ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ مَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَأَتْنُوا عَلَيْهَا
خَيْرًا . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوا
بِأُخْرَى فَأَتْنُوا عَلَيْهَا شَرًّا . فَقَالَ وَجَبَتْ
فَقَالَ عَمْرُ مَا وَجَبَتْ فَقَالَ هَذَا أَتْنَيْتُمْ عَلَيْهِ
خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهَذَا أَتْنَيْتُمْ عَلَيْهِ

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ ایک جنازے کے
پاس سے گزرے تو انہوں نے اس کی تعریف کی۔ نبی ﷺ
نے فرمایا، واجب ہو گئی۔ بعد ازاں ایک اور جنازہ کے پاس
سے گزرے صحابہ ؓ نے اس کی مذمت کی۔ آپ ﷺ
نے فرمایا واجب ہو گئی۔ حضرت عمر ؓ نے دریافت کیا

واجب ہونے سے کیا مقصد ہے؟ آپ نے فرمایا، جس کی تم نے تعریف کی ہے اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے مذمت کی ہے اس کے لیے دوزخ واجب

شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ . (متفق علیہ) وَفِي رِوَايَةٍ (الْمُؤْمِنُونَ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ 17-695

ہوگئی، تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ ایماندار لوگ زمین پر اللہ کے گواہ ہیں۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کے حق میں چار شخص اس کے نیک ہونے کی گواہی دیں تو اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ ہم نے عرض کیا، تین شخص بھی؟ آپ نے فرمایا تین شخص بھی۔ ہم نے عرض کیا، دو شخص بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا، دو شخص بھی۔ اس کے بعد ہم نے آپ ﷺ سے ایک شخص کے بارے میں دریافت نہیں کیا۔ (بخاری)

وَعَنْ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ قُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ . البخاری. 18-696

فہم الحدیث

اس گواہی سے مراد فقط رسماً اچھے الفاظ نہیں بلکہ وہ گواہی ہے جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے حق میں اچھی طرح جان پہچان اور دیکھ بھال کر دیتا ہے جسے سچی شہادت کہا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، فوت شدہ لوگوں کو برا بھلا نہ کہو۔ اس لئے کہ وہ اپنے اعمال کا بدلہ پا چکے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجے ہیں (بخاری)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضُوا إِلَى مَا قَدَّمُوا . رواه البخاری. 19-697

حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ احد کے شہداء میں سے دو میتوں کو ایک کپڑے میں اکٹھا کرتے ہوئے دریافت فرماتے کہ ان میں سے کس شخص کو قرآن زیادہ یاد ہے؟ جب آپ ﷺ کو ان میں سے ایک شخص کی جانب اشارہ کیا جاتا تو آپ ﷺ ہلکے میں پہلے اس کو رکھتے اور آپ نے فرمایا، قیامت کے دن میں ان کے بارے میں گواہی دوں گا نیز آپ ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أَحَدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّهُمَا أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغْسَلُوا . رواه البخاری 20-698

خون سمیت دفن کیا جائے نہ ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور نہ ہی انہیں غسل دیا گیا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

نبی کریم ﷺ نے موت کے بعد بھی حافظ قرآن کا احترام فرمایا اور اسے مقدم رکھا۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِفَرَسٍ مَعْرُورٍ فَرَكِبَهُ حِينَ
انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَةِ ابْنِ الدَّخْدَاحِ وَنَحْنُ
نَمْشِي حَوْلَهُ . رواه مسلم 21-699

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت
میں بغیر زین کے ایک گھوڑا لایا گیا۔ جب آپ ﷺ اس
الدخداخ کے جنازے سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ اس
پر سوار ہو کر آئے اور ہم آپ کے گرد پیدل چل رہے تھے۔
(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى رَحِمَهُ اللَّهُ سَعِدَ
عَلَيْهِ قَالَ كَانَ ابْنُ حَنِيفٍ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ
قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمُرُّ عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا
فَقِيلَ لَهُمَا إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَى مِنْ أَهْلِ
الدِّمَةِ فَقَالَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّتْ بِهِ
جَنَازَةٌ فَقَامَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهَا جَنَازَةٌ يَهُودِيٌّ فَقَالَ
أَلَيْسَتْ نَفْسًا مُتَّفَقًا عَلَيْهِ . 22-700

عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سہل بن
حنیف اور قیس بن سعد قادیسیہ شہر میں بیٹھے ہوئے تھے ان کے
پاس سے ایک جنازہ گزرا وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ ان
سے کہا گیا کہ جنازہ تو ذمیوں کا تھا۔ دونوں نے فرمایا کہ
رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ
کھڑے ہو گئے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ تو
یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا اس کی جان نہ
تھی؟ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ نمازہ جنازہ درمیانے انداز کی پڑھانی چاہیے۔
- ۲۔ میت کو جلد دفن کرنا چاہیے۔
- ۳۔ شہید کو بغیر غسل اور جنازہ کے دفنانا سنت ہے۔
- ۴۔ غیر مسلم کے جنازہ پر کھڑا ہونا سنت ہے۔
- ۵۔ کسی کا دوسرے جنازہ پڑھانا جائز ہے۔



بَابُ دَفْنِ الْمَيِّتِ

میت کو دفن کرنا

پہلی فصل

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے اپنی مرض الموت کے وقت حکم دیا کہ میرے لیے لحد بنانا اور لحد کے اوپر کچی اینٹیں رکھنا جس طرح رسول اللہ ﷺ کے لئے کیا گیا تھا۔ (مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی قبر میں سرخ رنگ کی چادر بچھائی گئی تھی۔ (مسلم)

حضرت سفیان تمارؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی گرامی ﷺ کی قبر مبارک دیکھی جو اونٹ کی کوہان کی طرح تھی۔ (بخاری)

حضرت ابو الہیاج اسدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا میں تجھے کسی ایسے کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے نبی ﷺ نے مجھے بھیجا تھا یہ کہ ہر جاندار کی تصویر کو مٹانا اور ہر اونچی قبر کو برابر کرنا۔ (مسلم)

حضرت جابرؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو چونا گچ بنانے اس پر عمارت کھڑی کرنے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو مرثد غنویؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز ادا کرو۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ

الفصل الاول

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ ؓ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ أَلْحَدُوا لِي لَحْدًا وَأَنْصِبُوا عَلَيَّ اللَّبَنَ نَضْبًا كَمَا ضَنَّعَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

(مسلم) 1-701

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ جُعِلَ فِي قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قُطِيفَةٌ حُمْرَاءُ. (مسلم) 2-702

عَنْ سُفْيَانَ الثَّمَارِ ؓ أَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ مُسَنَّمًا. (بخاری) 3-703

عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ قَالَ لِي عَلِيٌّ أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ لَا تَدْعَ تَمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ.

(مسلم) 4-704

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ. (مسلم) 5-705

عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا. (مسلم) 6-706

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

لَا يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ (مسلم) 7-707

نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی آگ کے شعلے پر بیٹھے وہ اس کے کپڑوں کو جلا ڈالے اور اس کے اثرات اس کے جسم تک پہنچیں یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

قبر پر بیٹھنے والا چھوٹا ہو یا بڑا بزرگ ہو یا عام مسلمان مجاوری کی نیت سے چلہ کشی یا کشف کے لئے بیٹھے یہ شرک ہے۔ جس سے بچنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کیونکہ شرک اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا (القرآن)

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی گرامی ﷺ کی بیٹی کی تدفین کے وقت موجود تھے آپ ﷺ قبر پر تشریف فرما تھے میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس نے رات مجامعت نہیں؟ کی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں آپ ﷺ نے فرمایا قبر میں اترے چنانچہ وہ قبر میں اترے۔ (بخاری)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تُدْفَنُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْمَعَانِ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ مَنْ أَحَدٍ لَمْ يُقَارِفِ الْيَلَةَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَنَا قَالَ فَأَنْزَلَ فِي قَبْرِهَا فَنَزَلَ. (بخاری) 8-708

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جب موت کی آغوش میں تھے تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نوحہ گر عورت اور آگ نہ جائے جب تم مجھے دفن کر چکو تو میری قبر پر مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے پاس اتنا عرصہ ٹھہرے رہنا جتنے عرصہ میں اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تمہارے ساتھ مانوس رہوں۔ اور میں معلوم کر سکوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں۔ (مسلم)

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِابْنِهِ وَهُوَ فِي سِيَاقِ الْمَوْتِ إِذَا أَنَا مِتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةً وَلَا نَارًا فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشَبُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ شَبًّا ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا يُنْحَرُ جُزُورٌ وَيُقَسَّمْ لِحُمِّهَا حَتَّى اسْتَبَاسَ بِكُمْ وَأَعْلَمَ مَاذَا أَرَا جُعْ بِهِ رَسُولَ رَبِّي. (مسلم) 9-709

فہم الحدیث

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کو یہ ارشاد فرمانا کہ کچھ دیر کے لئے میری قبر پر ٹھہرے رہنا تاکہ میں منکر نکیر کے سوالات کے وقت کچھ تسلی پاسکوں یہ الفاظ محض موت کی سختی کی وجہ سے تھے ورنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ یہ تھا! کہ مرنے کے بعد آدمی کا دنیا اور دنیا والوں کے ساتھ رابطہ کٹ جاتا ہے۔

بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

میت پر آہ و بکا کرنا

کسی کی موت پر رونا اور غم کا اظہار کرنا انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ غم کا اظہار کرو اگر آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اس لئے کہ آنسو دل کی نرمی کے سبب بہا کرتے ہیں۔ اور اس سے آدمی کا غم ہلکا اور طبیعت میں صبر و سکون پیدا ہوتا ہے۔ البتہ واویلا کرنے گریبان چاک کرنے اور چہرے پیٹنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کی دایہ کے خاوند ابوسیف لوہار کے ہاں گئے۔ رسول معظم ﷺ نے ابراہیم کو اٹھا کر چوما اور پیار کیا۔ اس کے بعد دوبارہ گئے تو ابراہیم پر نزع کی حالت طاری تھی۔ اس حالت پر آپ کی آنکھیں بھر آئیں۔ چنانچہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہو کر آنسو بہا رہے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابن عوف! آنسو کا ٹپکنا رحمت ہے۔ آپ کی آنکھوں سے پھر آنسو جاری ہو گئے فرمایا آنکھیں روتی ہیں دل غمزہ ہے پھر بھی ہم وہی الفاظ کہیں گے جن کو ہمارا رب پسند کرتا ہے۔ بیٹا بلاشبہ ہم تیری جدائی سے غم زدہ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَيْفِ الْقَيْنِ وَكَانَ ظَنُورًا لِابْرَاهِيمَ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ وَابْرَاهِيمُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَذُرِفَانِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ اتَّبَعَهَا بِأُخْرَى فَقَالَ إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمَ لَمَحْزُونُونَ. (متفق عليه) 1-710

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بیٹی نے آپ ﷺ کو پیغام بھجوایا کہ میرا بیٹا قریب المرگ ہے آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں آپ ﷺ نے سلام کے ساتھ پیغام بھیجا کہ بلاشبہ اللہ ہی کا ہے جس کو اس نے قبض کیا ہے اور اسی کا ہے جو وہ عطا کرتا ہے اور اس کے

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَرْسَلَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَيْهِ أَنَّ ابْنًا لِي قُبِضَ فَأَتَيْنَا فَأَرْسَلَ يَقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُولُ إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لِيَأْتِيَنِيهَا

فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ
وَأَبِيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرُفِعَ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَتَقَفَعُ
فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا
هَذَا فَقَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ
عِبَادِهِ فَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ
الرُّحَمَاءَ. (متفق عليه) 2-711

ہاں ہر ایک کے لئے وقت مقرر ہے۔ اس لئے صبر کرو اور اللہ
تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھو۔ آپ کی بیٹی نے اللہ کا
واسطہ دے کر پھر پیغام بھیجا کہ ایک دفعہ ضرور تشریف لائیں۔
اس پر آپ ﷺ کھڑے ہوئے سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل،
ابی بن کعب، زید بن ثابت اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے ہمراہ
تھے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں بچہ پیش کیا گیا۔ تو اس کا
سانس قفسِ عصری سے نکل رہا تھا۔ آپ کی آنکھیں اشک بار

ہو گئیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ کیا ہے؟ تب آپ نے ارشاد فرمایا یہ رحمت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے
دلوں میں بھر دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ان پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت
سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے آپ کے ساتھ نبی
رحمت ﷺ تشریف لے گئے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے
حضرت سعد کو غشی کی حالت میں پایا۔ آپ ﷺ نے استفسار
فرمایا کہ کیا یہ فوت ہو چکے ہیں؟ بتایا گیا نہیں یا رسول اللہ! اس پر
رسول کریم ﷺ اشک بار ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو
روتے دیکھا تو وہ بھی آنسو بہانے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے
فرمایا یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ آنکھوں میں آنسوؤں اور دل کے حزن
و ملال سے عذاب نہیں دیتا۔ زبان کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے فرمایا۔ اس کی وجہ سے مبتلائے عذاب کرتا ہے یا رحم فرماتا
ہے۔ البتہ میت کو اس کے اہل خانہ کی آہ بکا کی وجہ سے عذاب
ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان
کرتے ہیں کہ وہ شخص ہم سے نہیں جو رخساروں کو پیٹتا دامن
چاک کرتا اور جاہلیت کا دایلا کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ فَاتَاهُ
النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ
وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهُ فِي غَاشِيَةٍ فَقَالَ
قَدْ قُضِيَ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَبَكَى
النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمَ بُكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ
بَكُوا فَقَالَ أَلَا تَسْمَعُونَ أَنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ
بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلَكِنْ يُعَذِّبُ
بِهَذَا وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ يَرْحَمُ وَإِنَّ الْمَيِّتَ
لَيُعَذِّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ. (متفق عليه) 3-712

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ
الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَى بِدَعْوَى

الْجَاهِلِيَّةُ. (متفق عليه) 4-713

حضرت ابو بردہ ؓ نے بتایا کہ حضرت ابوموسیٰ ؓ بے ہوش ہو گئے تو ان کی بیوی ام عبداللہ ؓ بلند آواز سے رونے لگی۔ تھوڑی دیر بعد آپ ؓ کو آفاقہ ہوا تو فرمانے لگے تجھے معلوم نہیں! رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، میں اس شخص سے بری الذمہ ہوں جو سرمنڈواتا، جزع فزع کرتا اور کپڑے پھاڑتا ہو (بخاری و مسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

ابو مالک اشعری ؓ نے نبی مکرم ﷺ کی یہ نصیحت بیان فرمائی۔ میری امت میں جاہلیت کی چار عادتیں عود کر آئیں گی (۱) حسب و نسب پر فخر (۲) دوسروں کے حسب (۳) نسب پر طعن (۴) ستاروں کو بارش کا ذریعہ سمجھنا اور نوحہ کرنا مزید فرمایا، وفات سے پہلے نوحہ کرنے والی عورت اگر تائب نہ ہوئی تو روز قیامت اس کو اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اسے خارش کا کرتہ اور کندھک کی قمیض پہنائی جائے گی (مسلم)

حضرت انس بیان ؓ کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ایک عورت پر ہوا جو ایک قبر پر آہ و بکا کر رہی تھی۔ آپ نے تلقین فرمائی، اللہ سے ڈر اور صبر کرو۔ وہ کہنے لگی مجھ سے دور ہو جاؤ۔ تمہیں ایسی مصیبت نہیں پہنچی جیسی مصیبت میں میں مبتلا ہوں۔ اور وہ آپ کو پہچانتی نہیں تھی۔ اس کو بتایا گیا کہ یہ نبی کریم ﷺ ہیں۔ پھر وہ آپ کے دروازے پر آئی جس پر کوئی چوکیدار نہ تھا وہ معذرت خواہانہ عرض کرنے لگی۔

میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، صبر تو وہ ہے جو صدمہ پہنچنے کے فوراً بعد کیا جائے (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کے جب تین بچے

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ؓ قَالَ أَعْمَى عَلَى أَبِي مُوسَى فَأَقْبَلَتْ امْرَأَتُهُ أُمُّ عَبْدِ اللَّهِ تَصْنُحُ بَرْنَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَلَمْ تَعْلَمِي وَكَانَ يُحَدِّثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَصَلَقَ وَخَرَقَ. (متفق عليه) ولفظه

لمسلم) 5-714

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهُنَّ الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَالطُّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالِاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ وَالنِّيَاحَةُ وَقَالَ النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تَقَامُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قِطْرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ. (مسلم) 6-715

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرِ فَقَالَ اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي قَالَتْ إِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبِّ بِمُصِيبَتِي وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيلَ لَهَا إِنَّهُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ بَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَائِينَ فَقَالَتْ لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى. (متفق عليه) 7-716

میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، صبر تو وہ ہے جو صدمہ پہنچنے کے فوراً بعد کیا جائے (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَمُوتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيُلْجِ النَّارَ

إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ. (متفق عليه) 8-717

فوت ہو جائیں تو وہ صرف قسم کو پورا کرنے کے لیے دوزخ میں داخل ہوگا (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے جس عورت کے تین بچے فوت ہو گئے اور اس نے صبر کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ ان میں ایک خاتون نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر دو فوت ہوئے ہوں تو آپ نے فرمایا، دو کا بھی یہی حکم ہے۔ (مسلم) مسلم اور بخاری کی روایت میں تین نابالغ بچوں کا ذکر آتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے کہ وہ مومن جس کے عزیز و اقارب میں سے محبوب ترین انسان کی روح میں قبض کر لوں اور وہ اس پر صبر کرے تو اس کا بدلہ میرے نزدیک جنت کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

تیسری فصل

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، جس شخص پر نوحہ کیا جاتا ہے اس کو روز قیامت اس نوحہ خوانی کے سبب عذاب ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

عمرہ بنت عبد الرحمن رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا اور انہیں بتایا کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زندہ لوگوں کے میت پر نوحہ سے میت کو عذاب ہوگا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اللہ عز و جل ابو عبد الرحمن کو معاف فرمائے۔ اس نے جھوٹ نہیں بولا وہ بھول گیا ہے یا اس کو غلطی لگی ہے۔ دراصل رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک یہودی عورت پر ہوا جس پر آہ و بکا کی جارہی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ لوگ اس پر آہ بکا کر رہے ہیں اور اس کو قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنِسْوَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ لَا يَمُوتُ لِأَحَدِكُنَّ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبُهُ إِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ أَوْ اثْنَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَوْ اثْنَانِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُمَا (ثَلَاثَةٌ لَّمْ يَنْتَلِفُوا الْجَنَّةَ. 9-718

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ اللَّهُ مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبِضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ اخْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةَ. (بخاری) 10-719

الفصل الثالث

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ نَيْحَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نَيْحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ. (متفق عليه) 11-720

عَنْ عُمَرَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَذَكَرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ تَقُولُ يَغْفِرُ اللَّهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلَكِنَّهُ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى يَهُودِيَةٍ يُبْكِي عَلَيْهَا فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيَكُونُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا. (متفق عليه) 12-721

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ؓ قَالَ تُوْقِيْتُ
بِنْتَ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ؓ بِمَكَّةَ فَجِئْنَا لِنَشْهَدَ
هَا وَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنِّي
لَجَالِسٌ بَيْنَهُمَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا لِعُمَرَوِ بْنِ عُثْمَانَ وَهُوَ مَوَاجَّهُهُ أَلَا
تَنْهَى عَنِ الْبُكَاءِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ
الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَدْ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ
بَعْضُ ذَلِكَ ثُمَّ حَدَّثَ فَقَالَ صَدَرْتُ مَعَ
عُمَرَ ؓ مِنْ مَكَّةَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ فَإِذَا هُوَ
بِرُكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ سَمُرَةٍ فَقَالَ أَذْهَبَ فَاَنْظُرْ
مَنْ هَؤُلَاءِ الرُّكْبُ فَانْظُرْتُ فَإِذَا هُوَ صُهِيبٌ
قَالَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ادْعُهُ فَرَجَعْتُ إِلَى صُهِيبٍ
فَقُلْتُ ارْتَحِلْ فَالْحَقُّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا أَنْ
أَصِيبَ عُمَرَ ؓ دَخَلَ صُهِيبٌ يَبْكِي يَقُولُ
وَأَخَاهُ وَأَصَاحِبَاهُ فَقَالَ عُمَرُ ؓ يَا صُهِيبُ
أَتَبْكِي عَلَيَّ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ
الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ
لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللَّهُ عُمَرَ
ؓ لَا وَاللَّهِ مَا حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ
الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَلَكِنْ إِنَّ اللَّهَ
يَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَقَالَتْ
عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَسْبُكُمْ الْقُرْآنُ وَلَا
تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا عِنْدَ ذَلِكَ وَاللَّهُ أَضْحَكَ وَأَبْكَى قَالَ

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ ؓ بیان کرتے کہ حضرت
عثمان ؓ کی بیٹی مکہ مکرمہ میں وفات پا گئی۔ ہم اس کے
جنازہ کے لئے آئے ابن عمر ؓ اور ابن عباس ؓ بھی
وہاں تھے۔ میں ان دونوں کے درمیان تھا انہوں نے اپنے
سامنے بیٹھے ہوئے عمرو بن عثمان ؓ کو کہا آپ خواتین کو
نوحہ و بکا سے کیوں نہیں روکتے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا ہے میت کو اس کے اہل خانہ کے رونے سے عذاب دیا
جاتا ہے۔ اس پر ابن عباس ؓ نے فرمایا حضرت عمر ؓ
ایسی ہی بات کہتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ
میں حضرت عمر ؓ کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے لوٹا جب ہم بیداء
پہنچے تو وہاں حضرت صہیب ؓ کو پایا پھر اس کی اطلاع
حضرت عمر ؓ کو دی انہوں نے صہیب ؓ کو بلانے کیلئے کہا
تو میں حضرت صہیب ؓ کے پاس گیا اور کہا تشریف لے
چلئے امیر المومنین آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ پھر جب
حضرت عمر ؓ زخمی ہوئے تو حضرت صہیب ؓ روتے
ہوئے ہائے میرا بھائی اور میرا ساتھی کہتے داخل ہوئے۔
حضرت عمر ؓ نے سختی سے فرمایا مجھ پر تم روتے ہو حالانکہ
رسول کریم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ مرنے والے کے بعض تعلق
داروں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔
ابن عباس ؓ فرماتے ہیں جب حضرت عمر ؓ وفات پا
گئے تو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر
کیا۔ ام المومنین نے جواب دیا اللہ تعالیٰ عمر ؓ پر رحم
فرمائے۔ اللہ کی قسم! ایسی بات نہیں کہ میت کو اس کے اہل
خانہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہو۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ نے
یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے عذاب میں ان کے اہل
خانہ کے رونے کے سبب اضافہ کرتا ہے حضرت عائشہ ؓ نے

ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ فَمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا شَيْئًا. (متفق عليه) 13-722

اس پر مزید فرمایا ہمارے لئے قرآن ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کوئی نفس کسی دوسرے نفس کے بوجھ کو نہیں

اٹھائے گا اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تائید میں فرمایا۔ اللہ ہی انسان کو ہنساتا ہے اور رلاتا ہے ابن ملکہ ؓ کا بیان ہے کہ اس پر عبد اللہ بن عمر ؓ خاموش رہے (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

لواحقین کے بین کرنے سے میت کو تب عذاب ہوگا جب مرنے والا خود ایسا کیا کرتا تھا یا وہ اس طرح رونے کی وصیت کر گیا ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب حضرت ابن حارثہ ؓ، جعفر ؓ اور ابن رواحہ ؓ شہید ہوئے تو آنحضرت ﷺ حزن و ملال میں مبتلا مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ میں دروازے کی جھری سے یعنی سوراخوں سے دیکھ رہی تھی کہ ایک شخص نے آکر آپ کو بتایا کہ حضرت جعفر ؓ کے گھر خواتین ان پر بلند آواز سے رورہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں روکو۔ وہ ان کے پاس گیا بعد ازاں آپ کے پاس آکر بتایا وہ اسکا کہا نہیں مانتیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں روکو۔ وہ پھر آکر عرض کرتا ہے۔ اللہ کی قسم یا رسول اللہ! وہ ہم پر غالب آگئی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ ﷺ نے اسے حکم دیا ان کے منہ میں مٹی ڈالے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس شخص سے کہا اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے نہ تجھ سے وہ کام ہو سکا جس کا آپ ﷺ نے تجھے حکم دیا اور نہ تو آپ کو پریشان کرنے سے باز آیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب ان کے خاوند ابوسلمہ ؓ فوت ہوئے تو انہوں نے سوچا تھا غریب الوطن تھا پردیس میں مر گیا۔ میں اس پر اتار دوں گی کہ میری آہ و بکا لوگ یاد رکھیں گے۔ چنانچہ میں نے اس پر نوحہ کے لئے اپنے آپ کو تیار کیا اس دوران ایک عورت آئی جس کا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَابْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ يُعْرِفُ فِيهِ الْحُزْنَ وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ تَعْنِي شُقَّ الْبَابِ فَاتَّاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ ؓ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ فَلَذَهَبَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ لَمْ يُطْعَمَهُ فَقَالَ أَنَّهُنَّ فَاتَّاهُ الثَّالِثَةَ قَالَ وَاللَّهِ غَلَبْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَعَمْتُ أَنَّهُ قَالَ فَاخْتُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَقُلْتُ أَرْعَمَ اللَّهُ أَنْفَكَ لَمْ تَفْعَلْ مَا أَمَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ تَتْرُكْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ الْعَنَاءُ. (متفق عليه) 14-723

نے اس شخص سے کہا اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے نہ تجھ سے وہ کام ہو سکا جس کا آپ ﷺ نے تجھے حکم دیا اور نہ تو آپ کو پریشان کرنے سے باز آیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ غَرِيبٌ وَفِي أَرْضٍ غُرْبَةٍ لَا بُكَيْنَهُ بُكَاءٌ يُتَحَدَّثُ عَنْهُ فَكُنْتُ قَدْ تَهَيَّأْتُ لِلْبُكَاءِ عَلَيْهِ إِذْ أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ تُرِيدُ أَنْ تُسْعِدَنِي فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب ان کے خاوند ابوسلمہ ؓ فوت ہوئے تو انہوں نے سوچا تھا غریب الوطن تھا پردیس میں مر گیا۔ میں اس پر اتار دوں گی کہ میری آہ و بکا لوگ یاد رکھیں گے۔ چنانچہ میں نے اس پر نوحہ کے لئے اپنے آپ کو تیار کیا اس دوران ایک عورت آئی جس کا

أَتُرِيدُ يَنْ أَنْ تُدْخِلِيَ الشَّيْطَانَ بَيْتًا أَخْرَجَهُ
اللَّهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ وَكَفَفْتُ عَنِ الْبُكَاءِ فَلَمْ
أَبْكِ. (مسلم) 15-724

گھر میں تو پھر اس کو داخل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس فرمان کے بعد میں رونے سے بالکل رک گئی۔ (مسلم)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ۖ قَالَ أَغْمِيَ عَلَى
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ فَجَعَلَتْ أُخْتُهُ عَمْرَةَ
تَبْكِي وَاجْبَلَاهُ وَاكْذَا وَاكْذَا تُعَدِّدُ عَلَيْهِ فَقَالَ
حِينَ أَفَاقَ مَا قُلْتُ شَيْئًا إِلَّا قِيلَ لِي كَذَلِكَ
زَادَ لِي رِوَايَةً فَلَمَّا مَاتَ لَمْ تَبْكِ
عَلَيْهِ. (بخاری) 16-725

پھر..... دوسری روایت میں ہے کہ وہ جب فوت ہو گئے تو ان کی بہن پھر اس طرح نہیں روئی۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۖ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهُ مَاتَ ابْنُ
لِي فَوَجَدْتُ عَلَيْهِ هَلْ سَمِعْتَ مِنْ خَلِيلِكَ
صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْهِ شَيْئًا يُطِيبُ بِنَفْسِنَا عَنْ
مَوْتَانَا قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُهُ ۖ قَالَ صَغَارُهُمْ
دَعَامِيصُ الْجَنَّةِ يَلْقَى أَحَدَهُمْ أَبَاهُ
فَيَأْخُذُ بِنَاصِيَةِ نَوْبِهِ فَلَا يُفَارِقُهُ حَتَّى يَدْخُلَهُ
الْجَنَّةَ. (مسلم) 17-726

والدین سے مل کر ان کے دامن کو پکڑ لیں گے اور ان کو جنت میں داخل کرانے تک نہیں چھوڑیں گے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ۖ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ
الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ
يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ تَعْلَمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ
فَقَالَ اجْتَمِعْنَ فِي يَوْمٍ كَذَا وَكَذَا فِي مَكَانٍ

كَذًا وَكَذًا فَاجْتَمَعْنَ فَأَتَا هُنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَعَلِمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ امْرَأَةٌ تَقْدُمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةً إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوَالتَيْنِ فَأَعَادَ تَهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَالتَيْنِ وَالتَيْنِ (رواه البخاری)

دن اور فلاں جگہ اجتماع کیا کریں۔ تو انہوں نے وہاں اجتماع کیا رسول محترم ﷺ وہاں تشریف لے گئے آپ نے انہیں ان مسائل سے آگاہ فرمایا جنکی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی پھر فرمایا جس عورت نے اپنے تین بچوں کو آگے بھیجا وہ بچے اپنی ماں کے لیے جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گے۔ ایک عورت نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا دو بچوں کے لیے بھی یہی اجر ہے اور یہ الفاظ اس نے دو مرتبہ دہرائے

18-727

آپ نے فرمایا دو بچوں کے لیے بھی یہی اجر ہے آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ کسی کی موت پر رونا انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔
- ۲۔ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔
- ۳۔ کسی کی موت پر رخسار پیٹنا، دامن چاک کرنا اور نوحہ کرنا کفر کی حرکات ہیں۔
- ۴۔ نسب پر فخر کرنا، ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا اور دوسرے کے نسب پر طعن کرنا جہالت ہے۔
- ۵۔ صدمہ کی ابتدا کے وقت صبر کرنا اصل صبر ہے۔
- ۶۔ لخت جگر کی موت پر صبر کرنے والی ماں جنت میں جائے گی۔
- ۷۔ کسی کی آہ و بکا کی وجہ سے مرنے والے کو عذاب نہیں ہوتا۔
- ۸۔ شہید کی موت پر خوشی کے بجائے غم کا اظہار کرنا سنت ہے۔



بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُورِ

قبروں کی زیارت

پہلا فصل

الفصل الاول

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لیکن اب تم زیارت کیا کرو۔ اسی طرح میں نے تم کو قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے روکا تھا اب یہ زیادہ دن رکھنے کی اجازت ہے میں نے تمہیں شراب پینے والے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا اب تم سب برتن استعمال کر سکتے ہو۔ البتہ نشہ آور مشروب کو پینا جائز نہیں۔ (مسلم)

عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ فَاشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا. (مسلم) 1-728

فہم الحدیث

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک و رسومات کی وجہ سے ابتداء میں قبروں کی زیارت سے روک دیا تھا جب لوگوں کا توحید پر عقیدہ پختہ ہوا اور وہ رسومات سے پرہیز کرنے لگے۔ تو آپ نے یہ کہہ کر قبروں کی زیارت کی اجازت عنایت فرمائی کہ اب تم قبرستان میں جایا کرو۔ کیونکہ اس سے آدمی کو موت یاد آتی ہے البتہ ان لوگوں کو بالخصوص عورتوں کو قبرستان جانے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ جو وہاں جا کر اوٹیلایا خلاف شریعت حرکات کرتی ہیں۔ تین دن سے زیادہ گوشت کی ممانعت شاید اس لئے فرمائی کہ مسلمانوں کا ابتدائی دور غربت و افلاس کا تھا جب نسبتاً خوشحالی کا دور آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت جمع کرنے کی کھلی اجازت عطا فرمائی۔ اگر آج بھی کسی علاقے میں ایسی صورت ہو تو قربانی کے گوشت کا ذخیرہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کے لئے گئے اور آپ زار و قطار رونے لگے اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ تھے وہ بھی روئے جارہے تھے۔ بعد میں آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے لئے استغفار کی اجازت چاہی تھی لیکن

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ زَارَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبَكَى مِنْ حَوْلِهِ فَقَالَ اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأُذِنَ لِي فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تَذَكِّرُ الْمَوْتَ. (مسلم) 2-729

مجھے یہ اجازت نہیں ملی۔ پھر میں نے زیارت کے لئے اجازت مانگی۔ جس کے لئے مجھے اجازت عنایت فرمائی گئی لوگو! قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ موت یاد دہانی ہے۔ (مسلم)

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَأَنَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لِلْآحِقُونَ نَسَأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ. (مسلم) 3-730

الفصل الثالث

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَأَنَا كُمْ مَا تُوْعَدُونَ غَدًا مُوْجِلُونَ وَأَنَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لِلْآحِقُونَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ. (مسلم) 4-731

وَعَنْهَا قَالَتْ كَيْفَ أَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَعْنِي فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ قَالَ قُولِي السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأَخِرِينَ وَأَنَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لِلْآحِقُونَ. (مسلم)

5-732

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب تم قبرستان میں جاؤ تو یہ دعا کیا کرو۔ ”اے قبروں میں بسنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو۔ جب اللہ نے چاہا ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے خیر مانگتے ہیں۔ (مسلم)

تیسری فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک رات رسول اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ آپ رات کے آخری حصے میں بقیع قبرستان کی طرف تشریف لے گئے۔ اور انہیں السلام علیکم کہتے ہوئے فرمایا ”اے قبرستان میں بسنے والے مومنو! تم سے جو وعدہ ہوا تھا وہ مل چکا اور ہمیشہ رہنے والے اجر کے لئے آخرت کا وقت ہے۔ ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ الہی بقیع قبرستان والوں کو معاف فرما۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں انہوں نے رسول محترم ﷺ سے استفسار کیا۔ قبروں کی زیارت کے وقت کیا پڑھنا چاہئے۔ فرمایا تجھے یہ دعا کرنی چاہئے۔ ”اے قبروں میں رہنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے پہلے اور پچھلے لوگوں پر رحم فرمائے۔ ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ قبروں کی زیارت کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس طرح موت یاد آتی ہے۔
- ۲۔ اہل محلہ اور عزیز و اقرباء کے حالات اجازت دیتے ہوئے تو قربانی کا گوشت ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔
- ۳۔ والدین کی قبر پر خصوصی طور پر جانا چاہیے۔
- ۴۔ قبرستان جا کر مدفون حضرات کے لیے اور اپنے لیے دعائے مغفرت کرنی چاہیے۔

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کے مسائل

اسلام سے قبل حاکموں، بادشاہوں اور سرداروں کا اصول یہ تھا کہ وہ لوگوں کی آمدنی سے دسواں حصہ وصول کرتے پھر اسے اپنی شان و شوکت اور عظمت و اقتدار پر خرچ کرتے۔ اس طرح غریبوں، کسانوں اور مزدوروں کی کمائی حاکموں کی ذات، خاندان اور ان کے لئے تملکوں پر خرچ ہو جاتی۔ اسلام نے ان کی اجارہ داری کو دو طرح ختم کیا ایک تو دس فیصد کی بجائے زکوٰۃ کی صورت میں چالیسواں حصہ مقرر کرتے ہوئے اس کو صرف غرباء اور مساکین کا حق قرار دیا۔ اور اس میں امیروں کے لئے ایک پیسہ کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ پھر اس میں یہ اصلاح بھی فرمائی کہ علاقے کی زکوٰۃ کے زیادہ حق دار پہلے وہاں کے رہنے والے غریبوں اور مستحقین کو ٹھہرایا۔

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُوْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فَقَرَائِهِمْ (رواه البخاری)

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ ﷺ کو یمن بھیجا تو ارشاد فرمایا لوگوں کو بتانا کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لے کر ان کے فقرا کو دی جائے گی۔“ (بخاری)

مسلم حکومتوں کے پاس آج بے پناہ وسائل، ان گنت ذرائع آمدنی، پٹرول اور دیگر معدنیات کے خزانے کثیر مقدار میں موجود ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اغیار کے مقابلے میں مسلمانوں میں غربت و افلاس کا دور دورہ ہے۔ مالی بے چارگی نے مسلمانوں کے اخلاقی و سیاسی اور دینی اقدار کو تباہ کرنے کے ساتھ بدترین سیاسی غلامی میں مبتلا کر دیا ہے۔ کروڑوں مسلمان معاشی تنگی کی وجہ سے روٹی کے دھندے کے علاوہ کسی دوسری طرف سوچنے اور دیکھنے کی فرصت نہیں پاتے جبکہ اسلام کا معاشی پروگرام تو وہی ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل تھا اور اسی نظام کی بدولت سرور گرامی ﷺ نے مکہ معظمہ میں پیشین گوئی فرمائی تھی کہ وہ وقت آئے گا جب مسلمانوں کی معیشت اس قدر مضبوط اور صحیح خطوط پر استوار ہوگی کہ مخیر حضرات مساکین کو ڈھونڈتے پھریں گے لیکن انہیں کوئی مستحق دستیاب نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے

فَإِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُومُ حَتَّى يَطُوفَ أَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهِ لَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا مِنْهُ

”قیامت نہیں آئے گی جب تک زکوٰۃ دینے والے سرگرداں نہیں پھریں گے لیکن انہیں قبول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا۔“ (بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ إِنَّكَ تَأْتِي

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے معاذ ﷺ کو یمن کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا تم

قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَأَدْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا
 اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا
 لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ
 خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَإِنْ هُمْ
 أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ
 عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَاءِهِمْ تُقْرَدُ عَلَى
 فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَإِيَّاكَ
 وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَأَتَقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ
 بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ. (متفق عليه) 1-733
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 مَا مِنْ صَاحِبٍ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا
 حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ صُفِّحَتْ لَهُ
 صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ
 فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا رُذِّثَ
 أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ
 سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا
 إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 لَأَبْلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا
 حَقَّهَا وَمَنْ حَقَّهَا حَلَبَهَا يَوْمَ وَرَدَهَا إِلَّا إِذَا كَانَ
 يَوْمَ الْقِيَمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقَرُ أَوْ فَرَمًا كَانَتْ
 لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا تَطَّاهُ بِأَخْفَافِهَا
 وَتَعُضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولُهَا رَدَّ عَلَيْهِ
 أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ
 حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى
 الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْبَقَرُ
 وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي

ایسے لوگوں کے پاس جارہے ہو جو اہل کتاب ہیں انہیں کلمہ
 شہادت کی دعوت دیجئے اگر وہ کلمہ پڑھ لیں تو پھر انکو بتائیں
 کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر رات اور دن میں پانچ نمازیں فرض کی
 ہیں جب وہ اسے تسلیم کر لیں تو انہیں بتلائیں کہ اللہ تعالیٰ نے
 تم پر زکوٰۃ فرض کی ہے ان کے امیر لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر
 کے انہیں کے غرباء میں تقسیم کی جائے۔ جب وہ زکوٰۃ دینے
 پر آمادہ ہوں تو ان سے ان کے بہترین مال لینے سے اجتناب
 کرو۔ مظلوم کی بددعا سے بچے رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور مظلوم
 کی بددعا کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے
 فرمایا جس کے پاس سونا اور چاندی ہو اور وہ اس سے زکوٰۃ ادا
 نہیں کرتا قیامت کے دن اس سونا چاندی کی آگ کی سیخیں
 بنائی جائیں گی ان کو جہنم کی آگ میں تپا کر اس کی پیشانی
 پہلوؤں اور کمر کو داغا جائے گا جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو
 پھر انہیں گرم کر کے داغا جائے گا۔ پچاس ہزار سال کے دن
 میں جب تک تمام انسانوں کا فیصلہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک
 یہ سزا جاری رہے گی۔ پھر اس کے بارے فیصلہ کیا جائے کہ
 اس کو جنت میں داخل کیا جائے یا جہنم میں پھینکا جائے۔
 رسول معظم ﷺ سے اونٹوں کے بارے میں پوچھا گیا۔
 آپ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اونٹوں کا حق ادا نہیں کرتا۔
 اسے بھی سزا ملے گی اونٹوں کا حق یہ ہے کہ جب ان کو پانی
 پلانے کیلئے گھاٹ پر لے جائے تو اس کا کچھ دودھ غرباء و
 مساکین میں تقسیم کرے۔ جو شخص اونٹوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا
 اس کو قیامت کے دن چٹیل میدان میں منہ کے بل لٹا کر
 اونٹوں کو حکم ہوگا کہ وہ اس آدمی کو کاٹتے اور پاؤں سے
 روندتے ہوئے گزریں۔ اونٹ پہلے سے کہیں زیادہ موٹے

مِنْهَا حَقُّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بَطِحَ لَهَا
 بَقَاعٌ قَرَقِرَ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيهَا
 عَقَصَاءٌ وَلَا جَلْحَاءٌ وَلَا عَضْبَاءٌ تَنْطَحُهُ
 بِقُرُونِهَا وَتَطَّاهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولُهَا
 رَدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ
 أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يَقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ
 أَمَا إِلَى الْجَنَّةِ وَأَمَا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 فَالْخَيْلُ قَالَ فَالْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وَزُرٌّ وَهِيَ
 لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ
 وَزُرٌّ فَرَجُلٌ رَبَّطَهَا رِثَاءً وَفَخْرًا وَنَوَاءً عَلَى
 أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ لَهُ وَزُرٌّ وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ
 سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَّطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ
 حَقَّ اللَّهِ فِي ظُهُورِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ
 وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَّطَهَا فِي سَبِيلِ
 اللَّهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي مَرْجٍ وَرَوْضَةٍ فَمَا
 أَكَلَتْ مِنْ ذَلِكَ الْمَرْجِ أَوْ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ
 إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدُ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٍ وَكُتِبَ لَهُ
 عَدَدُ أَرْوَائِهَا وَأَبْوَالِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا تَقْطَعُ
 طَوْلُهَا فَاسْتَنْتَ شَرْقًا أَوْ شَرْقَيْنِ إِلَّا كُتِبَ اللَّهُ
 لَهُ عَدَدُ أَثَارِهَا وَأَرْوَائِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرْبَهَا
 صَاحِبُهَا عَلَى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيدُ أَنْ
 يُسْقِيَهَا إِلَّا كُتِبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدُ مَا شَرِبَتْ
 حَسَنَاتٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْحُمْرُ قَالَ مَا
 أَنْزَلَ عَلَى فِي الْحُمْرِ شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْفَادَةُ
 الْجَامِعَةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ
 يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ. (مسلم) 2-734

اور تعداد میں زیادہ ہوں گے۔ یہ عذاب پچاس ہزار سال تک
 جاری رہے گا یہاں تک کہ تمام انسانوں کے درمیان فیصلہ ہو
 جائے گا کہ کون جنت میں جائے گا اور کون جہنم میں نبی مکرم
 ﷺ سے پھر دریافت کیا گیا کہ گائے اور بکریوں کے بارے
 میں کیا حکم ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جو گائے اور
 بکریوں کی زکوٰۃ نہیں دیتا محشر کے میدان میں اس کو چٹیل
 میدان میں چہرے کے بل لٹاتے ہوئے اس کے جانور خرم دار
 سینگوں اور بغیر سینگوں حتیٰ کہ ٹوٹے ہوئے سینگوں سے گویا کہ
 کوئی بھی پیچھے نہیں رہے گا وہ اپنے سینگوں اور پاؤں کے
 ساتھ ماریں گے اور منہ کے ساتھ کاٹیں گے جب ان میں
 سے آخری جانور اس کو اپنی باری مار لے گا تو پھر پہلا جانور
 آئے گا اس طرح وہ یکے بعد دیگرے مارتے رہیں گے
 پچاس ہزار سال کے اس دن میں یہ سزا جاری رہے گی۔ حتیٰ
 کہ تمام لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا اور وہ اپنے
 ٹھکانے یعنی جہنم یا جنت کو پالیں۔ رسول معظم ﷺ سے
 گھوڑوں کے بارے استفسار ہوا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا
 گھوڑے تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو مالک کے لئے
 مصیبت کا باعث ہوگا۔ دوسرا اس شخص کے لئے پردہ اور تیسرا
 وہ جو آدمی کے لئے باعث اجر و ثواب ہوگا۔ وہ گھوڑا آدمی کے
 لئے عذاب کا باعث ہوگا۔ جس کو اس نے ریاکاری فخر و تکبر
 اور مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لئے رکھا ہوا ہے۔ دوسرا وہ
 گھوڑا ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کیا وہ اس کے لیے
 پردہ ہوگا پھر اس کی سواری کے بارے اللہ تعالیٰ کے حق کو نہیں
 بھولا ایسا گھوڑا جہنم کے درمیان رکاوٹ ہوگا۔ تیسرا جو اللہ
 تعالیٰ کے راستے میں مجاہدین کے لئے وقف ہو اس کا چراگاہ
 میں کھانا پینا اور چلنا پھرنا حتیٰ کہ اس کے پیشاب پاخانے کے

بدلے بھی مالک کو اجر سے نوازا جائے گا گھوڑا اگر اپنی رسی توڑ کر ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی تک بھاگ کر جاتا ہے تو اس کے پاؤں کے نشانات اور لید کے برابر اس کے مالک کو ثواب عطا کیا جائے گا۔ مالک کسی ندی کے پاس سے گزرتا ہے۔ اس کے پانی نہ پلانے کے باوجود اگر وہ پانی پی لیتا ہے اس کے پینے کے ایک ایک قطرے کے برابر گھوڑا رکھنے والے کو نیکیاں دی جائیں گی نبی کریم ﷺ سے گدھوں کے بارے سوال کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گدھوں کے بارے میں مجھ پر الگ وحی نازل نہیں ہوئی۔ البتہ یہ اکیلی آیت ہی جامع ترجمان ہے۔ ”جو کوئی ایک ذرہ کے برابر نیکی کرے گا وہ اس کو پالے گا اور جو کوئی ایک ذرہ کے برابر برائی کرے گا وہ اس کا نتیجہ دیکھ لے گا۔“ (پ ۳۰۔ سورۃ زلزال آیت آخری) (مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاةَ مِثْلَ لَهُ مَالَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيَّتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلَهْزِمَتَيْهِ يَغْنِي شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالِكُ أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ الْآيَةَ. (بخاری) 735-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن اس کا مال زہریلے گنبج سانپ کی شکل اختیار کر لے گا اس کی آنکھوں پر دوسیاہ نقطے ہوں گے اسے اس شخص کے گلے کا ہار بنایا جائے گا وہ اس کے دونوں جبڑوں سے پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا

مال ہوں اور میں تیرا خزانہ ہوں جسے تو نے دنیا میں سنبھالے رکھا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ الْآيَةَ. (بخاری)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ لَهُ إِبِلٌ أَوْ بَقَرٌ أَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا أَتَى بِهَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْظَمَ مَا يَكُونُ وَأَسْمَنَهُ تَطَاهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا كُلَّمَا جَاَزَتْ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولُهَا حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ. (متفق عليه) 4-736

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس اونٹ، گائے یا بکریاں ہوں اور وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس کے پاس ان کو لایا جائے گا وہ پہلے سے زیادہ موٹی تازی ہوں گی وہ اسے اپنے پاؤں کے ساتھ روندیں گی اور سینگوں کیساتھ ماریں گے جب ان میں آخری اس کو مارتے ہوئے گزر جائیں گی تو پھر

پہلے اسے روندنا شروع کرے گی سزا کا یہ سلسلہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہونے تک جاری رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا آتَاكُمْ الْمُصَدَّقُ فَلْيَصْذَرُ عَنْكُمْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ. (مسلم) 5-737

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ کا ارشاد ہے جب زکوٰۃ وصول کرنے والا تمہارے پاس آئے تو اسے خوش کر کے واپس کیا کرو۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم

ﷺ کے پاس جب لوگ زکوٰۃ لے کر آتے تو آپ ﷺ ان کے لئے دعا فرماتے اے اللہ فلاں کے اہل و عیال پر رحمت فرما۔ میرے والد آپ ﷺ کی خدمت میں زکوٰۃ لے کر آئے تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ ابو اوفیٰ کے اہل و عیال پر رحمت نازل فرما (بخاری و مسلم) ایک

النَّبِيُّ ﷺ إِذَا آتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ قُلَانٍ فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا آتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ ﷺ بِصَدَقَتِهِ قَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ. 6-738

دوسری روایت میں ہے جب کوئی آدمی زکوٰۃ پیش کرتا تو آپ دعا کرتے کہ اے اللہ اس پر رحمت فرما۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمر ؓ کو زکوٰۃ کی وصولی کے لیے بھیجا۔ انہوں نے آپ سے شکایت کی کہ ابن جمیل، خالد بن ولید اور عباس ؓ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابن جمیل صرف اس وجہ سے انکار کر رہا ہے کہ مفلس اور جنگ دست تھا اسے اللہ نے اپنے رسول کی دعا کی بدولت مال دار کر دیا ہے خالد بن ولید ؓ سے زکوٰۃ کا مطالبہ کرنا اس کے ساتھ زیادتی ہے کیونکہ اس نے اپنی زرہ اور دوسرا جنگی سامان اللہ کے راستے میں وقف کیا ہوا ہے البتہ عباس ؓ کی زکوٰۃ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقِيلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَالْعَبَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا يَنْقُمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا قَدْ اخْتَبَسَ أَذْرَاعَهُ وَاعْتَدَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِيَ عَلَى وَمِثْلَهَا مَعَهَا ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ عَمَ الرَّجُلِ صِنُو أَبِيهِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 7-739

میرے ذمہ ہے اور زکوٰۃ کے برابر مزید سامان کا بھی ذمہ دار ہوں پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! کیا آپ نہیں جانتے آدمی کا چچا اس کے والد کی مانند ہوتا ہے؟ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو حمید ساعدی ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے از قبیلہ کے ابن العتبیہ نامی آدمی کو زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر فرمایا جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا یہ مال آپ کا ہے اور یہ مجھے تحائف ملے ہیں اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے فرمایا جن امور پر اللہ تعالیٰ نے مجھے حاکم بنایا ہے میں ان امور پر تم میں سے کسی شخص کو مقرر کر دیتا ہوں تو وہ واپس آ کر کہتا ہے کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ تحفہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے اگر وہ

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ ؓ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ اللَّعْبِيِّ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي فَخَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي اسْتَعْمَلُ رَجُلًا مِنْكُمْ عَلَى أُمُورٍ مِمَّا وَلَا يَبِي اللَّهَ فَيَأْتِي أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ هَذَا لَكُمْ وَهَذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي فَهَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ أَوْ بَيْتِ أُمِّهِ

فَيَنْظُرَ أَيُّهُدَىٰ لَهُ أَمَ لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا
يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ إِنْ كَانَ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ أَوْ
بَقْرًا لَهُ خُورٌ أَوْ شَاةٌ تَعِيرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى
رَأَيْنَا غُفْرَةً ابْطُيْهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ
اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ (متفق عليه) 8-740

اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر بیٹھا رہتا پھر دیکھا جاتا اسے
کیسے تحفہ ملتا؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان
ہے کوئی بھی شخص جو زکوٰۃ کے مال میں خیانت کرے گا تو
قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس نے مال کو
گردن پر اٹھایا ہوگا اگر اونٹ ہوگا تو وہ بلبلائے گا۔ گائے یا
بھیڑ بکری بھی بولتی ہوگی پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا

یہاں تک کہ ہم نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی آپ نے فرمایا اے اللہ کیا میں نے احکام کو پہنچا دیا ہے؟ آپ نے
پھر فرمایا اے اللہ کیا میں نے تیرے احکام کو پہنچا دیا ہے؟ (متفق علیہ)

عَنْ عَدِيِّ بْنِ عُمَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ مَنْ اسْتَعْمَلَنَا مِنْكُمْ عَلَى عَمَلٍ
فَكْتَمْنَا مُحِيطًا فَمَا فَوْقَهُ كَانَ غُلُولًا يَأْتِي بِهِ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ. (مسلم) 9-741

حضرت عدی بن عمیرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم
ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے جس شخص کو ہم زکوٰۃ کی
وصولی پر مقرر کریں وہ ہم سے سوئی یا جو اس سے بھی چھوٹی چیز
ہو چھپائے گا تو قیامت کے دن یہ خیانت تصور ہوگی جس کے
ساتھ اسے حاضر کیا جائے گا۔ (مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ لَمَّا تُوْفِيَ النَّبِيُّ ﷺ
وَأَسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ
الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ لَا بِي بَكْرٍ
كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي
مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ فَقَالَ
أَبُو بَكْرٍ ؓ هُوَ اللَّهُ لَا قَاتِلَ لَهُ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ
الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ
وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي عَنَّا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنَعِهَا قَالَ
عُمَرُ ؓ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا رَأَيْتُ أَنَّ اللَّهَ شَرَحَ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی مکرم
ﷺ وفات پا گئے اور آپ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر
صدیق ؓ کو خلیفہ منتخب کیا گیا اور عرب کے کچھ لوگوں نے
زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت عمر بن خطاب ؓ نے
ابو بکر صدیق ؓ سے کہا کہ آپ کیسے ان لوگوں سے جنگ
کریں گے جبکہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے حکم دیا گیا
ہے میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ یہ
گواہی نہ دے دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جس نے
اس کا اقرار کر لیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں تو اس نے
مجھ سے اپنی جان اور مال کو بچا لیا البتہ اسلام کے حق کی وجہ
سے اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے تو حضرت ابو بکر ؓ نے
فرمایا اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور لڑائی کروں گا جو نماز

صَدْرَ ابْنِي بَكْرٍ ۞ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں اس لیے کہ زکوٰۃ مال پر فرض ہے اللہ کی قسم اگر لوگ مجھ سے بھیڑ کے بچے کو روک لیں گے (متفق علیہ) 10-742

جس کو وہ رسول اللہ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے تو میں اس کے روکنے پر ان سے قتال کروں گا۔ حضرت عمر ۳ؓ نے اعتراف کیا اللہ کی قسم! مجھے اطمینان ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیق ۳ؓ کے دل کو جہاد کے لیے کھول دیا ہے تو میں نے جان لیا کہ یہ لڑنا حق ہے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ زکوٰۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں شامل ہے۔
- ۲۔ زکوٰۃ پہلے مقامی غرباء کا حق ہے۔
- ۳۔ منکرین زکوٰۃ کی محشر کے میدان میں ہی سزا شروع ہو جائے گی۔
- ۴۔ زکوٰۃ کے سونے چاندی سے انگی کروٹوں اور پیشانیوں کو داغا جائے گا۔
- ۵۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں کے جانور بار بار انکے اوپر سے گزریں گے اور اپنے سینگوں سے ماریں گے اور منہ سے کانٹیں گے۔
- ۶۔ زکوٰۃ کا مال سیاہ ناگ بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔
- ۷۔ زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو خوش کرنا چاہیے۔
- ۸۔ زکوٰۃ وصول کرنے والے زیادتی کرنے سے بچیں کیونکہ مظلوم کی بددعا اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔
- ۹۔ زکوٰۃ ادا کرنے والے کو دعا دینی چاہیے۔
- ۱۰۔ مدارس کے سفیر اور سرکاری ملازم کو ملنے والے تحائف سرکاری بیت المال میں جمع ہوں گے۔
- ۱۱۔ قیامت کے دن بددیانت اہل کار اس خیانت کے ساتھ پیش ہوگا۔
- ۱۲۔ منکرین زکوٰۃ کے خلاف حکومت کو جہاد کرنا چاہیے تا وقتیکہ وہ زکوٰۃ ادا نہ کریں۔



بَابُ مَا يَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ

زکوٰۃ کن کن چیزوں پر فرض ہے

اسلام شفقت، مہربانی، نرمی اور آسانی کا دین ہے اس نے ہر شعبہء زندگی میں لوگوں کو ہر قسم کے استحصال سے نکال کر سہولتیں بہم پہنچائی ہیں۔ زکوٰۃ اسلام کا اہم رکن اور معاشی زندگی کی جان ہے لیکن اس کے باوجود زکوٰۃ دہندگان کو بیش بہا سہولتیں عنایت فرمائیں اس طرح ایک کے ساتھ تعاون میں دوسرے کو نقصان سے محفوظ رکھنے کا اصول پیش نگاہ رکھا اس لیے نہایت ہی مختصر نصاب مقرر کیا تاکہ لوگ زکوٰۃ کو اللہ کی عبادت، اظہارِ تشکر اور پس ماندہ طبقات کی مالی مدد اطمینان قلب کے ساتھ کرتے رہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ وسق کھجور، پانچ اوقیہ چاندی اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْسَ فِيْمَا دُونَ خُمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُونَ خُمْسِ أَوْاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُونَ خُمْسِ دَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ. (متفق علیہ) 1-743

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں ہے ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے غلام پر زکوٰۃ نہیں البتہ صدقہ فطر ادا کرنا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ (وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ لَيْسَ فِي عَبْدِهِ صَدَقَةٌ إِلَّا صَدَقَةُ الْفَطْرِ). (متفق علیہ) 2-744

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب مجھے بحرین بھیجا تو یہ تحریر لکھ کر دی شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ یہ وہ فرض زکوٰۃ ہے جس کو رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض قرار دیا جس کا اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے جس مسلمان سے زکوٰۃ طلب کی جائے وہ اس کے مطابق ادا کرے اور اگر مقررہ نصاب سے زیادہ طلب کی جائے تو وہ انکار کر دے۔ پانچ سے لے کر چوبیس اونٹوں تک زکوٰۃ ہر

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ كَتَبَ لَهُ هَذَا الْكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَالَّتِي أَمَرَ اللَّهُ بِهَا رَسُولُهُ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهَهَا فَلْيُعْطَهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِ فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فَمَا دُونَهَا مِنَ الْغَنَمِ مِنْ كُلِّ خُمْسٍ شَاةٌ فَإِذَا

بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ
فَفِيهَا بَنْتٌ مَخَاضِ اثْنَى فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا
وَّثَلَاثِينَ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا بَنْتٌ لَبُونٌ
اِثْنَى فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَأَرْبَعِينَ إِلَى سِتِّينَ فَفِيهَا
حِقَّةٌ طَرُوقَةٌ الْجَمَلِ فَإِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَةً
وَسِتِّينَ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ فَإِذَا
بَلَغَتْ سِتًّا وَسَبْعِينَ إِلَى تِسْعِينَ فَفِيهَا بَنْتٌ
لَبُونٌ فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ إِلَى عِشْرِينَ
وَمِائَةٍ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْجَمَلِ فَإِذَا
زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ
بَنْتٌ لَبُونٌ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ وَمَنْ لَمْ
يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا
صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا
فَفِيهَا شَاةٌ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ
الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ
فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ
اسْتَيْسَرَتْ لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ
عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ الْحِقَّةُ
وَعِنْدَهُ الْجَذَعَةُ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْجَذَعَةُ
وَيُعْطِيهِ الْمَصْدَقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ
وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ
عِنْدَهُ إِلَّا بَنْتٌ لَبُونٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بَنْتٌ لَبُونٌ
وَيُعْطَى شَاتَيْنِ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ
صَدَقَتُهُ بَنْتٌ لَبُونٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ
الْحِقَّةُ وَيُعْطِيهِ الْمَصْدَقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ
شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بَنْتٌ لَبُونٌ

پانچ اونٹوں پر ایک بکری ہے جب انکی تعداد پچیس سے
پینتیس تک ہو تو ان میں ایک سالہ اونٹنی دی جائے جس کی عمر
دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔ جب چھتیس سے
پینتالیس تک تعداد پہنچ جائے تو دو سالہ اونٹنی دی جائے جو
تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔ جب چھیالیس سے
ساٹھ تک تعداد پہنچ جائے تو ان میں تین سال والی مادہ اونٹنی
دی جائے جو چوتھے سال میں داخل اور جفتی کے قابل ہو
جب گنتی اکٹھ سے پچھتر تک ہو تو چار سال والی اونٹنی جو
پانچویں سال میں داخل ہو چکی ہو، دینی ہوگی۔ اور جب ان
کا شمار چھتر سے نوے تک پہنچ جائے تو ان میں دو مادہ
اونٹنیاں جو دو سال مکمل کر کے تیسرے سال میں داخل
ہوں دی جائیں۔ جب اکانوے سے ایک سو بیس تک ہو تو
ان میں دو اونٹنیاں جو تین سال کی عمر پوری کر کے چوتھے
سال میں داخل اور ساٹھ کی جفتی کے قابل ہوں اور جب
ایک سو بیس سے زائد ہو جائیں تو ہر چالیس پر دو سال عمر کی
مادہ اونٹنی جو تیسرے سال میں داخل ہو اور ہر پچاس پر تین
سال کی مادہ اونٹنی جو چوتھے سال میں داخل ہو چکی ہو اور جس
شخص کے پاس چار اونٹ ہیں ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے البتہ
ان کا مالک اپنی خوشی سے کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے جب
اونٹ پانچ ہوں تو ان پر ایک بکری ہے۔ اور جس کے اونٹوں
پر زکوٰۃ چار سال کی عمر کی اونٹنی ہے جو پانچویں سال میں
داخل ہے لیکن اس کے پاس ایسی اونٹنی موجود نہیں اگر اس
کے پاس ایسی مادہ اونٹنی جو تین سال مکمل اور چوتھے سال میں
داخل ہو چکی ہے تو اس سے یہی قبول کی جائے گی ہاں اس
کے ساتھ دو بکریاں بھی دے گا اگر بکریاں نہ ہوں تو بیس
درہم ادا کرنے ہوں گے اور جس شخص پر زکوٰۃ میں تین سال

وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ فَإِنَّمَا تَقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ مَخَاضٍ وَيُعْطَى مَعَهَا عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتُ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ فَإِنَّمَا تَقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ عِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ عَلَى وَجْهِهَا وَعِنْدَهُ ابْنُ لَبُونٍ فَإِنَّهُ يَقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ شَاةٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ إِلَى مِائَتَيْنِ فَفِيهَا شَاتَانِ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى مِائَتَيْنِ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى ثَلَاثِ مِائَةٍ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ فَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةٍ وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَلَا تُخْرَجَ فِي الصَّدَقَةِ هَرَمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسٌ إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشِيَّةُ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَا جَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسُّوْيَةِ وَفِي الرِّقَّةِ رُبْعُ الْعَشْرِ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا.

(بخاری) 3-745

کی عمر والی اونٹنی ہے جو چوتھے سال میں داخل ہے لیکن اس کے پاس وہ نہیں ہے البتہ اس کے پاس ایسی اونٹنی ہے جو چار سال والی ہے اور پانچویں سال میں داخل ہے تو اس سے یہی قبول کرنی چاہیے اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اس کو بیس درہم یا دو بکریاں دے گا اور جس شخص پر زکوٰۃ میں ایسی اونٹنی واجب ہے جو تین سال کی ہے لیکن اس کے پاس اونٹنی دو سال کی عمر والی ہے تو اس سے وہی لے لی جائے گی اور وہ دو بکریاں یا بیس درہم دے گا اور جس شخص کی زکوٰۃ میں ایسی اونٹنی واجب ہے جو دو سال مکمل کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہے لیکن اس کے پاس جو اونٹنی ہے اس کی عمر کا چوتھا سال شروع ہو چکا ہے تو اس سے وہی لے لی جائے گی اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اونٹنی کے مالک کو بیس درہم یا دو بکریاں دے گا اور جس شخص پر زکوٰۃ میں ایسی اونٹنی لازم آتی ہے جو دو سال کی ہو لیکن اس کے پاس اس عمر کی اونٹنی نہیں ہے بلکہ اس کے پاس ایسی اونٹنی ہے جو ایک سال کی ہے تو اس سے یہی اونٹنی لے لی جائے گی اور وہ اس کے ساتھ بیس درہم یا زکوٰۃ وصول کرنے والے کو دو بکریاں دے گا اور جس شخص کی زکوٰۃ میں ایسی اونٹنی واجب ہوتی ہے جو ایک سال کی ہو اور اس کے پاس ایسی اونٹنی نہیں ہے اس کے پاس دو سال والی ہے تو اس سے وہی لے لی جائے گی۔ اور زکوٰۃ وصول کرنے والا مالک کو بیس درہم یا دو بکریاں دے گا۔ اگر اس کے پاس ایک سال کی اونٹنی نہیں ہے اس کے پاس دو سال کا اونٹ ہے تو اس سے یہی قبول کر لیا جائے گا اس کے

ساتھ مالک کو کچھ نہیں دیا جائے گا اور بکریوں کی زکوٰۃ جو چکر گزارہ کرتی ہیں چالیس سے لے کر ایک سو بیس تک ایک بکری زکوٰۃ ہوگی جب ایک سو بیس سے دو سو ہو جائیں تو ان میں دو بکریاں زکوٰۃ ہے جب دو سو سے تین سو ہو جائیں تو ان میں تین بکریاں ہیں جب تین سو سے زیادہ ہو جائیں تو ہر سو بکریوں پر ایک بکری زکوٰۃ ہے جب کسی شخص کی بکریاں جو خود چکر گزارہ

کرنے والی ہیں۔ ان کی تعداد چالیس سے ایک بھی کم ہے تو ان پر زکوٰۃ نہیں البتہ اس کا مالک چاہے تو دے سکتا ہے اور زکوٰۃ میں بوڑھا، عیب دار اور زناور نہ دیا جائے البتہ زکوٰۃ وصول کرنے والا قبول کر لے تو کوئی حرج نہیں اور زکوٰۃ کی کمی و بیشی کے خوف سے علیحدہ علیحدہ بکریوں کو اکٹھا نہ کیا جائے اور اسی طرح مشترکہ مال کو جدا نہ کیا جائے اور جس مال میں دو آدمی شریک ہوں تو وہ دونوں برابر ایک دوسرے سے حساب کریں گے اور چاندی کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے اگر درہم ایک سو نوے ہیں تو ان پر کچھ زکوٰۃ فرض نہیں البتہ اس کا مالک صدقہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْغَيُوتُ أَوْ كَانَ عَثَرِيَا الْعُشْرُ وَمَا سَقَى بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ. (بخاری) 4-746

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس زمین کو بارش اور چشموں سے سیراب کیا جائے یا وہ خود رو ہو اس میں دسواں حصہ ہے اور جس کو کنواں چلا کر سیراب کیا جائے اس کی پیداوار میں بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعَجَمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبِشْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ. (متفق علیہ) 5-747

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا جانور کے مارنے کا کوئی جرمانہ نہیں کنویں میں گرنے اور کان میں مرنے کی بھی کوئی دمت نہیں اور مدفون خزانے میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ ساڑھے سات تو لے سونا اور ساڑھے باون تو لے چاندی سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔
 - ۲۔ ذاتی استعمال کی سواری مکان و دوکان پر زکوٰۃ نہیں۔
 - ۳۔ قدرتی پانی سے اگنے والی فصل پردس فی صد اور ٹیوب ویل اور نہری پانی سے تیار ہونے والی فصل پر بیسواں حصہ عشر ہوگا۔
 - ۴۔ جانوروں کی زکوٰۃ حسب نصاب ادا کرنی چاہیے۔
 - ۵۔ مال نصاب تک پہنچ جائے تو اس کی گنتی دن پوائنٹ سے شروع کرنا ہوگی۔
 - ۶۔ کارخانے کی مشینری، دوکان کے بارودانہ، ذرائع آمدنی اور بار برداری کے سامان پر زکوٰۃ نہیں۔
 - ۷۔ مال جب نصاب زکوٰۃ کو پہنچے اور پھر اس پر ایک سال گزر جائے تب فرض ہوتی ہے۔
- (تفصیل کے لیے میری کتاب زکوٰۃ کے فضائل و مسائل دیکھیے)



بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

صدقہ فطر

صدقہ فطر کا مقصد روزوں میں کمی و بیشی کی تلافی اور خوشی کے موقع پر غرباء و مساکین کو مالی تعاون کے ذریعے اجتماعی خوشی میں شریک کرنا ہے۔ اس لیے گھر کے ہر فرد پر لازم ہے۔ چاہے نو مولود بچہ ایک دن کا ہو اور چاہے کسی مالک کے پاس روزے رکھنے والے ملازم ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ. (متفق عليه) 1-748

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر غلام آزاد مرد عورت چھوٹے بڑے ہر مسلمان پر کھجور یا جو سے ایک صاع فرض فرمایا اور اس کے بارے میں حکم دیا کہ نماز عید کی طرف جانے سے پہلے ادا کیا جائے (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ. (متفق عليه) 2-749

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اجناس جو کھجور پنیر یا منقہ سے ایک صاع صدقہ فطر ادا کیا کرتے تھے (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ صدقہ فطر گھر کے تمام افراد پر واجب ہے۔
- ۲۔ صدقہ فطر عید سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔
- ۳۔ صدقہ فطر روزے میں کمی و بیشی کی تلافی کرتا ہے اور غریب کو اجتماعی خوشی میں شریک کرتا ہے۔
- ۴۔ صدقہ فطر کے لیے گندم جو کھجور پنیر منقہ کا ایک ایک صاع مقرر ہے۔
- ۵۔ مالک کے گھر میں روزے رکھنے والے ملازم کا فطرانہ بھی مالک کو دینا ہوگا۔
- ۶۔ ایک صاع $2\frac{1}{2}$ اڑھائی کلو کے برابر ہے۔



بَابُ مَنْ لَا تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ

جن لوگوں کے لئے صدقہ لینا جائز نہیں

مقام نبوت اس قدر اعلیٰ ارفع اور مقدس ترین ہے جسکو ہر نقص اور عیب سے پاک رکھا جاتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ ہر نبی کو ہر گناہ سے مبرا اور محفوظ فرماتے ہیں اسی طرح ان کو دنیا کی تمام کمزوریوں سے پاک رکھتے ہیں۔ تاکہ ان کی ذات اور کام پر کوئی حرف گیری نہ کر سکے۔ ان کو حکم تھا کہ کارِ نبوت کے بدلے لوگوں سے کسی قسم کے اجر کا تصور بھی دل میں پیدا نہ ہونے دیں۔ اس لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بے پناہ مصروفیات اور مسائل کے باوجود اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے کا خود اہتمام کیا کرتے تھے۔ انہیں کئی روز بھوکا رہنا اور پیٹ پر پتھر باندھنا گوارا تھا لیکن وہ کسی سے دنیاوی مفاد اٹھانے کے روادار نہیں ہوتے تھے۔ وہ استغناء کے ارفع مقام پر فائز ہو کر بے جھجک اعلان فرماتے۔

لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا

”میں تم سے کسی معاوضہ کا طلبگار نہیں ہوں“

نبی محترم ﷺ نے استغناء اور بے نیازی کا اعلیٰ ترین نمونہ پیش کر کے قیامت تک کے لئے اپنی اولاد پر زکوٰۃ و صدقات کو حرام قرار دیا۔ آپ ﷺ کے اسوۂ گرامی سے دینی کارکنان اور مبلغین کو یہ سبق بھی حاصل کرنا چاہیے کہ دینی خدمات کے بدلے اپنی جائز اور بنیادی ضرورت سے بڑھ کر مال دار بننے کی حرکتوں سے پرہیز فرمائیں۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے غرباء اور مساکین کے ساتھ بھرپور تعاون کرنے کا حکم دیا اور صدقہ و خیرات کی بے انتہا فضیلت و برکت کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن دوسری طرف گداگری کی حوصلہ شکنی اور مذمت کی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کے سامنے جب صحت مند شخص سوال کرتا تو اسے عطا کرنے کے بجائے محنت و مزدوری کا حکم دیتے۔ البتہ جب معلوم ہوتا کہ مانگنے والا ناگہانی مصیبت یا کسی غیر معمولی بوجھ تلے دب چکا ہے تو اسکی ہر طرح مدد فرماتے اور تعاون کرنے کا حکم دیتے درج ذیل ارشادات میں اسی امتیاز کو واضح فرمایا گیا ہے۔ کہ حقیقی محتاج کو حسب ضرورت مانگنے کی اجازت ہے لیکن لالچ کی بنا پر مانگنا دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی کا موجب ہوگا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے راستے میں گری ہوئی کھجور دیکھی آپ نے فرمایا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ کھجور صدقہ کی ہے تو میں اس کو کھا لیتا۔

(بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَا كَلْتُهَا. (متفق عليه) 1-750

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم كَخْ كَخْ لِيَطْرَحَهَا ثُمَّ قَالَ أَمَا شَعَرْتُ أَنَا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ. (متفق عليه) 2-751

عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِأَلِ مُحَمَّدٍ. (مسلم) 3-752

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ أَهْدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ فَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ قَالَ لَا أَصْحَابِهِ كُلُّوْا وَلَمْ يَأْكُلْ وَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهِ فَأَكَلَ مَعَهُمْ. (متفق عليه) 4-753

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سَنَنِ إِحْدَى السَّنَنِ أَنَّهَا عَتِقَتْ فَخَبِرَتْ فِي زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَلَوْلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْبُرْمَةُ تَفُورُ بِلَحْمٍ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَادَمَ مِنْ أَدَمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرِ بُرْمَةً فِيهَا لَحْمٌ قَالُوا بَلَى وَلَكِنْ ذَالِكَ لَحْمٌ تُصَدِّقُ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ. (متفق عليه) 5-754

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں۔ حضرت حسن بن علی رضي الله عنه نے صدقہ کی کھجوروں سے ایک کھجور منہ میں ڈال لی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھی چھی کہا تا کہ حسن اس کھجور کو منہ سے نکال پھینکے۔ پھر فرمایا بیٹا تجھے معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صدقات لوگوں کے اموال کی میل کچیل ہوتے ہیں۔ یہ محمد اور آل محمد کے لیے جائز نہیں ہیں۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں جب رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانا پیش کیا جاتا آپ پوچھتے یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ اگر بتایا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ صحابہ کرام رضي الله عنهم کو تناول کرنے کے لیے کہتے اور خود تناول نہ فرماتے اگر بتایا جاتا کہ تحفہ ہے تو آپ صحابہ کرام کے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاتے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں بریرہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے تین طرح کے احکامات معلوم ہوئے۔ پہلا حکم یہ کہ اسے آزاد کیا گیا تو اسے اس کے خاوند کے بارے میں اختیار دیا گیا اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولاء کا حقدار وہ ہوگا جس نے آزاد کیا ہو اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے تو اس وقت ہنڈیا میں گوشت پکایا جا رہا تھا آپ کی خدمت میں روٹی اور سالن پیش کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا کیا میں نے ہنڈیا میں پکتا ہوا گوشت نہیں دیکھا؟ گھر والوں

نے اثبات میں جواب دیا مگر عرض کیا کہ یہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی۔ وہ اس کے لیے کہ صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْبَلُ
الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا. (بخاری) 6-755

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول
معظم ﷺ تحفہ قبول فرماتے اور اس کے جواب میں تحفہ
دیتے۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
لَوْ دُعِيتُ إِلَى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ
ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ. (بخاری) 7-756

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ
نے فرمایا اگر مجھے جانور کے پائے کی دعوت دی جائے تو
میں قبول کروں گا اور اگر میری طرف دستی کا گوشت بطور
تحفہ بھیجا جائے تو میں قبول کروں گا۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ
الْمُسْكِينُ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ
اللَّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَكِنَّ
الْمُسْكِينُ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ وَلَا يُفْطِنُ
بِهِ فَيَتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلُ
النَّاسَ. (متفق عليه) 8-757

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں رسول محترم
ﷺ نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں سے مانگتا
ہے اسے ایک لقمہ یا دو لقمے ایک کھجور یا دو کھجوریں مل
جائیں مسکین تو وہ ہے جس کے پاس نہ اتنا مال ہو جو اسے
مستغنی کر دے اور نہ ہی ایسا دکھائی دیتا ہو کہ اس پر صدقہ
کیا جائے نہ ہی لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتا
ہو۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ اہل بیت پر زکوٰۃ اور مخصوص صدقات حرام ہیں البتہ انہیں تحفہ پیش کیا جاسکتا ہے
- ۲۔ در بدر مانگنے والا حقیقی مسکین اور حاجت مند نہیں ہوا کرتا۔
- ۳۔ حقیقی غریب وہ ہے جو اپنی بنیادی ضروریات پوری نہ کر سکے اور مانگنے سے پرہیز کرنے والا ہو۔



بَابُ مَنْ لَا تَحِلُّ لَهُ الْمَسْئَلَةُ وَمَنْ تَحِلُّ لَهُ

سوال کرنا کس کے لیے جائز اور کس کے لیے ناجائز ہے

غرائب اور مساکین کے ساتھ بھرپور تعاون کرنے کا حکم ہے اللہ اور اس کے رسول صدقہ اور خیرات کی بے انتہا فضیلت بیان فرمائی ہے لیکن دوسری طرف گداگری کی حوصلہ شکنی اور مذمت کی ہے۔ لہذا آپ ﷺ کے سامنے جب صحت مند شخص سوال کرتا تو اسے کچھ دینے کے بجائے محنت اور مزدوری کا حکم دیتے البتہ جب معلوم ہوتا کہ مانگنے والا ناگہانی مصیبت یا کسی غیر معمولی بوجھ تلے دب چکا ہے تو اس کی ہر طرح مدد فرماتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعاون کرنے کا حکم دیتے درج ذیل ارشادات میں اسی امتیاز کو نمایاں فرمایا گیا ہے کہ حقیقی محتاج کو اجازت ہے لیکن لالچ کی بنا پر مانگنا قیامت کے دن ذلت و رسوائی کا موجب ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دینیت کی ذمہ داری قبول کی۔ میں نے رسول محترم ﷺ کی خدمت حاضر ہو کر آپ سے تعاون مانگا آپ نے فرمایا کچھ دیر یہیں ٹھہریے جب کوئی صدقہ آئے گا تو ہم تیرے لیے حکم دیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے قبیصہ! اس طرح سوال کرنا صرف تین اشخاص کیلئے جائز ہے ایک وہ شخص جسے دیت پڑ جائے اس کے لیے سوال کرنا درست ہے یہاں تک کہ اس کی ضمانت پوری ہو جائے۔ اس کے بعد اسے سوال کرنے سے رک جانا چاہیے دوسرا وہ شخص جس کو کوئی مصیبت آن پڑے اس وجہ سے اس کا مال تباہ ہو گیا ہو اس کے لیے بھی سوال کرنے کی اجازت ہے یہاں تک کہ اسکی حالت درست ہو جائے تیسرا وہ شخص جو فاقہ زدہ ہو اس کی قوم کے تین سمجھ دار آدمی گواہی دیں کہ یہ آدمی غربت کا مارا ہوا ہے تو اس کے لیے اس وقت تک سوال کرنا جائز ہے جب

عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَسْأَلُهُ فِيهَا فَقَالَ أَقِمْ حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَتَأْمُرَ لَكَ بِهَا ثُمَّ قَالَ يَا قَبِيصَةُ إِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدٍ ثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحْمِلُ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتَّى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكَ وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَا حَتْ مَالُهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَقُومَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجْلَى مِنْ قَوْمِهِ لَقَدْ أَصَابَتْ فَلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْئَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحَتْ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا. (مسلم) 1-758

تک اس کے دو وقت کے کھانے کا انتظام نہ ہو جائے اے قبیصہ! اس کے علاوہ سوال کرنا حرام ہے اور سوال کرنے والا حرام کھا رہا ہے (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكْثُرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جُمْرًا فَلْيَسْتَقِمْ أَوْ لْيَسْتَكْثِرْ.

(مسلم) 2-759

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مِزْعَةٌ لَحْمٍ. (متفق عليه) 3-760

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تُلْحِقُوا فِي الْمَسْئَلَةِ قَوْلَ اللَّهِ لَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئًا فَتُخْرِجَ لَهُ مَسْئَلَتُهُ مِنِّي شَيْئًا وَأَنَا لَهُ كَارَةٌ فَيَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أُعْطِيَتْهُ. (مسلم)

4-761

عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَأْتِيَ بِحُزْمَةٍ حَطَبٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعُهَا فَيَكْفُ اللَّهُ بِهَا وَجْهَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ. (بخاری) 5-762

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رضي الله عنه قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ لِي يَا حَكِيمُ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَصِرٌ خُلُوْ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يَبَارِكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى قَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرَى أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اس لیے لوگوں سے سوال کرے کہ اسکے پاس دولت جمع ہو جائے ایسا شخص آگ کے انگاروں کا سوال کر رہا ہے خواہ زیادہ ہوں یا کم۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں سے سوال ہی کرتا رہتا ہے تو قیامت کے دن یہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ گوشت کے بغیر ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت معاویہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا تم چٹ کر سوال نہ کیا کرو اللہ کی قسم! جب کوئی آدمی اصرار کے ساتھ مانگتا ہے تو میں ناپسند کرنے کے باوجود اسے دے دیتا ہوں لیکن جو میں نے اسے دیا اس میں برکت نہیں ہوگی۔ (مسلم)

حضرت زبیر بن عوام رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی آدمی رستی لے اور اس میں لکڑیاں باندھ کر گٹھا کر پر رکھ کر فروخت کرے اس طرح اللہ تعالیٰ اسکے چہرے کی آبرو بھی محفوظ رکھے گا۔ یہ بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے وہ اسے دیں یا نہ دیں۔ (بخاری)

حضرت حکیم بن حزام رضي الله عنه بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول اکرم ﷺ سے مال کا سوال کیا آپ نے مجھے عنایت فرمادیا میں نے پھر مانگا تو آپ نے دوبارہ مجھے عنایت فرماتے ہوئے سمجھایا اے حکیم! بلاشبہ یہ مال بھلا اور اچھا لگتا ہے لیکن جو شخص لالچ کے بغیر مال حاصل کرتا ہے اسکے لیے برکت ہوتی ہے جو آدمی حرص و طمع کی وجہ سے مانگتا ہے تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوتی اس کا حال اس شخص جیسا ہو جاتا ہے جو کھانے پر کھانا کھائے جاتا ہے۔ مگر سیر نہیں ہوتا

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے حکیم نے کہا اللہ

کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا آپ کے بعد اب کسی شخص سے سوال نہیں کروں گا

یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر صدقہ اور سوال سے کنارہ کش رہنے کے بارے میں فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ کیونکہ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا اور نیچے والا ہاتھ لینے والا ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ الْيَدِ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَالْيَدِ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلَى هِيَ السَّائِلَةُ. (متفق)

عليه) 7-764

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے مال کے لیے سوال کیا آپ ﷺ نے ان کو مال دے دیا حتیٰ کہ جو مال آپ کے پاس تھا ختم ہو گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جتنا بھی مال ہو میں کبھی انکار نہیں کروں گا لیکن جو شخص سوال کرنے سے خود کو بچائے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے بچائے گا اور جو شخص بے نیازی اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ أَنَسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَذْخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَعِفُّ يَعْفُهُ اللَّهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصْبِرْهُ اللَّهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ. (متفق عليه) 8-765

گا۔ جو شخص صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے صبر عنایت فرمائے گا۔ جس شخص کو جو کچھ دیا جائے وہ صبر سے بہتر نہیں ہے۔ صبر سے بہتر

بے نیاز کرنے والا کوئی تحفہ نہیں ہو سکتا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ مجھے مال بطور عطیہ دیتے تو میں عرض کرتا آپ مجھ سے زیادہ غریب آدمی کو عنایت فرمائیں آپ ﷺ جواباً فرماتے مال قبول کر کے خوشحال ہو جاؤ اس کا صدقہ کرو جب تیرے پاس اس قسم کا مال آئے جس کا تجھے لالچ نہیں اور نہ ہی تو نے سوال کیا تو ایسا مال تجھے قبول کر لینا چاہیے اس کے سوا جو مال ہے اس کے پیچھے نہ پڑو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ أَعْطِهِ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَالًا فَلَا تَتَّبِعْهُ نَفْسَكَ.

(متفق عليه) 9-766

خلاصہ باب

- ۱۔ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔
- ۲۔ سوال کرنے سے بچنے والے کو اللہ تعالیٰ غنی فرمادیتے ہیں۔
- ۳۔ لالچ کی بنا پر مانگنے والے کا چہرہ قیامت کے دن ہڈیوں کا خوفناک ڈھانچہ ہوگا۔
- ۴۔ تین ذمہ دار آدمی گواہی دیں تو مصیبت زدہ آدمی دوسروں سے مانگ سکتا ہے۔
- ۵۔ مزدوری کرنا مانگنے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔
- ۶۔ بن مانگے مال ملے تو قبول کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔



بَابُ الْإِنْفَاقِ وَكَرَاهِيَةِ الْإِمْسَاكِ

خرچ کرنا اور بخل سے ناپسندیدگی

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اس کی مالی نعمتوں کا شکریہ اور اپنے سے تہی دست بھائی کی مدد کرنے کے لئے قرآن مجید نے صدقہ کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اس کی بڑی ترغیب دلائی ہے اس سے باہمی اخوت، ہمدردی کو فروغ، غربت پر کنٹرول اور خرچ کرنے والے کے دل میں سکون اور اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ صدقہ کرنے کے بارے میں رسول کریم ﷺ کے جذبات کا عالم یہ تھا کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو میں اسے اپنے پاس رکھنے کے بجائے تین دن سے پہلے غرباء اور مساکین میں تقسیم کرنا پسند کروں گا یہ صرف فرمان ہی نہیں تھا بلکہ زندگی بھر آپ ﷺ کا یہ معمول رہا جو کچھ آپ کو دستیاب ہوتا لوگوں میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ آپ کی فیاضی کے اثرات ہیں کہ آپ کی اکثر ازواج کھاتے پیتے گھرانوں کے ساتھ تعلق رکھتی تھیں جیسا کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا لیکن وہ بھی جو کچھ میسر آتا صدقہ و خیرات کر دیا کرتی تھیں اور خود بھوکا رہنا برداشت کر لیتی تھیں۔ قرآن مجید کے ارشادات، سیرت طیبہ کے اثرات اور آپ ﷺ کے اہل خانہ کے معمولات سے متاثر ہو کر خلفائے راشدین اور ان کی حکومتوں میں تمام گورنر اور عمال کی حالت یہ تھی کہ وہ مال جمع کرنے، بخل اور کنجوسی کو اپنی آخرت کے لئے ہلاکت کا سامان سمجھتے تھے۔ بخل کے بارے میں رسول محترم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بخیل آدمی کے دل کی یہ کیفیت ہوتی ہے جیسے اس نے لوہے کی جیکٹ پہن رکھی ہو جس میں وہ اپنے آپ کو جکڑا ہوا محسوس کرتا ہے۔ بخل سے دل میں تنگی پیدا ہوئی ہے اور شیطان اس بات کی فکر پیدا کرتا ہے کہ اگر تو نے یہ مال خرچ کر دیا تو آنے والے وقت میں اپنی ضرورتیں کیسے پوری کرے گا؟ اور پھر اس کے دل میں یہ خیال بھی پیدا کرتا ہے کہ اس طرح تو یہ مال اتنا کم ہو جائے گا۔ اس کے برعکس فیاضی کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا جب آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خرچ کرنا شروع کرتا ہے تو پہنی ہوئی زرہ کی ایک ایک کر کے کڑی کھلتی چلی جاتی ہے گویا کہ بخل سے تنگ دلی اور صدقہ کرنے سے فراخ دلی پیدا ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے صدقہ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ صدقہ کرنے سے صرف آخرت میں ہی اجر نہیں ملے گا بلکہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ مال میں کشادگی پیدا فرمائے گا۔ اس لحاظ سے صدقہ اپنے دامن میں آدمی کے لئے ذاتی سکون، مال میں فراخی اور باہمی ہمدردی لئے ہوئے ہے۔ جبکہ بخل سے دل میں تنگی، طبیعت میں کیننگی اور معاشرے میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم

ﷺ نے فرمایا اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو

میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ تین راتیں گزرنے سے پہلے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

ﷺ لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرْنِي أَنْ لَا

يَمُرَّ عَلَيَّ فَلَكَ لَيَالٍ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا

شَيْءٌ أَرْصِدُهُ لِدِينٍ. (بخاری) 1-767

اس میں سے کچھ بھی اپنے پاس باقی نہ رہنے دوں۔ البتہ قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ روک لوں۔ (بخاری)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلْفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُسْكِنًا خَلْفًا. (متفق عليه) 2-768

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب لوگ صبح کرتے ہیں تو ہر یوم دو فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ ایک فرشتہ دعا گو ہوتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو عطا فرما اور دوسرا بددعا کرتا ہے، اے اللہ! بخیل کے مال کو تباہ کر دے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْفَقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللَّهُ عَلَيْكَ اَرْضِيحِي مَا اسْتَطَعْتَ. (متفق عليه) 3-769

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے مجھے فرمایا تم خرچ کرو اور گنتی نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے گن گن کر دے گا۔ اور بخل سے بچو۔ نہیں تو اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے روک لے گا۔ اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرتی رہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْفَقِ يَا ابْنَ آدَمَ أَنْفَقِ عَلَيْكَ. (متفق عليه) 4-770

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے آدم کے بیٹے! خرچ کر میں تجھے دیتا رہوں گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا ابْنَ آدَمَ أَنْ تَبْدَلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ وَأَنْ تُمَسِّكَهُ شَرٌّ لَكَ وَلَا تَلَامُ عَلَى كَفَافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ. (مسلم) 5-771

حضرت ابو امامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے آدم کے بیٹے! اگر تو ضرورت سے زائد خرچ کرے تو تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو اس کو روک لے تو وہ تیرے لیے بڑا ہے اور حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ

ضرورت کے تحت مال رکھنے پر تجھے کوئی ملامت نہیں اور مال خرچ کرتے وقت اپنے اہل و عیال سے آغاز کرو۔ (مسلم)

اللَّهُ ﷺ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنْتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدْ اضْطُرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى ثِدْيَيْهِمَا وَتَرَاقِيهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ

ﷺ نے فرمایا بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جنہوں نے زرہ پہن رکھی ہو۔ اس کے ہاتھوں کو اس کی چھاتیوں اور سینے کے ساتھ جکڑ دیا گیا ہو۔ صدقہ دینے والا جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ

کشادہ ہو جاتی ہے اور بخیل جب صدقہ کرنے کا خیال کرتا ہے تو زرہ سمٹ جاتی ہے۔ اور ہر کڑی اپنی اپنی جگہ تنگ ہو جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ظلم کرنے سے بچو۔ اس لیے کہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے اور بخل سے بھی بچے رہو اس لیے کہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو تباہ و برباد کیا ہے۔ اسی نے لوگوں کو قتل کرنے پر ابھارا اور حرام چیزوں کو حلال کرنے پر آمادہ کیا۔ (مسلم)

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ کیا کرو تم پر ایک ایسا دور آئے گا کہ ایک شخص صدقہ لے کر نکلے گا تو اسے کوئی صدقہ قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔ وہ کہے گا اگر آپ کل آتے تو میں یہ قبول کر لیتا۔ لیکن آج مجھے ضرورت نہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سوال کیا اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ سب سے افضل ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس حال میں صدقہ کرے کہ تو صحت مند ہو اور تجھے مال جمع کرنے کا شوق اور غربت کا خوف ہو اور تو دولت مند بننا چاہتا ہو صدقہ کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ جب روح حلق تک آجائے پھر تو وصیت کرنے

لگے کہ فلاں کے لیے اتنا مال اور فلاں کو اتنا مال دے دیا جائے۔ حالانکہ اس وقت تو مال کسی اور کا ہو چکا ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا آپ کعبہ اللہ کے سائے میں تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا رب کعبہ کی قسم! وہ لوگ خسارے میں ہیں، میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ

اَبْسَطْتُ عَنْهُ وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هُمْ بِصَدَقَةٍ فَلَصَتْ وَآخَذَتْ كُلُّ حَلَقَةٍ بِمَكَانِهَا (متفق علیہ) 6-772

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم اتَّقُوا الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظَلَمَتْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحْلَوْا مَحَارِمَهُمْ. (مسلم) 7-773

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَصَدَّقُوا فَإِنَّهُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا يَقُولُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتُ بِهَا بِالْأَمْسِ لَقَبِلْتُهَا فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِي بِهَا. (متفق علیہ) 8-774

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنَى وَلَا تُمَهِّلُ حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ الْخُلُقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ. (متفق علیہ) 9-775

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَأَيْتُ قَالَ هُمْ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْتُ فِذَاكَ أَبِي وَأُمِّي مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ

الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ. (متفق عليه) 10-776

الفصل الثالث

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّا أَسْرَعُ بِكَ لِحُقُوقِكَ قَالَ أَطَوَّلُكُمْ يَدًا فَأَخَذُوا قَصَبَةً يَذَرُغُونَهَا وَكَانَتْ سَوْدَةً أَطْوَلَهُنَّ يَدًا فَعَلِمْنَا بَعْدَ إِنَّمَا كَانَ طَوْلَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لِحُقُوقِهِ زَيْنَبُ وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) وَفِي رِوَايَةٍ مُسْلِمٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَسْرَعُكُمْ لِحُقُوقِي أَطَوَّلُكُمْ يَدًا قَالَتْ وَكَانَتْ يَتَطَاوَلْنَ أَيَّتُهُنَّ أَطْوَلُ يَدًا قَالَتْ فَكَانَتْ أَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ لِأَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَتَصَدَّقُ. 11-777

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ

پرقربان وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جن کے پاس وافر مال ہے۔ ہاں وہ نقصان میں نہیں جنہوں نے مال اس طرح آگے پیچھے دائیں بائیں اللہ کے لیے خرچ کیا ہے۔ جبکہ لوگ ایسا کم ہی کرتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں بعض نے آپ سے دریافت کیا کہ ہم میں سے کون سی بیوی آپ سے جنت میں پہلے ملے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے چھڑی کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو ناپنا شروع کیا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے لمبے تھے لیکن ہمیں بعد میں پتہ چلا کہ ہاتھ لمبے ہونے سے مراد زیادہ صدقہ دینا تھا۔ چنانچہ ہم سے جو پہلے آپ ﷺ سے ملیں وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں جو صدقہ خیرات کرنے کو بہت پسند کرتی تھیں۔ (بخاری) مسلم کی روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا رسول معظم ﷺ نے فرمایا جنت میں مجھے سب سے پہلے وہ بیوی ملے گی جس کے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ

ہاتھ لمبے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی بیویاں اندازہ لگاتیں تھیں کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں چنانچہ ہم میں سے زینب کے ہاتھ لمبے ثابت ہوئے اس لئے کہ وہ دستی محنت کرتی تھیں اور صدقہ و خیرات کر دیا کرتی تھیں۔ نے فرمایا ایک آدمی نے فیصلہ کیا کہ میں آج صدقہ کروں گا۔ وہ صدقہ لے کر نکلا اس نے چور کے ہاتھ پر صدقہ رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لوگ باتیں کر رہے تھے۔ آج رات کوئی چور کو صدقہ دے گیا ہے۔ صدقہ کرنے والے نے کہا الہی! تیرے ہی لیے تعریفیں ہیں میں تو چور کو صدقہ دے بیٹھا ہوں۔ اب میں

ہاتھ لمبے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی بیویاں اندازہ لگاتیں تھیں کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں چنانچہ ہم میں سے زینب کے ہاتھ لمبے ثابت ہوئے اس لئے کہ وہ دستی محنت کرتی تھیں اور صدقہ و خیرات کر دیا کرتی تھیں۔ نے فرمایا ایک آدمی نے فیصلہ کیا کہ میں آج صدقہ کروں گا۔ وہ صدقہ لے کر نکلا اس نے چور کے ہاتھ پر صدقہ رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لوگ باتیں کر رہے تھے۔ آج رات کوئی چور کو صدقہ دے گیا ہے۔ صدقہ کرنے والے نے کہا الہی! تیرے ہی لیے تعریفیں ہیں میں تو چور کو صدقہ دے بیٹھا ہوں۔ اب میں

فَاصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصَدِّقُ اللَّيْلَةُ عَلَى زَانِيَةٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ لَا تَصْدُقُنْ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ فَاصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصَدِّقُ اللَّيْلَةُ عَلَى غَنِيٍّ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ وَزَانِيَةٍ وَغَنِيٍّ فَأَتَى فَقِيلَ لَهُ أَمَا صَدَقْتُكَ عَلَى سَارِقٍ فَلَعَلَّهُ أَنْ يُسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ وَأَمَا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ تُسْتَعِفَّ عَنْ زَنَاهَا وَأَمَا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ يَغْتَبِرُ فَيَنْفِقَ مِمَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ. (متفق عليه ولفظه

للبخاری) 12-778

پھر صدقہ کروں گا۔ وہ صدقہ لے کر نکلا اور اس نے زانیہ کے ہاتھ تھما دیا۔ صبح کے وقت لوگ چہ میگوئیاں کر رہے تھے کہ آج رات زانیہ عورت کو صدقہ ملا ہے۔ صدقہ کرنے والے نے کہا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہے۔ میں نے تو بدکار عورت کو صدقہ دے دیا ہے۔ اب میں مزید صدقہ کروں گا۔ وہ پھر صدقہ کرنے کے لیے نکلا اب کی بار مالدار آدمی کے ہاتھ دے بیٹھا۔ صبح ہوئی تو لوگ باتیں بنا رہے تھے گزشتہ شب مالدار آدمی کو صدقہ مل گیا۔ محیر آدمی نے کہا اے اللہ! ہر قسم کی حمد تیرے ہی لیے ہے میں تو چور، زانیہ اور مالدار آدمی کو صدقہ دے بیٹھا ہوں۔ اسے (خواب) میں بتلایا گیا چور کو تیرا صدقہ دینا قبول ہوا۔ شاید وہ چوری سے باز آجائے اور زانیہ

عورت زنا کاری سے پاکدامنی اختیار کرے، مالدار شاید عبرت حاصل کرے تو وہ اللہ کے عطا کردہ مال سے خرچ کرنے لگے گا۔

(بخاری و مسلم) یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ فَتَنَحَّى ذَلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِي حُورَةٍ فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشَّرَاجِ قَدْ اسْتَوْعَبَتْ ذَلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ فَتَبَعَ الْمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي حَدِيقَتِهِ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمُسْحَابِهِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا اسْمُكَ قَالَ فُلَانٌ الْأَسْمُ الَّذِي سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ لِمَ تَسْأَلُنِي عَنْ اسْمِي فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِي هَذَا مَاؤُهُ يَقُولُ اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ لِاسْمِكَ فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا قَالَ أَمَا إِذَا قُلْتُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک دفعہ کا واقعہ ہے ایک مسافر چٹیل میدان میں تھا اس نے بادل سے آواز سنی فلاں شخص کے باغ کو پانی پلایا جائے۔ اچانک بادل کا ٹکڑا علیحدہ ہوا اس نے ایک میدان میں پانی برسایا پانی ایک ٹالے میں بہہ نکلا۔ مسافر پانی کے پیچھے چل دیا۔ وہ دیکھتا ہے کہ ایک آدمی باغ میں کھڑا کسی کے ساتھ ایک کھیت سے دوسرے کھیت کو پانی دے رہا ہے۔ اس نے پوچھا اے اللہ کے بندے! تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا میرا نام یہ ہے۔ یہ وہی نام تھا جو اس نے بادلوں میں سنا تھا۔ اس نے پوچھا اے اللہ کے بندے آپ میرا نام کیوں پوچھ رہے ہیں؟ اس نے کہا میں نے بادلوں سے آپ کا نام سنا جن کا یہ پانی ہے۔ کوئی کہہ رہا تھا فلاں نام

هَذَا فَإِنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَاتَّصَدَّقْ
بشَلْبِهِ وَاتَّكُلْ أَنَا وَعِيَالِي ثَلَاثًا وَأَرُدُّ فِيهَا
ثَلَاثَةً. (مسلم) 13-779

وَعَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِنَّ ثَلَاثَةً مِنْ بَنِي

کے آدمی کے باغ کو پانی پلاؤ۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ باغ
کا نظام کیسے چلاتے ہیں۔ اس نے کہا آپ کے سوال کا
جواب اس طرح ہے۔ میں آمدن کا حساب کر کے ایک تہائی
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ

صدقہ کرتا ہوں دوسرے حصہ سے میرے اور میرے اہل و عیال کے اخراجات پورے ہوتے ہیں۔ اور بقیہ باغ کی افزائش پر
صرف کرتا ہوں۔ (مسلم)

إِسْرَآئِيلَ أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمَى فَأَرَادَ اللَّهُ أَنْ
يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا فَآتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ أَيُّ
شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ
وَيَذْهَبَ عَنِّي الدُّبِّيُّ قَدْ قَدَّرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ
فَذَهَبَ عَنْهُ قَدْرُهُ وَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا
قَالَ فَآتَى الْمَالَ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْإِبِلُ أَوْ قَالَ
الْبَقَرُ شَكٌّ إِسْحَقُ إِلَّا أَنْ الْأَبْرَصَ أَوْ الْأَقْرَعَ
قَالَ أَحَدُهُمَا الْإِبِلُ وَقَالَ الْآخَرُ الْبَقَرُ قَالَ فَأُعْطِيَ
نَاقَةً عَشْرَاءَ فَقَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا قَالَ فَآتَى
الْأَقْرَعَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ شَعْرٌ
حَسَنٌ وَيَذْهَبَ عَنِّي هَذَا الدُّبِّيُّ قَدْ قَدَّرَنِي النَّاسُ
قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَالَ وَأُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا
قَالَ فَآتَى الْمَالَ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْبَقَرُ فَأُعْطِيَ
بَقْرَةً حَامِلًا قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا قَالَ فَآتَى
الْأَعْمَى فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ أَنْ يُرَدُّ
إِلَى بَصَرِي فَأُبْصِرَ بِهِ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ
فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ قَالَ فَآتَى الْمَالَ أَحَبُّ إِلَيْكَ
قَالَ الْغَنَمُ فَأُعْطِيَ شَاةً وَالِدًا فَانْتَجَ هَذَانِ وَوُلِدَ هَذَا
فَكَانَ لِهَذَا وَادٍ مِنَ الْإِبِلِ وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الْبَقَرِ وَلِهَذَا

نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک برص والا اور دوسرا گنجا اور
تیسرا اندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمانا چاہا تو ایک فرشتے
کو انسانی شکل میں ان کے پاس بھیجا۔ فرشتے نے برص کے
مریض کے پاس جا کر کہا تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟ اس
نے کہا خوبصورت رنگ، صحت مند جسم اور اس بیماری کی وجہ
سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں یہ ختم ہو جائے۔ فرشتے
نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری جاتی رہی اور اسے
خوبصورت رنگ اور صحت مند جسم نصیب ہوا۔ فرشتے نے
پوچھا کون سا مال پسند کرو گے؟ اس نے کہا اونٹ یا
گائے۔ روایت کرنے والے جناب اسحق رحمۃ اللہ علیہ کو
اونٹ یا گائے کے بارے میں شک ہے البتہ برص والے یا
گنجنے شخص میں سے ایک نے اونٹ اور دوسرے نے گائے
کے لیے کہا۔ چنانچہ اس کو دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دی گئی فرشتے
نے دعا کی اللہ تیرے مال میں برکت عطا فرمائے۔ پھر وہ
گنجنے کے پاس آیا اس سے پوچھا تجھے کون سی چیز زیادہ محبوب
ہے؟ اس نے کہا خوبصورت بال اور جس بیماری کی وجہ سے
لوگ مجھے معیوب جانتے ہیں اس سے مجھے شفا نصیب
ہو۔ راوی کہتا ہے کہ فرشتے نے ہاتھ پھیرا اس کی بیماری جاتی
رہی اور اس کے خوبصورت بال نکل آئے۔ فرشتے نے کہا

وَادِّ مِّنَ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ
وَهَيَاتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مُّسْكِينٌ قَدْ انْقَطَعَتْ بِي
الْجِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاعَ لِي الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ
بَكَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِيْ أَعْطَاكَ اللّٰهُنَّ الْحَسَنَ
وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا أَتَبْلُغُ بِهِ فِي سَفَرِيْ
فَقَالَ الْحَقُوْقُ كَثِيْرَةٌ فَقَالَ إِنَّهُ كَانِيْ أَعْرِفُكَ أَلَمْ
تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْدُرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا فَأَعْطَاكَ اللّٰهُ
فَقَالَ إِنَّمَا وَرِثْتُ هَذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ
إِنْ كُنْتُ كَاذِبًا فَصَيِّرْكَ اللّٰهُ إِلَيَّ مَا كُنْتُ قَالَ
وَأَتَى الْأَفْرَعَ فِي صُورَتِهِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهَذَا
وَرَدُّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَى هَذَا فَقَالَ إِنْ كُنْتُ
كََاذِبًا فَصَيِّرْكَ اللّٰهُ إِلَيَّ مَا كُنْتُ قَالَ وَأَتَى
الْأَعْمَى فِي صُورَتِهِ وَهَيَاتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مُّسْكِينٌ
وَابْنُ سَبِيْلٍ انْقَطَعَتْ بِي الْجِبَالُ فِي سَفَرِيْ فَلَا
بَلَاعَ لِي الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بَكَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِيْ
رَدَّ عَلَيْكَ بَصْرَكَ شَاءَ أَتَبْلُغُ بِهِ فِي سَفَرِيْ
فَقَالَ قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصْرِيْ
فَاخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا
أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لِلّٰهِ فَقَالَ
أَمْسِكْ مَا لَكَ فَإِنَّمَا ابْتَلَيْتُمْ فَقَدْ رَضِيَ
عَنكَ وَسُخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ. (متفق)

(علیہ) 14-780

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ

آپ کون سامال پسند کرتے ہیں؟ وہ کہنے لگا گائے تو اسے
ایک حاملہ گائے عنایت کی گئی اس کے لیے فرشتے نے برکت
کی دعا کی۔ اب فرشتہ اندھے کے پاس گیا۔ جا کر پوچھا
اے نابینے! تو کون سی چیز پسند کرے گا؟ اس نے کہا کہ اللہ
تعالیٰ مجھے بینائی عطا کر دے۔ تاکہ میں بھی لوگوں کو دیکھ
سکوں۔ چنانچہ فرشتے نے ہاتھ پھیرا تو اللہ نے اسے
بصارت عطا فرمادی۔ فرشتے نے پوچھا کون سامال زیادہ
اچھا لگتا ہے؟ اس نے کہا بکریاں۔ اس کو بچہ جننے والی بکری
دے دی گئی۔ چنانچہ ان دونوں یعنی گائے اور اونٹ نے بھی
بچے جنے۔ اور بکریاں بھی بڑھتی رہیں۔ برص والے کے
اونٹوں سے جنگل بھر گیا۔ اور اس گنچے کا گائے کی نسل سے
الگ جنگل بھر گیا۔ اور اس اندھے کا بھی بکریوں سے جنگل
بھر گیا کچھ مدت کے بعد فرشتہ برص والے کے پاس اسی پہلی
شکل و صورت میں آ کر کہنے لگا۔ میں مسکین شخص ہوں سفر
میں میرے پاس وسائل ختم ہو گئے ہیں۔ اب میرے لیے
اللہ کی کرم نوازی اور تیری مدد کے بغیر گھر پہنچنا ممکن
نہیں۔ میں تجھ سے اس ذات کے نام سے سوال کرتا ہوں
جس نے تجھے خوبصورت رنگ صحت مند جسم اور مال
دیا ہے۔ تو مجھے ایک اونٹ عطا کر دے کہ میں اس پر سوار
ہو کر اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاؤں۔ اس نے جواب دیا مجھ پر
ذمہ داریوں کا انبار ہے فرشتے نے کہا شاید میں تجھے
جاتا ہوں کہ تو پہلے برص زدہ نہیں تھا؟ تجھ سے لوگ نفرت

کرتے تھے۔ تو غریب تھا اللہ نے تجھے مالدار بنا دیا۔ اس

نے کہا کہ میں نسل در نسل مالدار ہوں۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹ کہتا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی کرے جیسا تو پہلے تھا۔ اس کے بعد
فرشتہ سمجھے کے پاس آیا۔ اس سے وہی باتیں کیں جو پہلے سے کی تھیں اس نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے نے دیا تھا۔ فرشتے
نے کہا اگر تو جھوٹ کہہ رہا ہے تو اللہ تجھے پہلے کی طرح کر دے۔ اب فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا میں ایک مفلس، نادار

آدمی ہوں۔ سفر میں میرے پاس اسباب نہیں رہے۔ اب میں اللہ کی مدد اور پھر تمہارے تعاون کے بغیر اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے میں تجھ سے اللہ کے واسطے سے بھیک مانگتا ہوں۔ جس نے تجھے بینائی عطا کی تو مجھے ایک بکری عنایت فرما دے تاکہ میں منزل مقصود پر پہنچ سکوں۔ اس نے کہا میں واقعی اندھا تھا۔ اللہ نے مجھے نظر عطا کی جتنا مال چاہو لے جاؤ۔ اور جس قدر چاہو باقی رہنے دو۔ اللہ کی قسم! میں تجھے نہیں روکوں گا۔ جتنا مال چاہتے ہو اللہ کے نام پر قبول کر لو۔ فرشتے نے کہا اپنا مال اپنے پاس رکھو حقیقتاً تمہاری آزمائش مقصود تھی پس تجھ پر اللہ راضی ہوا اور تمہارے دونوں ساتھیوں پر غضب ناک ہوا۔ (بخاری و مسلم)

النَّبِيُّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ إِلَى بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِهِ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَرَأَى أَنَّهُمْ قَدْ عَجَبُوا مِنْ سُرْعَتِهِ قَالَ ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تَبَرِّ عِنْدَنَا فَكِرْهُتُ أَنْ يَحْبِسَنِي فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ كُنْتُ خَلَفْتُ فِي الْبَيْتِ تَبْرًا مِنَ الصَّدَقَةِ فَكِرْهُتُ أَنْ أُبَيِّتَهُ 15-781

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی گرامی ﷺ کے پیچھے مدینہ منورہ میں عصر کی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے جلدی سے سلام پھیرا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی کسی بیوی کے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کی جلدی کی وجہ سے لوگ پریشان ہوئے آپ لوگوں کی طرف واپس آئے اور دیکھا کہ یہ لوگ آپ کی جلدی کی وجہ سے متعجب ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس کچھ سونا تھا۔ میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ وہ مجھے اللہ سے روکے رکھے تو میں

نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری) ایک روایت میں صدقے کا کچھ سونا گھر میں تھا۔ میں نے ناپسند کیا کہ وہ رات ہمارے پاس پڑا رہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ صدقہ کرنے والے کے لئے فرشتہ برکت کی دعا اور کنجوس کے لئے بددعا کرتا ہے۔
- ۲۔ استطاعت کے مطابق صدقہ کرتے ہی رہنا چاہیے۔
- ۳۔ خرچ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ مزید عنایت فرماتے ہیں۔
- ۴۔ پہلے مستحق اقرباء پر صدقہ کرنا چاہیے۔
- ۵۔ صحت اور ذاتی ضروریات کے وقت خرچ کرنا افضل صدقہ ہے۔
- ۶۔ خیرات کرنے والے مالداروں کے علاوہ قیامت کے روز تمام سرمایہ دار نقصان میں ہوں گے۔
- ۷۔ بے علمی میں غیر مستحق کو صدقہ کرنے سے ثواب میں کمی واقع نہیں ہوتی۔
- ۸۔ اللہ تعالیٰ مال دے کر آزماتا بھی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الصَّدَقَةِ

صدقہ کرنے کی فضیلت

صدقہ کا لفظ قرآن مجید میں زکوٰۃ اور نفلی صدقات دونوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے صدقہ کے مفہوم میں بڑی توسیع فرمائی ہے۔ کسی غریب کی روپے پیسے سے مدد کرنا، دوست و احباب کو کھانا کھلانا، نیکی کی اشاعت کرنا اور برائی سے لوگوں کو منع کرنا، مومن کا مال چوری ہو جانا۔ زمیندار کی کھیتی سے جانوروں کا دانہ دھنکا اٹھانا۔ حتیٰ کہ متبسم چہرے سے ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات کرنے کو بھی صدقہ میں شمار فرمایا۔ رزق حلال سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور دوسرے کی عزت نفس کا خیال رکھ کر صدقہ دیا جائے تو رب کریم اس کو پہاڑوں جیسی وسعت و کشادگی سے نوازیں گے۔ نیکی کی تلقین اور برائی سے منع کرنے والے کی لسانی اور علمی محنت و لیاقت کے حوالے سے صدقہ شمار ہوگا۔ چہرے کی مسکراہٹ کی قدر و قیمت جاننا ہو تو ڈاکٹر کی مسکراہٹ کے بارے میں مریض سے پوچھیے۔ کسی بڑے کے تبسم کی قدر سمجھنی ہو تو چھوٹے کارکن، غریب آدمی یا در ماندہ شخص سے دریافت فرمائیں کہ اس کے لئے بڑے کی مسکراہٹ صدقے سے کس قدر گراں قدر ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدَلٍ ثَمَرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتَقَبَّلُهَا بِمِيزَانِهِ ثُمَّ يُرَبِّئُهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّئُ أَحَدُكُمْ فَلَوْهٗ حَتَّىٰ تَكُونُ مِثْلَ الْجَبَلِ. (متفق عليه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ صرف حلال چیزوں سے صدقہ قبول فرماتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لیتے ہوئے شرف قبولیت بخشے ہیں۔ پھر اس کو اس طرح بڑھاتے ہیں جیسا کہ تم اپنے پچھڑے کی پرورش کر کے اسے

1-782

بڑا کرتے ہو۔ یہاں تک کہ ایک کھجور کا ثواب پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ. (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا صدقہ کرنے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کو مزید عزت سے نوازتے ہیں اور جو شخص بھی اللہ کی رضا کے لیے تواضع اختیار

2-783

کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو لوگوں کی نگاہوں میں معزز فرمادیتے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَنْفَقَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم

زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَلِلْجَنَّةِ أَبْوَابٌ فَمَنْ
كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ
وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ
الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ
بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ
مِنْ بَابِ الرِّيَّانِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا عَلَى مَنْ
دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ
يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ
وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ. (متفق عليه) 3-784

ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مال میں سے دو حصے اللہ کے
راستے میں خرچ کیے تو اسے جنت کے تمام دروازوں سے
بلایا جائے گا جب کہ جنت کے (آٹھ) دروازے ہیں۔ جو
شخص جہاد میں مصروف رہا تو اسے جہاد کے دروازے سے
بلایا جائے گا۔ جو شخص کثرت سے نماز پڑھنے والا ہے، اسے
نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو شخص صدقہ و خیرات
کرتا رہا اسے صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو
شخص کثرت سے روزے رکھتا رہا تو اسے ریان کے
دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے
عرض کیا گو ہر دروازے سے بلائے جانے کی ضرورت نہیں

تاہم کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ
ابو بکر آپ ان میں سے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَصْبَحَ
مِنْكُمْ الْيَوْمَ صَائِمًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ فَمَنْ
تَبِعَ مِنْكُمْ الْيَوْمَ جَنَازَةً قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ
فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمْ الْيَوْمَ مَسْكِينًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ
أَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمْ الْيَوْمَ مَرِيضًا قَالَ أَبُو
بَكْرٍ أَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا اجْتَمَعَنْ فِي
أَمْرٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ. (مسلم) 4-785

ﷺ نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے فرمایا مجھے امید ہے کہ
حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم
ﷺ نے پوچھا تم میں سے کس شخص نے آج روزہ رکھا
ہوا ہے؟ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے کہا میں نے۔ نبی محترم
ﷺ نے پھر دریافت کیا آج تم میں سے کون جنازے کے
ساتھ گیا؟ ابو بکر صدیق ؓ نے کہا میں شریک ہوا ہوں۔ نبی
کریم ﷺ پھر پوچھتے ہیں آج تم میں سے کس نے مسکین کو
کھانا کھلایا؟ حضرت ابو بکر صدیق نے عرض میں نے مسکین کو

کھانا کھلایا ہے۔ نبی معظم ﷺ چوتھی دفعہ استفسار فرماتے ہیں کہ آج تم میں سے کس نے بیمار کی عیادت کی؟ حضرت ابو بکر
صدیق ؓ نے کہا میں نے۔ اس پر رسول معظم ﷺ نے فرمایا جس شخص میں یہ اوصاف جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل
ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا نِسَاءَ
الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرْنَ جَارَةً لَجَارَتِهَا وَلَوْ
فِرْسَنَ شَاةٍ. (متفق عليه) 5-786

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم
ﷺ نے فرمایا اے مسلمان عورتو! کوئی عورت اپنی پڑوس کو
ہدیر دینا حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کے پائے ہی کیوں نہ ہوں۔
(بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَحَدِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ. (متفق عليه) 6-787

حضرت جابر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اور حضرت حدیفہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہر نیک کام صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهِ طَلِيقٍ (مسلم) 7-788

حضرت ابو ذر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا کسی بھی اچھے عمل کو معمولی نہ سمجھو چاہے اپنے بھائی سے کشادہ پیشانی کے ساتھ ملاقات ہی ہو۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ فَلْيَعْمَلْ بِيَدِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقَ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ. (متفق عليه) 8-789

حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ نے دریافت کیا اگرچہ اس کے پاس صدقہ دینے کے لئے کچھ نہ ہو؟ فرمایا اپنے ہاتھ سے کام کرے۔ خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ و خیرات بھی کرے۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ نے عرض کیا اگر اس کی طاقت نہ ہو یا وہ یہ کام نہ کر سکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کسی ضرورت مند اور مصیبت زدہ کی مدد کرے۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ نے عرض کیا اگر وہ مدد کرنے کے

قابل نہ ہو؟ ارشاد ہوا نیکی کا حکم دے۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ نے عرض کیا اگر وہ اس کی صلاحیت نہ رکھتا ہو؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں برائی سے بچا رہے یہی اس کے لئے صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّ سَلَامٍ مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلُّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الْإِنْسَيْنِ صَدَقَةٌ وَيُعِينُ الرَّجُلَ عَلَى ذَاتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوها إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَيُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ. (متفق عليه) 9-790

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا انسان کے ہر جوڑ پر روزانہ صدقہ لازم ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان عدل و انصاف کرنا صدقہ ہے، کسی شخص کو اس کی سواری پر سوار کرانے میں مدد دینا یا سواری پر اس کا سامان رکھنا صدقہ ہے، اچھی بات کہنا صدقہ ہے، نماز کے لئے چلنا صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ

نے فرمایا بنی آدم کا ہر انسان تین سوساٹھ جوڑوں پر استوار ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور حمد و ثنا کی، لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا سبحان اللہ کہا، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی، لوگوں کے راستے سے کانٹا، پتھر، ہڈی کو ہٹایا یا مجھے کام کا حکم دیا اور برے کام سے روکا۔ جس نے ایسا تین سوساٹھ کام کئے وہ اس دن زمین پر اس حال میں چل رہا ہوگا کہ اس نے خود کو دوزخ سے دور کر لیا۔ (مسلم)

حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی پاکیزگی بیان کرنا صدقہ ہے، اللہ کی کبریائی بیان کرنا صدقہ ہے، اللہ کی تعریف کرنا صدقہ ہے، اللہ کو ہی عبادت کے لائق جاننا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا اور بُرے کام سے روکنا بھی صدقہ ہے اور تمہارا بیویوں کے ساتھ میل ملاپ صدقہ ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اپنے جذبات کی تسکین کے لئے ایسا کرنا اس کا بھی ثواب ملتا ہے؟ فرمایا اگر کوئی ناجائز طریقے سے ایسا کر لے تو اس پر گناہ نہیں ہوگا؟ لہذا جو اپنی خواہش کو جائز طریقے سے پورا کرے گا تو اس کو ثواب ہوگا۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا بہترین صدقہ دودھ دینے والی عمدہ اونٹنی کو بطور عطیہ دینا ہے اور عمدہ نسل کی بکری کا عطیہ دینا جو صبح و شام برتن بھر کر دودھ دیتی ہو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بندہ مومن جو بھی درخت لگاتا ہے یا زمین کاشت کرتا ہے اس میں انسان، چوپائے یا پرندے کھا لیتے ہیں تو اس کے نامہ اعمال میں صدقہ اور نیکی لکھی جاتی ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِي آدَمَ عَلَى سِتِّينَ وَثَلَاثِ مِائَةِ مَفْصِلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللَّهَ وَحَمِدَ اللَّهَ وَهَلَّلَ اللَّهَ وَسَبَّحَ اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ اللَّهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ شَوْكَةً أَوْ عَظْمًا أَوْ أَمَرَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّينَ وَالْفَلَاحِ مِائَةٌ فَإِنَّهُ يَمْشِي يَوْمَئِذٍ وَقَدْ رَحَّزَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ. (مسلم) 10-791

عَنْ أَبِي ذَرٍّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنْ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَفِي بَضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتُهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهِ وَزْرٌ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ. (مسلم) 11-792

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نِعَمُ الصَّدَقَةِ اللَّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةٌ وَالشَّاةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةٌ تَغْدُو بِإِنَاءٍ وَتَرْوُحُ بِآخَرٍ. (متفق عليه) 12-793

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ طَيْرٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ (متفق عليه) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ

ﷺ بیان کرتے ہیں اور جو اس سے چوری ہو جائے وہ بھی مالک کے لئے صدقہ ہے۔)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَفِرَ لِمَرْأَةٍ مُوسِمَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلَى رَأْسِ رَكْبٍ يُلْهَثُ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّيْهَا فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ فَغَفِرَ لَهَا بِذَلِكَ قِيلَ إِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا قَالَ فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ. (متفق عليه) 14-795

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ایک زانیہ عورت کو صرف اس وجہ سے معاف کر دیا گیا کہ وہ ایک کتے کے قریب سے گزری جو کنویں کے کنارے پیاس کی وجہ سے زبان لٹکائے ہوئے مرنے کے قریب تھا۔ اس عورت نے اپنا موزہ اتارا، اس کو اپنے دوپٹے کے ساتھ مضبوطی سے باندھ کر کنویں سے پانی نکال کر کتے کو پلایا۔ اس کے بدلے اسے معاف کر دیا گیا۔ آپ

ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ہمارے لیے جو پایوں کی خدمت کرنے میں ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا ہر جان دار کی خدمت کرنا ثواب ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَابْنِ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَدَبَتْ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ أَمْسَكْتُهَا حَتَّى مَاتَتْ مِنَ الْجُوعِ فَلَمْ تَكُنْ تَعْلَمُهَا وَلَا تُرْسِلُهَا فَتَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ. (متفق عليه) 15-796

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ایک عورت اس وجہ سے عذاب میں مبتلا کی گئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا حتیٰ کہ وہ بھوک سے مر گئی۔ عورت نے بلی کو نہ کھلایا پلایا اور نہ ہی آزاد کیا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا کر زندگی بچا لیتی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرَّ رَجُلٌ بِفُصْنٍ شَجَرَةٍ عَلَى ظَهْرِ طَرِيقٍ فَقَالَ لَا نَحِينُ هَذَا عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ لَا يُؤْذِنُهُمْ فَأَدْخَلَ الْجَنَّةَ. (متفق عليه) 16-797

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا ایک آدمی کا گزرا ایسے راستے سے ہوا۔ جہاں درخت کی بڑی ٹہنی نے راستہ روک رکھا تھا۔ اس شخص نے عزم کیا کہ میں مسلمانوں کے راستے سے اس ٹہنی کو ضرور ہٹا دوں گا تا کہ گزرنے والے تکلیف سے بچ جائیں۔ اس عمل کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِي شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے جنت میں ایک آدمی کو بڑے ناز سے چلتے

ظَهَرَ الطَّرِيقَ كَأَنَّهُ تُوذِي النَّاسَ. (مسلم)

17-798

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ عَلِمْنِي شَيْئًا أَنْتَفَعُ بِهِ قَالَ اغْزِلِ الْأَذَى عَنْ

طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 18-799

پھرتے دیکھا۔ یہ اس وجہ سے تھا کہ اس نے راستے سے تکلیف دہ درخت کو کاٹ کر ہٹایا تھا۔ (مسلم)

حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو میرے لئے مفید ہو آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کرتے رہو۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ قیامت کے روز اخلاص والے معمولی صدقے کو پہاڑ کے برابر بنا دیا جائے گا۔
- ۲۔ صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا۔
- ۳۔ انکساری اختیار کرنے اور کسی کو معاف کرنے سے آدمی کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔
- ۴۔ خندہ پیشانی سے ملنا نیکی کی علامت ہے۔
- ۵۔ نیکی کا حکم اور برائی سے رک جانے کو صدقہ قرار دیا گیا ہے۔
- ۶۔ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی صدقہ ہے۔
- ۷۔ اللہ کے راستے میں بہترین چیز خرچ کرنی چاہیے۔
- ۸۔ کھیتی سے پرندوں کا چنگنا اور مال کا چوری ہو جانا بھی مومن کے لیے صدقہ شمار ہوگا۔
- ۹۔ کتے اور جانور کو کھلانا اور پلانا صدقہ ہے۔
- ۱۰۔ نیکی کی تلقین اور برائی سے منع کرنا بھی صدقہ ہے۔



بَابُ أَفْضَلِ الصَّدَقَةِ

بہترین صدقہ

صدقہ کرنا ہر حال میں بہتر عمل ہے لیکن قرآن مجید اور رسول کریم ﷺ نے صدقہ کرنے کا انداز اور ایک طریقہ کار بتلایا۔ اس طریقہ کا خیال رکھے بغیر اگر کروڑوں روپے بھی صدقہ کیے جائیں تو اسکے وہ ثمرات اور نتائج برآمد نہیں ہو سکتے جو اسلام کا مقصود ہیں۔ اگر صدقہ کرنے والا اعتدال کے ساتھ صدقہ نہیں کریگا تو ایک وقت آئیگا کہ وہ خود کوڑی کوڑی کا محتاج ہو جائیگا۔ اور اگر شریعت کے بتلائے ہوئے طریقے اور ترتیب کا خیال نہ رکھا جائے تو کچھ سائل تو امیر ہو جائیں گے جبکہ باقی غربت میں ہی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں گے۔ ان نقائص اور کمزوریوں کی تلافی اور غرباء کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کیلئے رب عظیم اور رسول کریم ﷺ نے بہترین طریقہ کار بتلایا ہے کہ خرچ کرنے والا اعتدال کے ساتھ پہلے اپنے اعزاء و اقرباء کا خیال رکھے اور بعد ازاں دوسروں کے ساتھ تعاون کرے۔ یہ وہ جامع طریقہ ہے جس سے کسی مستحق کے محروم رہنے کا احتمال ختم ہو جاتا ہے کیونکہ دنیا میں ہر ایک کا رشتہ دار بھی ہے اور تمدن کے حوالے سے اسکے پڑوسی اور محلّے دار بھی ہوا کرتے ہیں۔ صدقہ کرتے ہوئے اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ ناقص اور اپنی نظر میں ناپسند چیز دوسرے پر خرچ نہ کی جائے اس سے اللہ تعالیٰ کی وہ خوشنودی حاصل نہیں ہو سکتی جو بہترین چیز صدقہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ قرآن حکیم اور رسول محترم ﷺ نے بہترین چیز اور مشکل وقت میں صدقہ کرنے کو افضل صدقہ قرار دیا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہؓ اور حکیم بن حزامؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جو اپنی ضروریات پوری کر کے دیا جائے اور خرچ کرنے میں اپنے اہل و عیال سے آغاز کرنا چاہیے۔ (بخاری) اور مسلم نے صرف حضرت حکیمؓ سے روایت کی ہے۔

حضرت ابو مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا ایک دینار وہ ہے جس کو تو اللہ کے راستے میں خرچ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ وَحَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ ؓ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَأَبْدَأَ بِمَنْ تَعُولُ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ حَكِيمٍ وَخُدَّةٍ) 1-800

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 2-801

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي

رَقَبَةٍ وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَى مَسْكِينٍ وَدِينَارٌ
أَنْفَقْتُهُ عَلَى أَهْلِكَ أَغْظَمَهَا أَجْرًا أَلَدَى
أَنْفَقْتُهُ عَلَى أَهْلِكَ. (مسلم) 3-802

سب سے زیادہ ثواب اس دینار کا ہے جسے تو بیوی بچوں پر خرچ کرے۔ (مسلم)

کرے۔ ایک دینار وہ ہے جس کو تو غلام آزاد کرنے میں
خرچ کرے، ایک دینار وہ ہے جس کو تو مسکین پر خرچ کرے،
ایک وہ ہے جسے تو بیوی بچوں پر خرچ کرے۔ ان میں

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى
عِيَالِهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى ذَاتِ بَيْتِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ. (مسلم) 4-803

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَلِي أَجْرٌ أَنْ أَنْفِقَ عَلَى بَنِي
أَبِي سَلَمَةَ إِنَّمَا هُمْ بَنِي فَقَالَ أَنْفَقِي عَلَيْهِمْ
فَلَكَ أَجْرٌ مَا أَنْفَقْتَ عَلَيْهِمْ. (متفق
عليه) 5-804

عَنْ زَيْنَبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا امْرَأَةَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
مَسْعُودٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَصَدَّقْنَ
يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ قَالَتْ
فَرَجَعْتُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُ إِنَّكَ رَجُلٌ
خَفِيفُ ذَاتِ الْيَدِ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ
أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَأْتِيهِ فَاسْأَلْهُ فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ
يُجْزِي عَنِّي وَالْأَصْرَفَتُهَا إِلَيَّ غَيْرُكُمْ قَالَتْ
فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بَلِ اتَّبِعِيهِ أَنْتِ قَالَتْ
فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بَابِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَاجَتِي حَاجَتُهَا قَالَتْ
وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَلْقَيْتُ عَلَيْهِ الْمَهَابَةَ

حضرت ثوبان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے
فرمایا بہترین دینار وہ ہے جسے آدمی اپنے اہل و عیال پر خرچ
کرتا ہے اور وہ دینار جس کو اپنے چار پائے پر خرچ کرتا ہے جسے
اس نے اللہ کے راستے میں باندھ رکھا ہے اور وہ دینار جسے
کوئی شخص اللہ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔ (مسلم)
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے اللہ کے
رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر میں ابو سلمہ رضی اللہ عنہ
کی اولاد پر خرچ کروں تو مجھے ثواب ملے گا کیونکہ وہ میرے
بھی بچے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان پر خرچ کرو تجھے ان
پر خرچ کرنے کا ثواب ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی
بیان کرتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اے خواتین!
تم صدقہ کیا کرو۔ خواہ تمہیں اپنے زیورات دینے پڑیں۔ وہ
فرماتی ہیں میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور میں
نے ان سے کہا تم تنگ دست ہو۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے
ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے آپ رسول کریم ﷺ کی
خدمت میں جائیں اور ان سے دریافت کریں کہ اگر میرا
آپ پر صدقہ کرنا جائز ہے تو میں آپ پر صدقہ کرتی ہوں
وگرنہ آپ کے علاوہ دوسرے لوگوں پر صدقہ کروں گی۔
زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مجھے جناب عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو
خود ہی جا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہاں ایک

قَالَتْ فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهُ ائْتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْأَلَانِكَ أَتُجْزَى الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلَى أَرْوَاحِهِمَا وَعَلَى أَيْتَامٍ فِي حُجُورِهِمَا وَلَا تُخْبِرُهُ مَنْ نَحْنُ قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ هُمَا قَالَ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَزَيْنَبُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَهُمَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ. (متفق عليه واللفظ لمسلم) 6-805

انصاری عورت رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر تھی ہم دونوں نے ایک ہی مسئلہ پوچھا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ بڑی عظمت و ہیبت والے تھے اتنے میں بلال رضی اللہ عنہ باہر نکلے ہم نے ان سے کہا کہ رسول کریم ﷺ کو بتائیں دو عورتیں آپ کے دروازے پر کھڑی ہیں وہ آپ سے مسئلہ پوچھنا چاہتی ہیں کہ ان کا صدقہ ان کے خاوندوں اور ان کی سرپرستی میں جو یتیم بچے ہیں ان پر لگ سکتا ہے؟ آپ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں؟ زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بلال رسول معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے آپ سے عرض کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے استفسار فرمایا کہ وہ دونوں عورتیں کون

ہیں؟ بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ایک انصاری عورت ہے جبکہ دوسری زینب رضی اللہ عنہا رسول کریم ﷺ نے فرمایا کون سی زینب؟ بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو دو ہر اثواب ہے ایک صلہ رُحی کا اور دوسرا صدقہ کرنے کا۔ (بخاری و مسلم)۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَوْ أَعْطَيْتَهَا أَخْوَاطِكَ كَانَ أَعْظَمَ لَأَجْرِكَ. (متفق عليه) 7-806

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس نے دریافت کیا۔ اے اللہ کے رسول! میرے دو پڑوسی ہیں ان دونوں میں سے پہلے کس کو ہدیہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں میں سے جس کا دروازہ قریب تر ہے۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا طَبَخْتَ مَرْقَةً فَأَكْبِرْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب تم گوشت پکاؤ اس کا شوربہ زیادہ بنایا کرو اس میں

عَنْ أَنَسٍ ۞ قَالَ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ ۞ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِّنْ نَّحْلِ وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُ حَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبَلَةُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيهَا طَيِّبٌ قَالَ أَنَسٌ ۞ فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (آل عمران ۳: ۹۲) قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَإِن أَحَبُّ مَالِي إِلَيَّ بَيْرُ حَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ تَعَالَى أَرْجُو بَرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللَّهِ فَضَعَهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَخْ بَخْ ذَٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ ۞ أَفْعَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ ۞ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ. (متفق)

(علیہ) 809-10

حضرت انس ۞ بیان کرتے ہیں کہ ابو طلحہ ۞ مدینہ منورہ میں تمام انصار سے زیادہ کھجوروں کے مالک تھے۔ ان کے نزدیک ان کا محبوب ترین مال باغ بیرحاء تھا جو مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ رسول کریم ﷺ اس میں جانے اور وہاں سے عمدہ پانی پیتے۔ حضرت انس ۞ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی ”تم ہرگز نیکی نہیں حاصل کر سکتے جب تک تم اپنے محبوب مال سے خرچ نہ کرو۔“ (آل عمران ۳: ۹۲) تو ابو طلحہ ۞ رسول معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس وقت تک نیکی نہیں حاصل کر سکتے جب تک تم بہترین مال خرچ نہ کرو۔ اور میرا سب سے محبوب مال بیرحاء ہے۔ میں اسے اللہ کی رضا کے لئے صدقہ کرتا ہوں اور اس کے بدلے ثواب اور اللہ کے ہاں ذخیرہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول! آپ جہاں چاہیں اس کو خرچ کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہت خوب، بہت خوب! یہ مال بہت ہی مفید ہے میں نے تیری پیش کش سن لی ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تم اس مال کو اپنے قریبی رشتہ داروں پر صدقہ کرو۔ اس پر ابو طلحہ ۞ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ ابو طلحہ ۞ نے اسے اپنے قریب داروں اور اپنے چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ اہل خانہ پر میانہ روی سے خرچ کرنے پر ثواب ہوگا۔
- ۲۔ بیوی کا اپنے خاوند کے ساتھ اپنے مال سے تعاون کرنا صدقہ ہے۔
- ۳۔ قریبی رشتہ داروں پر پہلے صدقہ کرنا چاہیے۔
- ۴۔ پڑوسیوں میں قریبی پڑوسی کا سب سے زیادہ حق ہے۔
- ۵۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہترین مال خرچ کرنا چاہیے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْمَرْأَةِ مِنْ مَالِ الزَّوْجِ

عورت کا اپنے خاوند کے مال سے صدقہ کرنا

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ آدمی کے صدقہ و خیرات میں اس کے اہل خانہ کو شامل فرمایا اور عورت کے کیے ہوئے صدقہ میں اس کے خاوند کو شریک فرمایا گیا۔ حتیٰ کہ کسی کے فوت ہونے کے بعد کوئی رشتہ دار یا محبت اس کے لیے صدقہ کرتا ہے تو مدفون مسلمان کو اس خیرات کا ثواب ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے مال کا انچارج ہے اور وہ مالک کے حکم پر بروقت ادا نیکی کرتا ہے تو خزانچی کو بھی ثواب ملے گا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب عورت اپنے گھر کے کھانے سے صدقہ کرے اور اسراف نہ کرے تو اسے اس خرچ کرنے کا ثواب حاصل ہوگا اور اس کے خاوند کو بھی ثواب ملے گا۔ کیونکہ اس نے مال کمایا نیز خزانچی کو بھی ثواب ملے گا۔ ایک کا ثواب دوسرے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب عورت اپنے خاوند کی کمائی سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ کرتی ہے تو عورت کو نصف ثواب ملتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مسلمان امانت دار خزانچی جسے جس چیز کے دینے کا حکم دیا جاتا ہے وہ اسے مکمل طور پر پورا پورا خوش دلی سے ادا کرتا ہے اور جس شخص کو دینے کے لئے اسے کہا جاتا ہے، وہ اسے دے دیتا ہے تو وہ خزانچی بھی صدقہ کرنے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا. (متفق عليه) 1-810

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسَبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ أَمْرِهَا فَلَهَا نِصْفُ أَجْرِهَا. (متفق عليه) 2-811

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْأَمِينُ الَّذِي يُعْطَى مَا أَمَرَهُ بِكَامِلًا مُؤَفَّرًا طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ فَيَدْفَعُهُ إِلَى الَّذِي أَمَرَ لَهُ بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ. (متفق عليه) 3-812

والوں میں سے ایک ہے یعنی اجر و ثواب میں مال والے کے ساتھ شریک ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ أُمِّي افْتَلَيْتُ نَفْسَهَا وَ أَظْنُهَا لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ. (متفق عليه) 4-813

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ سے ذکر کرتا ہے کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہیں، میرا خیال ہے اگر اسے بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ کرتی۔ میں اس کی جانب سے صدقہ کروں تو کیا اسے ثواب ہوگا۔ آپ نے فرمایا ثواب ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث مبارکہ میں فیکٹری یا کسی ادارے کے اکاؤنٹ کے لیے خوش خبری ہے کہ وہ اپنی اتھارٹی کے حکم پر متعلقہ آدمی کو فوری طور پر ادا نیگی کرتا ہے تو اسے اس دیانت اور مستعدی پر ثواب ملے گا۔ کیونکہ اس سے رقم لینے والے آدمی کا وقت، عزت و نفس محفوظ رہنے کے ساتھ اسکی بروقت ضرورت پوری ہوتی ہے۔ دفتری کارکردگی میں مستعدی اور ترقی ہوتی ہے۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ عُمَيْرِ بْنِ مَوْلَى أَبِي اللُّحَمِ قَالَ أَمَرَنِي مَوْلَايَ أَنْ أَقْدِدَ لَحْمًا فَجَاءَنِي مَسْكِينٌ فَأَطْعَمْتُهُ مِنْهُ فَعَلِمَ بِذَلِكَ مَوْلَايَ فَضَرَبَنِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَدَعَاهُ فَقَالَ لِمَ ضَرَبْتَهُ قَالَ يُعْطِي طَعَامِي بِغَيْرِ أَنْ أُمِرَ فَقَالَ الْأَجْرُ بَيْنَكُمَا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوكًا فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَصَدِّقَ مِنْ مَالِ مَوْلَايَ بِشَيْءٍ قَالَ نَعَمْ وَالْأَجْرُ بَيْنَكُمَا نِصْفَانِ. (مسلم) 5-814

حضرت عمیر بن مویٰ ابی اللحہ کے غلام بیان کرتے ہیں کہ میرے آقا نے مجھے حکم دیا کہ میں گوشت کے ٹکڑے کروں چنانچہ میرے پاس ایک مسکین آیا۔ میں نے اس کو اس گوشت میں سے کھلایا جب میرے آقا کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے مجھے سزا دی۔ بعد ازاں میں رسول محترم ﷺ کے ہاں پہنچا۔ میں نے یہ بات آپ سے عرض کی آپ ﷺ نے اسے بلا کر پوچھا کہ تو نے اسے کیوں مارا ہے؟ اس نے کہا اس نے میرا کھانا میری اجازت کے بغیر دے دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ثواب تم دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔ ایک روایت میں ہے

اس نے بیان کیا کہ میں غلام تھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میں اپنے آقا کے مال میں سے کچھ صدقہ کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تم دونوں کو آدھا آدھا ثواب ہوگا۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث سے مراد کھانے پینے کی چیز اور معمولی صدقہ ہے۔ جو ملازم اپنے مالک کی غیر حاضری میں اس کے مال سے دے سکتا ہے جس سے مالک کو کوئی خاص نقصان نہیں پہنچتا۔ بصورت دیگر اس ملازم کو اجازت لینا ہوگی کیونکہ جس چیز کا مالک نہیں ہے۔ وہ اس سے کس طرح صدقہ کر سکتا ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ عورت اپنے خاوند کے مال سے صدقہ کر سکتی ہے۔
- ۲۔ عورت کو خاوند سے بلا اجازت صدقہ کرنے کا آدھا ثواب ملے گا۔
- ۳۔ بروقت ادائیگی کی وجہ سے بیت المال کے انچارج کو بھی ثواب ملتا ہے۔
- ۴۔ فوت ہونے والے کو ایصالِ ثواب ہوتا ہے۔
- ۵۔ فوت شدگان کے لیے صدقہ و خیرات کرتے رہنا چاہیے۔



بَابُ مَنْ لَا يَعُودُ فِي الصَّدَقَةِ

جو صدقہ واپس نہیں لیتا

اسلام صرف آدمی کی عزت میں اضافہ اور اس کا تحفظ ہی نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے چاہنے والوں کو ہر قسم کے خطرات، خدشات اور شبہات سے بھی محفوظ رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ صدقہ کرنے کے بعد اسے خریدنے اور واپس لینے میں یہ شبہات پیدا ہونا لازمی ہیں کہ شاید صدقہ کرنے والا کسی مجبوری کے زیر اثر یا جذبات میں آ کر صدقہ کر تو بیٹھا ہے اور اب اس کی طبیعت میں پریشانی اور لالچ پیدا ہو گیا ہے جس کی وجہ سے وہ کسی بہانے اپنا کیا ہوا صدقہ واپس لینا چاہتا ہے۔ ایسا کرنے سے طبیعت میں کمینگی، حرص، ہلکا پن پایا جانے کے ساتھ صدقہ واپس لینے سے نہ صرف غریب کی غربت برقرار رہے گی بلکہ اگر وہ اس صدقہ اس سے اپنی ضرورت پوری کر چکا ہے تو واپس کرنے سے اس کو ذہنی و مالی تکلیف ہوگی اور اس کی غربت میں اضافہ ہوگا۔ ساتھ ساتھ وہ اس کو اپنی توہین اور اپنے ساتھ نگین مذاق تصور کرے گا۔ ان باتوں اور دوسری حکمتوں کو سامنے رکھتے ہوئے آپ ﷺ نے کیے ہوئے صدقہ کو خریدنے کی اجازت نہیں دی اور غریب سے صدقہ واپس لینے کے عمل کو کتے کے ”قے“ چاٹنے کے مترادف قرار دیا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے ایک شخص کو گھوڑا نبیل اللہ صدقہ کیا لیکن اس نے گھوڑے کی اچھی خدمت نہ کی جس کی وجہ سے وہ کمزور ہو گیا۔ میں نے چاہا کہ میں اس کو خرید لوں اور میرا خیال تھا کہ وہ مجھے سستے داموں فروخت کر دے گا۔ میں نے نبی محترم ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا اسے نہ خریدو اور اپنے صدقہ کو واپس نہ لینا اگرچہ وہ تجھے ایک درہم کے عوض ہی دے کیونکہ جو شخص صدقہ واپس لیتا ہے وہ اس کتے کی مانند ہے۔ جو قے کر کے چاٹتا ہے۔ ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اپنے صدقے کو واپس نہ لینا اس لیے کہ صدقہ واپس لینے والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قے چاٹتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کے پاس ایک عورت آئی اس نے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَضَاعَهُ الدِّيُّ كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَ بِدَرَاهِمٍ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ وَفِي رِوَايَةٍ لَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ (متفق عليه) 1-815

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا آتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ

اللّٰهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ
وَأَنَّهَا مَاتَتْ قَالِ وَجَبَ أَجْرُكِ وَرَدَّهَا
عَلَيْكَ الْمِيرَاثُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
إِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَاصُومُ عَنْهَا قَالِ
صُومِي عَنْهَا قَالَتْ إِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ أَفَأَحُجُّ
عَنْهَا قَالِ نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا. (مسلم) 2-816

دریافت کیا اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی والدہ پر لونڈی
صدقہ کی تھی اور میری والدہ فوت ہو گئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا
تیرا ثواب ثابت ہو گیا اور وراثت میں وہ لونڈی تجھے واپس مل
گئی۔ اس نے مزید استفسار کیا۔ اے اللہ کے رسول! والدہ
کے ذمہ ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے
روزے رکھ سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے اسے روزے رکھنے

کی اجازت دی۔ اس نے مزید دریافت کیا میری ماں نے حج نہیں کیا تھا کیا میں اس کی جانب سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو حج کر سکتی ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس ارشاد میں آپ ﷺ نے صدقہ کی ہوئی لونڈی واپس لینے کی اجازت اس لئے دی ہے کہ صدقہ کرنے والی عورت نے اسے واپس لینے یا خریدنے کی کوشش نہیں کی بلکہ مسئلے کی نوعیت تبدیل ہو گئی ہے۔ ایک تو اس کی والدہ فوت ہو گئی جس کو اس نے لونڈی دی تھی اور دوسری صورت یہ ہے کہ یہ لونڈی وراثت میں اس کا ہی حق بنتا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے اسے لونڈی واپس لینے کی اجازت عنایت فرمائی۔

خلاصہ باب

- ۱۔ صدقہ دے کر واپس لینا کتے کے قے چاٹنے کے مترادف ہے۔
- ۲۔ صدقہ کی ہوئی چیز خریدنے کی بھی اجازت نہیں۔
- ۳۔ فوت ہونے والے کے ذمہ روزے ہوں تو قریبی رشتہ دار اس کے روزے رکھے۔
- ۴۔ فوت شدگان کے لئے ایصالِ ثواب کے طور پر صدقہ اور حج کرنا ثابت ہے۔
- ۵۔ کسی کے فوت ہونے کے بعد اس کو صدقہ ہوئی چیز خریدی جاسکتی ہے۔



کتاب الصوم روزے کے مسائل

رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سمیت پہلی بڑی بڑی کتابیں نازل فرمائیں۔ مشہور مفسر قرآن حافظ ابن کثیر نے نزول کتب کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے۔

أَنْزَلْتُ صُحُفَ إِبْرَاهِيمَ فِي أَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَأَنْزَلْتُ التَّوْرَةَ لِسِتِّ مَضِينَ مِنْ رَمَضَانَ وَالْإِنْجِيلَ لِثَلَاثِ عَشْرَةٍ خَلَّتْ مِنْ رَمَضَانَ وَأَنْزَلَ اللَّهُ الْقُرْآنَ لَارْبَعٍ وَعِشْرِينَ خَلَّتْ مِنْ رَمَضَانَ وَقَدْ رَوَى مِنْ حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ الزُّبَيْرَ أَنْزَلَ لِسِتِّ عَشْرَةٍ خَلَّتْ مِنْ رَمَضَانَ. (ابن کثیر)

صحف ابراہیم رمضان کی پہلی رات نازل ہوئے اور تورات چھ رمضان، انجیل رمضان کی تیرہ تاریخ کو نازل کی گئی جبکہ قرآن مجید ۲۴ رمضان کی رات کو نازل ہوا جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ زبور ۱۲ رمضان کو اتاری گئی۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ (البقرة ۲: ۱۵۸)

”رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا اس میں ہدایت کے کھلے دلائل ہیں اور یہ حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب ہے۔“

روزہ میں ظاہری طور پر اجتماعیت کے قرائن و آثار بہت کم نظر آتے ہیں سوائے اس کے کہ ایک ہی مطلع سے متعلق روزے دار ایک ہی وقت کی پابندی کے ساتھ روزہ رکھتے اور افطار کرتے دکھائی دیتے ہیں مگر تھوڑی سی توجہ سے دیکھا جائے تو روحانی اور قلبی لحاظ سے جس قدر روزہ مومنوں کو باہمی رشتوں میں جوڑنے کا مؤثر ذریعہ ہے شاید ہی دین کے کسی دوسرے رکن کے ذریعے یہ قربت پیدا ہوتی ہو۔ روزہ اللہ عز و جل کی خفیہ ترین عبادت ہے سوائے علام الغیوب کے کسی دوسرے کو حقیقی اور حتمی علم نہیں ہو سکتا کہ یہ شخص روزے دار ہے۔ روزے دار کے ان پر خلوص جذبات اور غایت درجے کی تعمیل حکم کی بنا پر ارشاد پاک ہے۔

الصَّوْمُ لِيْ وَ اَنَا اَجْزِئُ بِهِ.

”روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا“

یہ روزہ اس بات کا بالفعل احساس دلاتا ہے کہ بھوک اور تنگ دستی کی سختیاں غریب کی زندگی پر کیا اثرات مرتب کرتی ہیں۔ خصوصاً عقیقہ اور محنت کش جو صبح سے شام تک کھیت، دوکان یا پھر سر پر داڑھا اٹھائے مزدوری کرتا ہے۔ زندگی بھر جان توڑ مشقت کے باوجود غربت کے تھیٹرے کھاتا ہے۔ جب وہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو روکھی سوکھی روٹی اور تن کے کپڑے اور علاج کے لیے دوائی مہیا نہیں کر سکتا تو اس کے کلیجے پر جو گزرتی ہے اس کے قلبی اضطراب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا اور پھر جب اس کی جواں سال نیک سیرت بیٹی کو سماج اس لیے قبول نہیں کرتا کہ اس کے باپ کے پاس دولت نہیں ہے اس بے کسی اور بے بسی کو تو کوئی غریب ہی جان سکتا ہے یا پھر بندہ مومن جس نے رمضان سے کوئی روحانی فائدہ حاصل کیا ہو۔ اس احساس کا پیدا ہونا اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک دولت مندوں کو بھوک سختی سے عملاً نہ گزارا جاتا۔ یہی جذبات امیر و غریب کو ایک

دوسرے کے قریب ترک کر دیتے ہیں اور اس بنا پر روزے کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ کی زبان اطہر سے یہ الفاظ جاری ہوئے۔ روزہ سے آدمی کے گناہ معاف اور باہمی ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ سحری اور افطاری کے وقت سنت کے مطابق کچھ بھوک باقی رہنے دی جائے تو روزے سے کئی جسمانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظْلَكُكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ صَبْرٍ وَ الصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَ شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَ شَهْرٌ يُزَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ. (مشکوٰۃ، کتاب الصوم)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شعبان کے آخر میں ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! تم پر ایک بابرکت اور عظیم المرتبت مہینہ سایہ آگن ہونے والا ہے۔ یہ بھائی چارے کا مہینہ ہے۔ اس میں مومن کے رزق میں وسعت پیدا کر دی جاتی ہے۔ (تفصیل کے لیے میرے کتاب برکات رمضان ملاحظہ فرمائیں۔)

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا رمضان کی آمد پر آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے جنت کے دروازے کھول دیے جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک کا نام ”ریان“ ہے۔ اس دروازے سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس آدمی نے رمضان کے روزے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے رکھے اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں جس آدمی نے حالت ایمان میں طلب ثواب کے لئے قیام کیا اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فَتُحْتُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِي رِوَايَةٍ فَتُحْتُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ وَفِي رِوَايَةٍ فَتُحْتُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ. (متفق عليه) 1-817

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرِّيَّانُ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ. (متفق عليه) 2-818

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ

میں ثواب کے لیے کیا اس کے بھی پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ يُضَعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ ضَعْفٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجَلِي لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلَخُلُوفٌ فِيهِمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ وَالصَّيَّامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمٌ صَوْمٍ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَتْهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي أَمْرٌ صَائِمٌ. (متفق علیہ) 4-820

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم کے بیٹے کو تمام نیک اعمال کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک دیا جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے روزہ کے سوا کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا روزہ دار اپنی خواہشات اور کھانے پینے کو میری خوشنودی کے لئے چھوڑتا ہے روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی جب وہ روزہ افطار کرتا ہے۔ دوسری خوشی جب اس کی ملاقات اپنے رب سے ہوگی۔ روزے دار کے منہ کی بوالہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے۔ روزہ ڈھال ہے جب تم روزہ رکھو تو فحش کلامی سے احتراز اور جھگڑا سے

اجتناب کرو اگر کوئی شخص روزہ دار کو گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے کہنا چاہیے میں روزہ دار ہوں۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ رمضان میں جنت کے دروازے کھول اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔
- ۲۔ ایمان اور احتساب کے ساتھ روزہ رکھنا اور رات کو قیام کرنا گناہوں سے معافی کی ضمانت ہے۔
- ۳۔ ہر عمل کا اجر دس سے سات سو گنا ہے لیکن روزے کی جزا بے حساب ہے۔
- ۴۔ روزہ دار کے منہ کی بوالہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے۔
- ۵۔ روزہ دار کو بری حرکات اور بد کلامی سے بچنا چاہیے۔
- ۶۔ روزہ سے باہمی ہمدردی اور اخوت پیدا ہوتی ہے۔
- ۷۔ سنت کے مطابق سحری، افطاری کرنے سے کئی بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔



بَابُ رُؤْيَةِ الْهَلَالِ

چاند دیکھنے کے مسائل

يَسْتَلُونَكَ عَنِ الْاَهْلِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ.

اے نبی! آپ سے لوگ چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ فرمادیجئے یہ لوگوں کے لیے نظام اوقات ہے۔ دنیا کا نظام شمس و قمر کے حوالے سے چل رہا ہے۔ شمس و قمر کے بے شمار فوائد کے ساتھ یہ فائدہ بھی ہے کہ چاند سے لوگ رات اور دن کا تعین کرنے کے ساتھ زندگی اور اسکے متعلقات کا حساب و کتاب رکھتے ہیں مسلمانوں کے کیلنڈر کی بنیاد قمری مہینے پر رکھی گئی ہے جو بڑا سادہ اور واضح نظام حیات ہے۔ کیونکہ قمری مہینہ انتیس یا تیس دن کا ہوتا ہے اس میں کسی تیسری گنتی کا تصور نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی کچھ مدت کے بعد لوگوں کو اپنی گھڑیوں کو آگے پیچھے کرنا پڑتا ہے۔ شمسی نظام میں تاریخ کی ابتداء رات بارہ بجے سے شروع ہوتی ہے جو سمجھ سے بالاتر ہے۔ کیونکہ اس میں آدھی رات اور آدھا دن شمار کرنا پڑتا ہے۔ اسی وجہ سے کسی دو سال کے ایام برابر نہیں ہوا کرتے۔ اس کے برعکس قمری مہینہ طلوع چاند سے شروع ہوتا ہے حساب و کتاب کے حوالے سے دن رات آپس میں خلط ملط نہیں ہوتے۔ اور چاند طلوع ہونے کے ساتھ ایک ساعت سے گنتی شروع ہو جاتی ہے۔ اور قمری نظام پر نماز پنجگانہ حج، عید الاضحیٰ اور اسلام کے چوتھے رکن روزے کا آغاز ہوتا ہے۔ لہذا چاند دیکھنا سنت بھی ہے شرعی اور دنیاوی نظام زندگی کا حصہ بھی۔ چاند دیکھنے والے کے بارے میں بنیادی طور پر علماء کے دو نقطہ نظر ہیں۔ اگر ایک آدمی عید یا رمضان اور حج کا چاند دیکھتا ہے تو وہ اپنی رویت پر اعتبار کرتے ہوئے رمضان اور عید کا فیصلہ کر سکتا ہے لیکن مسلمانوں کے اجتماعی نظام کے لیے دو عادل اور صادق القول صاحب کردار آدمیوں کی شہادت ضروری ہے۔ کیونکہ انکے چاند دیکھنے کی اطلاع دینا خبر ہی نہیں شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔ شہادت کے لیے اسلام کا مضبوط اور ایک خصوصی نظام ہے اس معیار پر پورا اترے بغیر کسی کی گواہی کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح شک کی صورت میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ مہینہ تیس دن کا تصور ہوگا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک تم چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور نہ ہی دیکھے کے بغیر افطار کرو۔ چاند نظر نہ آنے کی صورت میں گنتی پوری کرو۔ دوسری روایت میں ہے مہینہ انتیس دن کا بھی ہوا کرتا ہے تم چاند دیکھ کر روزہ رکھو اگر چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کر لیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْا الْهَلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْدِرُوا لَهُ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ. (متفق عليه) 1-821

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم صُومُوا لِرُؤُوتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤُوتِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ. (متفق عليه) 2-822

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور دیکھ کر ہی افطار کرو اگر رمضان کا چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ الشَّهْرَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا وَعَقَدَ الْإِنْبَهَامَ فِي الثَّالِثَةِ ثُمَّ قَالَ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا يَعْنِي تَمَامَ الثَّلَاثِينَ يَعْنِي مَرَّةً تِسْعًا وَعِشْرِينَ وَمَرَّةً ثَلَاثِينَ. (متفق عليه) 3-823

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لکھنے سے نا آشنا لوگ ہیں۔ ہم حساب کا علم بھی نہیں جانتے۔ مہینہ اس طرح، اس طرح اور اس طرح ہے۔ تیسری بار انگوٹھے کو بند رکھا بعد میں فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے پھر فرمایا اس طرح، اس طرح پھر تیسری دفعہ اس طرح کیا یعنی تیس دن کا ہے۔ مہینہ کبھی انتیس دن کا اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر جمع انگوٹھے اور تیسری دفعہ ایک انگوٹھے کو بند رکھتے ہوئے صحابہ کے سامنے ہاتھ کیے اس طرح کتنی سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ مہینہ انتیس یا تیس دن کا ہوا کرتا ہے۔

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَهْرَاعِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ. (متفق عليه) 4-824

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عید کے دو مہینے ثواب میں کم نہیں ہوتے اس سے مراد رمضان اور ذوالحجہ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

یعنی ایک مہینہ تیس دن کا ہوا اور دوسرا انتیس دن ہوگا۔ تو اس ایک مہینہ کا ایک دن کم ہونے کی وجہ سے ثواب میں کمی نہیں ہوتی ثواب پورے مہینے کا ملے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ بِصَوْمٍ صَوْمًا فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ. (متفق عليه) 5-825

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے۔ ہاں اگر کوئی شخص پہلے سے ان ایام کا روزہ رکھتا تھا تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا لِلْعُمْرَةِ فَلَمَّا نَزَلْنَا بِبَطْنِ نَحْلَةٍ تَرَأَيْنَا الْهَلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ فَلَقِينَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْنَا إِنَّا رَأَيْنَا الْهَلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ فَقَالَ أَيُّ لَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوهُ قُلْنَا لَيْلَةٌ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنَّ اللَّهَ مَدَّهُ لِلرُّؤْيَةِ فَهُوَ لَيْلَةٌ رَأَيْتُمُوهُ (وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ) أَهْلَلْنَا رَمَضَانَ وَنَحْنُ بِذَاتِ عِرْقٍ فَأَرْسَلْنَا رَجُلًا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ يُسْأَلُهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ أَمَدَّهُ لِرُؤْيَيْهِ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاكْمِلُوا الْعِدَّةَ. (مسلم) 6-826

ابو البختری رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عمرہ کرنے نکلے جب ہم بطنِ نخلہ مقام میں اترے تو ہم نے چاند دیکھا۔ بعض نے کہا یہ تو تیسری رات کا ہے اور کچھ نے کہا یہ دوسری رات کا ہے۔ جب ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملے ہم نے انہیں بتایا کہ ہم نے چاند دیکھا بعض نے کہا کہ یہ تو تیسری رات کا ہے کچھ اسے دوسری رات کا کہتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ تم نے کس رات چاند دیکھا؟ ہم نے بتایا کہ فلاں رات دیکھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند دیکھنے کے وقت کو رمضان قرار دیا ہے۔ پس وہ رات رمضان کی ہے جس رات تم نے چاند دیکھا۔ ابو البختری کی ایک اور روایت میں ہے کہ ہم نے ذاتِ عرق کے مقام پر چاند دیکھا ہم نے ایک شخص کو حضرت ابن عباس کی طرف بھیجا کہ وہ ان

سے پوچھے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلاشبہ اللہ نے چاند دیکھنے کے لیے اسے بڑھا دیا ہے اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو جائے تو (شعبان کے) تیس دن پورے کرو۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ رمضان کا آغاز اور اختتام چاند دیکھ کر کرنا چاہیے۔ شک کی صورت میں شعبان کے تیس دن پورے کرنا ہوں گے۔
- ۲۔ قمری مہینہ انتیس یا تیس دن کا ہوا کرتا ہے۔
- ۳۔ استقبالِ رمضان کے طور پر شعبان کے آخر میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔
- ۴۔ معمول کے نفلی روزے رکھنے والا شعبان کے آخر میں بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔
- ۵۔ رمضان سے پہلے استقبالیہ پروگرام رکھنا مناسب نہیں۔



بَابُ فِي السُّحُورِ

سحری کے مسائل

پہلی فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھایا کرو یقیناً سحری کھانے میں برکت ہے۔
(بخاری و مسلم)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب اور ہمارے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے۔ (مسلم)

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ ہمیشہ بھلائی پر رہیں گے جب تک وہ افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات ادھر سے آجائے اور دن ادھر سے چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار روزہ افطار کر دے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے میں وصال سے منع فرمایا۔ اس پر ایک شخص نے آپ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ تو وصال کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کون میرے جیسا ہو سکتا ہے؟ میں تو رات گزارتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

ابو عطیہ رحمہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسروق کی معیت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا۔ ہم نے عرض کیا

الفصل الاول

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَاتًا. (متفق علیہ) 1-827

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَضَّلْ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةَ السُّحْرِ. (مسلم) 2-828

عَنْ سَهْلِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ. (متفق علیہ) 3-829

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَهُنَا وَادْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ. (متفق علیہ) 4-830

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ إِنَّكَ تَوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ وَآيُكُمْ مَثَلِي إِنْ أَيْتُ يُطْعِمْنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي. (متفق علیہ) 5-831

الفصل الثالث

عَنْ أَبِي عَطِيَّةٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْنَا يَا أُمَّ

الْمُؤْمِنِينَ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ
 أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ
 وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ
 قَالَتْ أَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ
 قُلْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ ﷺ قَالَتْ هَكَذَا
 صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْآخَرُ أَبُو
 مُوسَى ﷺ (مسلم) 6-832

اے ام المؤمنین! رسول گرامی ﷺ کے صحابہ میں سے دو
 شخص ایسے ہیں ان میں سے ایک افطاری اور نماز ادا کرنے
 میں جلدی کرتا ہے دوسرا افطاری تاخیر سے کرتا ہے اور نماز
 بھی تاخیر سے پڑھتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
 پوچھا ان میں سے کون افطاری اور نماز پڑھنے میں جلدی کرتا
 ہے۔ ہم نے بتایا حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ۔ حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سرور دو عالم ﷺ بھی ایسے ہی

کیا کرتے تھے۔ دوسرے صحابی ابو موسیٰ اشعری ﷺ تھے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ سحری کھانا آپ ﷺ کی سنت اور صحت کے لئے باعثِ قوت ہے۔
- ۲۔ سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کرنا افضل اور فطرت کا تقاضا ہے۔
- ۳۔ مسلسل نفلی روزے رکھنا غیر افضل اور صحت کے لئے مضر ہیں۔



بَابُ تَنْزِيهِ الصَّوْمِ

روزے کی حالت میں کن چیزوں سے اجتناب کیا جائے

اللہ تعالیٰ نے روزہ کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ روزے اس لیے فرض کر دیے گئے ہیں تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے۔ اس فرمان کی تشریح کرتے ہوئے رسول محترم ﷺ نے روزہ کی حالت میں بری حرکات اور فحش گفتار سے اجتناب کرنے کا حکم دیا۔ اور روزہ رکھ کر کچھ ایسے امور کی رخصت سے نوازا جس سے روزہ نبھانے میں آسانی ہو۔ روزے میں غسل کرنا، جسم پر تیل لگانا، خوشبو استعمال کرنا، تازہ مسواک کے استعمال اور گرمیوں میں کپڑوں کو گिला کرنے کی اجازت عنایت فرمائی۔ حتیٰ کہ میاں بیوی کو اپنے آپ پر ضبط رکھنے کی صورت میں ایک حد تک قربت اختیار کرنے کا اختیار دیا۔ اگر روزے دار بھول کر کوئی چیز کھاپی لے تو فرمایا اسے کسی قسم کا غم کرنے کے بجائے یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ ہی نے اسے کھلایا پلایا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ. (بخاری) 1-833

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹ اور اس پر عمل نہیں چھوڑتا اللہ کو کچھ پروا نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُقْبَلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِأَرْبِهِ. (متفق علیہ) 2-834

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ روزے کی حالت میں بوس و کنار کرتے اور آپ تم سب سے زیادہ خواہش پر قابو رکھنے والے تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کا روزے کی حالت میں بوس و کنار کرنا اس لیے نہیں تھا کہ آپ اس معاملہ میں نعوذ باللہ بڑے جذباتی تھے۔ اس کی وضاحت تو ام المؤمنین نے فرمادی ہے کہ آپ ﷺ اپنے آپ پر بے انتہا ضبط رکھنے والے تھے۔ یہ تو اپنی امت کے لیے تھا تا کہ مسلمانوں کو پتہ چل جائے کہ اگر کسی کی نئی نئی شادی ہوئی ہو یا وہ معمول کے تحت اپنی بیوی سے محبت کا اظہار کرنا چاہتا ہے تو اسے اجازت ہے۔ بشرطیکہ وہ حد سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے۔

عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُذَرِّكُهُ الْفَجْرُ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ مِّنْ غَيْرِ حُلُمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُومُ. (متفق علیہ) 3-835

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ اس حال میں صبح کرتے کہ آپ جنبی ہوتے یہ جنابت احتلام کی وجہ سے نہیں ہوتی تھی۔ آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اخْتَجَمَ وَهُوَ مُحَرَّمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ. (متفق عليه) 4-836

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيَتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ. (متفق عليه) 5-837

وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكْتُ قَالَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ اجْلِسْ وَمَكَتِ النَّبِيُّ ﷺ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بَعْرَقٌ فِيهِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمَكْتُلُ الضَّخْمُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ أَنَا قَالَ خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعْلَى أَفْقَرٍ مِنِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَاللَّهِ مَا بَيْنَ لَا بَتِّيهَا يُرِيدُ الْحَرَّتَيْنِ أَهْلُ بَيْتِ أَفْقَرٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ أَطْعَمَهُ أَهْلَكَ. (متفق عليه) 6-838

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں سرورِ دو عالم ﷺ نے حالتِ احرام اور حالتِ روزہ میں سینکیاں لگوائیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا جس نے حالتِ روزہ میں بھول کر کھاپی لیا۔ وہ اپنا روزہ مکمل کرے کیونکہ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے آ کر عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں برباد ہو گیا آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو غلام آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ کیا تو دو مہینے مسلسل روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جائیے۔ آپ کچھ دیر ٹھہرے رہے۔ ہم وہاں ہی تھے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا ٹوکرا پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا سائل کہاں ہے؟ وہ بول اٹھا میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھجوریں اٹھائیے اور صدقہ کیجیے۔ وہ عرض کرتا ہے اے اللہ کے رسول! اپنے سے زیادہ فقیر پر کروں۔ اللہ کی قسم! مدینہ کے سنگلاخوں کے درمیان میرے گھروالوں سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ نبی گرامی نے

یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا جا اپنے گھروالوں کو کھلا دے۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ

عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ سِئِلَ

سے پوچھا گیا کیا تم روزہ دار کے لئے سیکنی لگوانا رسول معظم ﷺ کے زمانہ میں مکروہ سمجھتے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں ہاں سوائے کمزوری ہونے کی وجہ سے۔ (بخاری)

أَسْ بُنْ مَالِكٍ ﷺ كُنْتُمْ تَكْرَهُونَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ. (بخاری)

7-839

حضرت عطاء ﷺ بیان کرتے ہیں اگر کوئی شخص منہ میں پانی ڈال کر پھر نکال دے تو کوئی حرج نہیں اگرچہ وہ تھوک اور منہ میں موجود باقی تری کو نگل لے البتہ عک لک نہ چبائے اگر عک لعاب کو نگل لیا تو میں نہیں کہتا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔ البتہ اس سے لوگوں کو منع کرنا چاہیے۔ (امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔)

وَعَنِ الْبَخَارِيِّ تَعْلِيْقًا قَالَ كَانَ ابْنُ عَمْرٍ ﷺ يَحْجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَرَكَهُ فَكَانَ يَحْجِمُ بِاللَّيْلِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ إِنْ تَمَضَّضَ ثُمَّ أَلْرَغَ مَالِي فِيهِ مِنَ الْمَاءِ لَا يَضُرُّهُ أَنْ يَزِدَّ فَرِيْقَهُ وَمَاذَا بَقِيَ فِي فِيهِ وَلَا يَمَضَّضُ الْعِلْكَ فَإِنْ زُدَّ فَرِيْقُ الْعِلْكَ لَا أَقُولُ إِنَّهُ يَفْطُرُ وَلَكِنْ يُنْهَى عَنْهُ. (بخاری) 8-840

فہم الحدیث

اس زمانے میں عک ایک درخت کی لکڑی ہوتی تھی۔ جو سوکھ جاتی تو لوگ ذائقہ اور خوشبو کیلئے اسے منہ میں رکھ کر چباتے تھے جیسا کہ ہمارے ہاں ملتھی چبائی جاتی ہے

خلاصہ باب

۱۔ برے اعمال اور جھوٹ بولنے سے روزہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ ۲۔ طبیعت میں ضبط ہونے کی صورت میں بیوی سے بوس و کنار کیا جاسکتا ہے تاہم جوان آدمی کو پرہیز کرنے کی تلقین فرمائی۔ ۳۔ آدمی ہو یا عورت جنبی حالت میں روزہ رکھ سکتے ہیں البتہ نماز کے لئے غسل لازم ہوگا۔ ۴۔ عورت جنبی ہونے کی حالت میں کھانا پکا سکتی ہے۔ ۵۔ روزہ کی حالت میں ڈاکٹر کے مشورے سے ٹیکہ لگوا یا جاسکتا ہے۔ ۶۔ مسواک، برش اور پیسٹ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ۷۔ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ۸۔ روزہ کی حالت میں ہم بستری کرنے والے کو ایک غلام آزاد کرنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا پھر دو مہینے کے مسلسل روزے رکھنا ہوں گے۔ ۹۔ غسل اور کلی کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ۱۰۔ گرمی کی وجہ سے نہانایا کپڑے گیلے کرنا جائز ہیں۔



بَابُ صَوْمِ الْمَسَافِرِ

مسافر کے روزوں کے بارے میں

سفر دینی مقصد کیلئے ہو یا دنیاوی کام کیلئے اس میں سکون اور وہ سہولتیں حاصل نہیں ہو سکتیں جو آدمی کو اپنے گھر میں حاصل ہوا کرتی ہیں۔ شریعت نے سفری مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے نماز میں قصر اور سفر کے دوران روزے کا مکمل طور پر اختیار دیا ہے۔ کہ چاہے تو روزہ رکھ لے۔ اگر طبیعت نہیں مانتی تو روزہ چھوڑنے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ تاہم اسے چھوڑے ہوئے روزے بعد میں رکھنے ہوں گے اگر وہ روزہ رکھ کر سفر کے دوران روزہ افطار کرنا چاہتا ہے تو اس پر بھی شریعت میں ذرہ برابر کاوٹ نہیں۔ نبی مکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سفر میں روزہ رکھنا اور چھوڑنا دونوں صورتوں کا ثبوت ملتا ہے۔ بعض علماء لفظی موشگافیوں میں پڑ کر یہ بات کہتے ہیں کہ آجکل ذرائع آمد و رفت نے سفر کو بہت آسان کر دیا ہے لہذا روزہ رکھنا چاہیے۔ مگر وہ اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ شریعت کسی ایک علاقے، شہر یا صرف امیروں کیلئے ہی نہیں بلکہ یہ تو عالم گیر ضابطہ حیات ہے جس میں ہر علاقے اور ہر زمانے کے لوگوں کا خیال رکھا گیا ہے۔ روزہ چھوڑنے کے لیے سفر کی مسافت اتنی ہی ہوگی جس مسافت کا نماز قصر کے لیے تعین کیا گیا ہے۔ وہ اپنے شہر کے حدود سے کم از کم تیس ۲۳ کلومیٹر ہے۔ یا درہے پہاڑی علاقوں کا ۲۳ کلومیٹر کا پیدل سفر آج بھی کئی گھنٹوں میں طے ہوتا ہے۔ اور آدمی کو ہلکان کر دیتا ہے۔ اس رخصت کے باوجود کوئی سفر میں روزہ رکھنا چاہتا ہے تو اسے اختیار ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے رسول معظم ﷺ سے پوچھا کیا میں سفر میں روزہ رکھوں؟ کیونکہ وہ اکثر روزہ رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر چاہو تو روزہ رکھو چاہو تو چھوڑ دو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رمضان کی سولہ تاریخ کو رسول محترم ﷺ کی معیت میں جنگ لڑی۔ ہم میں سے کچھ لوگ روزہ دار تھے اور کچھ لوگ روزے سے نہیں تھے روزہ داروں نے روزہ نہ رکھنے والوں کو ملامت نہ کی اور نہ روزہ نہ رکھنے والوں نے روزہ داروں پر کچھ اعتراض کیا۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرِو الْأَسْلَمِيِّ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَصُومُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيرَ الصِّيَامِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ. (متفق عليه) 1-841

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِسِتِّ عَشْرَةِ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ أَفْطَرَ فَلَمْ يَعْصِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ. (مسلم) 2-842

عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي سَفَرٍ فَرَأَى زَحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظَلَّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا هَذَا قَالُوا صَائِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ. (متفق عليه) 3-843

حضرت جابر رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے آپ نے دیکھا ایک اژدھام ہے اور ایک شخص پر سایہ کیا گیا ہے آپ نے پوچھا کیا ہوا؟ صحابہ نے بتایا کہ یہ روزہ دار ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ فَسَقَطَ الصَّوْمُ أَمُونٌ وَقَامَ الْمُفْطِرُونَ فَضْرَبَ الْأَبْنِيَّةَ وَسَقَوُا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ. (متفق عليه) 4-844

حضرت انس رضي الله عنه بیان کرتے ہیں ہم سفر میں نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم میں سے کچھ لوگ روزہ دار تھے اور کچھ روزہ دار نہ تھے۔ سخت گرمی میں ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا روزہ دار رک گئے اور آرام کرنے لگے جو روزہ دار نہ تھے وہ اٹھے انہوں نے خیمے لگائے اور اونٹوں کو پانی پلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج روزہ نہ رکھنے والے ثواب میں سبقت لے گئے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَفَعَهُ إِلَى يَدِهِ لِيَرَاهُ النَّاسُ فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَدْ صَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ شَرِبَ بَعْدَ الْعَصْرِ. 5-845

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے آپ روزے سے تھے عسفان مقام پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس کو اپنے ہاتھ میں لے کر اونچا کیا تاکہ حاضرین آپ کو دیکھ سکیں کہ آپ نے روزہ افطار کر لیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ پہنچے۔ یہ واقعہ رمضان کا ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا بھی اور نہیں بھی رکھا۔ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔ (بخاری و مسلم) مسلم میں حضرت

جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد پانی پیا تھا۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت جابر رضي الله عنه بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے سال رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ کی طرف روانہ

عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ

كُرَاعَ الْغَمِيمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ فَرَفَعَهُ حَتَّى نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيلَ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ أُولَئِكَ الْعَصَاةُ أُولَئِكَ الْعَصَاةُ. (مسلم)

6-846

ہوئے آپ نے روزہ رکھا اور اصحابہ کرام ﷺ نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا۔ جب آپ کراع الغمیم پہنچے وہاں آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا اسے اونچا کیا تاکہ صحابہ کرام ﷺ دیکھ لیں پھر آپ کو بتایا گیا کہ کچھ صحابہ ﷺ کا اب بھی روزہ ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ نافرمان ہیں، یہ لوگ نافرمان ہیں۔ (مسلم)

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ ؓ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أَجِدُ بِي قُوَّةَ عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ قَالَ هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فَمَنْ أَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُصُومَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ. (مسلم) 7-847

حمزہ بن عمرو اسلمی ؓ بیان کرتے ہیں انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں کیا مجھے گناہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سفر میں اللہ کی طرف سے اجازت ہے۔ جو شخص رخصت پر عمل کرے اس کے لیے بہتر ہے جو شخص روزہ رکھنا پسند کرے اس پر کچھ گناہ نہیں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

سفر میں روزہ رکھنے اور چھوڑنے کے بارے میں دونوں طرح کی روایات ہیں۔ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر شدید ترین گرمی ہو اور آدمی کے لیے روزہ رکھنا دشوار ہو تو روزہ چھوڑنا افضل ہے۔ بالخصوص جب دشمن کے خلاف مسلمان صف آرا ہوں تو روزہ افطار کر دینا چاہیے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے صحابہ ﷺ کو دکھا کر عصر کے بعد پانی پیا اسکے باوجود جنہوں نے روزہ افطار نہیں کیا ان پر خفگی کا اظہار فرمایا۔ عام حالات میں سفر میں روزہ رکھنا یا افطار کرنا دونوں طرح جائز ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ سفر میں فرض روزہ رکھنے یا چھوڑنے کی اجازت ہے۔
- ۲۔ سفر میں شدید وقت کی حالت میں روزہ رکھنے کو آپ ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔
- ۳۔ روزہ دار سفر میں روزہ توڑ سکتا ہے۔



بَابُ الْقَضَاءِ

روزوں کی قضاء

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ میں نے رمضان کے روزوں کی قضا دینی ہوتی تھی۔ مجھے شعبان میں ہی قضا دینے کا وقت ملتا تھا۔ یحییٰ بن سعید راوی بیان کرتے ہیں ان کا مقصود یہ تھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مشغول رہتیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا عورت کا خاوند گھر میں موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ اور نہ ہی اس کی اجازت کے بغیر وہ کسی شخص کو گھر میں آنے کا موقع دے۔ (مسلم)

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ حیض والی عورت روزوں کی قضا دیتی ہے، نماز کی قضا نہیں دیتی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ہمیں حیض کا معاملہ درپیش آتا تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا لیکن نمازوں کی قضا کا حکم نہ دیا جاتا۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص فوت ہوا اور اس پر روزے واجب تھے تو اس کا ولی اسکی جانب سے روزے رکھے۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَكُونُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقْضِيَ إِلَّا فِي شَعْبَانَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ يَعْنِي الشُّغْلَ مِنَ النَّبِيِّ أَوْ بِالنَّبِيِّ ﷺ. (متفق عليه) 1-848

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنُ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ. (مسلم) 2-849

عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ يُصِيبُنَا ذَلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ. (مسلم) 3-850

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ. (متفق عليه) 4-851

خلاصہ باب

- ۱۔ قضا روزے سال بھر میں جب چاہے رکھے جاسکتے ہیں۔
- ۲۔ نفلی روزہ عورت کا خاوند کی مرضی کے بغیر نہیں رکھ سکتی۔ جب کہ اس کا خاوند گھر میں ہو۔
- ۳۔ حیض کے ایام کی نمازیں معاف ہیں لیکن فرضی روزے رکھنے ہوں گے۔

بَابُ صِيَامِ التَّطَوُّعِ

نفلی روزے

دین اسلام کے احکامات دو طرح کے ہیں ایک وہ جن کو اسلام کی اساس اور بنیاد قرار دیکر فرض ٹھہرایا گیا ہے۔ دوسرے وہ مسائل اور احکامات ہیں جن کو فرائض میں کمی بیشی کی تلافی لوگوں کی فلاح و بہبود اور اللہ تعالیٰ کی قربت کا وسیلہ ٹھہرایا ہے۔ فرض نماز کے ساتھ سنتیں اور نوافل مقرر کیے، زکوٰۃ کے ساتھ نفل صدقات رکھے گئے، حج کی ادائیگی کے بعد عمرہ کا ثواب بیان کیا گیا اور فرض روزوں کے علاوہ نفل روزے رکھنے کی ہدایت فرمائی تاکہ رب کریم کا قرب حاصل ہو سکے۔ نفل روزے کے بارے میں آپ ﷺ سائل کی صحت اور اسکے حالات دیکھ کر ترغیب دیا کرتے تھے۔ نفل روزے میں اس قدر رخصت عنایت فرمائی کہ اگر کوئی شخص چاہے تو سارا دن روزہ رکھنے کے باوجود عصر کے بعد روزہ توڑ سکتا ہے۔ اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ البتہ نفل روزے کی قضا کے بارے میں یہ وضاحت نہیں پائی جاتی کہ کسی دوسرے دن اسکی قضا دینا ہوگی یا نہیں۔ اسی وجہ سے نفل روزے کی قضا کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ پے در پے نفل روزے رکھتے۔ یہاں تک کہ ہم خیال کرتے کہ آپ روزہ نہیں چھوڑیں گے۔ جب آپ چھوڑتے تو ہم سمجھتے کہ اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے کبھی رمضان کے علاوہ ایک ماہ کے روزے رکھے ہوں۔ اور میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے ہوں۔ ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى يَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى يَقُولَ لَا يَصُومُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِي شَعْبَانَ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَتْ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَكَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا. (متفق عليه) 1-852

ہیں: آپ ﷺ شعبان کے اکثر دنوں میں روزے رکھتے تھے۔ اور بہت کم روزے چھوڑتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا نبی محترم ﷺ کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا مجھے علم نہیں کہ آپ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی مہینے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا كُلَّهُ قَالَتْ مَا عَلِمْتُه صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ إِلَّا رَمَضَانَ وَلَا أَفْطَرَهُ كُلَّهُ حَتَّى يَصُومَ مِنْهُ حَتَّى

کے پورے روزے رکھے ہوں اور کسی مہینے میں بالکل

روزے نہ رکھے ہوں بلکہ ہر مہینے کچھ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (مسلم)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سَأَلَهُ أَوْ سَأَلَ رَجُلًا وَعِمْرَانُ يَسْمَعُ فَقَالَ يَا أَبَا قَلَانِ أَمَا صُمْتَ مِنْ سَرَرِ شُعْبَانَ قَالَ لَا قَالَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ. (متفق عليه) 3-854

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے یا کسی دوسرے شخص سے دریافت فرمایا اور عمران رضی اللہ عنہ سن رہے تھے۔ آپ نے پوچھا اے ابو قلاں! کیا تو نے شعبان کے آخری دنوں کے روزے رکھے ہیں؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا:

جب تو رمضان کے روزوں سے فارغ ہو جائے تو دو روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ. (مسلم) 4-855

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا رمضان کے بعد زیادہ فضیلت والے روزے اللہ کے نزدیک محرم کے روزے ہیں اور فرض نماز کے بعد افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔ (مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرَّى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلَى غَيْرِهِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهَذَا الشَّهْرُ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ. (متفق عليه) 5-856

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ کو میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ایسے دن کے روزے کے لئے کوشاں ہوں جس کو دوسرے دنوں پر فضیلت دی ہے سوائے عاشورہ اور رمضان کے روزوں کے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ حِينَ صَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ يَوْمٌ يُعْظِمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَسُنْ بَقِيْتُ إِلَى قَابِلٍ لَا صُومَ النَّاسِ. (مسلم) 6-857

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے جب عاشورہ کے دن کا روزہ رکھا اور اس کا حکم دیا۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اس دن کی تو یہودی اور عیسائی بھی تعظیم کرتے ہیں۔ اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو میں نو محرم کا بھی روزہ رکھوں گا۔ (مسلم)

عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ نَاسًا تَمَارًا وَعِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ

حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے پاس عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزے کے بارے میں گفتگو کی۔ بعض نے

بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهُ. (متفق عليه) 7-858

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَائِمًا فِي الْعَشْرِ قَطُّ. (مسلم) 8-859

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ؓ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ كَيْفَ تَصُومُ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ قَوْلِهِ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ غَضَبَهُ قَالَ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ فَجَعَلَ عُمَرُ يُرَدِّدُ هَذَا الْكَلَامَ حَتَّى سَكَنَ غَضَبُهُ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ الدَّهْرَ كُلَّهُ قَالَ لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ أَوْ قَالَ لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يَفْطِرْ قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ وَيُطِيقُ ذَلِكَ أَحَدٌ قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ ذَلِكَ صَوْمٌ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ قَالَ وَدِدْتُ أَنِّي طَوَّقْتُ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ فَهَذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ صِيَامُ يَوْمٍ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ وَصِيَامُ يَوْمٍ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ. (مسلم) 9-860

کہا کہ آپ ﷺ نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ جب کہ کچھ کا خیال تھا کہ آپ نے روزہ نہیں رکھا۔ چنانچہ میں نے آپ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ بھیجا آپ عرفہ میں اپنے اونٹ پر سوار تھے۔ آپ نے دودھ نوش فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے کبھی رسول معظم ﷺ کو عشرہ ذوالحجہ میں روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (مسلم)

حضرت ابو قتادہ ؓ بیان کرتے ہیں ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے آپ کیسے روزے رکھتے ہیں۔ آپ نے اس سوال کو محسوس فرمایا۔ حضرت عمر ؓ نے آپ کی خفگی دیکھی تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کلمات کو دہراتے رہے یہاں تک کہ آپ کی خفگی دور ہو گئی۔

پھر حضرت عمر ؓ عرض کرتے ہیں اے اللہ کے رسول! اس شخص کا کیا ہوگا جو زندگی بھر روزے رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے نہ روزہ رکھا نہ اس نے روزے چھوڑا یا آپ نے فرمایا اس نے روزے رکھے نہ روزے افطار کئے۔ حضرت عمر ؓ نے دریافت کیا: اس شخص کے بارے میں کیا فرمان ہے جو دو دن روزہ رکھتا ہے اور ایک دن چھوڑتا ہے؟ آپ نے استفسار فرمایا: کہ کسی میں اتنی طاقت ہے؟ حضرت عمر ؓ تیسری بار عرض کرتے ہیں: اس شخص کے متعلق کیا ارشاد ہے جو ایک دن روزہ رکھتا ہے؟ اور ایک دن افطار کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ حضرت عمر ؓ چوتھی دفعہ پوچھتے ہیں:

اس شخص کے بارے میں فرمایا جو ایک دن روزہ رکھتا ہے اور دو دن چھوڑتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے اسکی طاقت نصیب ہو جائے۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر ماہ تین دن کے اور رمضان سے رمضان کے روزے زندگی بھر کے روزے ہیں۔ یوم عرفہ کے روزہ کے بارے مجھے اللہ سے امید ہے کہ اس سے پہلے سال اور اس کے بعد کے سال کا کفارہ ہوں گے۔ اور عاشورہ کے روزہ کے متعلق میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں وہ اس سے پہلے سال کے گناہوں کا کفارہ فرمادیں گے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْإِلْنَيْنِ فَقَالَ فِيهِ وَلَدْتُ وَفِيهِ أَنْزَلَ عَلَيَّ. (مسلم) 10-861

حضرت ابو قتادہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ سے سو موار کے روزے کے بارے میں دریافت کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی کی ابتدا ہوئی۔ (مسلم)

عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ لَهَا مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ يَسَالِي مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُومُ. (مسلم) 11-862

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ہر ماہ تین دن کے روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں رکھتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا مہینے میں کون سے دنوں کے روزے رکھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا آپ ﷺ کچھ پروا نہیں کرتے تھے کہ مہینے کے کون سے دنوں کے روزے رکھے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ ؓ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اتَّبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ. (مسلم) 12-863

حضرت ابو ایوب انصاری ؓ نے عمرو بن ثابت ؓ کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ. (متفق علیہ) 13-864

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے عید الفطر اور عید قربان کے دنوں کے روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا صَوْمَ فِي يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى. (متفق علیہ) 14-865

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں کے روزے نہیں ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ نُبَيْشَةَ الْهَذَلِيَّ ۖ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللَّهِ. (مسلم) 15-866

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۖ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَصُومُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ يَصُومَ قَبْلَهُ أَوْ يَصُومَ بَعْدَهُ. (متفق عليه) 16-867

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي وَلَا تَخْتَصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ. (مسلم) 17-868

عَنْ أَبِي سَعِيدِنَ الْخُدْرِيِّ ۖ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَعْدَ اللَّهِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا. (متفق عليه) 18-869

حضرت نبیہ ہذلیؓ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ایام تشریق (۱۰ تا ۱۳) کے ایام کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے لئے ہیں۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے، ہاں اس سے پہلے یا بعد والے دن کا روزہ رکھا جائے تو جائز ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ ہی بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: راتوں میں سے جمعہ کی رات کا قیام اور دنوں میں جمعہ کے دن کا روزہ خاص نہ کیا کرو۔ اور ہاں اگر اس تاریخ کو تم میں کوئی شخص روزہ رکھتا ہے تو جائز ہے۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایک دن اللہ کے راستے میں روزہ رکھا! اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو دوزخ سے ستر سال کی مسافت کے برابر دور فرما دے گا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

یعنی کوئی آدمی ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن کے روزہ رکھتا ہے اور اس حساب کے مطابق اس کا روزہ جمعہ کے دن آتا ہے۔ تو وہ جمعہ کا روزہ رکھ سکتا ہے۔ یا کسی کے روزے رہتے ہیں وہ تو اتر کے ساتھ رکھ رہا ہے تو اسے بھی جمعہ کا روزہ جائز ہے۔ بصورت دیگر جمعہ کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ تاکہ آدمی جمعہ پوری نشاط کے ساتھ ادا کر سکے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا۔ اے عبداللہ مجھے بتایا گیا ہے کہ تو دن کو روزہ اور پوری رات قیام کرتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ کے رسول! ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو روزہ رکھنا اور چھوڑنا بھی چاہئے۔ قیام بھی کرو اور آرام بھی کیونکہ تیرے جسم، تیری آنکھ، تیری بیوی اور تیرے مہمان کا تجھ پر

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ ۖ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَأَفِطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِحَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِرِزْقِكَ عَلَيْكَ

حَقًّا وَإِنْ لَزُورِكَ عَلَيْكَ حَقًّا لَا صَامَ مَنْ
صَامَ الدَّهْرَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ
صَوْمُ الدَّهْرِ كُتِبَ صُمْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ
وَأَقْرَأَ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ
أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ
صَوْمَ دَاوُدَ صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ وَأَقْرَأُ فِي
كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ.
(متفق عليه) 19-870

الفصل الثالث

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ صِيَامًا
يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا
هَذَا الْيَوْمُ الَّذِي تَصُومُونَهُ فَقَالُوا هَذَا يَوْمٌ
عَظِيمٌ أَتَجَى اللَّهُ فِيهِ مُوسَى وَقَوْمُهُ وَغَرَّقَ
فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ فَصَامَهُ مُوسَى شُكْرًا فَنَحْنُ
نَصُومُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَنَحْنُ أَحَقُّ
وَأَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ. (متفق عليه) 20-871

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَيَحْتَنِي
عَلَيْهِ وَيَتَعَاهَدُنَا عِنْدَهُ فَلَمَّا فَرَضَ رَمَضَانُ لَمْ
يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا عَنْهُ وَلَمْ يَتَعَاهَدْنَا عِنْدَهُ.
(مسلم) 21-872

حق ہے۔ اس شخص کا روزہ نہیں جو مسلسل روزے رکھتا ہے۔
ہر ماہ میں تین دن کے روزے سال بھر کے روزے رکھنے کے
برابر ہیں۔ ہر مہینے تین روزے اور ایک بار قرآن پاک
تلاوت کیا کرو۔ میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی
طاقت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم افضل روزہ رکھو!
وہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے ایک دن روزہ رکھنا اور دوسرے
دن چھوڑنا اور سات راتوں میں ایک بار قرآن پاک ختم کر لیا
کرو اس سے زیادہ نہ پڑھو۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:
جب رسول اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے آپ نے
دیکھا! یہود محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھتے ہیں۔ آپ
نے ان سے دریافت کیا: کہ اس دن کا روزہ کیوں رکھتے
ہو؟ انہوں نے کہا یہ عظمت والا دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ
نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات عطا کی۔ فرعون اور
اس کی قوم کو غرق کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن
اللہ کے شکرانے کے طور پر روزہ رکھا۔ لہذا ہم بھی روزہ
رکھتے ہیں یہ سن کر رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہم تم سے
زیادہ حق رکھتے ہیں اور تم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
زیادہ قریب ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دس محرم کا روزہ رکھا اور رکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ
عاشورہ کے دن کے روزے کا حکم دیتے، روزہ رکھنے کی رغبت
دلاتے اور خیال رکھتے لیکن جب رمضان کے روزے فرض
ہوئے تو آپ نے ہمیں نہ عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا اور نہ
منع کیا اور نہ ہی اس کے بارے میں ہمارا خیال رکھا۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ رمضان المبارک کے علاوہ پورے مہینے کے روزے رکھنا آپ ﷺ سے ثابت نہیں۔
- ۲۔ رمضان المبارک کے بعد محرم کے دو روزے سب سے افضل ہیں۔
- ۳۔ نو، دس یا دس گیارہ محرم کو روزہ رکھنا چاہیے۔
- ۴۔ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے تھے، آپ ﷺ نے صوم داؤد کو پسند فرمایا بشرطیکہ کوئی اس کی طاقت رکھتا ہو۔
- ۵۔ ہر عربی مہینے کی تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخ کو آپ ﷺ روزہ رکھتے تھے۔ مصروفیت کے تحت دوسرے ایام میں رکھتے تھے۔
- ۶۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔
- ۷۔ جمعہ کے دن روزہ اور جمعرات کو عبادت کے لئے مخصوص کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔
- ۸۔ ایک نفلی روزے کی برکت سے آدمی جہنم سے ستر سال کی مسافت کے برابر دور ہو جاتا ہے۔
- ۹۔ مہینے میں تین روزے رکھنا اور ایک دفعہ قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرنا افضل ترین عمل ہے۔
- ۱۰۔ شوال کے چھ روزے رکھنے والے کو سال بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔
- ۱۱۔ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا آپ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔
- ۱۲۔ عرفہ کے دن کا روزہ اگلے پچھلے سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔



بَابُ فِي الْإِفْطَارِ مِنْ صِيَامِ التَّطَوُّعِ

نفل روزوں کا افطار کرنا

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن میرے پاس تشریف لائے۔ آپ نے دریافت کیا تمہارے ہاں کوئی چیز ہے؟ تو میں نے نفی میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا چلو میں روزے سے ہوں۔ ایک اور دن ہمارے ہاں تشریف لائے ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہمیں حلوہ تحفہ بھیجا گیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّي إِذَا صَائِمٌ ثُمَّ أَتَانَا يَوْمًا آخَرَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهْدَى لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ أَرِنِيهِ فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا فَأَكَلْتُ. (مسلم) 1-873

آپ ﷺ نے فرمایا مجھے دکھاؤ میں صبح سے روزے سے ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے روزہ افطار کر دیا۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گئے انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھجور اور گھی پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم گھی کو مشکیزے میں اور کھجوروں کو اس کے برتن میں واپس رکھ دو اس لئے کہ میرا روزہ ہے آپ ﷺ نے گھر کے ایک کونے میں نفل نماز پڑھی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا اور اس کے گھر والوں کے لئے دعا کی۔ (بخاری)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ أُمِّ سُلَيْمٍ فَأَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ فَقَالَ أَعِيدُوا سَمْنَكُمْ فِي سِقَائِهِ وَتَمْرَكُمْ فِي وَعَائِهِ فَإِنِّي صَائِمٌ ثُمَّ قَامَ إِلَى نَاحِيَةِ مَنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى غَيْرَ الْمَكْتُوبَةِ فَدَعَا لَأُمِّ سُلَيْمٍ وَأَهْلِ بَيْتِهَا. (بخاری) 2-874

فہم الحدیث

ام سلیم حضرت انس کی والدہ ہیں رشتہ کے لحاظ سے آپ کی خالہ تھیں جسکی وجہ سے آپ ﷺ کبھی کبھی ان کے گھر تشریف لے جاتے اور بسا اوقات انکے ہاں آرام بھی فرمایا کرتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور اس نے روزہ رکھا ہوا ہو تو وہ کہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ أَنِّي صَائِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِذَا

دُعَى أَحَدِكُمْ فَلْيُجِبْ فَإِنْ كَانَ صَائِمًا
فَلْيُصَلِّ وَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا
فَلْيُطْعَمْ. (مسلم) 3-875

میں روزے سے ہوں اور دوسری روایت میں ہے آپ
ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو
وہ دعوت قبول کر لے اگر وہ روزہ دار ہے تو گھر والوں

کے لیے برکت کی دعا کرے اور اگر روزے دار نہ ہو تو کھانا کھائے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ نفلی روزے کی نیت دوپہر کے وقت بھی کی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ صبح سے کھایا پیانا نہ ہو۔
- ۲۔ میزبان کی دلجوئی کے لئے نفلی روزہ توڑ دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔
- ۳۔ آپ ﷺ کبھی نفلی روزہ افطار فرماتے اور کبھی کھانے سے انکار فرمادیتے۔



بَابُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

شب قدر کی فضیلت

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلَّمَ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

”ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور تو کیا جانے کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ فرشتے اور جبریل امین اس میں اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں۔ یہ رات طلوع فجر تک سراسر سلامتی ہے۔“

بعض علما کی زیادتیاں

شب قدر کے بارے میں رسول معظم ﷺ نے دو ٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں آیا کرتی ہے۔ جس رات کے بارے میں آپ ﷺ نے لیلۃ القدر کی نشاندہی فرمائی اس کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک کا خیال ہے کہ وہ ستائیسویں رات تھی جبکہ دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ اکیسویں رات ہے۔ اس طرح پانچ راتوں کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خیالات پائے جاتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آنے والے لوگوں کی غالب ترین اکثریت کا نقطہ نظر یہ ہے کہ وہ پانچ راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی۔ آپ ﷺ کے واضح فرمان اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجتماعی نقطہ نظر کے باوجود کچھ علماء اس بات پر مقرر ہیں کہ وہ ہر صورت ستائیسویں رات ہے۔ یہ ایسی زیادتی ہے جس کی وجہ سے لوگ زندگی بھر دوسری راتوں کی عبادت سے محروم رہتے ہیں۔ اس زیادتی کے ساتھ ایک ظلم یہ ہوا کہ پندرہ شعبان کی رات کو شب برات کا نام دے کر اس کی قدر و منزلت کو شب قدر سے بھی زیادہ بیان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ جو روایت شعبان کی رات کے بارے میں حدیث کے ریکارڈ میں پائی جاتی ہے اس کے بارے میں علما کا کلیۃً اتفاق ہے کہ اس کی سند نہایت ہی کمزور ہے اور جو فضائل شب برات کے بارے میں ذکر کیے جاتے ہیں وہ شعبان کی اس رات کے بجائے قرآن مجید اور حدیث کے مطابق شب قدر کے بارے میں ہیں۔ جو رمضان کے آخری عشرہ میں کوئی ایک طاق رات ہے۔

حَمْدٌ ۝ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَرَّكَةٍ ۝ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۝ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝ (الدخان ۴۴: ۴۱)

”حم۔ قسم ہے اس کتاب مبین کی کہ ہم نے اسے ایک بڑی خیر و برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔ کیونکہ ہم لوگوں کو متنبہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ یہ وہ رات ہے جس میں ہمارے حکم سے ہر معاملہ کا حکیمانہ فیصلہ صادر کیا جاتا ہے۔“

شب قدر کے بارے میں لطائف

نبی اکرم ﷺ نے پانچ راتوں میں سے کسی ایک رات کا شب قدر ہونا قرار دیا ہے۔ اسکی فقط نشانی یہ بتلائی کہ اس کی صبح کو سورج کی شعاعیں ہلکی ہوتی ہیں۔ لیکن کچھ اہل علم نے اپنے مشاہدے کی بنیاد پر اس کی نشانیوں کا اس طرح ذکر کیا ہے کہ لوگ اسکو شریعت سمجھ بیٹھے ہیں۔ حالانکہ اس کا قرآن و سنت میں ثبوت نہیں ہے۔ ایک عالم کا فرمان ہے کہ اس رات ہلکی ہلکی بوندا

باندی ضرور ہوتی ہے۔ دوسرے کا ارشاد ہے کہ اس رات آدمی کے جسم پر کچھی طاری ہوتی ہے اور جبریل امین اس سے مصافحہ اور کچھ معانقہ کرنے کا ذکر کرتے ہیں۔ بعض حضرات بیان کرتے ہیں کہ جب وہ لمحہ آتا ہے تو ہر چیز روشن ہو جاتی اور شجر و حجر سجدے میں گر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پانی دودھ ہو جاتا ہے۔ ان علما کی دیکھا دیکھی ان پڑھ لوگوں نے یہ لطیفے بنا رکھے ہیں کہ ایک شخص نے ساری رات لکڑی کا شہتیر اٹھائے رکھا۔ جب قبولیت کا لمحہ آیا وہ تھک کر پھینک دیتا ہے پھینکتے ہوئے کہا سونا نہیں تو لوہا ہی بن جا۔ تو وہ شہتیر لوہا بن گیا۔

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی معظم ﷺ کے کچھ صحابہ کرام کو خواب میں رمضان کے آخری سات دنوں میں شب قدر دکھائی گئی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں تمہارا خواب آخری سات راتوں کے بارے میں موافقت اختیار کر گیا ہے پس جو شخص شب قدر کو تلاش کرنے والا ہو وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا شب قدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔ جب نو راتیں باقی رہ جائیں، سات باقی رہ جائیں، پانچ باقی رہ جائیں۔ (بخاری)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے رمضان کے پہلے عشرے میں اعتکاف بیٹھے بعد ازاں درمیانے عشرہ میں ترکی خیمہ میں اعتکاف بیٹھے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک خیمے سے باہر نکالا اور فرمایا میں پہلے عشرہ میں اعتکاف بیٹھا اور شب قدر کا متلاشی رہا، میں

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحْرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ مِنْ رَمَضَانَ. (بخاری) 1-876
عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَرَوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَّخِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرَى رُءُيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَاثَ فِي السَّبْعِ الْأَوَّخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّجًا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَّخِرِ. (متفق عليه) 2-877

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَلْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ مِنْ رَمَضَانَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى فِي سَابِعَةٍ تَبْقَى فِي خَامِسَةٍ تَبْقَى. (بخاری) 3-878

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اَعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اَعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ فِي قُبَّةِ تَرْكِيَّةٍ ثُمَّ اَطْلَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ إِنِّي اَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ اَلْتَمِسُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اَعْتَكِفُ الْعَشْرَ

الْأَوْسَطَ ثُمَّ أُتِيَ فَقِيلَ لِي إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ
الْأَوَّخِرِ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَعْتَكَفِ
الْعَشْرَ الْأَوَّخِرَ فَقَدْ أُرِيتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ
أُنْسِنَهَا وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ مِنْ
صَبِيحَتِهَا فَالْتِمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ
وَالْتِمِسُوهَا فِي كُلِّ وَتَرٍ قَالَ فَمَطَرَتِ
السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلَى
عَرِيشٍ فَوَكَّفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرْتُ عَيْنَايَ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَعَلَى جَبْهَتِهِ أَثَرُ الْمَاءِ
وَالطِّينِ مِنْ صَبِيحَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ (مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ) فِي الْمَعْنَى وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ إِلَى قَوْلِهِ
فَقِيلَ لِي إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ وَالْبَاقِي
لِلْبُخَارِيِّ وَفِي رِوَايَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ
لَيْلَةُ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ. (مسلم) 4-879

عَنْ زُرِّ بْنِ حُبَيْشٍ ؓ قَالَ سَأَلْتُ أَبِي بَنَ
كَعْبٍ ؓ فَقُلْتُ إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ
يَقُولُ مَنْ يُقِمُ الْحَوْلَ يُصِبُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ
رَحِمَهُ اللَّهُ أَرَادَ أَنْ لَا يَتَّكِلَ النَّاسُ أَمَا إِنَّهُ قَدْ
عَلِمَ أَنَّهَا فِي رَمَضَانَ وَأَنَّهَا فِي الْعَشْرِ
الْأَوَّخِرِ وَأَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ ثُمَّ حَلَفَ
لَا يَسْتَنْبِي أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ فَقُلْتُ
بِأَيِّ شَيْءٍ تَقُولُ ذَلِكَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ
بِالْعَلَامَةِ أَوْ بِالْآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ أَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ
لَهَا. (مسلم) 5-880

دوسرے عشرے میں اعتکاف بیٹھا پھر میرے پاس فرشتہ آیا
اور مجھے بتایا گیا کہ شب قدر آخری دس راتوں میں ہے جو
فخص میرے ساتھ اعتکاف بیٹھنا چاہتا ہے وہ آخری دس
روز اعتکاف بیٹھے۔ مجھے یہ رات دکھائی گئی پھر مجھے بھلا دی
گئی میں اس رات کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں تم
شب قدر کو آخری دس راتوں میں سے ہر طاق رات میں
تلاش کرو۔ راوی کہتا ہے اس رات بارش ہوئی اور مسجد کی
چھت جو چھپر کی تھی ٹپکی تو میری آنکھوں نے دیکھا کہ رسول
اللہ ﷺ کی پیشانی پر اکیسویں رات کی صبح کو کچڑ کا اثر
تھا۔ (بخاری و مسلم) دونوں میں یہی مسئلہ ہے لیکن یہ الفاظ
مسلم کے ہیں۔ ”مجھے بتایا گیا کہ وہ رات آخری دس راتوں
میں ہے“ تک اس کے بعد کے الفاظ بخاری کے ہیں۔ اور
عبداللہ بن انیس ؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے
فرمایا تیسویں رات ہے۔ (مسلم)

حضرت زربن حبیش ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابی بن
کعب ؓ سے دریافت کرتے ہوئے کہا تیرا بھائی عبداللہ
بن مسعود ؓ کہتا ہے جو شخص سال بھر قیام کرے گا وہ شب
قدر پالے گا۔ ابی بن کعب ؓ نے کہا اس کا مقصد یہ تھا کہ
لوگ صرف اس پر اعتماد نہ کر بیٹھیں ورنہ معلوم تو اسے بھی ہے
یہ رات رمضان میں ہے اور آخری دس دنوں میں ہے بلکہ
ستائیسویں کی رات ہے۔ پھر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے
قسم کھا کر کہا ان شاء اللہ بھی نہیں کہا کہ وہ ستائیسویں کی
رات ہے میں نے کہا اے ابو المنذر کس بنیاد پر آپ
ستائیسویں کی رات کہتے ہیں۔ اس نے کہا اس علامت
یا نشانی کی بنیاد پر جس کے بارے ہمیں رسول اکرم
ﷺ نے بتلایا ہے کہ اس روز جب سورج طلوع ہوتا ہے تو
اس کی شعاعیں زیادہ تیز نہیں ہوتیں۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ. (مسلم) 6-881

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول معظم ﷺ رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں جس قدر کوشش کے ساتھ عبادت کرتے اس قدر دوسری راتوں میں کوشش نہیں ہوتی تھی۔ (مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِزْرَهُ وَآخَى لَيْلَهُ وَاقْطَعَ أَهْلَهُ. (متفق عليه) 7-882

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کمر کس لیتے رات بھر بیدار رہتے اور اپنے اہل خانہ کو بھی جگاتے۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاخِي رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاخِي فَلَانٌ وَفَلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ. (بخاری) 8-883

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے تاکہ ہمیں شب قدر کے بارے میں بتائیں لیکن دو صحابی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا میں اس لئے باہر نکلا تھا تاکہ تمہیں شب قدر کے بارے میں بتاؤں لیکن فلاں اور فلاں باہم جھگڑ رہے تھے جسکی وجہ سے اس کا علم اٹھالیا گیا اور ممکن ہے یہ تمہارے لئے بہتر ہو اس لیے تم شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی نو، سات اور پانچویں طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری)

شب قدر کی خصوصیات

(۱) اس رات قرآن نازل ہوا (۲) اس رات کی عبادت ہزار رات سے افضل ہے (۳) اس رات خاص ملائکہ اور جبریل خود تشریف لاتے ہیں (۴) یہ پوری کی پوری خصوصی رحمت کی حامل ہے (۵) اس میں قسمتوں کے فیصلے ہوتے ہیں (۶) یہ سال کی تمام راتوں سے افضل رات ہے (۷) اس رات معافی مانگنے والے کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

خلاصہ باب

(۱) شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہوا کرتی ہے۔ (۲) طاق راتوں کے بارے میں صحابہ کے اپنے مشاہدات ہیں کہ کسی ایک رات کو مخصوص کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔ (۳) شب قدر میں خود جاگنا اور اہل خانہ کو جگانا رسول اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ (۴) قسمت کے فیصلے شب برات کی بجائے شب قدر میں ہوا کرتے ہیں۔ (۵) ۱۵ شعبان کی رات شب برات کی فضیلت کے بارے میں کوئی ٹھوس دلیل نہیں۔ (۶) شب برات کا نام حدیث میں موجود ہی نہیں کیونکہ شب فارسی اور برات عربی کا لفظ ہے۔

بَابُ الْإِغْتِكَافِ

اعتکاف کے مسائل

انسان کی جبلت میں یہ بات موجود ہے کہ جب بھی اسے کوئی پریشانی یا مشکل مسئلہ درپیش ہو تو وہ تنہائی پسند کرتا ہے تاکہ سکون کے ساتھ پیش آمدہ مسئلے کا حل سوچ سکے۔ پریشانی میں تنہائی ہمیشہ سکون کا باعث ہوا کرتی ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں ایک سوئی اور خلوت کو خصوصی مقام حاصل نہ ہو۔ ہر زمانے میں تزکیہ نفس اور روحانی بلند یوں کے حصول کے لیے لوگ غاروں اور جنگلوں میں جا کر چلہ کشی کرتے رہے ہیں۔ کچھ لوگ تو ہمیشہ کے لیے وہاں کے ہو کر رہ گئے۔ اسلام نے تارک الدنیا ہو کر رہبانیت اختیار کرنے کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ البتہ اس فطری ضرورت کا لحاظ کیا اور روحانی بلند یوں کے حصول کے لیے اعتکاف کی ترغیب دی ہے۔ جس میں تنہائی بھی ہے اور لوگوں کے ساتھ باجماعت نماز اور جمعہ ادا کرنے کی صورت میں تعلق بھی برقرار رکھا گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کے حوالے سے اعتکاف کے ساتھ اس امت کا بڑا مضبوط رشتہ ہے کیونکہ آپ ﷺ غار حرا میں ایک طرح سے اعتکاف کی حالت میں ہی تھے جب ”اقراء“ کا پیغام جاں فزا آیا تھا۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں اس کا تذکرہ کیا ہے:

ثُمَّ حُبَّ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءَ فَيَتَحَنَّنُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يُنْزَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدَ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِغْلَبِهَا حَتَّى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءَ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ.

”جب چالیس سال کے ہوئے تو آپ ﷺ خلوت پسند ہو گئے اور آپ غار حرا میں علیحدہ ہو کر شب و روز غور و فکر کرتے رہتے اور اس وقت آپ ﷺ کی یہی عبادت ہوا کرتی تھی۔ جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو جاتا گھر سے دوبارہ لے جاتے یہاں تک کہ جبریل امین علیہ السلام نے اقرار پڑھنے کے لئے فرمایا۔“

پہا فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی معظم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فوت کر لیا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی بیویاں اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ اغْتَكَفَ آزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ. (متفق عليه) 1-884

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ صدقہ کرنے کے لحاظ سے سب سے زیادہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ

أَجُودَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ كَانَ جِبْرِيلُ يَلْقَاهُ
كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ
الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ كَانَ أَجُودَ بِالْخَيْرِ
مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ. (متفق عليه) 2-885

کشاہدہ ہاتھ تھے آپ سب سے زیادہ سخاوت رمضان
المبارک میں کرتے تھے۔ جبرائیل رمضان المبارک میں ہر
رات آپ سے ملاقات کرتے تو آپ ﷺ حضرت جبریل
علیہ السلام کو قرآن سناتے۔ جب آپ سے جبرائیل علیہ

السلام ملاقات کرتے تو آپ ﷺ کی سخاوت میں تیز آندھیوں سے بھی زیادہ ہو جاتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ كَانَ يُعْرَضُ عَلَى
النَّبِيِّ ﷺ الْقُرْآنُ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعَرِضَ عَلَيْهِ
مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ وَكَانَ يَعْتَكِفُ
كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عَشْرِينَ فِي الْعَامِ
الَّذِي قُبِضَ. (بخاری) 3-886

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے
سامنے ہر سال ایک مرتبہ قرآن پاک پڑھا جاتا لیکن جس
سال آپ ﷺ فوت ہوئے آپ کے سامنے دوبار
قرآن تلاوت کیا گیا اور آپ ہر سال دس دن اعتکاف
بیٹھے۔ لیکن جس سال آپ فوت ہوئے آپ بیس دن
اعتکاف بیٹھے۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اعْتَكَفَ أَذْنَى إِلَى رَأْسِهِ
وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَرْجَلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ
الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ. (متفق
عليه) 4-887

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول مکرم ﷺ
اعتکاف میں تھے۔ آپ مسجد میں بیٹھے ہوتے اور میری جانب
اپنا سر مبارک نکالتے۔ میں آپ ﷺ کے بالوں کو کنگھی
کرتی اور آپ گھر میں صرف انسانی ضرورت کے لیے تشریف
لاتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ
ؓ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي
الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ قَالَ فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ. (متفق
عليه) 5-888

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
حضرت عمر ؓ نے نبی محترم ﷺ سے دریافت کیا کہ میں
نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں مسجد حرام میں ایک رات
اعتکاف کروں گا۔ آپ نے فرمایا تمہیں نذر پوری کرنی
چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ مسنون اعتکاف رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتا ہے۔ ۲۔ اعتکاف بیٹھنے کے لیے نماز عصر یا مغرب کے بعد مسجد میں رہنا افضل ہے۔ ۳۔ اعتکاف جامع مسجد میں بیٹھنا چاہیے۔ ۴۔ عام اعتکاف دس دن سے کم بھی ہو سکتا ہے۔ ۵۔ عورتوں کا اپنے گھروں میں اعتکاف کرنا حدیث سے ثابت نہیں۔ مسنون اعتکاف مسجد میں ہوتا ہے۔

کتاب فضائل القرآن

فضائل قرآن

قرآن مجید راہنمائی کا روشن آفتاب ☆ قلب و ذہن کے لیے نسخہ شاداب ☆ مسائل اور مصائب کا تریاق ☆ دافع امراض و حل مشکلات ☆ تلاوت موجب ثواب و برکات ☆ اس پر عمل کرنے سے دنیا و آخرت شاد باد ہو جاتی ہے۔ ☆ تدبر و تفکر سے مسائل کا ادراک حاصل ہوتا ہے ☆ يَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِي وَسُؤَالِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِيَ السَّائِلِينَ (الترمذی)

”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جسے قرآن پاک کی تلاوت نے میرے ذکر اور دعا مانگنے سے مصروف رکھا میں اسے سوال کرنے والوں سے زیادہ عطا کروں گا۔“

نبی کریم ﷺ قرآن مجید کے حوالے سے اس طرح دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِکُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَکَ سَمِیْتُ بِہٖ نَفْسُکَ اَوْ اَنْزَلْتَهُ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَهُ اَحَدًا مِنْ خَلْقِکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رِبْعَ قَلْبِیْ وَ نُورَ صَدْرِیْ وَ جَلَاءَ حُزْنِیْ وَ ذَهَابَ هَمِّیْ وَ غَمِّیْ (مسند احمد)

”اے اللہ میں تیرے ہر اس نام سے جسے تو نے اپنے لئے پسند کیا ہے یا اپنی کتاب میں نازل کیا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی سکھلایا ہے میں درخواست کرتا ہوں کہ قرآن پاک کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور، میری پریشانیوں کا مداوا اور غموں کا تریاق بنا دے۔“

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کبریائی اور خیر و برکت کے لحاظ سے یکتا اور تنہا ہے۔ ذکر و اذکار میں یہی حیثیت تلاوت قرآن مجید کو حاصل ہے۔ قرآن مجید کو زندگی کا رہنما بنانے سے دنیا و آخرت کے مسائل اور دکھوں کا مداوا ہونے کی ضمانت مل جاتی ہے۔ اس کتاب مقدس سے انحراف اور بے اعتنائی پریشانیوں اور مشکلات کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ رسول کریم ﷺ اس کتاب عظیم کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اسکی بدولت مسلمانوں کو عزت و عظمت سے نوازتا رہے گا اور اس کے چھوڑنے کی وجہ سے میری امت دنیا میں ہی ذلیل و خوار ہو جائے گی۔

اِنَّ اللّٰهَ یَرْفَعُ بِهٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَ یَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ. (مشکوٰۃ، فضائل القرآن)

یقیناً اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے قوموں کو بلند فرماتا ہے اور اسی کے سبب دوسروں کو ذلیل کرتا ہے۔

اس کا تقاضا یہ ہے کہ اخلاص نیت کے ساتھ حتی المقدور اس کے ہر حکم اور ہدایت پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر کوئی فرد یا قوم جان بوجھ کر اس کے کچھ احکامات کو چھوڑ دے اور صرف من پسند باتوں کو اختیار کرے تو اس سے نہ مسائل حل ہو پائیں گے اور نہ ہی مشکلات رفع ہوں گی بلکہ اس منافقانہ اور دوغلی پن کی وجہ انداز سے دنیا کی ذلت اور آخرت میں عذاب الہی کی گرفت سے بچنا ناممکنات میں سے ہوگا۔

تُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (البقرة: ۸۵ پ ۲)
”کیا تم اس کتاب کے بعض احکامات کو تسلیم اور کچھ سے انکار اور انحراف کرتے ہو تم میں سے جو بھی یہ رویہ اختیار کرے گا اس
کے لئے دنیا کی زندگی میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں شدید عذاب ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے کردار سے غافل نہیں
ہے۔“

جب تک مسلمان اس کی تلاوت اور اس پر تدبر و تفکر اور اسے عملی زندگی میں نہیں اپنائیں گے فرد ہو یا قوم گھرانہ ہو یا معاشرہ
طرح طرح کے دکھوں اور پریشانیوں سے دوچار ہوتا چلا جائے گا۔ حتیٰ کہ دنیاوی اسباب و وسائل، آسائشوں، سہولتوں کے
ہوتے ہوئے بھی لوگ غموں کے سمندر اور فکر کے جھگڑوں میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہیں گے۔ سب کچھ ہونے کے باوجود ان
کی معاشی اور سماجی زندگی کو اجیرن بنا دیا جائے گا۔ ایسے لوگ قرآن مجید کی رہنمائی کو چھوڑ کر مشکلات سے نکلنے کی جتنی کوششیں
کریں گے وہ اتنے ہی مصائب و مشکلات کے بھنور میں پھنستے چلے جائیں گے۔ دنیا میں قرآن مجید کی روشنی اور رہنمائی سے
استفادہ نہ کرنے کی وجہ سے روزِ محشر میں انہیں اندھا کر کے اٹھایا جائے گا جبکہ وہاں ایک ایک لمحہ روشنی اور بینائی کی ضرورت
ہوگی۔ ایسے لوگ رب کبریا کی بارگاہ میں دُہائی دیں گے مگر اب یہ آہ و زاریاں بے سود ثابت ہوگی۔

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى
وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ۝ قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَى ۝ وَكَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ
أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَى ۝ (طہ: ۲۰: ۱۲۲ - ۱۲۷)

”جس نے ہماری یاد سے انحراف کیا یقیناً ہم اس کی گزران کو تنگ کر دیں گے اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے وہ کہے
گا کہ اے میرے رب! مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا گیا ہے جبکہ میں دنیا میں بینا تھا؟ جواب آئے گا کہ یہ اس لیے کیا گیا ہے
کہ تیرے پاس میرے احکامات آئے اور تو نے انہیں فراموش کر دیا۔ اس لیے آج تیرے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا جا رہا ہے
جیسا کہ تو نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انحراف اور بے توجہگی کی۔ ہم اسے بھی اس طرح سزا دیتے ہیں۔ جو اسراف
کرے اور اپنے رب کی آیات پر ایمان نہ لائے۔ آخرت کا عذاب شدید ترین اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔“

قرآن پاک کے ان ارشادات کی روشنی میں جب ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو کتاب مقدس کی اس
سچائی کے سامنے شرمندگی اور ندامت کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

ہر حال میں قرآن و سنت کے ساتھ وابستگی

رسول اکرم ﷺ اپنی حیات مبارکہ کا آخری حج کر رہے تھے جس سرزمین پر ڈھونڈنے سے بھی قید کا پرستار نہیں ملتا تھا آج
انسانوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ نگاہ پاک جدھر اٹھتی ہے توحید کے چاہنے اور ماننے والے اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش اور اسکی
نعمتوں کا اعتراف کر رہے ہیں۔ تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار کا مجمع ہے۔ آپ ﷺ کی زبان اطہر سے اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف

کے بعد جب یہ کلمات جاری ہوئے کہ اے لوگو! ممکن ہے اس کے بعد ہم اس طرح اکٹھے نہ ہو سکیں یکدم لوگوں میں سنائے کا عالم بپا ہوا اور دور دراز سے آنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انگلی باندھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر انوار کی ضیا پاشیوں کو اپنے دل و دماغ میں منعکس کر رہے تھے۔ آج کے خطبے میں دوسرے ارشادات کے ساتھ آخری فرمان یہ تھا کہ اللہ کی کتاب اور میرے طریقے کے ساتھ ہر حال میں وابستہ رہنا۔ اس کے بدلے میں تمہیں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ جب تک تم ان کے ساتھ وابستہ رہو گے دنیا کی کوئی طاقت تمہیں اپنے راستے سے نہیں ہٹا سکے گی اور پھر آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے استفسار کیا میں نے اللہ کے ارشادات پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے؟ تو سامعین کی طرف سے بیک وقت یہ آواز آئی کیوں نہیں آپ نے ٹھیک ٹھیک حق ادا کر دیا ہے۔ اب آپ کا چہرہ آسمان کی طرف اٹھا۔ شہادت کی انگلی بلند کرتے ہوئے فرمایا کہ اے مالک! گواہ رہنا، میرے مالک گواہ رہنا۔ (بخاری)

تلاوت کے اوقات اور آداب

قرآن مجید کی تلاوت کے بنیادی آداب یہ ہیں کہ اعوذ باللہ کے بعد اس کو نہایت ہی عقیدت و احترام، کامل یکسوئی اور غور و فکر کے ساتھ پاک حالت میں پڑھا جائے۔ اس کی تلاوت کا بہترین وقت سحری کا وقت قرار دیا گیا ہے۔
وَرَبِّ الْقُرْآنِ تَرْتِيلاً ۝ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝ اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْأً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۝ (المزمل ۴۳: ۶۰)

”قرآن مجید کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کیجئے، عنقریب ہم آپ پر بھاری ذمہ داری ڈالنے والے ہیں، صبح جلد بیدار ہونا صحت کی بہتری اور گفتگو میں تاثیر پیدا کرنے کے لیے نہایت مفید ہے۔“

تلاوت کا اجر

دنیا میں صرف ایک ہی کتاب مقدس ہے جس کی فقط تلاوت کرنے سے مسلمان کو ایک ایک حرف کے بدلے میں بارگاہ ایزدی سے اجر و ثواب سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ الْم حَرْفٌ بَلِ الْأَلِفُ حَرْفٌ وَالْأَمُّ حَرْفٌ وَالْمِيمُ حَرْفٌ (مشکوٰۃ فضائل القرآن)

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک ایک حرف کے بدلے نیکی ہے اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ آپ نے فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔“

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ عُثْمَانَ ۞ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرُكُمْ حَضْرَتُ عُمَانَ ۞ بَيَان كَرْتِي هِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نِي

فرمایا تم میں وہ آدمی سب سے بہتر ہے جو قرآن پڑھتا اور پڑھاتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يُغْدُو كُلَّ يَوْمٍ إِلَى بُطْحَانَ أَوْ الْعَقِيقِ فَيَأْتِي بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِي غَيْرِائِهِمْ وَلَا يَقْطَعُ رَحِمَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كُلُّنَا نُحِبُّ ذَلِكَ قَالَ أَفَلَا يَغْدُو أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلِمُ أَوْ يَقْرَأُ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ وَثَلَاثَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثٍ وَأَرْبَعٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَرْبَعٍ وَمِنْ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ. (مسلم) 2-890

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ تشریف لائے اور ہم صفہ میں تھے۔ آپ ﷺ نے استفسار کیا کہ تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ وہ روزانہ بطحان یا وادی عقیق میں جائے اور وہاں سے دو بلند کوہان والی اونٹیاں بغیر چوری اور ظلم کے حاصل کرے۔ ہم نے عرض کیا ہم سب اس چیز کو پسند کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو تم میں علی الصبح مسجد کی طرف جائے اور اللہ کی کتاب سے دو آیتیں پڑھائے یا پڑھے اس کے لیے یہ دو اونٹیوں سے بہتر ہے۔ تین آیات

تین اونٹیوں اور چار آیات چار اونٹیوں سے بہتر ہیں۔ اور آیات کا شمار اونٹیوں کی تعداد سے بہتر ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّكُمْ أَحَدُكُمْ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ أَنْ يُجِدَ فِيهِ ثَلَاثَ خَلِيفَاتٍ عِظَامِ سَمَانَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَثَلَاثَ آيَاتٍ يَقْرَأُ بِهِنَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَواتِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثِ خَلِيفَاتٍ عِظَامِ سَمَانَ. (مسلم) 3-891

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، بھلا تم میں سے کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ جب وہ اپنے گھر آئے تو وہاں تین حاملہ موٹی تازہ اونٹیاں پائے؟ ہم نے عرض کیا، کیوں نہیں! آپ نے فرمایا تم میں جو شخص تین آیات نماز میں تلاوت کرے گا اس کے لئے یہ تین حاملہ اور موٹی تازہ اونٹیوں سے بہتر ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ. (متفق علیہ) 4-892

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ماہر قرآن اللہ کے تابع فرمان اور معزز لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو قرآن انک انک کر پڑھتا ہے اور اس کو پڑھنا مشکل ہے اس کے لئے دوہرا ثواب ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی معظم ﷺ نے فرمایا دو آدمیوں پر رشک کیا جاسکتا ہے۔ ایک وہ جسکو اللہ نے قرآن کی نعمت سے نوازا وہ دن رات اس کی تلاوت کرتا ہے

اتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ نَاءَ اللَّيْلِ وَنَاءَ النَّهَارِ. (متفق عليه) 5-893

عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلُوٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرُّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْأُتْرُجَةِ وَالْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْتَّمْرَةِ. 6-894

اور دوسرا وہ شخص جس کو مال عطا ہوا وہ دن رات اسے خرچ کرتا رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو موسی رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان دار شخص کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اُترجہ کی جیسی ہے جس کی خوش بو اور ذائقہ عمدہ ہوتا ہے۔ اور اس ایمان دار شخص کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا کھجور کی طرح ہے جس کی خوش بو تو نہیں البتہ ذائقہ شیریں ہوتا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا حنظلہ جیسی ہے جس کی خوش بو نہیں اور ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے نیاز بو کے پھول جیسی ہے جس کی خوش بو تو عمدہ البتہ ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی دوسری روایت

میں ہے وہ ایمان دار شخص جو قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے اس کی مثال اُترجہ کے پھل جیسی ہے اور جو تلاوت نہیں کرتا البتہ قرآن کے مطابق عمل پیرا ہے اس کی مثال کھجور جیسی ہے۔ (اُترجہ یمن کا بہترین پھل ہے جو وہاں کثرت سے پایا جاتا ہے۔)

حضرت عمر بن خطاب رضي الله عنه بیان کرتے ہیں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی بدولت کچھ کو عزت دے گا اور کچھ لوگوں کو ذلیل کرے گا۔ (مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسید بن حضیر رضي الله عنه نے کہا ایک دفعہ وہ رات کو سورۃ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور اس کا گھوڑا قریب ہی بندھا ہوا تھا۔ اچانک گھوڑا کودنے لگا وہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بدکنے سے رک گیا۔ پھر انہوں نے تلاوت شروع کی تو گھوڑا اچھلنے لگا پھر وہ خاموش ہو گئے اور گھوڑا بھی اچھلنے سے رک گیا۔ اس نے پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا کودنے لگا۔ چنانچہ اسید رضي الله عنه

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ. (مسلم) 7-895

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّ أَسِيدَ بْنَ حُضَيْرٍ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهُ مَرْبُوطَةٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ فَجَالَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتْ فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتْ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَخِي قَرِيبًا مِنْهَا فَاشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ وَلَمَّا آخَرَهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظِّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ

النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَطَا يَحْيَىٰ وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا فَأَنْصَرَفْتُ إِلَيْهِ وَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظِّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ فَخَرَجْتُ حَتَّى لَا أَرَاهَا قَالَ اتَّذَرِي مَا ذَاكَ قَالَ لَا قَالَ بَلْكَ الْمَلِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَا ضَبْحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ 8-896

نماز سے فارغ ہوئے کیونکہ ان کا بیٹا بچی گھوڑے کے قریب تھا۔ وہ خوفزدہ ہوئے کہ بچے کو تکلیف نہ پہنچے۔ جب اس نے بچے کو ہٹایا آسمان کی طرف سر اٹھایا تو ایک سائبان سا دیکھا جس میں چراغ جلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے یہ واقعہ نبی گرامی ﷺ کو سنایا۔ آپ نے فرمایا اے ابن حضیر! تمہیں پڑھتے رہنا چاہیے تھا۔ تمہیں پڑھتے ہی رہنا چاہیے تھا اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں گھوڑا

بچے کو روند نہ ڈالے! کیونکہ بچہ گھوڑے کے بالکل قریب تھا۔ چنانچہ میں اس کی طرف گیا اور میں نے آسمان کی جانب سر اٹھایا تو ایک سائبان ساد دکھائی دیا جس میں روشنیاں نظر آرہی تھیں۔ جب میں باہر آیا تو مجھے روشنی نظر نہ آئی۔ آپ نے فرمایا، تجھے معلوم ہے کہ یہ روشنیاں کیا تھیں؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا یہ فرشتے تھے جو تیری قراءت سننے کے لیے آئے تھے۔ اگر تو قرأت جاری رکھتا تو صبح ہونے پر لوگ انہیں دیکھ لیتے فرشتے ان سے اوچھل نہ ہوتے۔ (بخاری و مسلم) یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ اس کے قریب ایک گھوڑا دوسروں سے بندھا ہوا تھا اچانک اس شخص پر بادل سایہ لگن ہو گیا۔ بادل قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا تھا اور گھوڑا ابد کنے لگا۔ صبح وہ شخص نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَالْإِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مُرْبُوطٌ بِشَاطِئَيْنِ فَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَذْنُو وَتَذْنُو وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ آتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ بَلْكَ السَّكِينَةُ نَزَلَتْ بِالْقُرْآنِ. (متفق عليه) 9-897

واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سکینہ تھی جو قرآن پاک کی تلاوت کی وجہ سے نازل ہوئی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں مسجد نبوی ﷺ میں نماز ادا کر رہا تھا مجھے نبی گرامی ﷺ نے بلایا۔ میں آپ کے بلانے پر نہ گیا۔ سلام پھیرنے کے بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں نماز ادا کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے اللہ کا فرمان نہیں سنا؟ اللہ اور اس کا رسول جب تمہیں بلائیں تو حاضر ہوا کرو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا مسجد سے نکلنے

عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمَعْلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ أُجِبْهُ ثُمَّ آتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَصَلِّي قَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ (پ ۹ ر کوع ۷۱) ثُمَّ قَالَ أَلَا أَعْلَمُكُمْ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا

سے پہلے تجھے قرآن پاک کی عظمت والی سورت کے بارے نہ بتلاؤں؟ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا جب ہم باہر نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے فرمایا تھا میں تجھے قرآن پاک کی سب سے عظیم سورت سے آگاہ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّكَ قُلْتَ لَا عَلِمَنَّكَ أَعْظَمُ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيَتْهُ. (بخاری) 10-898

کروں گا۔ فرمایا وہ سورت الحمد للہ رب العلمین ہے اس سورت کی سات آیات ہیں جن کی بار بار تلاوت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا ہوا ہے۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ یاد رکھو شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۃ البقرۃ کی تلاوت کی جاتی ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي يُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ. (مسلم) 11-899

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو اس لیے کہ قرآن پاک قیامت کے دن ان لوگوں کی سفارش کرے گا جو اس کی تلاوت کرتے ہوں گے۔ دو روشن سورتوں یعنی سورۃ البقرۃ اور آل عمران کی تلاوت کیا کرو۔ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن گھنے یا ہلکے بادلوں یا پرندوں کے جھنڈ کی شکل میں ہوں گی۔ جنہوں نے اپنے پروں کو پھیلایا ہوا ہوگا۔ یہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ أَقْرَأُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ شَفِيعًا لِّأَصْحَابِهِ أَقْرَأُوا الزُّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُورَةَ آلِ عِمْرَانَ فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ غَيَابَتَانِ أَوْ فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافٍ تَحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا أَقْرَأُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْلَافَهَا بَرَكَاتٌ وَتُرُكُهَا حَسْرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيعُهَا الْبُطْلَةُ. (مسلم) 12-900

جھکڑا کریں گی۔ سورۃ البقرۃ کی تلاوت کیا کرو اس لیے کہ سورت البقرۃ کی تلاوت کی بدولت برکت ہوتی ہے اور اس کی تلاوت نہ کرنا باعثِ افسوس ہے جہاں ان کی تلاوت کی جائے وہاں شیطان اور جادو گر اپنا زور چلانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (مسلم)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا قیامت کے دن قرآن پاک اور اس کے پڑھنے والوں اور اس پر عمل پیرا ہونے والوں کو لایا جائے گا۔ ان کے آگے سورۃ البقرۃ اور آل عمران ہوں گی گویا کہ دو بادل ہیں یا دو سیاہ بادل ہیں ان کے

عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ يُؤْتَى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَأَهْلُهُ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ تَقْدُمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَآلُ عِمْرَانَ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ ظِلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافٍ تَحَاجَّانِ عَنْ

دو قطاریں ہیں جنہوں نے پر پھیلائے ہوئے ہوں وہ اپنے تلاوت کرنے والوں کی جانب سے جھگڑا کریں گی۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى مَعَكَ أَعْظَمُ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَعْظَمُ قُلْتُ "اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ" قَالَ فَضْرَبَ فِي صَدْرِي وَقَالَ لِيَهِنَكَ الْعِلْمُ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ. (مسلم) 14-902

آیت الکرسی) "اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ ذات زندہ وقائم رہنے والی ہے"۔ ابی بن کعب کہتے ہیں آپ ﷺ نے میرے سینے پر تھپکی دیتے ہوئے فرمایا اے ابوالمنذر تجھے علم مبارک ہو۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَكَلَّنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةٍ رَمَضَانَ فَاتَانِي ابْتُ فَجَعَلَ يَحْثُوَانِ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ وَقُلْتُ لَا رَفْعَ لَكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَى عِيَالٍ وَلِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ قَالَ فَخَلَيْتُ عَنْهُ فَاصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ سَيَعُودُ فَرَصَدْتُهُ فَجَاءَ يَحْثُوَانِ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَا رَفْعَ لَكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَى عِيَالٍ لَا أَعُودُ فَرَحِمْتُهُ فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ فَاصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَكَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے صدقہ فطری کی حفاظت پر مقرر کیا۔ میرے پاس ایک فخص آیا جو دونوں ہاتھوں سے کھجوریں اٹھانے لگ گیا۔ میں نے اسے پکڑتے ہوئے کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے ہاں پیش کروں گا۔ اس نے منت سماجت کرتے ہوئے کہا میں حاجت مند ہوں اور مجھ پر اہل و عیال کے اخراجات کی ذمہ داری ہے اور میں شدید ضرورت مند ہوں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اسے چھوڑ دیا صبح ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! گذشتہ رات تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس نے حاجت مند ہونے اور کثرت عیال کا بڑی درد مندی کے ساتھ ذکر کیا، میں نے اس پر ترس کھا کر چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور وہ عنقریب پھر آئے گا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے یقین ہو گیا کہ وہ یقیناً آئے گا

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ عنقریب آئے گا۔ میں اس کی گھات میں بیٹھ گیا۔ وہ آیا اور کھجوروں کے ڈھیر سے دونوں ہاتھوں سے کھجوریں اٹھانے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول معظم ﷺ کے سامنے پیش کروں گا۔ اس نے مٹئیں شروع کر دیں کہ اسے چھوڑ دیا جائے اس لیے کہ میں ضرورت مند اور بہت ہی غریب ہوں اس کے ساتھ مجھ پر اہل وعیال کا بوجھ ہے۔ اب میں دوبارہ نہیں آؤں گا۔ چنانچہ میں نے اس پر ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ ابو ہریرہ! تیرے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس نے اپنی ضرورت مندی اور اہل خانہ کی ذمہ داریوں کا پرسوز الفاظ میں ذکر کیا۔ میں نے اسے پھر چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے تیرے ساتھ جھوٹ بولا ہے اب پھر ضرور آئے گا۔ چنانچہ میں اس کی گھات میں بیٹھ گیا وہ آیا اور

حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ فَرَصَدْتُهُ فَبَجَاءَ يَحْتَوِي مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَا زَفَعْنِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهَذَا آخِرُ قُلُوبِ مَرَاتٍ أَنْكَ تَزْعُمُ لَا تَعُودُ ثُمَّ تَعُودُ قَالَ دَعْنِي أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَأَقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ "اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ" (پ ۳. رکوع ۲) حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تَصْبَحَ فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ فَاصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ قُلْتُ زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهَا قَالَ أَمَا إِنَّهُ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطَبُ مِنْذُ ثَلَاثِ لَيَالٍ قُلْتُ لَا قَالَ ذَاكَ شَيْطَانٌ. (بخاری) 15-903

کھجوروں کے ڈھیر سے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اٹھانے لگا۔ میں نے اسے قابو کر لیا اور اسے کہا اب کی بار تجھے ہر صورت رسول معظم ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ یہ تیسری اور آخری بار ہے۔ تو کہتا رہا کہ میں نہیں آؤں گا لیکن تو پھر آ جاتا ہے۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے میں تجھے ایسے کلمات بتاتا ہوں جن سے تجھے اللہ تعالیٰ بہت فائدہ دیں گے۔ جب تو اپنے بستر پر لیٹے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو اس کی برکت سے ہمیشہ تجھ پر اللہ کی جانب سے محافظ مقرر ہوگا اور صبح ہونے تک شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔ اس وظیفہ کی وجہ سے میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا تیرے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا اس نے مجھے کہا کہ وہ مجھے چند کلمات سکھاتا ہے جن کے پڑھنے سے مجھے اللہ تعالیٰ فائدہ عطا کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے تجھے سچ بات بتائی ہے حالانکہ خود جھوٹا ہے۔ تجھے معلوم ہے کہ تین راتیں تیرے پاس کون آتا رہا۔ میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ شیطان تھا۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَمَا جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَقِيضًا مِنْ حَضْرَتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَأْنِي كَرْتِ هُنَّ كِهْ
ایک دفعہ حضرت جبرائیل نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف

فَوْقَهُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ هَذَا بَابٌ مِّنَ السَّمَاءِ فَفُتِحَ
الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ
هَذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزَلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ
فَسَلَّمَ فَقَالَ ابْشِرْ بَنُورَيْنِ أَوْتِيَتْهُمَا لَمْ يُوْتِيَهُمَا نَبِيٌّ
قَبْلَكَ فَابْحَثْ الْكِتَابَ وَخَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ لَنَ
تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيْتَهُ. (مسلم) 16-904

فرماتے۔ اچانک جبرائیل نے آسمان سے زوردار آواز
سنی اور اپنا سر اٹھایا اور بتلایا یہ آواز آسمان کے اس دروازے
کے کھلنے کی ہے جو اس سے پہلے نہیں کھلا۔ آج ہی کھلا ہے
اس دروازے سے جو فرشتہ نازل ہوا ہے جبرائیل نے بتایا یہ
فرشتہ آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا اور آج ہی
آیا ہے۔ فرشتے نے سلام کہتے ہوئے خوشخبری دی کہ آپ

دونوں کے عطا ہونے پر خوش ہو جائیں کیونکہ آپ سے پہلے کسی پیغمبر کو یہ نور عطا نہیں ہوئے۔ یہ سورۃ فاتحہ اور بقرہ کی آخری
آیات ہیں ان دونوں میں سے جس کی تلاوت کرتے ہوئے دعا کریں گے وہ آپ عطا کیا جائے گا۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
الْأَيَّتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِي لَيْلَةٍ
كَفَّتَاهُ. (متفق عليه) 17-905

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم
ﷺ نے فرمایا جو شخص سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات کی
رات کو تلاوت کرے گا تو ان کی تلاوت اسے ہر نقصان سے
محفوظ رکھے گی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ
حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ
الدَّجَالِ. (مسلم) 18-906

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم
ﷺ نے فرمایا جس شخص نے سورۃ کہف کی شروع سے دس آیات
حفظ کیں وہ دجال کے شر سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيْعِزُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ
فِي لَيْلَةٍ ثَلَاثَ الْقُرْآنِ قَالُوا وَكَيْفَ يَقْرَأُ ثَلَاثَ الْقُرْآنِ
قَالَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ يَغْدِلُ ثَلَاثَ الْقُرْآنِ. (رواه
مسلم وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ) 19-907

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ
نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص ایک رات میں تہائی قرآن
پاک تلاوت کر سکتا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا قرآن
پاک کا تیسرا حصہ کیسے پڑھا جاسکتا ہے؟ آپ نے واضح

فرمایا قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ کی تلاوت کرنا قرآن پاک کی ایک تہائی پڑھنے کے برابر ہے۔ (مسلم) امام بخاری نے اس
روایت کو ابو درداء رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ
رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلَاتِهِمْ
فَيُخَيِّمُ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا
ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ سَلُّوهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يُصْنَعُ
ذَلِكَ فَسَأَلُوهُ فَقَالَ لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمَنِ وَأَنَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی معظم
ﷺ نے ایک آدمی کو ایک چھوٹے سے لشکر پر امیر مقرر
فرمایا وہ شخص امامت کرواتے ہوئے اپنی قرأت کو سورۃ
اخلاص کے ساتھ ختم کرتا تھا۔ جب لشکر کے لوگ واپس
آئے تو انہوں نے اس کا تذکرہ نبی مکرم ﷺ سے

أَحِبُّ أَنْ أَقْرَأَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللَّهَ يُحِبُّهُ. (متفق عليه) 20-908

کیا۔ آپ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ وہ کیوں ایسا کرتا تھا؟ انہوں اس سے استفسار کیا تو اس نے جواب دیا

اس سورت میں رحمن کی صفات کا ذکر ہے اس لیے میں اس کی تلاوت کو پسند کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے بتایا جائے کہ اللہ بھی اسے پسند کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ إِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَحِبُّ هَذِهِ السُّورَةَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ قَالَ إِنَّ حُبَّكَ إِيَّاهُ أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ (رواه البخاری)

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! میں اس سورۃ ”قل هو اللہ احد“ سے بہت محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔ (بخاری)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَلَمْ تَرَ آيَاتِ أَنْزَلَتْ اللَّيْلَةَ لَمْ يَرِ مِثْلُهُنَّ قَطُّ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ.

حضرت عقبہ بن عامر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آج رات جو آیات نازل ہوئی ہیں ان جیسی دوسری آیات نہیں۔ وہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ہیں۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَى إِلَى فِرَاسِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ رات کو اپنے بستر پر سونے کے لئے جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملاتے ہوئے سورۃ اخلاص، الفلق اور الناس تلاوت کر کے دونوں ہاتھوں میں پھونک کر جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے۔ آغاز سر، چہرے اور جسم کے سامنے والے حصے سے کرتے ہوئے تین بار اپنے آپ کو دم کرتے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ بہترین آدمی وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔ ۲۔ قرآن مجید انک انک کر پڑھنے والے کو دہرا ثواب ہو گا۔ ۳۔ قرآن پڑھنے والے اور صدقہ کرنے والے پر رشک کیا جاسکتا ہے۔ ۴۔ قرآن مجید کے ذریعے مسلمان عزت پائیں گے اور اس کو چھوڑنے کی وجہ سے ذلت سے دوچار ہوں گے۔ ۵۔ قرآن مجید کے احکامات سے انحراف کرنے والا قیامت کو اندھا کر کے اٹھایا جائے گا۔ ۶۔ جس گھر میں تلاوت قرآن اور عبادت نہ کی جائے وہ قبرستان کی مانند ہے۔ ۷۔ آیت الکرسی پڑھنے والے کے مال کی حفاظت کے لیے اللہ کی طرف سے محافظ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ ۸۔ سورۃ اخلاص تین دفعہ پڑھنے سے پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے۔ ۹۔ سورۃ بقرہ شریعت جنات اور معوذات جادو ٹونے سے آدمی کی حفاظت کرتی ہیں۔

بَابُ آدَابِ التَّلَاوَةِ وَدُرُوسِ الْقُرْآنِ

تلاوتِ قرآن کے آداب اور اس کا پڑھنا

قرآن مجید ایک مقدس اور عظیم کتاب کی شکل میں ہمارے پاس اللہ کی طرف سے آخری پیغام اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے جس طرح اس کے عملی تقاضے پورے کیے بغیر اسکے فیوض و برکات سے انسان مستفید نہیں ہو سکتا ایسے ہی اس کی تلاوت اور اسکو چھونے کے آداب ملحوظ رکھے بغیر پڑھنے والا روحانی ثمرات اور قلبی لذات سے محظوظ نہیں ہو سکتا۔ اس کتاب عظیم کے تقاضوں میں پہلا اور اولین تقاضا یہ ہے کہ دل کی گہرائی اور دماغ کی یکسوئی اور جذبہ ایمانی کے ساتھ اسے نہ صرف بار بار پڑھا جائے بلکہ اس پر پوری صلاحیتوں کے ساتھ تدبر و تفکر کیا جائے جس سے نہ صرف فکری گہرائی ملے بلکہ دماغ روشن، دل متور اور عمل کی راہیں آسان اور ہموار ہو جاتی ہیں۔ یہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت عظیمہ ہے جسکی اگر شعوری یا غیر شعوری طور پر نافرمانی کی جائے تو یہ عظیم نعمت انسان سے از خود کناراہ کش ہونے کے لیے تیار رہتی ہے۔ جسکو رسول معظم ﷺ نے اپنے ابتدائی مخاطبین کی اکثریت کی ذہنی صلاحیتوں کا خیال رکھتے ہوئے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ قرآن مجید کی مثال تو اونٹ کی طرح ہے جو اس وقت تک ہی آدمی کے ساتھ منسلک رہتا ہے جب تک اس کی حفاظت کی جاتی رہے۔ اس لیے آپ لوگوں کو قرآن کی تلاوت کا حکم دیتے اس کے ثواب سے آگاہ فرماتے اور اس کے روحانی اور عملی فوائد کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ قرآن کا لغوی اور لفظی معنی یہ ہے کہ ایسی کتاب جس کو بار بار پڑھا جائے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو قرآن مجید کی تلاوت اور اسکی رہنمائی سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا قرآن پاک کا خیال رکھو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، رشتی کھل جانے سے اونٹ اتنا تیز نہیں بھاگتا جس قدر جلدی قرآن سینوں سے نکل جاتا ہے۔
(بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَعَاهِدُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ لَيَنْفَعُ نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّهُ أَشَدُّ تَفَضُّلاً مِّنَ الْإِبِلِ فِي عُقْلِهَا. (متفق عليه) 1-912

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا یہ بات بہت ہی بُری ہے کہ کوئی آدمی یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں۔ بلکہ وہ کہے کہ اسے فلاں آیت بھلا دی گئی ہے۔ قرآن مجید کا دور کیا کرو اس لئے کہ اونٹ اتنی تیزی کے ساتھ نہیں بھاگتا جس قدر تیزی سے

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَشَسَ مَا لَا حِدِيحَهُمْ أَنْ يَقُولَ نَسِيتُ آيَةً كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نَسِيتُ وَاسْتَذَكِرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَضُّلاً مِّنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النِّعَمِ. (متفق عليه) وَزَادَ مُسْلِمٌ بِعُقْلِهَا 2-913

قرآن پاک سینوں سے نکل جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم) مسلم میں رسی کا لفظ زائد ہے۔

فہم الحدیث

یہ کہنا کہ قرآن مجید بھول گیا ہوں اس میں لاپرواہی اور گستاخی پائی جاتی ہے۔ اس عظیم کتاب کے ادب کا تقاضا ہے کہ آدمی کہے کہ مجھے قرآن مجید بھلا دیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا قرآن مجید کے حافظ کی مثال اس شخص کی ہے جس نے اونٹ کو رسیوں سے باندھ رکھا ہے اگر وہ ان کی نگرانی کرے گا تو ان کو قابو رکھے گا اور اگر نگرانی چھوڑ دے گا تو وہ نکل کھڑا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعْقَلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ. (متفق عليه) 3-914

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قرآن پاک کی تلاوت کرو جب تک تمہارے دل اس کی تلاوت سے مانوس رہیں۔ جب تمہارے دل سیر ہو جائیں تو قرآن پاک کی تلاوت بند کرو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا اتَّخَفْتُمْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَقْتُمْ فِقُومُوا عَنْهُ. (متفق عليه) 4-915

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ نبی مکرم ﷺ قرآن مجید کی تلاوت کس انداز سے کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا آپ الفاظ کو لمبا کر کے تلاوت فرماتے پھر انہوں نے عملاً قرآن تلاوت کر کے بتلایا۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ كَوَلَمَّا كَمَا "الرَّحْمَنُ" لَمَّا كَمَا "الرَّحِيمُ" لَمَّا كَمَا۔ (بخاری)

عَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَيْفَ كَانَ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللَّهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمَنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ. (بخاری) 5-9156

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی آواز اتنی توجہ سے نہیں سنتے جتنا نبی کی آواز کو سنتے ہیں جب وہ خوب صورت آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيِّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ. (متفق عليه) 6-917

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَذِنَ اللَّهُ

لَشَيْءٍ مَّا اَذِنَ لِنَبِيِّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ
يَجْهَرُ بِهِ. (متفق عليه) 7-918

ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی آواز پر اتنا دھیان نہیں فرماتا
جس قدر ایک نبی کی آواز پر انہماک فرماتا ہے۔ جب وہ نبی
خوب صورت اور بلند آواز کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ
يَتَعَنَّ بِالْقُرْآنِ. (بخاری) 8-919

حضرت ابو ہریرہؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ
نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو خوب صورت آواز کے
ساتھ قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ﷺ قَالَ قَالَ لِي
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اقْرَأْ عَلَيَّ
قُلْتُ اقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ إِنِّي
أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي فَقَرَأْتُ سُورَةَ
النِّسَاءِ حَتَّى آتَيْتُ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ "فَكَيْفَ إِذَا
جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى
هَؤُلَاءِ شَهِيدًا" (پ ۵. ركوع ۳) قَالَ
حَسْبُكَ الْآنَ فَالْتَفْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا عَيْنَاهُ
تَذَرِفَانِ. (متفق عليه) 9-920

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں رسول مکرم
ﷺ نے مجھے فرمایا جب کہ آپ منبر پر تشریف فرماتے۔
اے عبداللہ! میرے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کرو۔ میں
نے عرض کیا میں آپ کو پڑھ کر سناؤں؟ جبکہ آپ پر قرآن
نازل ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ
کسی دوسرے سے قرآن مجید سنوں۔ پھر میں نے سورہ نساء
کی تلاوت شروع کر دی۔ جب میں اس آیت پر پہنچا "اس
وقت کیا حال ہوگا۔ جب ہم ہر امت سے گواہ لائیں گے
اور تجھے ہم ان پر بطور گواہ لائیں گے۔" تو آپ ﷺ نے

فرمایا اب بس کیجئے۔ جب میں نے آپ کی طرف نظر اٹھائی تو آپ کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)
عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأُبَيِّ بْنِ
كَعْبٍ ﷺ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ
الْقُرْآنَ قَالَ اللَّهُ سَمَانِي لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ
ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ نَعَمْ فَلَزَفْتُ
عَيْنَاهُ وَفِي رِوَايَةٍ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ
لَمْ يَكُنِ الدِّينَ كَفَرُوا قَالَ وَسَمَانِي قَالَ نَعَمْ
فَبَكَى. (متفق عليه) 10-921

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے
ابی بن کعبؓ سے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں
قرآن مجید کی تلاوت تجھے سناؤں ابیؓ نے عرض کیا کہ
اللہ نے آپ کو میرا نام لے کر فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے
اثبات میں جواب دیا۔ حضرت ابیؓ نے پھر حیران ہو کر
پوچھا کیا رب العالمین کے ہاں میرا ذکر ہوا ہے؟ آپ
ﷺ نے فرمایا بالکل ذکر ہوا ہے۔ اس خوشی سے

حضرت ابیؓ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں "لَمْ يَكُنِ الدِّينَ
كَفَرُوا" کی تلاوت تجھے سناؤ۔ انہوں نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تیرا نام
لیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابی بن کعبؓ خوشی سے رو پڑے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لَا تُسَافِرُوا بِالْقُرْآنِ فَإِنِّي لَا أَمْنُ أَنْ يُنَالَهُ الْعَدُوُّ. 11-922

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے قرآن مجید لے کر دشمن کے علاقوں کی طرف سفر کرنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)۔ مسلم کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا قرآن کے ساتھ سفر نہ کرو۔ مجھے خدشہ ہے کہ کہیں یہ دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

فہم الحدیث

دشمن کے علاقے میں قرآن مجید لے جانے سے اس لیے منع کیا کہ اس وقت توہین قرآن کا اندیشہ تھا۔ یا پھر قرآن پاک کی کتابت بہت کم ہوتی تھی۔ جس کی وجہ سے قرآن مجید کے نسخے بہت کم تھے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام کرنا چاہیے ورنہ یہ نعمت چھن جاتی ہے۔
- ۲۔ طبیعت کے سیر ہونے تک تلاوت کرنی چاہیے۔
- ۳۔ تلاوت دل ربالہجہ میں کرتے ہوئے اس پر فکر و تدبر کرنا چاہیے۔
- ۴۔ دوسرے سے قرآن مجید کی تلاوت سننا بھی پاک ﷺ کا طریقہ ہے۔
- ۵۔ تلاوت دل سوزی سے سننی اور کرنی چاہیے۔
- ۶۔ جہاں قرآن مجید کی توہین ہونے کا خطرہ ہو وہاں قرآن مجید لے جانا منع ہے۔



بَابُ اخْتِلَافِ الْقِرَاءَاتِ وَجَمْعِ الْقُرْآنِ

اختلاف قرأت اور قرآن مجید کی تدوین

اہل علم اور اہل زبان جانتے ہیں کہ دنیا میں کسی قوم اور قبیلے کی زبان کے بنیادی قواعد الفاظ اور محاورات تو ایک ہی ہوا کرتے ہیں لیکن مختلف قبائل اور افراد کے باہمی میل جول اور معاشرت کی وجہ سے الفاظ کی ادائیگی کے انداز اور لب و لہجے میں فطری طور پر فرق ہوا کرتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کے اختلاف کا بھی یہی معنی ہے۔ اہل جاز جس انداز اور لہجہ میں ایک جملہ استعمال کرتے ہیں۔ اہل یمن، مصر اور عراق کے لوگ وہی جملہ اور الفاظ اپنے لب و لہجے میں ادا کرتے ہیں۔ کسی ملک اور قوم کی زبان کا باہمی اختلاف اپنی جگہ پر مسلمہ امر ہے یہاں تک کہ کسی شہر اور اس کے مضافات میں رہنے والے دیہات کی گفتگو کا انداز بھی ایک نہیں ہوا کرتا۔ بے شک قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا لیکن سرور گرامی ﷺ کی خواہش پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کو سات لہجوں میں پڑھنے کی اجازت عنایت فرمائی۔ اس باب میں سات قرأتوں اور تلاوت کے باہمی فرق کی وضاحت فرماتے ہوئے انہیں جائز قرار دیا گیا۔ تاکہ قرآن حمید پڑھنے والے عربی اور غیر عربی مسلمانوں کو کسی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ تاکہ پورے انہماک کے ساتھ قرآن فہمی اور تلاوت کرتے رہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو سنا وہ سورت فرقان کی تلاوت میرے طریقے کے بجائے دوسرے انداز سے کرتے تھے جبکہ رسول معظم ﷺ نے مجھے بذات خود اس سورۃ کی تلاوت سکھائی تھی۔ قریب تھا کہ میں ان سے الجھ پڑتا لیکن میں نے انہیں موقعہ دیا۔ جب وہ تلاوت سے فارغ ہو گئے تو میں اس کی چادر اس کے گلے میں ڈال کر انہیں کھینچتا ہوا رسول مکرم ﷺ کے پاس لے آیا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں نے اس شخص کو سنا ہے وہ سورۃ فرقان کی تلاوت اس انداز سے نہیں کر رہا جس طریقہ سے آپ نے مجھے تلاوت کرنا سکھایا ہے۔ اس پر رسول اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ پھر آپ نے اسے تلاوت کرنے کی ہدایت کی جس طرح میں نے اس سے سنی تھی اسی طرح اس نے قرأت

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ ابْنَ حَكِيمٍ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَأَهَا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَقْرَأْنِيهَا فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمَهَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّيْتُهُ بِرِدَائِهِ فَجِئْتُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرَسِلْتَهُ أَقْرَأَ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَكَذَا أُنْزِلْتُ ثُمَّ قَالَ لِي أَقْرَأَ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هَكَذَا أُنْزِلْتُ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ فَاقْرَأُوا مَا تيسَّرَ مِنْهُ. (متفق عليه واللفظ لمسلم) 1-923

کی۔ آپ نے فرمایا یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ نے مجھے حکم دیا اب تم تلاوت کرو میں نے تلاوت کی۔ آپ ﷺ نے تلاوت سن کر فرمایا اس طرح بھی یہ سورت نازل ہوئی ہے بلاشبہ قرآن پاک سات قراتوں میں نازل ہوا ہے۔ تم جس طرح آسان سمجھو تلاوت کیا کرو۔ (بخاری و مسلم) روایت کے الفاظ مسلم کے ہیں۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ اخِلَافَهَا فَجِثْتُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقَالَ كَلَّا كَمَا مُحْسِنٌ فَلَا تَخْتَلِفُوا فَإِنْ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا. (بخاری) 2-924

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے ایک آدمی کو تلاوت کرتے ہوئے سنا جبکہ میں نے نبی مکرم ﷺ کو اس کی تلاوت کے برعکس تلاوت کرتے سنا تھا تو میں اسے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب میں نے آپ سے یہ عرض کی تو میں نے آپ کے چہرے پر ناراضگی کے اثرات دیکھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں کی تلاوت درست ہے۔ اس طرح اختلافات نہ کیا کرو۔ تم سے پہلے لوگ اس اختلاف کی وجہ سے برباد ہوئے۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّيُ فَقَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ قِرَاءَةً سِوَى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلَاةَ دَخَلْنَا جَمِيعًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ إِنَّ هَذَا قَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوَى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ فَأَمَرَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَرَأَ فَحَسَنَ شَأْنَهُمَا فَسَقَطَ فِي نَفْسِي مِنَ التَّكْذِيبِ وَلَا إِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا قَدْ غَشَيْنِي ضَرَبَ فِي صَدْرِي فَفَضْتُ عَرَقًا وَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اللَّهِ فَقَرَأَ فَقَالَ لِي يَا أَبُي أُرْسِلْ إِلَيَّ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوْنٌ عَلَى أُمْتِي فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّانِيَةَ أَقْرَأْهُ عَلَى حَرْفَيْنِ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوْنٌ عَلَى أُمْتِي فَرَدَّ إِلَيَّ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں مسجد میں تھا ایک آدمی مسجد میں داخل ہو کر نماز ادا کرنے لگا۔ اس نے قرات کی میں اس کی تلاوت کو نہیں سمجھ سکا۔ اس کے بعد ایک اور شخص مسجد میں آیا اس نے پہلے شخص کے طریقے کے خلاف تلاوت کی۔ جب ہم نے نماز ادا کر لی تو ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ میں نے عرض کیا اس شخص نے تلاوت کی جس کو میں صحیح نہیں سمجھتا پھر دوسرا شخص آیا اس نے پہلے کے طریقے کے خلاف تلاوت کی۔ نبی مکرم ﷺ نے ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ تلاوت کریں۔ آپ نے دونوں کی تلاوت کو صحیح قرار دیا۔ اس پر میرے دل میں آپ کی تکذیب کا ایسا خیال آیا کہ زمانہ کفر میں بھی ایسا خیال نہ آیا تھا۔ جب رسول معظم ﷺ نے مجھے بڑے خیالات میں مبتلا پایا تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اس سے میں پسینے میں شرابور ہو گیا۔ گویا کہ میں خوف کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ آپ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

الثَّالِثَةَ أَقْرَأَهُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ وَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْأَلَةً تَسْأَلْنِيهَا فَقُلْتُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأُمْتِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأُمْتِي وَآخِرُثُ الثَّالِثَةِ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَى الْخَلْقِ كُلُّهُمْ حَتَّى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. (مسلم) 3-925

اے ابی مجھے وحی کی گئی ہے کہ میں ایک طریقے پر قرآن کی تلاوت کروں۔ میں نے کہا میری امت پر آسانی فرمائی جائے تو دوبارہ میری جانب وحی آئی۔ آپ دو قرأتوں میں تلاوت کریں۔ پھر میں نے عرض کیا اے اللہ میری امت پر مزید آسانی فرما۔ تو تیسری بار مجھے اجازت عنایت ہوئی کہ

آپ سات طریقوں سے تلاوت کر سکتے ہیں۔ اور فرمایا گیا کہ آپ کے ہر جواب کے بدلے جو میں نے آپ کی جانب بھیجا اس پر آپ کی ایک ایک دعا قبول ہوگی۔ تو میں نے دعا کی اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ اے اللہ! میری امت کو بخش دے اور تیسری دعا کو میں نے اس دن کے لئے رکھ لیا ہے جس دن تمام مخلوق میری طرف رجوع کرے گی یہاں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی مجھ سے سفارش کروائیں گے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَقْرَأْنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ فَرَأَجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ وَيَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ بَلَّغْنِي أَنَّ بِلَكَ السَّبْعَةِ الْأَحْرَفِ إِنَّمَا هِيَ فِي الْأَمْرِ تَكُونُ وَاحِدًا لَا تَخْتَلِفُ فِي حَلَالٍ وَلَا حَرَامٍ. (متفق عليه) 4-926

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ایک قرأت میں تلاوت کرائی۔ میں ان سے اصرار کرتے ہوئے مزید قرأتوں کا مطالبہ کرتا رہا اور وہ مجھے مزید اجازت دیتے رہے۔ یہاں تک کہ سات قرأتوں کی اجازت مل گئی۔ ابن شہاب ذکر کرتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ساتوں قرأتیں معنی کے لحاظ سے ایک ہیں قرأتوں کے اختلاف سے حلال اور حرام میں کچھ فرق نہیں۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ عَلْقَمَةَ ؓ قَالَ كُنَّا بِحِمَصَ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُودٍ ؓ سُورَةَ يُوسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَّا هَكَذَا أَنْزِلْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَاللَّهِ لَقَرَأْتُهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَحْسَنْتَ فَبَيْنَا هُوَ يُكَلِّمُهُ إِذْ وَجَدَ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ فَقَالَ أَتَشْرَبُ الْخَمْرَ وَتُكَذِّبُ بِالْكِتَابِ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ. (متفق عليه) 5-927

حضرت علقمہ ؓ بیان کرتے ہیں ہم حمص شہر میں تھے۔ عبداللہ بن مسعود ؓ نے سورت یوسف کی تلاوت کی ایک شخص نے کہا یہ سورت اس طرح نازل نہیں ہوئی۔ عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہا اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کی تلاوت کی تھی اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ تو نے درست قرأت کی ہے۔ جب عبداللہ بن مسعود ؓ کے ساتھ وہ شخص گفتگو کر رہا تھا تو انہیں اس کے منہ سے شراب کی بو

آئی۔ عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا تو شرابی ہو کر کتاب اللہ کی تکذیب کرتا ہے؟ اس پر شراب پینے کی حد نافذ کی گئی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ؓ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مُّقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ ؓ إِنَّ عُمَرَ ؓ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرْآنِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرْآنِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبُ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ عُمَرُ هَذَا وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِذَلِكَ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابَّ عَاقِلٌ لَا نَتَهَمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَتَّبِعُ الْقُرْآنَ فَاجْمَعُهُ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنْ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ فَتَتَّبَعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسْبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ (پ ۱۱. رکوع ۵) حَتَّى خَاتِمَةَ بَرَاءَةٍ فَكَانَتْ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ ؓ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ ؓ حَيَوْتُهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ

حضرت زید بن ثابت ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر ؓ نے میری طرف اہل یمامہ کے قتل ہونے کے موقع پر پیغام بھیجا۔ تو وہاں حضرت عمر بن خطاب ؓ بھی موجود تھے۔ حضرت ابو بکر ؓ نے فرمایا میرے ہاں جناب عمر ؓ آئے انہوں نے کہا یمامہ کی جنگ میں کثرت کے ساتھ قرآن مجید کے حفاظ شہید ہوئے ہیں۔ اگر غزوات میں اسی طرح لوگ شہید ہوتے رہے تو مجھے ڈر ہے کہ قرآن پاک کا اکثر و بیشتر حصہ ناپید ہو جائے گا۔ میری رائے یہ ہے آپ کا تین وحی کو قرآن حکیم کے جمع کرنے کا حکم دیں۔ میں نے عمر ؓ سے کہا آپ وہ کام کیسے کر سکتے ہیں جسے رسول کریم ﷺ نے نہیں کیا؟ حضرت عمر ؓ نے کہا، اللہ کی قسم! قرآن مجید کو جمع کرنا بہترین کام ہے۔ حضرت عمر ؓ اس بات پر اصرار کرتے رہے۔ حتیٰ کہ اس کام کے لئے اللہ نے میرا سینہ کھول دیا۔ اور میری رائے حضرت عمر کے موافق ہو گئی۔ حضرت زید ؓ فرماتے ہیں۔ حضرت ابو بکر ؓ نے مجھ سے کہا تم جواں سال اور سمجھ دار ہو۔ تمہاری دیانت پر بھی ہمیں کوئی شک نہیں مزید برآں تمہیں وحی لکھنے کا شرف حاصل ہے اس لیے قرآن مجید کی آیات کو تلاش کرو اور انہیں ایک مصحف میں جمع کر دو۔ حضرت زید ؓ کہتے ہیں اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے کسی پہاڑ کو دوسرے پہاڑ کی جگہ اٹھا کر رکھ دینے کا حکم دیتے تو یہ کام اتنا دشوار نہ ہوتا جتنا مجھے قرآن مجید جمع کرنے کا کام مشکل معلوم ہوا۔ حضرت زید ؓ کہتے ہیں میں نے ان سے عرض کیا۔ آپ وہ کام کیسے کر سکتے ہیں جس کا کو رسول مکرم ﷺ نے انجام نہیں دیا؟ حضرت ابو بکر ؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ کام نہایت ہی خیر کا ہے۔ زید بن ثابت ؓ کہتے ہیں ابو بکر ؓ مجھے یہ بات بار بار فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِنْتُ عُمَرَ. (بخاری) 6-928 نے مجھے انشراح صدر عطا فرمایا۔ جیسا کہ ابو بکر ؓ اور عمر ؓ کو

انشراح صدر فرمایا تھا۔ میں نے قرآن مجید کھجور کی شاخوں،

سفید پتھروں، اور حفاظ کے سینوں سے جمع کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ سورت توبہ کا آخری حصہ مجھے ابو خزیمہ انصاری ؓ سے دستیاب ہوا۔ ان کے علاوہ کسی کے ہاں میں نے ان آیات مبارکہ کو نہ پایا وہ آیات یہ تھیں۔ لقد جاءكم رسول من انفسكم (آخر سورت تک) تو یہ جمع شدہ مصحف ابو بکر صدیق ؓ کے پاس رہا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے۔ ان کے بعد زندگی بھر حضرت عمر ؓ کے پاس رہا ان کے بعد ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔ (بخاری)

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں حذیفہ بن یمان ؓ حضرت عثمان ؓ کے پاس مدینہ آئے حضرت عثمان ؓ آرمینہ، آذر بائجان کو فتح کرنے کے لئے شامیوں اور عراقیوں کے خلاف تیاریاں کر رہے تھے۔ قرآن مجید کی قرأت میں عراقیوں اور شامیوں کے اختلاف نے حضرت حذیفہ ؓ کو پریشان کر دیا۔ انہوں نے حضرت عثمان ؓ سے عرض کیا اے امیر المؤمنین اس سے پہلے کہ امت کتاب اللہ کی قرأت میں اختلاف کرے جس طرح یہودی اور عیسائی اختلاف کرتے ہیں، آپ امت کی خبر لیں حضرت عثمان ؓ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا۔ آپ ہمیں مصحف عطا فرمائیں تاکہ ہم اس کی نقلیں تیار کر سکیں ہم اسے آپ کو واپس کر دیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان ؓ کی طرف مصحف بھیجا۔ حضرت عثمان ؓ نے زید بن ثابت، عبد اللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبد الرحمن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا۔ انہوں نے نقلیں تیار کیں۔ حضرت عثمان نے تینوں قریشیوں سے فرمایا قرآن مجید کے کسی لفظ میں تمہارا اور زید بن ثابت کا اختلاف ہو تو اس لفظ کو قریش کی طرز تحریر پر لکھنا۔ اس لئے کہ قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ انہوں نے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ ؓ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَارِزِي أَهْلَ الشَّامِ وَفِي فَتْحِ أَرْمِينِيَّةٍ وَآذَرِيجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ ؓ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقُرْآنِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ ؓ لِعُثْمَانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرِكْ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يُخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنْ أَرْسِلُنِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسُخَهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكَ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ ابْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرُّهْطِ الْقُرَيْشِيِّينَ الثَّلَاثِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاکْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا حَتَّى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ ؓ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهَا وَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أَفْقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا
نَسَخُوا وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ
صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ قَالَ ابْنُ
شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ
سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ ؓ قَالَ فَقَدْ ثُ ابْتِ مِنْ
الْأَحْزَابِ حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ
أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَا هَا
فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ نِ الْأَنْصَارِيِّ
”مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ
عَلَيْهِ“ (پ ۱۲. رکوع ۱۹) فَالْحَقْنَا هَا فِي
سُورَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ. (بخاری) 7-929

حضرت عثمان ؓ کے حکم کے مطابق تمام کام سرانجام
دیا۔ جب انہوں نے متعدد نسخے تیار کر لئے تو عثمان نے
اصل مصحف حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں
بجھوادیا اور مکتب کے ہر کونے میں ایک ایک نقل شدہ مصحف
بھی بھجوا دیا۔ اس کے علاوہ دیگر مصاحف کے بارے میں حکم
دیا کہ ان کو جلادیا جائے۔ ابن شہاب نے بیان کیا مجھے خارجہ
بن زید بن ثابت نے خبر دی۔ اس نے حضرت زید بن ثابت
ؓ سے سنا انہوں نے فرمایا جب ہم نے مصحف کو نقل کیا تو
سورت احزاب کی ایک آیت ہمیں نہ مل سکی جبکہ میں نے
رسول اکرم ﷺ سے اسے سنا تھا۔ آپ ﷺ اس کی
تلاوت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ہم نے اس کو تلاش کیا تو ہم

نے اس آیت کو خزیمہ بن ثابت ؓ انصاری کے پاس پایا۔ (مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ) تو ہم
نے اس آیت کو اس مصحف کی سورت میں شامل کر دیا۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے
- ۲۔ قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق جلانے جاسکتے ہیں۔ تاہم ان پڑھ عوام کے سامنے ایسا کرنے سے پرہیز کرنا
چاہیے
- ۳۔ قرآن مجید کی تدوین خلیفہ اول کے حکم پر حضرت زید بن ثابت ؓ کا لازوال عظیم الشان کارنامہ ہے۔
- ۴۔ آپ ﷺ نے قرآن مجید کی موجودہ ترتیب وحی الہی کے مطابق فرمائی۔
- ۵۔ قرآن مجید کو مدنی، مکی اور یمنی لہجوں میں سے کسی لہجے میں تلاوت کرنا جائز ہے۔



کِتَابُ الدَّعَوَاتِ دعاؤں کی اہمیت و قبولیت

دعا عبادات کا خلاصہ ☆ انسانی حاجات اور جذبات کا موقع ☆ بندے اور اس کے رب کے درمیان لطیف مگر مضبوط واسطہ ہے ☆ اس سے ضمیر کا بوجھ ہلکا اور پریشانیوں اور پریشانیوں کا مداوا ہوتا ہے۔ اس لیے دعا پورے انہماک، توجہ اور پر خلوص انداز سے اصرار و تکرار کے ساتھ کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشی اور حکم یہ ہے کہ اس سے بلا واسطہ اور براہ راست مانگا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگنا بدترین تکبر ہے۔ فوت شدگان کے واسطے، وسیلے، برکت اور حرمت کے ذریعے سے دعا کرنا شرک ہے۔

الدَّعَاءُ مُنْجِي الْعِبَادَةِ "دعا عبادت کا مغز ہے"

الدَّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ "دعا مومن کا اسلحہ ہے"

نبی اکرم ﷺ نے دعا کو عبادات کا اصل اور مغز قرار دیا ہے اور مومن کو اپنی حفاظت کے لیے دعا ڈھال کے طور پر استعمال کرنے کی ترغیب دی ہے۔ یہی عبادت کی غرض و غایت اور اس کا مقصود ہے۔ چونکہ عبادت میں عاجزی، گناہوں کا اعتراف، اللہ تعالیٰ سے حاجات کی طلبی، مشکلات اور پریشانیوں سے بچنے کی درخواست، ہر قسم کے نقصانات اور مخالف کے شر سے محفوظ رہنے کی استدعا پھر اللہ تعالیٰ کی کہربائی کا اعتراف اور نبی اکرم ﷺ پر درود شامل ہوتا ہے۔ اس لیے دعا سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے دعا سے بندے کی بندگی کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے گفتگو کا ایسا ملکہ عنایت فرمایا تھا کہ ہزاروں الفاظ پر مشتمل گفتگو کو آپ ایک ہی جملے میں بیان کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ اس لیے دو ہی جملوں میں عبادت و ریاضت کے تصور اور مقصد کو بیان فرمایا ہے، دعا عبادت کا اصل اور نقصانات سے بچنے کے لیے ڈھال ہے۔

دعا کی قبولیت کے انداز

- ۱۔ دعا کا اسی وقت قبول ہو جانا۔
- ۲۔ زندگی کے کسی حصے میں مستجاب ہونا۔
- ۳۔ مقصود حاصل نہ ہو سکے تو اس کے بدلے میں کسی ناگہانی مصیبت کا ٹل جانا۔
- ۴۔ دنیا میں قبول نہ ہو تو آخرت میں اس قدر عطا کیا جائے گا کہ بندہ پکاراٹھے گا کہ کاش میری کوئی دعا دنیا میں قبول نہ ہوئی ہوتی۔

تفصیل کے لیے میری کتاب انبیاء کا طریقہ دعا پڑھیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلْ كُلُّ نَبِيٍّ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے بیان فرماتے ہیں،
ہر نبی کی ایک دعا مستجاب ہوتی ہے۔ ہر نبی نے اپنی قبول ہونے

دَعْوَتُهُ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي لِأُمْتِي إِلَى يَوْمِ
الْقِيَمَةِ فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ مَاتَ مِنْ
أُمْتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئاً. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ
وَلِلْبُخَارِيِّ أَقْصَرُ مِنْهُ) 1-930

والی دعا مانگنے میں پہل کی لیکن میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی
شفاعت کے لیے قیامت کے دن کے لئے محفوظ رکھا ہوا ہے۔
چنانچہ میری شفاعت سے میری امت کا ہر وہ شخص مستفیض ہوگا
جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ (مسلم) جبکہ
مسلم کی نسبت بخاری میں الفاظ کم ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
اَتَّخِذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا اَنْ تُخَلِّفَنِیْهِ فَاِنَّمَا اَنَا
بَشَرٌ فَاِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَذِیْتُهُ شَتَمْتُهُ لَعَنْتُهُ جَلَدْتُهُ
فَاَجْعَلْهَا لَهٗ صَلٰوةً وَزَكٰوةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا
اِلَیْكَ یَوْمَ الْقِيَمَةِ. (متفق علیہ) 2-931

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ دعا
کرتے تھے۔ بارالہا! میرا تیرے ساتھ جو عہد ہے تجھ سے
اس کی خلاف ورزی کی توقع نہیں ہو سکتی۔ جبکہ میں صرف
انسان ہوں اگر کسی مومن کو تکلیف پہنچاؤں، برا بھلا کہوں،
اس پر لعنت کروں یا ماروں تو اس تکلیف کو اس مومن کے

لئے رحمت و تزکیہ اور قربت کا ذریعہ بنانا اور قیامت کے دن وہ تیرے قرب کا ذریعہ بن جائے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اس عہد سے مراد وہ عہد ہے جو کلمہ طیبہ کی صورت میں ایک مسلمان اپنے رب سے کرتا ہے۔ نبی تو اس عہد کا زیادہ احترام کرنے
والا ہوتا ہے۔ اس کے بدلے رب کریم کا وعدہ ہے کہ معاف کرتا رہوں گا۔ نبی کریم ﷺ دعا کیا کرتے تھے کہ میرے رب
اگر میں کسی پر ناراض ہو کر اسے سخت سست کہوں یا سزا دوں تو آپ اسے مزید سزا دینے کی بجائے میری لعنت کو بھی اس کے حق
میں رحمت فرما دے۔ یہ انفرادی اور عملی غلطی کے بارے دعا ہے۔ کہ میری لعنت بھی اس کے لیے رحمت ثابت ہو۔ اگر کوئی شخص
لعنتیوں والے کام کرے تو اس پر اللہ کی لعنت ضرور ہوگی۔ اس سے حلالہ کرنے، کروانے پر آپ ﷺ کی گئی لعنت رحمت میں
تبدیل نہیں ہو سکتی جیسا کہ علامہ عینی نے اس کو بدلنے کی کوشش کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے
نصیحت فرمائی کہ تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا
نہ مانگے کہ اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما، تو چاہے تو مجھ پر
رحم فرما، تو چاہے تو مجھے رزق عطا فرما دے۔ بلکہ پورے
وثوق سے اللہ تعالیٰ سے طلب کرے کیونکہ وہ جو چاہتا ہے
کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو کوئی بھی مجبور نہیں کر سکتا۔ (بخاری)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَعَا
أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ إِنْ شِئْتَ
أَرْحَمْنِيْ إِنْ شِئْتَ أَرْزُقْنِيْ إِنْ شِئْتَ وَلْيَعْزِمْ
مُسْئَلَتُهُ إِنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَلَا مُكْرَهَ لَهُ.
(بخاری) 3-932

حضرت ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا، جب تم میں سے کوئی دعا مانگے اس طرح دعا نہ مانگے

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَعَا

أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ
وَلَكِنْ لِيَعْزِمَ وَلِيُعْظِمَ الرُّغْبَةَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا
يَتَعَاظَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ. (مسلم) 4-933

کہ اگر تو چاہے تو مجھے معاف فرما دے بلکہ عزم بالجزم سے
دعا مانگے اور عظیم ترین چیز مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے کسی
بڑی سے بڑی چیز کا عطا کرنا مشکل نہیں ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں۔
آپ نے فرمایا کہ بندہ کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی ہے جب
تک وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہیں مانگتا یا جلد بازی نہیں کرتا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا دعا
کرنی والا اس طرح کہے کہ میں نے بار بار دعا کی لیکن اس کی قبولیت
نہیں ہوئی۔ اس وجہ سے اکتا کر دعا کرنا چھوڑ دے۔ (مسلم)

ابو برداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے حق میں دعا اس کی غیر
موجودگی میں مقبول ہوتی ہے۔ دعا مانگنے والے کے ساتھ ایک
فرشتہ مقرر ہوتا ہے۔ جب کبھی کوئی مسلمان اپنے بھائی کے لئے
بھلائی کی دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے۔ ساتھ ہی
یہ دعا کرتا ہے کہ تجھے بھی اس جیسا عطا ہو۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا، تم اپنے لیے اپنی اولاد اور اپنے مال کے بارے میں بد
دعا نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ گھڑی ایسی ہو جس میں مانگی گئی چیز
عطا دی جائے اور وہ بد دعا تمہارے حق میں قبول ہو جائے۔
(مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسْتَجَابُ
لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةٍ رَحِمَ مَا لَمْ
يَسْتَغْجِلْ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
مَا لَا سِتْغَجَالُ قَالَ يَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ
دَعَوْتُ فَلَمْ أَرِ يُسْتَجَابْ لِي فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ
ذَلِكَ وَيَدْعُ الدُّعَاءَ. (مسلم) 5-934

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ
الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ
كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ
بِهِ آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلِ. (مسلم) 6-935

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَدْعُوا
عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا
تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ لَا تَوَافِقُوا آمِنَ اللَّهِ سَاعَةً
يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبَ لَكُمْ (رواه
مسلم) 7-936

خلاصہ باب

۱۔ آپ نے اپنی مخصوص دعا کو امت کے لیے آخرت میں بخشش کی خاطر محفوظ رکھا ہے۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ سے دعا اعتماد اور یقین محکم
سے مانگنی چاہیے۔ ۳۔ عدم قبولیت کی صورت میں دعا کا چھوڑنا کسی صورت بہتر نہیں۔ ۴۔ دوسرے مسلمان کی غیر حاضری میں
دعا کرنا دونوں کے حق میں قبولیت یقینی ہے۔ ۵۔ دعا اللہ کی توحید کی ترجمان اور عبادات کا خلاصہ ہے۔ ۶۔ اللہ کے اسمائے
گرامی اور اس کے فضل و کرم کو وسیلہ بنانا سنت ہے۔ ۷۔ مدفون بزرگوں کو وسیلہ بنانا شرک ہے۔ ۸۔ انبیائے کرام علیہم السلام
بلا تو سل ہی دعا کیا کرتے تھے۔ ۹۔ وسیلے کے ذریعے خالق و مخلوق کے درمیان رکاوٹیں پیدا نہ کیجئے۔

بَابُ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَالتَّقَرُّبِ إِلَيْهِ

اللہ کا ذکر اور اس کے حضور قرب چاہنا

مشکلات اور پریشانیوں سے نجات کے لیے دعا اور ذکر کے دوران اس نیت کا ہونا نہایت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ مشکلات سے نجات کے ساتھ آخرت میں بھی اس کا بدلہ عطا فرمائے۔ انسان اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا اعتراف اللہ تعالیٰ کے تقدس کا اقرار اپنی بے بسی اور عجز و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور تمام اسباب کو اس کے اختیار میں سمجھتے ہوئے ایک فقیر کی طرح اس کے حضور التجا اور ذکر و فکر میں محو ہو جائے۔ ذکر کے دوران جس قدر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہوگی اسی قدر ہی پریشانیوں اور فکر مند یوں سے نجات حاصل ہوگی۔ اکثر لوگ ذکر کے دوران بھی اپنی توجہ پریشانی اور مشکلات کی طرف رکھتے ہیں جس کی وجہ سے یادِ الہی کے باوجود ان کی طبیعت کو سکون اور وہ لذت حاصل نہیں ہوتی جو فکر کے بدلے سکون ہونا چاہئے اس لئے ذکر کامل توجہ اور کثرت کے ساتھ کرنے کا حکم ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا (پ: ۱۲۲/۱۲۳: ۴۲ تا ۴۱)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا کرو اور صبح شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔“

ذکر کی فضیلت و حیثیت سمجھنے کے لئے ایک واقعہ ہی ذہن اور سمجھ دار آدمی کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام قوم کو عرصہ دراز تک نصیحتیں فرماتے رہے۔ قوم سمجھنے کے بجائے گناہ اور جرائم میں آگے ہی بڑھتی چلی گئی تو حضرت یونس علیہ السلام نے بددعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اللہ تعالیٰ نے قوم کو تباہ و برباد کرنے کے لئے حضرت یونس علیہ السلام سے وعدہ فرمایا۔ لیکن ابھی تباہی کے وقت میں کچھ مدت باقی تھی کہ حضرت یونس علیہ السلام قوم کے طعنوں اور عذابِ الہی کے بار بار مطالبے پر پریشان ہو کر اللہ تعالیٰ کی اجازت آنے سے پہلے ہجرت کر جاتے ہیں بحرِ سفر کے دوران ایک مچھلی کا لقمہ بنے مچھلی انہیں اپنے پیٹ میں لئے ہوئے پانی کی تہوں کے نیچے چلی گئی۔ جب حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے سے سرزد ہونے والی غلطی کا احساس ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کو نہایت آہ و زاری کے ساتھ یاد کیا۔

اس واقعے کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے قرآن مجید نے ذکر کی اہمیت و حیثیت کو یوں بیان کیا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ

کو یاد نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ (پ: ۲۳- الصافات ۱۴۳-۱۴۴)

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ دونوں رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، جب تک لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں فرشتے ان کو گھیرے رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر چھائی رہتی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَأَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ

ہے اور سکون و اطمینان کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اپنے مقرب فرشتوں میں کرتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ کی طرف سفر کرتے ہوئے جب جمدان نامی پہاڑ سے گزر رہا تھا تو آپ نے فرمایا، چلتے رہیے یہ جمدان ہے۔ کنارہ کش رہنے والے سبقت لے گئے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! کنارہ کش رہنے والوں سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا، کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مرد اور خواتین۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَسِيرُ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلَى جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ جُمْدَانُ فَقَالَ سِيرُوا هَذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفْرَدُونَ قَالُوا وَمَا الْمُفْرَدُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الذَّاكِرُونَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتُ. (مسلم) 2-938

فہم الحدیث

کنارہ کش رہنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو لوگوں میں بیٹھ کر بے مقصد باتیں کرنے کے بجائے تنہا بیٹھ کر یا سفر کے دوران ذکر و فکر کرتے ہیں لہذا وہ باتیں کرنے والوں سے نیکیوں میں سبقت لے جائیں گے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ اپنے پروردگار کا ذکر کرنے والے کی مثال زندہ اور نہ کرنے والے کی مثال مردہ شخص کی سی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ میں اپنے بندے کے ساتھ اپنے بارے میں اس کے ظن کے مطابق معاملہ کرتا ہوں۔ وہ جب میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ میرا ذکر اپنے دل میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر خفیہ کرتا ہوں

عَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ. (متفق علیہ) 3-939

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَا ذَكَرْتُهُ فِي مَلَا خَيْرٍ مِنْهُمْ. (متفق علیہ) 4-940

اور اگر وہ میرا ذکر کسی گروہ میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر گروہ میں کرتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو ایک نیکی کرے گا اس کے لئے اس کا دس گنا ثواب ہے۔ جب کہ ایک برائی کا بدلہ اس برائی کے برابر ہو گا یا میں اسے معاف کر دوں گا۔ جو ایک باشت میرے قریب آئے گا میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوں گا، جو ایک ہاتھ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَثْمَالِهَا وَأَزِيدُ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ مِثْلُهَا أَوْ أَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شَبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا

تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَمَنْ آتَانِي يَمْشِي إِلَيْتُهُ هَرَوَلَةً
وَمَنْ لَقِينِي بِقَرَابِ الْأَرْضِ خَطِيئَةً لَا يُشْرِكُ
بِي شَيْئًا لَقِيتُهُ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً (رواه
مسلم) 5-941

میرے قریب آئے گا میں اس کے دو ہاتھ قریب ہو جاؤں گا، جو
میری طرف چل کر آئے گا میں اس کی طرف دوڑ کر آؤں گا اور
جو بھری ہوئی زمین کے برابر گناہوں کے ساتھ (بخشش کے
ساتھ) میری ملاقات کرے گا۔ لیکن اس میں شرک نہ ہو تو میں
اتنی ہی بخشش کے ساتھ اس سے ملاقات کروں گا۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا
لَقَدْ أَذْنَتْهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي
بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا
يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى
أَحْبَبْتُهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ
بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ
بَهَا وَرَجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي
لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعْجِزَنَّهُ وَمَا
تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدَّدْتُ عَنْ نَفْسِ
الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَ تَهُ
وَلَا بُدْلَةَ مِنْهُ (رواه البخاری) 6-942

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے حدیث قدسی
بیان کرتے ہیں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، جس شخص نے
میرے دوست کے ساتھ عداوت رکھی اس کے خلاف میرا
علان جنگ ہے اور میرے کسی بندے کو میرا قرب حاصل
نہیں ہوتا جو قرب فرائض کی ادائیگی سے حاصل ہوتا ہے۔
بندہ جوں جوں نفل پڑھتا ہے توں توں اسے میری صحبت اور
قرب حاصل ہوتا ہے۔ فرائض سے میرا تقرب حاصل نہیں
ہوتا ہمیشہ اس کو میرا تقرب نوافل سے حاصل ہوتا ہے حتیٰ کہ
میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب وہ میرا محبوب بن
جاتا ہے تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتے
ہے اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس
کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے
پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کسی
چیز کا طالب ہوتا ہے تو اس کو عطا کرتا ہوں۔ پناہ طلب کرتا ہے

تو اس کو میں پناہ دیتا ہوں اور مجھے کسی کام کے کرنے میں اتنا تامل نہیں ہوتا جتنا ایک مومن کی جان قبض کرنے میں ہوتا ہے کیونکہ وہ
موت سے کراہت کرتا ہے اور میں اس کو پہنچنے والی تکلیف کو برا سمجھتا ہوں۔ لیکن موت سے ہرگز چھٹکارا نہیں ہے۔ (بخاری)

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے
فرمایا، اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ کچھ فرشتے ہیں جو راستوں میں
اللہ کے ذاکرین کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں۔ جب وہ
کچھ لوگوں کو اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول پاتے ہیں تو
دوسرے فرشتوں کو اپنے مطلوب کی طرف بلاتے ہیں اور ان

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ لِلَّهِ
مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ
الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَنَادَوْا
هَلُمُّوا إِلَيَّ حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحْفَوْنَهُمْ
بِأَجْنَحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْأَلُهُمْ

رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ مَا يَقُولُ عِبَادِي قَالَ
يَقُولُونَ نَ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ
وَيُحَمِّدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ قَالَ فَيَقُولُ
هَلْ رَأَوْنِي قَالَ فَيَقُولُونَ لَا وَاللَّهِ مَا رَأَوْكَ
قَالَ فَيَقُولُ كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي قَالَ فَيَقُولُونَ لَوْ
رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ
تَمَجُّدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا قَالَ فَيَقُولُ فَمَا
يَسْتَلُونَ قَالُوا يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ
وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ فَيَقُولُونَ لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ مَا
رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ
يَقُولُونَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا
حِرْصًا وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً قَالَ
فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ قَالَ يَقُولُونَ مِنَ النَّارِ قَالَ
يَقُولُ فَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُونَ لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ
مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ
يَقُولُونَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا
وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُولُ فَأَشْهَدُكُمْ أَنِّي
قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُولُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ
فِيهِمْ قَلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ
هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى جَلِيسُهُمْ (رَوَاهُ
الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ مُسْلِمٍ قَالَ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً
سَيَّارَةً فَضُلًا يَتَتَفَوَّنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَإِذَا
وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ وَحَفَّ
بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتَّى يَمْلَأُوا مَا
بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَإِذَا تَفَرَّقُوا
عَرَجُوا وَصَعَدُوا إِلَى السَّمَاءِ قَالَ فَيَسْأَلُهُمْ

کو اپنے پروں سے آسمان دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں۔ آپ
ﷺ نے فرمایا، ان کا رب ان سے دریافت فرماتا ہے
حالانکہ اس کو اچھی طرح علم ہے کہ میرے بندے کیا مانگ
رہے تھے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ وہ جوابا کہتے ہیں وہ تیری تسبیح
و تکبیر، حمد خوانی اور عظمت کا اعتراف کرنے میں مشغول ہیں۔
اس پر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے، کیا انہوں نے مجھے دیکھا
ہے؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، وہ جواب دیتے ہیں۔ اللہ
کی قسم! انہیں انہوں نے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا
ہے اگر مجھے دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ آپ نے
فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں اگر انہوں نے تجھے دیکھا ہوتا تو
وہ عبادت و تسبیح میں زیادہ شدت اختیار کرتے۔ آپ ﷺ
نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ کس چیز کا سوال کر رہے
تھے؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگ رہے
تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے انہوں نے اس کو دیکھا
ہے؟ آپ نے فرمایا فرشتے جواب دیتے ہیں اے ہمارے
پروردگار! انہوں نے اس کو نہیں دیکھا۔ اللہ عزوجل پوچھتے
ہیں اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ
جوابا عرض کرتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو اس کی بہت
زیادہ حرص کرتے۔ اور انہیں شدید طلب اور مزید رغبت بڑھ
جاتی۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگتے
ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں کہ دوزخ
کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ
پوچھتا ہے کیا انہوں نے اس کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے
ہیں یا رب! انہیں اللہ کی قسم انہوں نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔
آپ نے فرمایا، پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے کہ ان کی
کیفیت کیا ہوتی اگر دوزخ کو دیکھا ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں

اگر وہ درز رخ کو دیکھ لیتے تو پوری قوت کے ساتھ دور بھاگتے اور بہت زیادہ ڈرتے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے گواہ رہو کہ میں نے انہیں بخش دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی ذکر کرنے والوں میں شامل نہیں، وہ تو اپنے کسی کام کی غرض سے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ہم مجلس بھی محروم سعادت نہیں رہتے۔ (بخاری) مسلم کی روایت میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں پھرنے والے کچھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو مجالس ذکر کے متلاشی رہتے ہیں۔ جب کسی مجلس میں ذکر کو پا لیتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ان پر اپنے پروں سے سایہ لگن ہوتے ہیں حتیٰ کہ ان کے سروں سے لے کر آسمان دنیا تک ساری فضا ان سے معمور ہو جاتی ہے۔ جب ذکر کرنے والے اٹھ جاتے ہیں تو ملائکہ آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرتا ہے، حالانکہ وہ اچھی

اللَّهُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِحَالِهِمْ مِّنْ أَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُولُونَ جَنَّتَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ فِي الْأَرْضِ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيُهَلِّلُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيَسْتَلُونَكَ قَالَ وَمَاذَا يَسْتَلُونَنِي قَالُوا يَسْتَلُونَكَ جَنَّتَكَ قَالَ وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِي قَالُوا لَا أَيْ رَبِّ قَالَ وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِي قَالُوا وَيَسْتَجِيرُونَكَ قَالَ وَمِمَّا يَسْتَجِيرُونَنِي قَالُوا مِنْ نَّارِكَ قَالَ وَهَلْ رَأَوْا نَارِي قَالُوا لَا قَالَ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِي قَالُوا يَسْتَغْفِرُونَكَ قَالَ فَيَقُولُ فَمَا غَفَرْتَ لَهُمْ فَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوا وَأَجْرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوا قَالَ يَقُولُونَ رَبِّ فِيهِمْ فَلَانٌ عَبْدٌ خَطَاةٌ إِنَّمَا مَرُّ فَعَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُولُ وَلَهُ غَفَرْتَ هُمْ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ. 7-943

طرح جانتا ہے، تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم زمین سے تیرے بندوں کے ہاں سے آئے ہیں۔ وہ تیری تسبیح و تکبیر، توحید، شان اور تعریف و توصیف بیان کرنے میں مصروف تھے۔ اور آپ سے سوال کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ آپ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں ہمارے پروردگار نہیں۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے اگر وہ میری جنت دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا! پھر ملائکہ کہتے ہیں وہ تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے وہ مجھ سے کس چیز سے پناہ کے طالب ہیں۔ وہ عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے تیری دوزخ کی آگ سے پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے دوزخ دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر انہوں نے میری آگ دیکھی ہوتی تو ان کا کیا حال ہوتا! وہ کہتے ہیں وہ آپ سے بخشش چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بے شک میں نے ان کی مغفرت فرمادی، ان کا سوال پورا کر دیا، اور جس چیز سے انہوں نے پناہ مانگی اس چیز سے پناہ عطا کر دی۔ فرشتے کہتے ہیں ان میں فلاں شخص خطا کار ہے۔ وہ گزرتے ہوئے ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کی بھی مغفرت کر دی۔ کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ہم مجلس بھی محروم سعادت نہیں رہتے۔ (مسلم)

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَسَدِيِّ قَالَ لَقِينِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ أَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ قُلْتُ نَافِقٌ حَنْظَلَةُ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا تَقُولُ قُلْتُ نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأَى عَيْنٍ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِينَا كَثِيرًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَوَاللَّهِ إِنَّا لَنَلْقَى مِثْلَ هَذَا فَإِنِطَلَقْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ نَافِقٌ حَنْظَلَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَا ذَاكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَكُونُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأَى عَيْنٍ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِينَا كَثِيرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوُتَذَوُّمُونَ عَلَى مَا تَكُونُونَ عِنْدِي وَفِي الذِّكْرِ لَصَافِحَتُكُمْ الْمَلَائِكَةُ عَلَى فُرُشِكُمْ وَفِي طَرَفِكُمْ وَلَكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً تَلْتُ مَرَاتٍ. (مسلم) 8-944

حضرت حنظلہ بن ربیع اسیدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ملے۔ انہوں نے میرا حال پوچھا۔ میں نے بتایا کہ حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے۔ انہوں نے تعجب سے کہا سبحان اللہ! کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور ہمیں جنت اور دوزخ کے بارے میں بتایا جاتا ہے تو ہماری کیفیت ایسی ہوتی گویا کہ ہم کھلی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ لیکن جب آپ ﷺ کی مجلس سے نکل کر بیوی بچوں اور کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں تو بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں۔ اس پر حضرت ابو بکر نے فرمایا اللہ کی قسم! ہماری بھی یہی حالت ہے چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور رسول کریم کی خدمت میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حنظلہ منافق ہو گیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ! جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ہمیں جنت اور دوزخ کے متعلق بتاتے ہیں تو ہمارا حال یہ ہوتا ہے گویا کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ لیکن جب آپ سے علیحدہ ہو کر بیوی بچوں اور کاروبار میں مصروف ہو جاتے ہیں تو اکثر باتیں بھول جاتے ہیں۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر تمہاری کیفیت ہمیشہ

ایسی رہے جو وعظ و نصیحت کے وقت میرے پاس ہوتی ہے تو فرشتے تمہارے بستر وں اور راستوں میں تم سے مصافحہ کریں۔ لیکن حنظلہ! ہر گھڑی مختلف ہوتی ہے یہ بات آپ نے تین مرتبہ دہرائی۔ (مسلم)

تیسری فصل

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں لوگوں کے ایک حلقہ میں آئے اور دریافت کیا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم یہاں اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ﷺ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ ﷺ عَلَى حَلَقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا أَجَلَسَكُمْ قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ قَالَ أَلَلَّهِ مَا أَجَلَسَكُمْ إِلَّا ذَالِكَ قَالُوا أَلَلَّهِ مَا أَجَلَسْنَا غَيْرُهُ قَالَ أَمَا

الفصل الثالث

إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تَهْمَةً لَّكُمْ وَمَا كَانَ أَحَدٌ
بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَقْلَ عَنْهُ حَدِيثًا
مَنِيَّ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ عَلَى حَلَقَةٍ
مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَجْلَسَكُمْ هَهُنَا قَالُوا
جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ وَنُحَمِّدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا
لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ بِهِ عَلَيْنَا قَالَ اللَّهُ مَا أَجْلَسَكُمْ
إِلَّا ذَالِكَ قَالُوا اللَّهُ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَالِكَ
قَالَ أَمَّا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تَهْمَةً لَّكُمْ وَلَكِنَّهُ
آتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُيَاهِي
بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ. (مسلم) 9-945

ﷺ نے اللہ کی قسم دے کر پوچھا کیا تم صرف اسی لئے یہاں
بیٹھے ہو؟ انہوں نے قسم کھا کر بتایا اس کے علاوہ اور کوئی مقصد
نہیں۔ اس پر حضرت معاویہ ؓ نے بتایا کہ میں نے غلط سمجھ
کر تم سے قسم نہیں اٹھوائی۔ تم سب سے زیادہ رسول اکرم
ﷺ کے قریب ہونے کے باوجود میں نے بہت کم حدیثیں
بیان کی ہیں۔ توجہ فرماؤ کہ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ اپنے
اصحاب کی مجلس میں تشریف لائے آپ ﷺ نے ان سے
دریافت کیا تمہارے یہاں بیٹھنے کی کیا غرض ہے؟ انہوں نے
جواب دیا ہم یہاں اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہیں اور
اسلام کی طرف راہنمائی اور احسان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا

کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا واللہ! کیا تمہاری مجلس کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ صحابہ نے قسم عرض کیا
ہمارے بیٹھنے کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں غلط سمجھتے ہوئے قسم نہیں اٹھوائی بلکہ میرے
پاس حضرت جبرائیل آئے اور خبر دی کہ اللہ عز و جل تمہارے ساتھ فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الشَّيْطَانُ جَائِمٌ عَلَى قَلْبِ ابْنِ
آدَمَ فَإِذَا ذَكَرَ اللَّهَ خَسَّ وَإِذَا غَفَلَ
وَسُوسَ. (بخاری) 10-946

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول کا
ارشاد ہے، شیطان آدم کے بیٹے کے دل سے چمٹا رہتا ہے۔
جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو دور ہٹ جاتا جب وہ ذکر
سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان واپس آ کر وسوسے ڈالنا
شروع کر دیتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا ذَكَرَنِي
وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ. (بخاری) 11-947

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول محترم ﷺ
بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں اپنے بندے
کے ساتھ ہوتا ہوں جب بندہ ذکر کرتا اور زبان کو میرے نام
کے ساتھ حرکت دیتا ہے۔ (بخاری)

خلاصہ باب

اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہے۔ ذکر سے غافل شخص مردہ کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کا تذکرہ
ملائکہ میں کرتے ہیں۔ ذکر کی مجالس کو ملائکہ اپنے پیروں میں ڈھانپ لیتے ہیں۔ ذاکرین پر اللہ تعالیٰ رحمت سایہ فگن ہوتی
ہے۔ ذکر کرنے والوں کے گناہ معاف مشکلات سے نجات اور جہنم سے چھٹکارا ملتا ہے۔

کِتَابُ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی

اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ اور بابرکت اسمائے گرامی

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس کے اسمائے گرامی ہر لحاظ سے ہمہ جہت اور ہمہ گیر فضیلت و برکت کے منبع و سرچشمہ ہیں۔ اس کی ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اسی طرح اس کا فضل و کرم، برکت و رحمت اس کی صفات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے جس بھی اسم مبارک کا وظیفہ کیا جائے وہی اس کی رحمت و فضل کے نزول کا باعث ہوتا ہے۔ نماز کی ابتدا میں نمازی اسی بات کا اقرار کرتا ہے۔

وَتَبَارَكَ اسْمُكَ

”اللہ تیرا نام ہر اعتبار سے بابرکت ہے۔“

اسمائے گرامی کے ورد کا دنیا و آخرت میں جامع اور دائمی فائدہ تو اس وقت ہوگا جب ذکر کرنے والا اس کی ذات پاک اور اسکے اسم گرامی سے محبت اور اس کا شعور اور اس اسم مبارک کے مطابق عقیدہ رکھتا ہو۔ جو شخص صحیح عقیدے کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ۹۹ ناموں میں سے کسی ایک کا وظیفہ کرتا ہے تو اس کی روح کو سکون اور دنیا میں فائدہ تو ضرور پہنچے گا لیکن اس کی زندگی میں نکھار اور آخرت میں سرفرازی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اللہ تعالیٰ کی ذات صفات اور اسمائے پاک کے مطابق عقیدہ نہ بنا لے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے بتلائے ہوئے اسماء کے ساتھ پکارنا چاہیے۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوْا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْ اَسْمَآئِهٖ سَیُجْزَوْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۹ پ الاعراف ۱۸۰)

”اللہ کے بہترین نام ہیں اس کو اچھے ہی ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے نام رکھنے میں راستی سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کا بدلہ وہ پا کر رہیں گے۔“

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو یعنی ننانوے نام ہیں۔ جس نے ان کو شمار کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک روایت میں ہے اللہ کی ذات ایک ہے۔ وہ ایک عدد کو پسند کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ اِسْمًا مِّائَةً اِلَّا وَاحِدَةً مِّنْ اَحْصَاَهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِیْ رَوَاۤیَۃٍ وَهُوَ تَرْتِیْبُ التَّوْحْدِ (متفق علیہ) 1-948



بَابُ ثَوَابِ التَّسْبِيحِ وَالتَّحْمِيدِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ

اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد و کبریائی اور الوہیت کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو روح اور جسم کے ساتھ تخلیق فرمایا ہے۔ جسم کے آرام و قیام کا تعلق زمین اور اس کی پیداوار کے ساتھ ہے اور روح کا رشتہ ملکوتی دنیا سے قائم کیا گیا ہے۔ جس طرح انسانی جسم کو طعام و قیام اور سکون و آرام کی ضرورت ہے اسی طرح روح کی خوراک اور اس کا آرام و سکون اس میں ہے کہ آدمی کا عقیدہ توحید پر ہو، کردار شریعت کے مطابق اور اس کے خیالات پاکیزہ ہوں۔ اس اہتمام و انتظام کے باوجود بھی روح اپنے آپ میں اضطراب بے سکونی اور ایک طرح کی بھوک محسوس کرتی ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے، اس کو توانا اور ہشاش بشاش رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ذکر جیسی نعمت سے سرفراز فرمایا اور اس کے لیے مختلف ذکر نازل فرمائے اور حکم دیا کہ اپنے رب کو کثرت کے ساتھ یاد کرو تا کہ تم دنیا و آخرت میں کامیاب رہو اور اپنے ذکر کو دلوں کا اطمینان قرار دیا۔ صرف ذکر ایسی عبادت ہے جس کے کرنے کے لئے بار بار کثرت کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین کلمات چار ہیں۔ (۱) سبحان اللہ، (۲) الحمد للہ، (۳) لا الہ الا اللہ (۴) واللہ اکبر۔ ایک اور روایت میں ہے اللہ کے ہاں محبوب ترین کلام چار قسم کا ہے۔ (۱) سبحان اللہ، (۲) الحمد للہ، (۳) لا الہ الا اللہ (۴) واللہ اکبر ان میں سے جسے چاہے پہلے پڑھے تجھے کسی قسم کا نقصان نہیں ہوگا۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہنا میرے لیے ہر اس چیز سے محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو صبح و شام سبحان اللہ و بحمدہ سو بار پڑھتا ہے اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَفْضَلُ الْكَلَامِ أَرْبَعُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَفِي رَوَايَةٍ أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ أَرْبَعُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بَابِيهِنَّ بَدَأَتْ. (مسلم) 1-949

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَأَنْ أَقُولَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ. (مسلم) 2-950

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبُحْرِ. (متفق علیہ) 3-951

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمَسِي سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَيْهِ. (متفق عليه) 4-952

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ. (متفق عليه) 5-953

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ ﷺ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَيَعْجُزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْتَسِبَ كُلَّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ كَيْفَ يَكْتَسِبُ أَحَدُنَا أَلْفَ حَسَنَةٍ قَالَ يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ أَوْ يُحِطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيئَةٍ. (رواه مسلم) 6-954

عَنْ أَبِي ذَرٍّ ﷺ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الْكَلَامِ أَفْضَلُ قَالَ مَا أَصْطَفَى اللَّهُ لِمَلَئِكَتِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ. (مسلم) 7-955

عَنْ جُوَيْرِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَصْطَحَى وَهِيَ جَالِسَةٌ قَالَ مَا زِلْتُ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكَ عَلَيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكَ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثُ مَرَّاتٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح اور شام سو بار سبحان اللہ و بحمدہ کہتا ہے تو قیامت کے دن کوئی شخص اس سے افضل کلمات لے کر نہیں آئے گا۔ البتہ وہ شخص جس نے اس طرح کے کلمات یا اس سے زائد کلمات کہے ہوں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو کلمات ایسے ہیں جو زبان پر بہت ہی ہلکے ترازو میں بہت بھاری اور رحمان کو بہت ہی محبوب ہیں وہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ“ ہیں (بخاری و مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس سے عاجز ہو کہ روزانہ ایک ہزار نیکی کرو۔ آپ کی مجلس میں بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ ہم ایک ہزار نیکیاں کیسے کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا سو بار سبحان اللہ کہنے سے ہزار نیکیاں حاصل ہوتی ہیں یا ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (مسلم)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا کلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ نے اپنے فرشتوں کیلئے منتخب کیا ہے اور وہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ہے۔ (مسلم)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی مکرم ﷺ صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد ان کے ہاں سے نکلے جب کہ میں اپنی جائے نماز پر تھی۔ پھر آپ چاشت کی نماز کے بعد واپس آئے اور میں اپنی جائے نماز پر بیٹھی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا جس حالت پر میں تجھ سے جدا ہوا تھا ابھی تک اسی حالت میں ہو؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ

لَوْ وَزِنْتُ بِمَا قُلْتُ مِنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ
”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَى
نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ
كَلِمَاتِهِ“۔ (مسلم) 8-956

ﷺ نے فرمایا میں نے یہاں سے جانے کے بعد چار
کلمات تین بار کہے ہیں ان کا موازنہ تمہارے ان کلمات سے
کیا جائے جن کو تو صبح سے پڑھ رہی ہے تو وہ ان پر غالب آ
جائیں۔ وہ کلمات یہ ہیں سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ

عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَى نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ
نے فرمایا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ
الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
”نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے کوئی اس
کا شریک نہیں سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر
قادر ہے۔“ جو ایک دن میں سو مرتبہ ورد کرے گا اس کو دس
غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، اس کے
لئے سونکیاں لکھی جاتی ہیں اور سو برائیاں مٹادی جاتی ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ
قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ
الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عِدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ
وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيتُ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ
وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى
يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا
رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ۔ (متفق علیہ) 9-957

اس دن شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور کسی شخص کا عمل اس کے عمل سے بہتر نہیں ہوگا ماسوائے اس شخص کے جس نے
اس کے عمل سے زیادہ کیا ہو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول
کریم ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے۔ صحابہ کرام ؓ بلند
آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے۔ آپ نے فرمایا، لوگو اپنی جانوں
پر زنی کرو۔ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے ہو بلکہ اس
ذات کو پکار رہے ہو جو سننے اور دیکھنے والا ہے۔ وہ ہر وقت
تمہارے ساتھ ہے جس ذات کو تم پکار رہے ہو وہ تمہاری
سواری کی گردن سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے۔ حضرت
ابو موسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے پیچھے
تھا اور نہایت آہستہ سے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کہہ رہا
تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا عبد اللہ بن قیس! میں تجھے جنت

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ؓ قَالَ كُنَّا مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ
يَجْهَرُونَ بِالتَّكْبِيرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا
أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِنَّكُمْ لَا
تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا
بَصِيرًا وَهُوَ مَعَكُمْ وَالَّذِي تَدْعُونَهُ أَقْرَبُ إِلَيَّ
أَحَدِكُمْ مِّنْ عُنُقِي رَاحِلَتِهِ قَالَ أَبُو مُوسَى وَأَنَا
خَلْفُهُ أَقُولُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فِي
نَفْسِي فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بَنَ قَيْسٍ أَلَا أَدُلُّكَ
عَلَى كَنْزٍ مِّنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ بَلَى يَا

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ). (متفق عليه) 10-958

عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! ضرور۔ آپ نے

فرمایا ”لا حول ولا قوة الا باللہ“ جنت کا خزانہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ عَلَّمْنِي كَلَامًا أَقُولُهُ قَالَ قُلْ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ) فَقَالَ فَهَؤُلَاءِ لِرَبِّي فَمَالِي فَقَالَ (”قُلْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي وَ عَافِنِي“). شَكَ الرَّاَوِي فِي عَافِنِي (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 11-959

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی مجھے ایسا ذکر بتائیں جس پر میں ہمیشگی اختیار کروں۔ آپ نے فرمایا یہ ذکر کرتا رہ۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ”

”اس نے کہا یہ سب تو اللہ کے لیے ہے۔ میرے لئے کیا ہے؟ فرمایا تو کہہ ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَ عَافِنِي“ بار اِلهَا! میری مغفرت اور مجھ پر رحم فرما میری راہنمائی فرما مجھے رزق عطا فرما اور مجھے تندرستی

عطا فرما۔۔ راوی حدیث کو لفظ عافنی (تندرستی عطا فرما) کے بارے میں شک ہے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱. ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ دن سو بار پڑھنے سے سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
۲. اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو دلوں کا اطمینان قرار دیا ہے۔
۳. ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔
۴. ذکر کثرت کے ساتھ کرنا چاہیے۔



بَابُ الْإِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ

اللہ سے توبہ اور بخشش مانگنا

توبہ استغفار سے اللہ کی رضا کا حصول ☆ گناہوں کی معافی ☆ ضمیر کا بوجھ ہلکا ☆ پریشانیوں سے نجات ☆ دنیا میں کشادگی اور آخرت میں جنت کے باغات ☆ گناہوں کے بدلے نیکیاں ☆ توبہ استغفار اللہ کے غضب سے بچنے کی ڈھال ہیں۔
توبہ کی شرائط: گناہ پرندامت، گزشتہ پر معذرت اور آئندہ سے اجتناب۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۖ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۖ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا (نوح ۷۱-۱۰۰-۱۲)

(نوح علیہ السلام) میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو، بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارش برسائے گا، تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا، تمہارے لیے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔

انسان انس یا نسیان سے مرکب ہے۔ بھولنا بلکہ بار بار بھول جانا اس کی طبع اور فطرت میں شامل ہے۔ اس بات کی ترجمانی رسول محترم ﷺ نے یوں فرمائی تھی۔

كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ (باب التوبہ، مشکوٰۃ)

”آدم کی ساری اولاد خطا ہوتی ہے۔ مگر بہترین خطا کار وہ ہیں جو معافی مانگنے والے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کو کسی شخص کی غلطی اور گناہ پر اتنی ناراضگی نہیں ہوتی جتنا وہ غلطی پر اصرار کرنے والے سے ناراض ہوتا ہے۔ شیطان اور انسان پھر انسان اور مسلمان کا یہ بنیادی فرق ہے کہ مسلمان اپنی غلطی پر تکرار اور اصرار نہیں کرتا۔

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق ؓ کے زمانے میں ابر باراں ہوئے عرصہ گزر چکا تھا وہ ہاتھ اٹھا کر بارش مانگنے کے بجائے بار بار توبہ واستغفار کرتے رہے۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ نے بارش کی تو دعا کی ہی نہیں، فرمایا تو نے قرآن نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ استغفار کے بدلے بارش کا وعدہ فرمایا ہے۔

تیسری فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! میں ہر روز ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری)

حضرت اغرالمزنی ؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ میں اپنے دل پر غفلت محسوس کرتا ہوں اور میں ہر روز سو بار اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتا ہوں۔ (مسلم)

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً. (بخاری) 1-960

عَنْ الْأَعْرَابِيِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّهُ لَيَغَانُ عَلَى قَلْبِي وَإِنِّي لَا أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةً. (مسلم) 2-961

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوَبُّوا إِلَى اللَّهِ فَإِنِّي أَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةً مَرَّةً. (مسلم) 3-962

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيمَا يَرَوِي عَنْ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعَمُونِي أَطْعَمَكُمْ يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكَسُونِي اكْسُوكُمْ يَا عِبَادِي إِنِّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِي إِنِّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي فَتَنْفَعُونِي يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَأَنْسَكُمْ وَجَنَّتُمْ كَانُوا عَلَى اتَّقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَأَنْسَكُمْ وَجَنَّتُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَأَنْسَكُمْ وَجَنَّتُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْئَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمَخِيطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرُ يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُخْصِيهَا عَلَيْكُمْ ثُمَّ

حضرت اغرا لمزنی ﷺ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لوگو! اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو۔ بلاشبہ میں ہر روز سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنی ذات پر حرام کیا اور تمہارے درمیان بھی ظلم ناجائز قرار دیا ہے۔ اس لیے ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔ میرے بندو! تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے ماسوا اس کے جس کو میں ہدایت سے سرفراز کروں۔ پس تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے سوائے اس کے جس کو میں کھلاؤں۔ پس تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جس کی میں ستر پوشی کروں۔ پس تم مجھ سے پہناؤ طلب کرو میں تمہیں پہناؤں گا۔ میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو، میں تمام گناہوں کو بخش دینے والا ہوں۔ مجھ سے بخشش طلب کرو میں تمہیں بخش دوں گا۔ میرے بندو! تم مجھے نقصان اور نفع پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے ہو۔ میرے بندو! تمہارے تمام اگلے پچھلے جن و انس سب سے زیادہ متقی انسان کے دل کی طرح ہو جائیں تو یہ میری سلطنت میں ذرہ بھی اضافہ نہیں کر سکتا۔ میرے بندو! تمہارے اگلے پچھلے جن و انس سب سے بدترین فاسق و فاجر انسان کے دل کی طرح ہو جائیں تو یہ میری حکومت میں کچھ نقص واقع نہیں کر سکتا۔ اے میرے بندو! تمہارے اگلے پچھلے جن و انس اگر سب کھلے میدان میں اکٹھے ہو جائیں پھر وہ مجھ سے مانگنے لگیں اور میں ہر آدمی کو اس کی منہ مانگی مرادیں دے دوں تو میرے خزانوں میں اتنی کمی بھی واقع نہیں کر سکتا جتنی سوئی کو سمندر میں ڈبو نے

أَوْفَيْكُمْ إِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ
وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يُلُومَنَّ إِلَّا
نَفْسَهُ. (مسلم) 4-963

سے ہوتی ہے۔ میرے بندو! تمہارے اعمال کا میں تمہارے
لیے حساب رکھ رہا ہوں پھر ان کی جزا دوں گا۔ جس کو اچھا بدلہ
ملے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے برعکس پائے وہ
اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ قَتَلَ
تِسْعَةً وَتِسْعِينَ إِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ فَاتَى
رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ أَلَمْ تَتُوبْ قَالَ لَا فَقَتَلَهُ
وَجَعَلَ يَسْأَلُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَنْتَ قَرِيبٌ كَذَا
وَكَذَا فَأَذْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا
فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ
الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَقْرَأِي
وَالِى هَذِهِ أَنْ تَبَاعِدِي فَقَالَ قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا
فَوُجِدَ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرِ فُغْفِرَ لَهُ. (متفق
عليه) 5-964

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص نے
ننانوے قتل کئے تھے۔ پھر وہ توبہ کے لیے ایک راہب کے
پاس پہنچا اور اپنی توبہ کے بارے میں پوچھا۔ کیا اس کی توبہ
قبول ہو سکتی ہے؟ راہب نے جواب دیا، نہیں۔ اس نے اسے
بھی قتل کر دیا اور پھر وہ مسئلہ پوچھنے گیا، اسے اس شخص نے ایک
بستی کی طرف راہنمائی کی۔ راستے میں اس کو موت نے آلیا
تو وہ اپنے سینے کے بل اس بستی کی طرف گرا۔ اس شخص کے
بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔ اس
پر اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو حکم دیا کہ مرنے والے کے قریب
ہو جائے اور چھوڑی ہوئی بستی کو اس سے دوری کا حکم

دیا۔ پھر دونوں کے درمیان فاصلہ نہ اپنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ منزل مقصود کے بالشت بھر قریب پایا گیا اس لئے اس کو
معاف کر دیا گیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

رسول کریم ﷺ اس فرمان میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کی وسعتوں کے بارے میں بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ اس کی
رحمت و بخشش کا سمندر کس قدر وسیع و عریض ہے۔ کہ اگر وہ جس اس قدر بھی جرائم کر گزرا ہو اور پھر وہ سچی توبہ کرے۔ تو
رب کریم اسے معاف کر دیتے ہیں۔ جو شخص سابقہ جرائم کی تلافی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اب تلافی کرنا اس کے بس کی بات
نہیں رہی۔ ایسی صورت حال میں اللہ تعالیٰ اپنے مظلوم بندوں کو قیامت کے روز اپنی طرف سے عطیات دے کر راضی فرما
دیں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللَّهُ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا،
اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم

بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذِبُّونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ. (مسلم) 6-965

گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اٹھالیتا اور تمہارے بجائے گناہ کرنے والی قوم کو لاتا وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے تو رب کریم انہیں معاف کر دیتا۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا. (مسلم) 7-966

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ رات کو اپنا دستِ رحمت پھیلاتا ہے تاکہ دن بھر کا گنہگار توبہ کر لے اور دن کو دستِ شفقت بڑھاتا ہے تاکہ رات بھر کا گنہگار توبہ کر لے۔ سورج کے مغرب سے نکلنے تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ. (متفق عليه) 8-967

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی بندہ گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ. (مسلم) 9-968

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی توبہ قبول کرے گا جس نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لی۔ (مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اللَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ حِينَ يَتُوبُ إِلَيْهِ مِنْ أَحَدِكُمْ كَأَنْتَ رَاحِلَتُهُ بِأَرْضِ قَلَاةٍ فَأَنْقَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَأَيَسَ مِنْهَا فَاتَى شَجَرَةً فَأَضْطَجَعَ فِي ظِلِّهَا قَدْ أَيَسَ مِنْ رَاحِلَتِهِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةٌ عِنْدَهُ فَاخَذَ بِخَطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اللَّهُمَّ أَنْتَ عَبْدِي وَأَنَا رَبُّكَ أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ. (مسلم) 10-969

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کوئی اللہ کا بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ سے تمہارے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کی سواری اس کے کھانے پینے کے سامان کے ساتھ کسی بے آب و گیاہ میدان میں گم ہو گئی ہو۔ وہ اس کی تلاش سے مایوس ہو کر ایک درخت کے سائے تلے لیٹ جائے۔ مایوسی کے بعد اچانک اس سواری کو اپنے سامنے کھڑا پائے۔ اس کی لگام تھامتے ہوئے اور انتہائی خوشی سے پکار اٹھے۔ اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں۔ اس بے پناہ خوشی کی وجہ سے بے ساختہ اتنی بری بات کہہ دیتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ عَبْدًا أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ فَأَغْفِرْهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی شخص گناہ کرتا ہے پھر اپنے رب سے عرض

کرتا ہے۔ کہ میں گناہ کر بیٹھا ہوں تو اے رب معاف فرما۔ اس کا رب فرشتوں سے کہتا ہے، کیا میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف کرتا ہے اور ان پر مؤاخذہ بھی کرتا ہے؟ لہذا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر جب تک اللہ کی توفیق ہوتی ہے وہ گناہ سے باز رہتا ہے، پھر اس سے گناہ ہو جاتا ہے اور پھر اپنے رب کو پکارتا ہے۔ میرے پروردگار مجھ سے گناہ ہو گیا ہے۔ میرے اللہ! مجھے معاف فرما۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے استفسار کرتا ہے کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ کوئی اس کا مالک ہے جو گناہوں کو

فَقَالَ رَبُّهُ أَعْلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفْرَتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاعْفِرْهُ فَقَالَ أَعْلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفْرَتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ ذَنْبًا آخَرَ فَاعْفِرْهُ لِي فَقَالَ أَعْلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفْرَتُ لِعَبْدِي فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ. (متفق علیہ) 11-970

معاف بھی کرتا ہے اور ان پر پکڑتا بھی ہے؟ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا! اب وہ جو چاہے کرے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

جو چاہے کرے سے مراد یہ نہیں کہ اسے گناہ کرنے کی رخصت دے دی گئی ہے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ توبہ کی وجہ سے بندے کے سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔ اب اس کو مطمئن ہونا چاہیے کہ مجھے سابقہ گناہوں پر کوئی گرفت نہیں ہوگی۔

حضرت جناب ﷺ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ایک شخص نے قسم کھا کر کہا کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو معاف نہیں کرے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کون ہے وہ جو میرا نام لے کر حلفا کہتا ہے کہ میں فلاں شخص کو معاف نہیں کروں گا۔ لو میں نے اس کو تو معاف کر دیا اور تیری قسم کو میں نے پورا نہیں ہونے دیا۔ (مسلم)

عَنْ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَدَّثَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللَّهِ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ لِفُلَانٍ وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ مَنْ ذَا الَّذِي يَتَّكِلُ عَلَيَّ أَنِّي لَا أَغْفِرُ لِفُلَانٍ فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَأَخْبَطْتُ عَمَلَكَ أَوْ كَمَا قَالَ. (مسلم) 12-971

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا یہ سید الاستغفار ہے۔ ”بارالہا! تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں۔ مقدور بھر تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔ میں اپنے اعمال کے شر سے تیری حفاظت چاہتا ہوں۔ مجھ پر تیری جو نعمتیں ہیں ان کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَيِّدُ الْإِسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُولَ ((اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ

لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ) قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. (بخاری) 13-972

اقراری ہوں مجھے معاف فرمادے۔ بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ کلمات پورے یقین کے ساتھ دن کو کہے اگر شام سے پہلے فوت ہو جائے وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو کوئی رات کو یہ کلمات یقین کے ساتھ کہے اور صبح سے پہلے فوت ہو جائے وہ بھی جنت میں جائے گا۔ (بخاری)

تیسری فصل

الفصل الثالث

وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ حَدِيثَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ قَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ فَقَالَ بِهِ هَكَذَا أَيْ بِيَدِهِ فَذَبَّ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لِلَّهِ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ فِي أَرْضٍ دَوِيَّةٍ مُهْلِكَةٍ مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ فَطَلَبَهَا حَتَّى إِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ قَالَ أَرْجِعْ إِلَى مَكَانِي الَّذِي كُنْتُ فِيهِ فَإِنَّمَا حَتَّى أَمُوتَ فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى سَاعِدِهِ لِيَمُوتَ فَاسْتَيْقَظَ فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ عَلَيْهَا زَادُهُ وَشَرَابُهُ قَالَ اللَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هَذَا بِرَاحِلَتِهِ وَزَادَهُ رَوَى مُسْلِمٌ الْمَرْفُوعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْهُ فَحَسْبُ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ الْمَوْقُوفَ عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ

حضرت حارث بن سويد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت عبداللہ بن مسعود نے دو باتیں بیان کیں۔ ایک ارشاد کو رسول معظم ﷺ کا بیان کیا اور دوسری اپنی بات بیان کی۔ ان کی اپنی بیان کردہ بات یہ ہے کہ ایمان دار شخص اپنے گناہوں کو یوں محسوس کرتا ہے جیسے وہ کسی پہاڑ کے دامن میں بیٹھا ہوا ہے۔ وہ خوف زدہ رہتا ہے کہ کہیں پہاڑ اس پر نہ گر پڑے لیکن بدکار انسان اپنے گناہوں کو یوں محسوس کرتا ہے کہ جیسے مکھی اس کے ناک پر بیٹھی اور اس نے اپنے ہاتھ سے مکھی کو اڑا دیا ہے۔ بعد ازاں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول مکرم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے ایسے شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو خوفناک جنگل میں اتر اس کی سواری اس کے ساتھ ہے جس پر اس کے خورد و نوش کا سامان ہے اس نے اپنا سر زمین پر رکھا اور سو گیا اور جب وہ بیدار ہوا تو اس کی سواری وہاں سے جا چکی تھی۔ اس نے سواری کو بہت تلاش کیا جب اس پر گرمی اور پیاس کا شدید غلبہ ہوا تو اس نے اپنے آپ سے کہا میں اپنی اسی جگہ پر جاتا ہوں جہاں میں سویا تھا۔ وہاں جا کر سو جاتا ہوں اور موت کی آغوش میں پہنچ جاتا ہوں۔ وہ مرنے کے

ليے اپنا سر رکھتا ہے۔ بيدار ہوتا ہے اس کی سواری اسکے

پاس موجود تھی۔ اس پر اسی طرح خورد و نوش کا سامان تھا۔ بس اللہ تعالیٰ ايماندار شخص کی توبہ پر اس سے زيادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی سواری اور خورد و نوش کا سامان دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ ”مسلم“ نے اس میں سے صرف مرفوع حدیث کو ذکر کیا ہے جب کہ بخاری نے ابن مسعود کی موقوف حدیث کو بھی بیان کیا ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ گناہوں کی معافی اور دل کی غفلت دور کرنے کے لئے کثرت سے استغفار کرنا چاہیے۔
- ۲۔ لوگوں کی نیکی یا جرائم کی وجہ سے رب ذوالجلال کی بادشاہت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔
- ۳۔ اخلاص نیت کے ساتھ توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ مظلوم کو راضی کرتے ہوئے ظالم کے گناہ معاف فرمادیں گے۔
- ۴۔ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ پر بے حد و حساب خوش ہوتا ہے۔



بَابُ فِي سَعَةِ رَحْمَتِهِ رحمتِ الہی کی وسعتیں

اللہ کی رحمت و شفقت پانی کے قطرات، ریت کے ذرات، ہوا کے جھوکوں، سورج کی کرنوں اور زمین و آسمان کی وسعتوں سے بھی زیادہ وسعتیں لیے ہوئے ہے۔ رب کریم کا ارشاد ہے:

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاكُنْهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ
(الاعراف: ۷: ۱۵۶)

”میری رحمت نے ہر چیز کو اپنے دامن میں لے رکھا ہے اور اس کے مستحق وہ لوگ ہیں جو تقویٰ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ہماری نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ رب کریم کی رحمت اس قدر وسیع و عریض ہے جیسے بحر بیکراں۔ اگر کوئی چڑیا سمندر سے ایک چونچ بھر لے تو کیا سمندر کو کوئی فرق پڑتا ہے؟ اگر کائنات کے تمام جن و انس کی حاجات اور تمناؤں کو پورا کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سمندر میں چڑیا کے چونچ بھرنے کے برابر بھی کمی و نقص ہوتی۔ مومنوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے۔ میری رحمت و شفقت ہر آن اور ہر شان میں ان کے قریب تر ہوا کرتی ہے:-

إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ (الاعراف: ۷: ۵۶)
”یقیناً اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہوا کرتی ہے۔“

پھر اس فضل و کرم کی انتہا یہ ہے کہ اس کی ذات مہربان نے اپنے لیے یہ پسند فرمایا کہ میری شفقت میرے غضب پر ہر آن غالب رہے گی۔ اس نے عرش معلیٰ پر اپنے کرم سے یہ لکھ رکھا ہے۔
إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي.

”یقیناً میری رحمت ہمیشہ میرے قہر و غضب پر غالب ہے۔“

انسان کو اس کی رحمت کا اس طرح طلب گار ہونا چاہیے کہ اے اللہ میں نے اپنے کلکشن حیات کو گناہوں کے جھکڑوں، غلطیوں اور جرائم کی آندھیوں سے برباد کر لیا ہے۔ میری وادی حیات کو تیرے بغیر کوئی سیراب نہیں کر سکتا۔ مجھے تیرے ہی در کی امید اور تیری ہی رحمتوں کا سہارا ہے۔ جس طرح تو ویران وادیوں، تپتے ہوئے صحراؤں، اجڑے ہوئے باغوں کو اپنے کرم کی بارش سے سبز و شاداب بنا دیتا ہے اسی طرح مجھے حیات نو سے ہمکنار کر دے۔ جب یہ کہتے ہوئے

اس کا دل موم اور اس کی آنکھیں پر نعم ہو جاتی ہیں تو اتنی دیر میں رحمتِ خداوندی اس کی روح کو تھکیاں اور دل کو تسلیاں دیتے ہوئے ان الفاظ میں اسے حیات نو کی امید دلار ہی ہوتی ہے:

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ

”(اے نبی ﷺ) کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کرنے والا اور وہی غفور و رحیم ہے۔“

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا فیصلہ کیا تو اس نے ایک کتاب لکھی جو اس کی جناب میں عرش پر موجود ہے بلاشبہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ کر ہے۔

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمَّا قَضَى اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي وَفِي رِوَايَةٍ غَلَبَتْ غَضَبِي. (متفق عليه) 1-974

دوسری روایت میں ہے میری ناراضگی پر غالب ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی سورتیں ہیں ان میں سے ایک اس نے تمام جنوں، انسانوں، جانوروں اور حشرات الارض پر نازل کی۔ اسی رحمت کے سبب وہ آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ اسی کے باعث ایک دوسرے سے شفقت کرتے ہیں۔ اسی کی وجہ سے وحشی جانوروں کو اپنے بچوں سے محبت ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتیں قیامت کے دن اپنے بندوں پر شفقت فرمانے کے لیے بچا رکھی ہیں۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی ایک حدیث میں جس کو حضرت سلمان ؓ

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ فِيهَا يَتَعَاطَفُونَ وَبِهَا يَتَرَاحَمُونَ وَبِهَا تَغْطِفُ الْوُحُشُ عَلَى وَلَدِهَا وَآخِرُ اللَّهِ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً يُرَحِّمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ. (متفق عليه) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ سَلْمَانَ نَحْوَهُ وَفِي آخِرِهِ قَالَ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَمَةِ اكْمَلَهَا بِهِلْهُ الرُّحْمَةَ. 2-975

اسی طرح بیان کرتے ہیں اس روایت کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت اس رحمت کے ساتھ باقی ننانوے رحمتیں ملا کر مکمل کر دے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول معظم ﷺ نے فرمایا، اگر کسی مومن کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کس قدر سخت ہے تو کوئی بھی جنت کی امید نہ رکھے۔ اگر کسی کافر کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت معلوم ہو جائے تو کوئی کافر بھی اس کی جنت سے مایوس نہ ہونے پائے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ مَا طَمَعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الرُّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ. (متفق عليه) 3-976

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ. (بخاری) 4-977

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت اور جہنم تم سے ہر ایک کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ لِأَهْلِهِ وَفِي رِوَايَةٍ أَسْرَفَ رَجُلٌ عَلَى نَفْسِهِ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ أَوْصَى بَنِيهِ إِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوهُ ثُمَّ أَذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ فَوَاللَّهِ لَئِنْ قَدَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوا مَا أَمَرَهُمْ فَأَمَرَ اللَّهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ وَأَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ لِمَ فَعَلْتَ هَذَا قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ وَأَنْتَ أَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهُ. (متفق علیہ) 5-978

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک شخص جس نے کبھی کوئی بھلائی نہیں کی تھی اس نے اپنے گھر والوں سے کہا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی جان پر زیادتیاں کی تھیں۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آ پہنچا تو اس نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ جب وہ مر جائے تو اسے جلا کر۔ نصف راکھ خشکی میں اڑا دینا اور باقی کو سمندر میں بہا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے اس پر قابو پالیا تو اسے ایسا عذاب دے گا جو عذاب جہان والوں میں سے کسی کو نہ دے گا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹوں نے اپنے باپ کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اللہ

تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا تو اس نے اس کے تمام اجزا کو اکٹھا کر دیا اور ہوا کو حکم دیا تو اس نے اس کے تمام اجزا جمع کر دیے پھر اس سے پوچھا گیا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا اللہ تیرے ڈر کی وجہ سے اور تو سب سے زیادہ جانتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم سُبَىٰ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السُّبْيِ قَدْ تَحَلَّبَ ثَدْيُهَا تَسْعَىٰ إِذْ وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السُّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَارْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اتَرُونَ هَذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ فَقُلْنَا لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلَىٰ أَنْ لَا تَطْرَحَهُ فَقَالَ اللَّهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بَوْلِدَهَا. (متفق علیہ) 6-979

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے۔ ان قیدیوں میں سے ایک عورت کی چھاتیوں میں سے دودھ بہہ رہا تھا۔ وہ اپنے بچے کی تلاش میں دوڑتی پھرتی تھی کہ اچانک قیدیوں میں سے ایک بچہ مل گیا اس نے اسے اٹھا کر سینے سے لگایا اور دودھ پلانے لگی اس پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے استفسار فرمایا، تمہارا کیا خیال ہے کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا اگر اس کو آگ سے بچانے کی طاقت ہو تو ہرگز نہیں پھینک سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے

بندوں کے حق میں اس سے کہیں زیادہ رحیم ہے جتنی یہ عورت اپنے بچے کے حق میں مہربان ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

یہ حدیث سن کر بعض لوگ کہتے ہیں کہ ماں تو کوئی ایسی نہیں جو اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیوں جہنم میں پھینکیں گے؟ ایسے لوگ یا دفرمائیں ماں اس وقت ہی اپنی اولاد پر شفقت کرتی ہے اور اسے کرنی چاہیے جب تک اولاد کم از کم ماں کی مامتا کو تسلیم کرے خواہ اولاد نا فرمان ہی کیوں نہ ہو۔ اگر اولاد ماں کے بارے میں یہ کہے کہ یہ ہماری ماں ہی نہیں اور وہ ماں کے سامنے کسی اور عورت کو ماں کا مقام اور اس کی خدمت کرتے رہیں یہاں تک کہ ماں بلک بلک کر مر جائے۔

ایسا بیٹا جو پوری زندگی اپنے باپ سے کہتا رہے کہ تو میرا باپ ہی نہیں۔ میں کسی اور کا نطفہ ہوں اور اس نے ایک دفعہ معذرت نہیں اپ کی تو بین اور اس کے شریک کی تعظیم ہے۔ تو غیرت مند ماں پھر کیا گوارہ کرے گی۔ کہ ایسی اولاد کو سزا نہ ملے۔ کیا ماں باپ اپنی اولاد کو مارتے نہیں؟ کیا اولاد کو پولیس کے حوالے نہیں کیا جاتا؟ کیا غیور ماں باپ تو ایسی اولاد کا چہرہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے؟ اللہ تعالیٰ تو سب سے زیادہ غیرت والا ہے وہ کیسے گوارا کرے گا؟ پیدا کرنے والا معاف کرنے والا میں یہ بندہ ساری زندگی اسے خالق و مالک نہیں مانتا بلکہ اس کے سامنے اس کے عاجز بندوں، حقیر چیزوں اور بے جا پتھروں کو پوجتا ہے۔ ایسے باغی مشرک کو سزا نہ ملے آخر کیوں؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَنْ يُنْجِيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ قَالُوا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَعْلُوا وَرَوْحُوا وَشَيْءٌ مِنَ الدَّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبَلَّغُوا. (متفق عليه) 7-980

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کو بھی اس کے عمل نجات نہیں دلا سکتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پوچھتے ہیں یا رسول اللہ! کیا آپ کو بھی؟ فرمایا۔ مجھے بھی میرے عمل نہیں بچا سکتے الا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے دامن میں ڈھانپ لے۔ سو تم صحیح راستے پر چلو، اللہ تعالیٰ کی قربت اختیار کرو، صبح و شام اور رات

کے کچھ حصہ میں نیک عمل کرو لیکن میانہ روی اختیار کرو منزل مقصود پا لو گے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلَا يُجِيرُهُ مِنَ النَّارِ وَلَا أَنَا إِلَّا بِرَحْمَةِ اللَّهِ. (مسلم) 8-981

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کو اس کے اعمال نہ جنت میں داخل کر سکتے ہیں اور نہ آگ سے بچا سکتے ہیں اور میں بھی اس کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسَنَ إِسْلَامُهُ يُكَفِّرُ اللَّهُ عَنْهُ

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب کوئی بندہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اچھی طرح

كُلُّ سَيِّئَةٍ كَانَتْ زَلْفَهَا وَكَانَ بَعْدَ الْقِصَاصِ
الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ
إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ
يَتَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهَا. (بخاری) 9-982

اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس نے کہے تھے اور اسی طرح قصاص کے بعد گناہ مٹ جاتے ہیں ہر نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا سے بھی بڑھ جاتا ہے اور گناہ کا بدلہ اس کے برابر ہی ملتا ہے الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرما دے۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً. (متفق عليه) 10-983

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نیکیوں اور برائیوں کو لکھتا ہے جب کوئی شخص کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے لیکن ابھی عمل نہیں کیا اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنی جناب میں ایک پوری نیکی لکھ لیتا ہے جب اس پر عمل کرتا ہے تو اس کے لئے دس گنا سے لے کر سات سو گنا سے بھی زیادہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اگر کوئی شخص برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے حضور ایک مکمل نیکی ثبت فرماتا ہے۔ برائے عمل کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ اس کے لیے صرف ایک ہی گناہ ہی لکھتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ اللہ کی رحمت اسکے غضب پر ہمیشہ غالب رہے گی۔
- ۲۔ رب کریم نے ۹۹ فیصد رحمتیں کو اپنے بندوں کے لیے قیامت کے لیے مختص کر دی ہیں۔
- ۳۔ جنت اور جہنم انسان کے قریب تر ہیں۔
- ۴۔ رب کریم ماں کی مامتا سے کروڑ ہا درجہ انسان پر مشفق و مہربان ہے۔
- ۵۔ اعمال میں میانہ روی اور مستقل مزاجی منزل تک پہنچنے کی ضمانت ہے۔
- ۶۔ اللہ کی رحمت سے کوئی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام بھی اللہ کی رحمت کے محتاج ہیں۔
- ۷۔ دل میں پیدا ہونے والے نیک جذبات کا بھی اجر ملتا ہے۔
- ۸۔ ہر نیکی کا اجر دس سے سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ملتا ہے جبکہ گناہ کی سزا تو بہ نہ کرنے کی صورت میں اسی کے برابر ملتی ہے۔
- ۹۔ گناہ کا پختہ ارادہ کرنے کے باوجود اس کے مطابق عمل نہیں کرتا تو ایک نیکی اس کے حق میں لکھ دی جاتی ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ وَالْمَنَامِ

صبح و شام اور سونے کے وقت کی دعائیں

قرآن مجید بار بار یہ بات بیان کرتا ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل کرتی ہے یہاں تک کہ ریت کے ذرات پانی کے قطرات اور ہوا کی لہریں اللہ کی حمد و ثنائیں لگی ہوئی ہیں۔ حتیٰ کہ سورج بھی اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے۔ اس باب میں صبح و شام اور رات کی دعاؤں کا الگ اور خصوصی ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ ہر جاندار چیز صبح کی صورت میں زندگی کی ابتدا کرتی ہے اور نیند کی شکل میں ہر جاندار موت کی گود میں چلا جاتا ہے۔ قرآن مجید نے بالخصوص ان اوقات میں انسان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۖ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ (احزاب ۳۳: ۴۱-۴۲)
 ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔“

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شام کے وقت یہ دعا پڑھتے۔ ”ہم نے شام کی اور اللہ کی تمام مخلوق نے شام کی۔ سب تعریفیں اور شکرانے اللہ کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اکیلا معبود حقیقی ہے، کوئی اس کا شریک نہیں ساری بادشاہی اسی کی ہے اور سب تعریفیں اور شکرانے اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ بارِ الہا! میں تجھ سے اس رات کی بھلائی اور اس میں جو بھی بہتری ہے طلب کرتا ہوں اور اس کے شر اور اس میں جو بھی برائی ہے اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ ہمارے معبود! میں سستی و کاہلی، بڑھاپے اور اس کی بیماریوں، دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“ اور جب صبح کرتے تو یہی دعا اس طرح کرتے ”ہم نے صبح کی اور اللہ کی تمام مخلوق نے صبح کی“ دوسری روایت میں ہے ”میرے پروردگار! جہنم اور قبر کے عذاب سے اپنی پناہ میں رکھنا۔“ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَمْسَى قَالَ ((أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا اَللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَسَوْءِ الْكِبَرِ وَفِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ)) وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذَلِكَ أَيْضًا ((أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلَّهِ وَفِي رِوَايَةٍ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ)). (مسلم) 1-984

حضرت حذیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں جب رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ اپنے

عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ

رخسار کے نیچے رکھتے ہوئے یہ دعا کرتے۔ ”الہی! تیرے نام کے ساتھ سوتا ہوں اور اسی کے ساتھ جاگتا ہوں۔“ اٹھنے پر کہتے ”تمام تعریفوں اور شکرانوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے جس نے ہمیں نیند کے بعد بیدار کیا اور اسی کی

يَقُولُ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَاَنَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ)). (بخاری و مسلم عن البراء) 2-985

طرف اٹھ کر جاتا ہے۔“ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت حضرت براء سے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جب اپنے بستر پر آئے تو اپنی تہبند کے کنارے سے اس کو جھاڑے۔ وہ نہیں جانتا کہ اس کی غیر حاضری میں اس پر کیا کچھ گزرتا رہا۔ پھر یوں دعا مانگے۔ ”میرے پروردگار! تیرے نام سے اپنا پہلو رکھ رہا ہوں اور تیرے نام کی برکت سے اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری روح قبض کر لے تو اس پر رحم فرمانا، اگر اس کو واپس بھیج دے تو اس کی اس طرح حفاظت کرنا جیسے تو اپنے صالح بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔“ دوسری روایت میں ہے اس طرح اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دائیں کروٹ لیٹ جائے۔ اور بِاسْمِكَ کہے (بخاری و مسلم) ایک روایت میں ہے کہ بستر کو اپنے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَوٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاحِلَةِ اِزَارِهِ فَاِنَّهٗ لَا يَذَرٰى مَا خَلْفَهٗ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ ((بِاسْمِكَ رَبِّىْ وَضَعْتُ جَنْبِىْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِىْ فَاَرْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاَحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ)) وَفِى رِوَايَةٍ ثُمَّ لِيَضْطَجِعْ عَلَى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ لِيَقُلْ بِاسْمِكَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَفِى رِوَايَةٍ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنْفَةِ ثَوْبِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّاِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِىْ فَاَغْفِرْ لَهَا. 3-986

کپڑے کے ساتھ تین مرتبہ جھاڑے اور کہے اگر تو نے میری روح کو قبض لیا تو اسے بخش دینا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر آتے تو دائیں کروٹ لیٹ کر یہ دعا پڑھتے۔ ”ہمارے معبود حقیقی! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی، اپنا چہرہ تیری ہی طرف کر لیا، اپنے کام تیرے حوالے کئے، تجھ پر بھروسہ کیا، تیری طرف رغبت کے ساتھ تجھ سے ڈرتے ہوئے، تیری جائے پناہ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ میں تیری نازل کردہ کتاب اور تیرے بھیجے ہوئے نبی پر ایمان لایا“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ کلمات

عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِىْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهَیْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَيْكَ وَالْجَأْتُ ظَهْرِیْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَا وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِىْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِىْ اَرْسَلْتَ)) وَقَالَ

چیز آپ کو نہ بتلاؤں؟ جب تم دونوں اپنے بستر پر جاؤ تو تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ خَادِمٍ تُسَبِّحِينَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَتُكَبِّرِينَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَتُحَمِّدِينَ اللَّهَ ثَلَاثًا صَلَوةٌ وَعِنْدَ مَنْامِكَ. (مسلم) 7-990

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں خادم کا مطالبہ لے کر آئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں خادم سے بہتر چیز تمہیں نہ بتلاؤں؟ کہ تم ہر نماز اور سونے کے وقت تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کے کلمات پڑھا کرو۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ سونے کے وقت دائیں ہاتھ پر رخسار رکھتے ہوئے مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں۔
- ۲۔ صبح اٹھتے وقت یارات کو جاگنے کی صورت میں اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔
- ۳۔ سونے سے پہلے وضو کرنا آپکی سنت مبارکہ ہے۔
- ۴۔ دعاؤں کے ساتھ سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا چاہیے۔
- ۵۔ مصنوعی دعاؤں اور وظائف کی بجائے مسنون دعائیں اور وظائف پڑھنے چاہئیں۔



بَابُ الدَّعَوَاتِ فِي الْأَوْقَاتِ

مختلف اوقات کی دعائیں

دعا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بے شمار روحانی جسمانی، دنیاوی اور اخروی فوائد ہیں۔ لہذا حکم ہے کہ کثرت کے ساتھ ذکر کیا کرو۔ افضل ترین ذکر وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایت کے مطابق اور ان اوقات اور موقعوں پر کیا جائے جن کا قرآن و سنت سے ثبوت ملتا ہے۔ اگر ایک شخص کھانے سے پہلے اور بعد میں مسنون دعائیں نہیں پڑھتا اور سونے کے وقت سنت کے مطابق ذکر نہیں کرتا اور آگے پیچھے اور رد و طائف کرتا رہتا ہے تو وہ حقیقی معنوں میں ذکر نہیں ہو سکتا۔ حقیقی ذکر وہ ہے جو رسول محترم ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقے اور اوقات کے مطابق ذکر کرے اس باب میں انہی اوقات اور اذکار کی نشاندہی کی گئی ہے:

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جانا چاہے تو یہ دعا پڑھے ”اللہ تعالیٰ کے نام سے بارگاہ! ہمیں شیطان سے دور رکھ اور جو تو ہمیں اولاد عطا کرے اسے بھی شیطان سے بچائے رکھنا۔ اگر اولاد ان دونوں کے مقدر میں ہوئی تو شیطان کبھی اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ (بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا) فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرُ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا. (متفق عليه) 1-991

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مصیبت کے وقت یہ دعا کی ہے۔ ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، وہ عظمت اور حلم والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، وہ آسمانوں زمین اور عرش کریم کا مالک ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ). (متفق عليه) 2-993

حضرت سلیمان بن صرد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں دو شخص گالم گلوچ پر اتر آئے۔ ہم بھی وہاں بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک شخص کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور وہ اپنے ساتھی کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَحَنَ عِنْدَهُ جُلُوسٌ وَاحِدَهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ مُغَضَّبًا قَدْ احْمَرَّتْ وَجْهُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنِّي لَا أَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ

نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص وہ کلمہ کہہ دے تو اس کا غصہ کا فور ہو جائے۔ وہ کلمہ یہ ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ یعنی ”میں راندہ درگاہ شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس پر صحابہ کرام ؓ نے اس کو

قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَقَالُوا لِلرَّجُلِ لَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ اِنِّي لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ۔ (متفق علیہ) 3-994

متوجہ کیا۔ کیا تو نبی کریم ﷺ کا فرمان نہیں سن رہا؟ اس نے جواب دیا میں پاگل نہیں ہوں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم مرغ کی اذان سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرو۔ کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے اور جب گدھے کو پھینکتا سنو تو مردود شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔ کیونکہ گدھا شیطان کو دیکھتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْتَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَّ اِذَا سَمِعْتُمْ نَهْيَ الْجَمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا۔ (متفق علیہ) 4-995

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سفر پر روانہ ہوتے وقت جب اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے ”پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لیے مسخر کر دیا حالانکہ ہم اس کو زیر کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ بلاشبہ ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔ بارالہا! ہم اس سفر میں نیکی، تقویٰ اور ایسے عمل کا سوال کرتے ہیں جس میں تیری رضا ہو۔ اے ہمارے معبود! ہمارے اس سفر کو آسان بنادے، اس کی دوری کو سمیٹ دے۔ بارالہا! تو اس سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور اہل و عیال کی حفاظت فرمانے والا ہے۔ بارالہا! میں سفر کی مشقتوں، غمناک منظر اور اپنے اہل و عیال اور مال میں پریشان واپسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“ جب واپس آتے تو ان کلمات کا اضافہ

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا اِلَى السَّفَرِ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ (سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَاِنَّا اِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنْ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِلْنَا بَعْدَهُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وُعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ) وَاِذَا رَجَعَ قَالَ هُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ (اَلْبُؤْسَ تَاْتِيُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ)۔ (مسلم) 5-995

فرماتے۔ ”ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں۔ اور اپنے خالق و مالک کی حمد و ثناء کے گن

گانے والے ہیں۔“ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجَسٍ رضي الله عنه قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكُورِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ. (مسلم) 6-996

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں دوران سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کی صعوبتوں، واپسی پر دل شکستگی، حالات کی بری تبدیلی، مظلوم کی بددعا اور گھر اور مال میں برے حالات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا فَقَالَ (أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ) لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنَزِلِهِ ذَلِكَ. (مسلم) 7-997

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو شخص کسی جگہ قیام کرے اور یہ دعا کرے تو جب تک وہ شخص اس مقام سے کوچ نہیں کرے گا اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔ ”میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ہر شر سے پناہ طلب کرتا ہوں۔“ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَقِيتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغْتَنِي الْبَارِحَةَ قَالَ أَمَا لَوْ قُلْتَ حِينَ أَمْسَيْتَ (أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ) لَمْ تَضُرَّكَ. (مسلم) 8-998

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! کل رات مجھے بچھو کے ڈسنے سے بڑی تکلیف پہنچی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شام کے وقت اگر تو نے پڑھا ہوتا ”میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے شر سے

پناہ مانگتا ہوں۔“ تو بچھو تجھے ہرگز تکلیف نہ پہنچا سکتا۔ (مسلم)

عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ وَأَسْحَرَ يَقُولُ سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللَّهِ وَحُسْنِ بَلَاغِهِ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبُنَا وَأَفْضَلُ عَلَيْنَا عَائِدًا بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ. (مسلم) 9-999

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور سحری کا وقت ہوتا تو یہ دعا کرتے۔ سننے والا سن رہا ہے ہم اللہ کی تعریف کر رہے ہیں اس کے جو عمدہ احسانات کا جو ہم پر ہیں اعتراف کرتے ہیں

اے ہمارے پروردگار! ہمارا محافظ بن جائیے ہم پر فضل کر اور اللہ کی ہم وہ ذخ سے پناہ طلب کرنے والے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرْفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ، حج یا عمرہ سے واپسی پر کسی بلندی کی طرف بڑھتے تو تین بار اللہ اکبر پڑھ کر یہ دعا مانگتے۔ ”اللہ تعالیٰ کے

تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ يَقُولُ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أَتُوبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللَّهُ وَعْدُهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ). (متفق عليه) 10-1000

سو کوئی معبود حقیقی نہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کی بادشاہی ہے۔ اسی کے لیے ہر تعریف و ثنا اور شکرانے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں اور اپنے پروردگار کی تعریفوں کے گن گانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے

بندے کی مدد فرمائی اس اکیلے نے تمام گروہوں کو شکست فاش دی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضی اللہ عنہ قَالَ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ الْأَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ (اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اللَّهُمَّ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ). (متفق عليه) 11-1001

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ غزوہ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے لیے بددعا کی، ”اے اللہ! کتاب نازل فرمانے والے، جلد حساب چکانے والے، سب گروہوں کو شکست سے دوچار کر دے۔ بار اٹھا! مشرکین کو شکست دے اور ان کے قدم اکھاڑ دے۔“ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى أَبِي فَقَرَّبْنَا إِلَيْهِ طَعَامًا وَوَطْبَةً فَأَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ أَتَى بِتَمْرٍ فَكَانَ يَأْكُلُهُ وَيُلْقِي النَّوَى بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ وَيَجْمَعُ السَّبَابَةَ وَالْوُسْطَى وَفِي رِوَايَةٍ فَجَعَلَ يُلْقِي النَّوَى عَلَى ظَهْرِ إِصْبَعَيْهِ السَّبَابَةَ وَالْوُسْطَى ثُمَّ أَتَى بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ فَقَالَ أَبِي وَآخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهِ أَدْعُ اللَّهَ لَنَا فَقَالَ (اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاعْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ). (مسلم) 12-1002

حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والد کے مہمان بنے، ہم نے آپ کے سامنے کھانا اور حلوہ پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کھایا پھر کھجوریں پیش کی گئیں، آپ ان کو کھاتے رہے اور گٹھلیاں دو انگلیوں یعنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے پکڑ کر پھینکتے رہے، دوسری روایت میں ہے کہ انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی پشت پر رکھ کر پھینکتے رہے۔ پھر پانی پیش کیا گیا، آپ نے پانی پیا۔ پھر میرے والد نے آپ کی سواری کی لگام تھامتے ہوئے اپنے لیے دعا کی درخواست کی چنانچہ آپ نے دعا فرمائی۔ ”اے ہمارے

اللہ! جو رزق تو نے ان کو دیا ہے اس میں برکت عطا فرما، ان کو معاف کر دے اور ان پر مہربانی فرما۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبْرُنَا وَ
 إِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا (رواه البخاری) 13-1003
 حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سفر میں بلندی پر
 چڑھتے وقت اللہ اکبر اور نشیب میں اترتے وقت سبحان اللہ
 پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ افضل ترین دعائیں اور وظائف وہ ہیں جو سنت سے ثابت ہوں۔
- ۲۔ حقیقی ذکر کرنے والا وہ ہے جو مسنون اوقات کے وقت مسنون وظائف کرتا ہے۔
- ۳۔ بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر تین مرتبہ اور اترتے وقت سبحان اللہ کہنا چاہیے۔
- ۴۔ ہر دم اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔
- ۵۔ اپنے میزبان کے لیے دعا کرنا سنت رسول کریم ہے۔
- ۶۔ سوتے اور جاگتے وقت مسنون دعائیں کرنی چاہیں۔
- ۷۔ غصہ سے نجات کے لئے حاصل کرنے کے لیے اعوذ باللہ۔۔۔۔۔ پڑھنا چاہیے۔
- ۸۔ سنت معلوم ہو جانے کے باوجود اس پر عمل نہ کرنا بیوقوفی ہے۔
- ۹۔ سفر پر جاتے ورپلٹتے وقت دعائیں کرنی سنت ہیں۔



بَابُ الْإِسْتِعَاذَةِ

بُری چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرنا

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کے تمام عناصر کو باہم متضاد پیدا فرمایا ہے۔ روشنی کی مقابلے میں اندھیرا، آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے پانی، زمین کی پستیوں پر آسمان کی رفعت و بلندی۔ اسی طرح نیکی کے مد مقابل برائی اور نقصان کے برعکس فائدہ کا سلسلہ قائم کیا ہے۔ اسی بنا پر اللہ کے حضور مانگتے وقت انسان کو خیر و عافیت طلب کرنے کے ساتھ ہر قسم کے شر اور نقصان سے بھی پناہ طلب کرتے رہنا چاہیے۔ قرآن مجید میں نیک بندوں کی ایک یہ صفت بھی بیان ہوئی ہے جس کی روشنی میں، مہربان آقا ﷺ نے امت کی رہنمائی کرتے ہوئے یہ دعائیں سکھائی ہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے سخت مصیبت، بد بختی، بری تقدیر اور دشمنوں کے خوش ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کی تلقین فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَعَوُّذُوا بِاللَّهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ. (متفق)

(علیہ) 1-1004

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے ”اے اللہ میں فکر و غم، عاجزی، کاہلی، بزدلی، بخل، قرض کے غلبہ اور لوگوں کے دباؤ میں آنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ (اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ). (متفق علیہ) 2-1005

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے ”ہمارے معبود! میں سستی و کاہلی بڑھاپے قرض اور گناہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ بارالہا! میں جہنم کے عذاب اور آگ کے فتنے اور قبر کی سختی اور عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ دولت کی آزمائش کے شر، غربت کے مصائب، مسیحِ دجال کی آزمائش کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ ہمارے اللہ! میرے گناہوں کو بر فیلے پانی اور اولوں سے دھو ڈال، میرے دل کو اس طرح پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ (اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْتَمِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الْفَلَاحِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّ قَلْبِي كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِذْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا

بَاعَدْتُ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ). (متفق علیہ) 3-1006

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ (اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكَاةَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَاةَا أَنْتَ وَلِيَّهَا وَمَوْلَاهَا اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا). (مسلم) 4-1007

اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان مشرق و مغرب جیسی دوری پیدا کر دے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت زید بن ارقم ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا مانگا کرتے تھے۔ ”بارالہا! میں عاجزی، سستی و کالی، بزدلی، بخل، بڑھاپے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ یا اللہ میرے نفس کو تقویٰ اور پاکیزگی عطا فرما۔ تو سب سے بہتر پاکیزگی عطا کرنے والا ہے۔ تو ہی میرے نفس کا والی اور آقا ہے۔ اے ہمارے اللہ! میں نفع نہ دینے والے علم، تیرا خوف نہ رکھنے والے دل، سیر نہ ہونے والے نفس اور مقبول نہ ہونے والی دعا سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا ہوا کرتی تھی۔ ”بارالہا! میں تیری نعمتوں کے زوال، تیری عافیت کے پھر جانے، تیرے اچانک عذاب اور تیری ہر طرح کی ناراضگی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ”اے اللہ! میں اپنے کردہ اور نا کردہ اعمال کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ”بارالہا! میں تیرا مطیع فرمان ہو گیا، تجھ پر ایمان لاتا ہوں، تجھی پر بھروسہ کرتا ہوں، تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور تیری ہی (مدد) کے ساتھ لڑائی کرتا ہوں۔ میں تیری عزت کے ساتھ پناہ میں آتا ہوں کہ تو مجھے گمراہ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ). (مسلم) 5-1008

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ (اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ). (مسلم) 6-1009

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ (اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أُنَبِّئُ وَبِكَ خَاصَمْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنِي أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ

يَمُوتُونَ). (متفق عليه) 7-1010
کرے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو زندہ ہے جسے
کبھی موت نہیں آئے گی جبکہ جن و انس سب مرنے والے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

افضل اور بہتر بات یہ ہے کہ ہمیں رسول محترم ﷺ کی زبان اطہر سے نکلے ہوئے دعائیہ کلمات یاد ہونے چاہئیں کیونکہ یہ
مقدس الفاظ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کی زبان اطہر پر جاری فرمائے ہیں اور ان دعاؤں کو قبولیت کے شرف سے نوازا ہے۔ اگر
کوئی شخص یہ کلمات یاد نہیں کر سکتا تو اسے اپنے الفاظ میں ہر اس چیز سے پناہ مانگنی چاہیے جس کا آپ ﷺ کی دعاؤں میں ذکر
پایا جاتا ہے۔



بَابُ جَامِعِ الدُّعَاءِ

جامع دعائیں

دعا کے آداب بتلاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے یہ تعلیم عنایت فرمائی کہ آدمی کو اپنے رب سے مانگتے ہوئے عجز و انکساری اور جامع کلمات کے ساتھ مانگنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے خزانے سمندر کی طرح وسیع و عریض ہر وقت لبالب ہمیشہ سے بھرے ہوئے اور ہمیشہ بھرے رہیں گے۔ آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ کائنات کی تمام مخلوقات کی تمام حاجات کو پورا کر، ا جائے تو اللہ کی رحمت کے سمندر میں اتنی بھی کمی واقع نہیں ہوتی جتنی ایک چڑیا سمندر سے اپنی چونچ میں پانی لیتی ہے۔ فرمان ربی ہے

رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ. (الاعراف: ۷-۵۶-۱۵۷)

”میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے اور اسے میں ان لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو پرہیزگاری کریں گے، زکوٰۃ دیں گے اور میری آیات پر ایمان لائیں گے۔ یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے جو اس پیغمبر نبی امی ﷺ کی پیروی اختیار کریں۔“

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ”بارالہا! میری خطائیں، میری جہالت، اپنی حد سے بڑھ جانا اور جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے انہیں معاف فرمادے۔ اے ہمارے اللہ! میری سنجیدہ غیر سنجیدہ بھول کر اور عمدہ کی گئی خطاؤں اور جو کچھ مجھ سے سرزد ہوا سب کو مغفرت فرمادے۔ اے ہمارے اللہ! تو میرے وہ گناہ معاف کر دے جو مجھ سے پہلے ہو چکے یا بعد میں ہوں گے اور جو میں نے چھپائے یا ظاہر کیے اور جو تو مجھ سے زیادہ ان کو جاننے والا ہے تو ہی سب کو آگے

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهَذِهِ الدُّعَاءِ (اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي جَدِي وَهَزْلِي وَخَطِيئِي وَعَمْدِي وَكُلُّ ذَلِكَ عِنْدِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ). (متفق عليه)

1-1011

بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے رکھنے والا ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُقُولُ (اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ رسول معظم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ”اے اللہ! میرے لیے میرے دین کو

عِصْمَةُ أَمْرِي وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي وَاجْعَلْ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلْ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ. (مسلم) 2-1012

درست رکھنا۔ دین ہی میرے معاملات میں اصل سہارا ہے، میرے لیے میرے دنیا کے معاملات جن کے ساتھ میرا معاش وابستہ ہے درست فرمادے۔ میری آخرت کو میرے لئے درست فرمادے جہاں مجھے لوٹ کر جانا ہے اور میری زندگی کو ہر نیک کام زیادہ کرنے کا ذریعہ بنا اور موت کو میرے لیے ہر شر سے راحت کا موجب بنا۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ (اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتَّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى). (مسلم) 3-1013

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ”ہمارے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکیزگی اور استغنا کا طلب گار ہوں۔“ (مسلم)

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ إِذَا أَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يُدْعُوَ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ (اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي). (مسلم) 5-1015

حضرت ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کو ان کے والد نے بتایا کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو نبی معظم ﷺ اس کو نماز کی تعلیم دیتے پھر ان کلمات کے ساتھ دعا مانگنے کا حکم دیتے۔ ”بارالہا! مجھے معاف فرمادے، مجھ پر رحم فرما، مجھے سیدھے راستے پر چلا، مجھے عافیت عطا فرما اور مجھے رزق عنایت فرما۔“ (مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ (اللَّهُمَّ إِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ). (متفق عليه) 6-1016

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان بیمار کی بیماری پر سی کی۔ وہ بیماری کی وجہ سے بے حد کمزور چوزے کی مانند ہو چکا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے

الفصل الثالث
عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَادَ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِينَ قَدْ خَفَتْ فَصَارَ مِثْلَ الْفَرْخِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلْ كُنْتَ تَدْعُو اللَّهَ

بَشَىءٍ أَوْ تَسْأَلُهُ إِيَّاهُ قَالَ نَعَمْ كُنْتُ أَقُولُ
 اللَّهُمَّ مَا كُنْتُ مُعَاقِبِي بِهِ فِي الْآخِرَةِ فَعَجَلَهُ
 لِي فِي الدُّنْيَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سُبْحَانَ
 اللَّهِ لَا تُعْطِيَهُ وَلَا تَسْتَطِيعُهُ أَقَلَّا قُلْتُ (اللَّهُمَّ
 إِنِّي فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا
 عَذَابَ النَّارِ) قَالَ قَدْ عَايَاكَ اللَّهُ بِهِ فَشَفَاكَ
 اللَّهُ. (مسلم) 7-1017

اس سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا
 کرتا رہا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ ہاں! میں یہ دعا مانگتا
 رہا ہوں۔ الہی مجھے آخرت میں تو نے جو سزا دینی ہے وہ مجھے
 اس دنیا میں ہی دے دے۔“ رسول اللہ ﷺ نے تعجب سے
 فرمایا۔ سبحان اللہ! تو اس کی نہ طاقت رکھتا ہے نہ
 استطاعت۔ تو نے اس طرح کیوں نہ دعا کی۔“ اے اللہ
 ہمیں دنیا اور آخرت کی ہر نیکی اور بھلائی عطا فرما اور جہنم کی

آگ سے محفوظ فرما۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اس نے ان کلمات کے ساتھ اللہ سے دعا کی تو اللہ نے اس کو شفا عطا
 فرمائی۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ دعا ہمیشہ جامع کلمات اور الفاظ میں مانگنی چاہیے۔
- ۲۔ آخرت کے ثواب کے بدلے دنیا میں کوئی آزمائش نہیں مانگنی چاہیے۔
- ۳۔ دعا مانگتے ہوئے دانستہ اور نادانستہ ہو جانے والے سب گناہوں کی معافی طلب کرنی چاہیے۔
- ۴۔ جامع اور بہترین دعا وہ ہے جس میں دنیا و آخرت کی بہتری طلب کی جائے۔



کتاب المناسک

حج کے ارکان

حج عبادات کا مرقع، دین کی جامعیت اور روح کا ترجمان ہے۔ یہ مسلمانوں کی اجتماعی تربیت اور ملت کے معاملات کا ہمہ گیر جائزہ لینے کا وسیع و عریض پلیٹ فارم ہے۔ شریعت نے امت مسلمہ کو اپنے اور دنیا بھر کے تعلقات و معاملات کا تجزیہ کرنے کے لئے سالانہ بین الاقوامی سٹیج مہیا کیا ہے تاکہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معاملہ میں اپنی کمی و بیشی کا احساس کرتے ہوئے توبہ و استغفار کی صورت میں اس کی تلافی کا انتظام کریں۔ جہاں اپنے کردار و گفتار کا جائزہ لینا ہے وہاں ملت کفر کے حالات و واقعات اور ان کے فکرو عمل پر کڑی نظر رکھنا بھی نہایت ضروری ہے۔ یہ احتساب و عمل کی ایسی تربیت گاہ ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حج کے موقع پر مملکت کے گورنروں اور اعلیٰ حکام کا اجلاس منعقد کرتے اور ان علاقوں کے عمائدین سے وہاں کے حالات و واقعات اور حکام کے طرز عمل کے بارے میں استفسار فرماتے اور موقع پر ہی ہدایات جاری کرتے تھے۔ یہاں تک کہ کئی گورنروں کو ان کے علاقے کے معزز شہریوں کے سامنے احتساب کے لیے بھی پیش کیا کرتے تھے۔ حج صرف چند ارکان کی ادائیگی اور فقط بڑا اجتماع منعقد کرنے کا نام نہیں بلکہ اس میں توافکار و اعمال کی انفرادی اور اجتماعی اصلاح کا پروگرام دیا گیا ہے۔ اسی کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجاج کرام کو دھکم پیل اور حج کے مقصد سے ہٹتے ہوئے محسوس کیا تو موقع پر ہی ہدایات جاری فرمائیں، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے۔ لوگوں کی حالت یہ تھی کہ جگمگھا کی صورت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لئے زور آزمائی کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ میں کوڑا لہراتے ہوئے لوگوں سے یہ فرماتے جا رہے تھے۔

عَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ فِيْ اِضْطَاعٍ

اے حجاج کرام! سنجیدگی اور وقار اختیار کیجئے، نیکی اچھلنے کو دینے کا نام نہیں۔

فرضیت حج

حج چند معین اور مقررہ ایام میں اللہ تعالیٰ کے دیوانوں اور پروانوں کی طرح اس کے دربار کی حاضری دینے کا نام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضری کے آداب بتلائے اور کر کے دکھلائے۔ یہ حاضری ہر صاحب استطاعت پر واجب ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۝ الْقُرْآن (آل عمران ۳: ۹۷)

”اور اللہ تعالیٰ کے لئے حج کرنا فرض ہے ہر اس شخص پر جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔“

یہی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمائی کہ حج فرض ہے ہر اس آدمی پر

مَنْ مَلَكَ زَادًا وَّارَحَلَةً تُبْلَغُهُ اِلَى بَيْتِ اللّٰهِ (ترمذی)

”جو استطاعت رکھتا ہو زاد راہ اور سواری کی جس کے ذریعے بیت اللہ پہنچ جائے۔“

الفصل الاول

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا، لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے۔ اس لئے تم حج کرو۔ ایک آدمی نے پوچھا کیا ہر سال؟ آپ ﷺ خاموش رہے حتیٰ کہ اس نے اپنا سوال تین بار دہرایا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم اس کی استطاعت نہ رکھتے۔ پھر فرمایا، جب میں تمہاری خاطر کوئی بات چھوڑ دوں تو میرا پیچھا نہ کرو۔ تم سے پہلے بہت سے لوگ سوالات کی کثرت اور انبیاء سے اختلاف کے سبب ہلاک ہوئے۔ جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو مقدور بھرا سے بجا لاؤ اور جب کسی کام سے منع کروں تو اس سے باز آ جاؤ۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ مزید پوچھا گیا۔ پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جہاد فی

سبیل اللہ۔ دریافت کیا گیا۔ پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا، حج مبرور۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کی رضا کے لئے حج کیا۔ اور اس نے دوران حج کوئی شہوانی فعل اور فحشور نہ کیا تو وہ ایسے لوٹے گا گویا اسی دن اس کی والدہ نے اس کو جنم دیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، ایک عمرہ دوسرے عمرے کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور حج مقبول کی جزا صرف جنت ہی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوا فَقَالَ رَجُلٌ أَكُلُّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجِبَتْ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ. (مسلم) 1-1018

عَنْهُ قَالَ سِئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُورٌ. (متفق عليه) 2-1019

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرُفْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. (متفق عليه) 3-1020

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ. (متفق عليه) 4-1021

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ عُمْرَةَ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً. (متفق عليه) 5-1022

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، رمضان میں عمرہ حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحریث

رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا ثواب بیان فرمانے کا یہ مقصد نہیں کہ اگر کسی پر حج فرض ہو چکا ہے تو وہ رمضان میں عمرہ کرے تو اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ بلکہ اس کا مقصد تو صرف رمضان میں عمرہ کا ثواب بیان فرمانا ہے۔ ایسے شخص کے ذمہ حج کی ادائیگی باقی رہے گی جب تک وہ ادا نہ کرے۔

وَعَنْهُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ رَكْبًا بِالرُّوحَاءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا الْمُسْلِمُونَ فَقَالُوا مَنْ أَنْتَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًا فَقَالَتْ إِلَهَذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكَ أَجْرٌ. (مسلم) 6-1023

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روحاء کے مقام پر ایک قافلے سے ملے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کس قوم سے تعلق ہے؟ انہوں نے جواب دیا، مسلمان اور انہوں نے جواباً پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے جواب دیا، میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس موقع پر

ایک عورت نے ایک بچہ ادا کر پڑھا کر پوچھا کیا اس کا حج ادا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس کا اجر تمہیں بھی ملے گا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ إِنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَذْرَكْتُ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذَلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ. (متفق عليه) 7-1024

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! اللہ کی جانب سے اپنے بندوں پر حج فرض کیا گیا کیا حج میرے والد پر واجب ہے جب کہ وہ اتنا بوڑھا ہے کہ اپنی سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ کیا میں اس کی جانب سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ إِنْ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتُ قَاضِيَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَقْضِ دَيْنَ اللَّهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ. (متفق عليه) 8-1025

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے دریافت کیا میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن وہ فوت ہو گئی ہے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا۔ اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم اس کا قرض ادا کرتے؟ اس نے جواب دیا ہاں۔ آپ

نے فرمایا، اللہ کا قرض چکاؤ۔ اللہ زیادہ حق دار ہے۔ کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَلَا تُسَافِرُنَّ امْرَأَةً إِلَّا وَمَعَهَا مُحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكُتِبْتُ فِي غَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجْتُ امْرَأَتِي حَاجَةً قَالَ اذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ. (متفق عليه) 9-1026

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ. (متفق عليه) 10-1027

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ مُسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مُحْرَمٍ. (متفق عليه) 11-1028

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَّتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَا أَهْلَ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلَا أَهْلَ نَجْدٍ قُرْنِ الْمَنَازِلِ وَلَا أَهْلَ الْيَمَنِ يَلْمَلَمَ فَهِنَّ لَهُنَّ وَلَمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ ذُوْنَهُنَّ فَمَهْلُهُ مِنْ أَهْلِهِ وَكَذَاكَ وَكَذَاكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهْلُونَ مِنْهَا. (متفق عليه) 12-1029

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَهْلُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَالطَّرِيقِ الْآخَرِ الْجُحْفَةُ وَمَهْلُ أَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عَرَقٍ وَمَهْلُ أَهْلِ نَجْدٍ قُرْنٌ وَمَهْلُ أَهْلِ الْيَمَنِ يَلْمَلَمُ. (مسلم) 13-1030

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا۔ کوئی شخص کسی غیر عورت سے تنہائی اختیار نہ کرے اور کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔ اس پر ایک صحابی نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! میرا نام فلاں غزوہ کے لئے لکھا جا چکا ہے اور میری بیوی حج کے لئے گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، جاؤ، اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ (بخاری و مسلم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے جہاد کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا، تمہارا جہاد حج کرنا ہے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی عورت محرم کے بغیر ایک دن اور رات کا سفر نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لئے جھہ، اہل نجد کے لئے قرن المنازل اور اہل یمن کیلئے یلملم میقات مقرر فرمائے۔ چنانچہ یہ میقات یہاں کے باسیوں کے لئے ہیں اور غیر باسیوں کے لئے بھی جو یہاں سے گزریں۔ جو کوئی حج اور عمرہ کرنے کا ارادہ کرے وہ یہاں سے احرام باندھے، میقات کے اندر رہنے والے اپنے گھروں سے اور دوسرے گزرنے والے ان مقامات سے حتیٰ کہ اہل مکہ اپنے گھروں سے احرام باندھیں۔ (بخاری، مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں اور دوسرا راستہ جھہ اختیار کریں۔ اہل عراق ذات عرق سے۔ نجد والے قرن المنازل سے اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔ (مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعَ عُمْرًا كُلَّهُنَّ فِي ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِي كَانَتْ مَعَ حَجَّهِ عُمْرَةً مِنَ الْحُلِيِّيَّةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِّنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِّنَ الْجَعْفَرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّهِ. (متفق عليه) 14-1031

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ مَرَّتَيْنِ. (بخاری) 15-1032

الفصل الثالث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَحُجُّونَ فَلَا يَتَزَوَّدُونَ وَيَقُولُونَ نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُونَ فَإِذَا قَدِمُوا مَكَّةَ سَأَلُوا النَّاسَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى "فَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى". (البقرہ ۲، ۱۹۶) (بخاری) 16-1033

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے جو سب کے سب ذوالقعدہ میں تھے ماسوائے اس عمرہ کے جو آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا۔ ایک عمرہ حدیبیہ سے ذوالقعدہ میں، دوسرے سال ذوالقعدہ میں، تیسرا ہجرانہ سے جہاں غزوہ حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا گیا ذوالقعدہ میں اور چوتھا عمرہ حجۃ الوداع کے ساتھ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج ادا کرنے سے قبل ذوالقعدہ میں دو عمرے کئے۔ (بخاری)

تیسری فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ یمن کے لوگ زادراہ کے بغیر حج کرنے آتے اور کہتے کہ ہم تو توکل کرنے والے ہیں اور مکہ مکرمہ پہنچ کر لوگوں سے سوال کرنا شروع کر دیتے تب اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا، ”تم زادراہ ساتھ لے کر جاؤ بلاشبہ بہترین زادراہ پرہیزگاری ہے۔“ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ عمرہ سابقہ گناہوں کا کفارہ ہے اور حج کی جزا جنت ہوگی۔
- ۲۔ رمضان المبارک کے عمرے کا ثواب حج کے برابر ہوتا ہے۔
- ۳۔ نابالغ بچے کے حج کا ثواب والدین کو ہوگا۔ ۴۔ مجبور اور فوت شدہ کی طرف سے حج کیا جاسکتا ہے۔
- ۵۔ محرم کے بغیر حج کرنا جائز نہیں۔ البتہ معمر عورت رشتہ داروں کے ساتھ خاوند کی اجازت سے حج کر سکتی ہے۔
- ۶۔ عورت کا جہاد حج کرنا ہے۔
- ۷۔ حج کے لئے مانگنا جائز نہیں۔



بَابُ الْإِحْرَامِ وَالتَّلْبِيَةِ

احرام باندھنا اور تلبیہ کہنا

میقات اور احرام

جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے اس جگہ کو میقات کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے از خود مکہ کے چاروں طرف حجاج کرام کے لئے میقات مقرر فرمائے جنوبی ایشیا جس میں پاکستان بھی شامل ہے ان کے لئے یلملم کا مقام مقرر کیا گیا جو سمندر میں واقع ہے اس لیے حج کے لیے جانے والوں پر ضروری ہے کہ وہ انیر پورٹ پر ہی احرام باندھ لیں۔ کچھ علما نے جدہ پہنچ کر احرام باندھنے کی اجازت دی ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

رب کریم کا کرم ہے کہ اس نے موسم اور انسان کی کمزوریوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے اپنے گھروں سے احرام باندھنے کی بجائے میقات یعنی حدودِ حرم مقرر فرمائے تاکہ یہاں پہنچ کر زائرِ روزمرہ کا لباس اتار کر دو چادروں میں اپنے آپ کو لپیٹ لے۔ وہ قیمتی لباس جس کے رنگ ڈھنگ اور ڈیزائن پر یہ اترا یا کرتا تھا وہ دستارِ فضیلت جس کو سر پر سجاتے ہوئے سر بلند ہوا کرتا تھا وہ کیپ جو کمانڈر انچیف ہونے کی علامت تھی وہ تاج جو بادشاہی کی جلالت و تمکنت کا نشان تھا یا ایک اتارنے کا حکم ملا اور اب بندہ مؤمن عاجزی کا پیکر بن چکا ہے۔ یہاں واقعاً شاہ و گدا ایک ہی مقام اور انداز میں کھڑے ہیں حکم ہوا کہ اس وقت تک قدم آگے نہ اٹھنے پائیں جب تک زبان سے اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی اور اس کی بلا شرکتِ غیرے بادشاہی اور اس کی نعمتوں کا برملا اعتراف نہ کر لیا جائے یہ حاضری اور تلبیہ اس صدا کا جواب ہے جو ہزاروں سال پہلے معمارِ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر دی تھی۔ جس کا قرآن مجید میں ذکر اس طرح سے ہے۔ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ أُولَئِكَ مَلَائِكَةٌ مَّرْسُومَةٌ (متفق علیہ) 1-1034

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں نے رسول اکرم ﷺ کو احرام باندھنے سے پہلے اور احرام کھولنے کے بعد اور بیت اللہ کا طواف کرنے سے قبل خوش بو لگائی جس میں کستوری ملی ہوئی تھی۔ گویا میں اب بھی رسول اکرم ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اور آپ احرام میں ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يُطَوِّفَ بِالْبَيْتِ بِطِيبٍ فِيهِ مِسْكٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبَيْصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ. (متفق علیہ) 1-1034

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَهْلُ مُلَبَّدًا يَقُولُ (لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ) لَا يَزِيدُ عَلَى هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ. (متفق عليه) 2-1035

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ سے احرام کی حالت میں لبیک پکارتے سنا جب آپ نے بالوں کو لیس دار مادے سے چپکایا ہوا تھا۔ ”میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، بلاشبہ تمام تعریفیں اور شکرانے تیرے لیے ہیں۔ حکومت تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔“ آپ ان کلمات میں مزید اضافہ نہیں کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَدْخَلَ رَجُلَهُ فِي الْغُرَزِ وَاسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ قَائِمَةً أَهْلٌ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ. (متفق عليه) 3-1036

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا اور آپ کی اونٹنی سیدھی کھڑی ہو گئی تو آپ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ کے پاس تبلیہ کہنا شروع کیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا. (مسلم) 4-1037

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بلند آواز سے لبیک پکارتے نکلے۔ (مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَدِيفَ أَبِي طَلْحَةَ وَإِنَّهُمْ لَيَصْرُخُونَ بِهِمَا جَمِيعًا الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ. (بخاری) 5-1038

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابوطلمہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا۔ اس وقت تمام صحابہ کرام حج اور عمرہ دونوں کے لیے اکٹھا تبلیہ کہہ رہے تھے۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهْلٌ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهْلٌ بِالْحَجِّ وَبَعْضُ عُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهْلٌ بِالْحَجِّ وَأَهْلٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهْلٌ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ وَأَمَّا مَنْ أَهْلٌ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحْلُوا حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ. (متفق عليه) 6-1039

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے حجۃ الوداع کے سال نکلے۔ ہم میں کچھ لوگ صرف عمرہ کی نیت سے تبلیہ کہہ رہے، کچھ حج اور عمرہ کی نیت سے اور کچھ صرف حج کی نیت سے، جبکہ رسول اکرم ﷺ صرف حج کی نیت سے لبیک پکار رہے تھے۔ چنانچہ جس کی پکار صرف عمرہ کے لئے تھی وہ عمرہ کر کے حلال ہو گئے اور جس کی نیت صرف حج یا حج اور عمرہ کی تھی وہ قربانی کے دن تک حلال نہ ہوئے۔ (بخاری و مسلم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ تَمَتَّعَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ
إِلَى الْحَجِّ بَدَأَ فَأَهْلُ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهْلُ
بِالْحَجِّ. (متفق عليه) 7-10340

الفصل الثانی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرْكَعُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ
رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ النَّاقَةُ قَائِمَةً عِنْدَ
مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ أَهْلُ بِهِؤَلَاءِ الْكَلِمَاتِ
وَيَقُولُ (لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ
وَسَعْدُكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ لَبَّيْكَ
وَالرُّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ). (متفق عليه
ولفظه لمسلم) 8-1041

الفصل الثالث

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا أَرَادَ
الْحَجَّ أَذَّنَ فِي النَّاسِ فَاجْتَمَعُوا فَلَمَّا أَتَى
الْبَيْدَاءَ أَحْرَمَ. (بخاری) 9-1042

رسول اکرم ﷺ نے حج اور عمرہ اکٹھے ادا کیے۔ آپ نے پہلے
عمرہ کی نیت کی بعد ازاں حج کی نیت کی۔ (بخاری و مسلم)

دوسری فصل

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذی
الحلیفہ مقام پر دو رکعتیں پڑھیں پھر جب ذی الحلیفہ کی مسجد
کے پاس آپ کی اونٹنی پہنچی تو آپ نے تلبیہ کہا۔ اس کے
کلمات یہ تھے۔ ”اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اور
تیری اطاعت پر مدد چاہتا ہوں اور ہر قسم کی خیر و برکت
تیرے ہاتھوں میں ہے۔ میں حاضر ہوں اور تجھی سے
امیدیں وابستہ ہیں۔ اور تمام اعمال تیرے لیے ہیں۔
(بخاری و مسلم) یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

تیسری فصل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا
ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ نے لوگوں میں اعلان کرادیا۔
چنانچہ بہت سے لوگ حج کے لئے جمع ہوئے۔ جب آپ
بیداء (بلند ٹیلہ) کے مقام پر پہنچے تو آپ نے احرام
باندھا۔ (بخاری)

۱- یہ الفاظ بخاری میں حضرت جابر سے موجود نہیں صاحب مشکوٰۃ کو سہو ہو گیا۔ یہ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ (بحوالہ مراعات)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرکین کا
تلبیہ یہ تھا۔ ”میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں“ یہ سن کر
رسول اکرم ﷺ فرماتے، تم ہلاک ہو جاؤ ختم کرو چھوڑ دو!
مشرکین اضافہ کرتے۔ ”ما سوائے اس شریک کے جس کو تو
نے اپنے ساتھ اختیارات دیے ہیں۔ حقیقتاً وہ بادشاہ مالک
نہیں ہیں۔ یہ تھا وہ تلبیہ جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے
وہ کہتے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ
الْمُشْرِكُونَ يَقُولُونَ (لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ
لَكَ) فَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَيَلْكُمُ قَدْ قَدْ
(إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ)
يَقُولُونَ هَذَا وَهُمْ يَطُوفُونَ
بِالْبَيْتِ. (مسلم) 10-1043

فہم الحدیث

مشرکین اللہ تعالیٰ کو حقیقی مالک و مختار مانتے اور پکارتے تھے تاہم ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ اختیارات فوت شدہ بزرگوں کو دے رکھے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ تلبیہ پکارتے اور دعا کرتے ہوئے وہ اپنے بزرگوں کو وسیلہ اور طفیل کے طور پر شریک کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم تباہ ہو جاؤ اب تو تمہیں یہ شرک چھوڑ دینا چاہیے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا سنت ہے۔
- ۲۔ تلبیہ کے الفاظ میں اضافہ کرنا جائز نہیں۔
- ۳۔ تلبیہ میقات سے شروع کرنا چاہیے۔
- تفصیل کے لیے دیکھیے میری کتاب آپ ﷺ کا حج



بَابُ قِصَّةِ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

حجۃ الوداع کا واقعہ

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَكَثَ بِالْمَدِينَةِ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحْجَّ ثُمَّ أَذِنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ فِي الْعَاشِرَةِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ بِشَرِّ كَثِيرٍ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى إِذَا أَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ قَوْلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ أَصْنَعُ قَالَ اغْتَسِلِي وَاسْتَفْرِئِي بِثَوْبٍ وَآخِرِمِي فَصَلِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقُصُوءَاءَ حَتَّى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهْلٌ بِالتَّوْحِيدِ (لَيْتَكَ اللَّهُمَّ لَيْتَكَ لَيْتَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَيْتَكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ) قَالَ جَابِرٌ لَسْنَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتَّى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَطَافَ سَبْعًا فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ تَقَدَّمَ إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ فَقَرَأَ (”وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى“) فَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصُّفَا فَلَمَّا دَنَا مِنْ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں نو سال رہے اور آپ نے حج نہیں کیا۔ دسویں سال اعلان ہوا کہ رسول اکرم ﷺ حج کرنے جا رہے ہیں تو مدینہ میں بہت لوگ آئے اور ہم سب آپ کے ساتھ نکلے اور ذوالحلیفہ پہنچے۔ وہاں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابوبکر کو جنم دیا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کو پیغام بھجوایا کہ میں کیا کروں؟ فرمایا کہ غسل کر کے۔ مضبوطی سے کپڑا کس لے اور احرام باندھ لے۔ پھر آپ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ میں نماز ادا کی۔ اس کے بعد آپ قصو اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب آپ کی اونٹنی اونچے ٹیلے پر سیدھی کھڑی ہو گئی تو آپ ﷺ نے توحید پر مشتمل تلبیہ پکارا ”میں حاضر ہوں الہی! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بلا شک تمام تعریفیں اور شکرانے تیرے لیے ہیں اور بادشاہی تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا۔ ہمارے لیے عمرہ معروف نہ تھا۔ جب ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ پہنچے، حجر اسود کا بوسہ لیا، بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔ ان میں تین چکروں میں رمل کیا (یعنی تیز تیز چلے) اور چار چکر سکون کے ساتھ۔ پھر مقام ابراہیم کی طرف آئے اور آپ نے یہ آیت پڑھی کہ ”مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ“ آپ ﷺ نے دو رکعتیں ادا کیں۔ مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے

الصِّفَا قَرَأَ (”إِنَّ الصِّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ“) أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ فَبَدَأَ بِالصِّفَا فَرَفِيَ عَلَيْهِ حَتَّى رَأَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَوَحَّدَ اللَّهَ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ) ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذَلِكَ قَالَ مِثْلَ هَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ وَمَشَى إِلَى الْمَرْوَةِ حَتَّى انْصَبَتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ سَعَى حَتَّى إِذَا صَعِدْنَا مَشَى حَتَّى أَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصِّفَا حَتَّى إِذَا كَانَ آخِرُ طَوَافٍ عَلَى الْمَرْوَةِ نَادَى وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ وَالنَّاسُ تَحْتَهُ فَقَالَ لَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسْقِ الْهَدْيَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلْ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً فَقَامَ سَرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ بْنُ جُعْشَمٍ ؓ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْإِعَامِنَا هَذَا أَمْ لَا بَدِ فَشَبَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَصَابَعُهُ وَاحِدَةً فِي الْأُخْرَى وَقَالَ دَخَلْتَ الْعُمْرَةَ فِي الْحَجِّ مَرَّتَيْنِ لَا بَلْ لَا بَدِ أَبَدٍ وَقَدِمَ عَلَيَّ مِنَ الْيَمَنِ بَيْدُنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ مَاذَا قُلْتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحَجَّ قَالَ قُلْتُ االلَّهُمَّ إِنِّي أَهْلُ بِمَا أَهْلُ بِهِ رَسُولُكَ قَالَ فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحِلُّ قَالَ فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِي قَدِمَ بِهِ عَلَيَّ مِنَ الْيَمَنِ وَالَّذِي أَتَى بِهِ

درمیان رکھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں سورۃ الاخلاص اور دوسری میں سورۃ الکافرون کی تلاوت فرمائی۔ پھر حجر اسود کی طرف جا کر اس کا بوسہ لیا پھر دروازے سے صفا کی طرف گئے صفا کے قریب آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی ”بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔“ میں ابتدا کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے ابتدا فرمائی۔ چنانچہ سعی صفا سے شروع کی۔ آپ صفا پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ کی طرف دیکھا اور قبلہ رخ ہو کر اللہ کی بڑائی بیان کی اور کہا ”کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں“ سلطنت و حمد و ثنا اسی کے لائق ہیں۔ اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ کوئی معبود نہیں، ماسوائے اللہ واحد کے جس نے اپنا وعدہ وفا کیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اکیلے نے تمام جماعتوں کو شکست دی۔“ پھر اس دوران دعا مانگی اور آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین بار دہرائے۔ پھر آپ مروہ کی طرف چلے۔ جب وادی میں پہنچے پھر آپ نے سعی کی یہاں تک کہ مروہ پہاڑی پر چڑھے اور مروہ پر بھی اسی طرح کیا جس طرح صفا پر کیا تھا۔ حتیٰ کہ مروہ کا آخری چکر مکمل کیا۔ آپ ﷺ نے مروہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب فرمایا اگر میں پہلے جان جاتا جو مجھے بعد میں علم ہوا ہے تو میں قربانی ساتھ نہ لاتا اور عمرہ کرتا تم میں جس کے پاس قربانی نہیں ہے وہ حلال ہو جائے (احرام کھول دے) اور پہلے عمرہ کر لے۔ حضرت سراقہ بن مالک بن جہشم ؓ کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ! کیا یہ حکم اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ تو حضور ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں

النَّبِيُّ ﷺ مِائَةً قَالَ فَحَلَّ النَّاسُ كُلَّهُمْ وَقَصَرُوا إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَذِي فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ التَّزْوِيَةِ تَوَجَّهُوا إِلَى مِنَى فَأَهْلُوا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعْرِ تَضْرِبُ لَهُ بَنِمْرَةَ فَسَارَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَا تَشْكُ قُرَيْشٌ إِلَّا أَنَّهُ وَقَفَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَجَازَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بَنِمْرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقُصْوَاءِ فَرَحِلَتْ لَهُ فَأَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا لَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِي مَوْضُوعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَإِنْ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَاءٍ نَا دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَكَانَ مُسْتَرْضَعًا فِي بَنِي سَعْدِ فَقَتَلَهُ هَذِيلُ وَرَبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رَبَا أَضَعُ مِنْ رَبَانَا رَبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللَّهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُؤْطِينَ فُرُوجَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا

داخل کر کے دوبار فرمایا کہ عمرہ حج میں اس طرح داخل ہے۔ اور یہ حکم ہمیشہ کے لیے ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی کے لیے قربانیاں لائے تھے تو آپ نے پوچھا کہ جب تم نے حج کا احرام باندھا تھا تو تم نے کیا کہا؟ حضرت علی نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں نے بھی ویسا ہی احرام باندھا جیسا کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔ تو آپ نے فرمایا میرے پاس قربانی ہے لہذا تو بھی احرام نہ کھولنا حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حضرت علی یمن سے جو قربانیاں لائے تھے وہ اور نبی اکرم ﷺ کی لائی ہوئی قربانیاں کل سوتھیں۔ لوگوں نے احرام کھول دیے اور بال کٹوائے اور حج کا احرام باندھا اور نبی ﷺ بھی مٹی کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشا اور فجر کی نماز پڑھائی پھر تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ اور آپ ﷺ نے نمرہ میں خیمہ لگانے کا حکم دیا۔ اور آپ ﷺ چل دیے اور قریش کو کچھ شک نہ تھا کہ آپ مشعر حرام کے پاس ٹھہریں گے جیسا کہ قریش دور جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ لیکن حضور ﷺ اسے عبور کر کے عرفہ پہنچ گئے۔ اور نمرہ میں خیمہ بنا دیا گیا تھا۔ آپ ﷺ وہاں ٹھہرے اور زوال کے وقت قصوی نامی اونٹنی کو تیار کرنے کا حکم دیا تو اونٹنی پر پالان رکھ کر تیار کر دی گئی۔ چنانچہ آپ ﷺ وادی عرفات پہنچے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں جس طرح یہ دن، یہ مہینہ اور یہ شہر حرام ہیں۔ دور جاہلیت کے تمام امور میرے قدموں کے نیچے کا لعدم ہیں۔ دور جاہلیت کے تمام خون معاف ہیں اور (اہل اسلام کے) قتلوں میں سے سب سے پہلے ربیعہ بن الحارث کے بیٹے کا

غَيْرَ مُبَرَّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ
بِالْمَعْرُوفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَصْلُوا
بَعْدَهُ إِنْ اغْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابُ اللَّهِ وَأَنْتُمْ
تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ قَالُوا نَشْهَدُ
أَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ وَأَذِيتٌ وَنَصَحَتْ فَقَالَ
بِأَصْبَعِهِ السَّبَابَةَ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا
إِلَى النَّاسِ االلَّهُمَّ ااشْهَدْ االلَّهُمَّ ااشْهَدْ فَلَتْ
مَرَاتٍ ثُمَّ أَذِنَ بِلَالٌ ۖ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ
ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا
ثُمَّ رَكِبَ حَتَّى آتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ
الْقُصَوَاءَ إِلَى الصُّخْرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ
الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ
وَاقِفًا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ
قَلِيلًا حَتَّى غَابَ الْقُرْصُ وَآرَدَفَ أُسَامَةُ
وَدَفَعَ حَتَّى آتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلَّى بِهَا
الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَأَقَامَتَيْنِ وَ
لَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى طَلَعَ
الْفَجْرُ فَصَلَّى الْفَجْرَ حِينَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ
بِأَذَانٍ وَأَقَامَةٍ ثُمَّ رَكِبَ الْقُصَوَاءَ حَتَّى آتَى
الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَا
وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَوَحَّدَهُ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى
أَسْفَرَ جَدًّا فَدَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ
وَآرَدَفَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ حَتَّى آتَى بَطْنَ
مَحْسِرٍ فَحَرَّكَ قَلِيلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ
الْوُسْطَى الَّتِي تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى
حَتَّى آتَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا

خون معاف کرتا ہوں۔ جس کو قبیلہ بنی سعد میں دودھ پلائی
کے دوران اسے ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔ زمانہ عجاہلیت کے
تمام سود ختم کر دیے گئے ہیں۔ سب سے پہلے عباس بن
عبدالمطلب کے سود ختم کرتا ہوں اور ہر قسم کے سود کا خاتمہ
ہے۔ لوگو! عورتوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ تم اللہ
تعالیٰ کی امان سے انہیں اپنے نکاح میں لائے ہو۔ اور اللہ
تعالیٰ کے حکم کے ساتھ ان کی شرم گاہیں تم پر حلال ہوئی ہیں۔
تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر میں کسی کو نہ
آنے دیں تم جن سے کراہت کرتے ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو
ان کو سزا دو لیکن زیادہ شدید نہیں۔ اور ان کا تم پر حق ہے کہ تم
انہیں مناسب انداز میں نان و نفقہ اور لباس مہیا کرو۔ بلاشبہ
میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب چھوڑے جا رہا ہوں جس
کو اگر تم مضبوطی سے تھامے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اگر تم
سے میرے متعلق سوال کیا گیا تو تمہارا جواب کیا ہوگا؟ صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا، بلاشبہ آپ ﷺ نے تبلیغ
، فرض کی ادائیگی اور نصیحت و خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ پھر
اپنی انکشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور لوگوں کی
طرف رخ کرتے ہوئے فرمایا، بارالہا! گواہ رہنا اے اللہ!
گواہ رہنا۔ تین بار فرمایا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان
دی، آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز ظہر ادا کی۔ پھر
اقامت کہی اور نماز عصر ادا کی۔ دونوں نمازوں کے درمیان
آپ ﷺ نے اور کچھ (سنت، نوافل) ادا نہیں کئے۔ پھر
سوار ہوئے اور عرفات پہنچے۔ وادی میں قصوا و نثی کو ریت
کے ٹیلے جبل المشاة کو سامنے رکھتے ہوئے قبلہ رخ ہو کر
چٹانوں کی طرف موڑا۔ سورج کے غروب ہونے تک وہاں
ٹھہرے رہے۔ شفق کی زردی ختم ہو گئی اور آپ ﷺ

بَسْبَعِ حَصِيَّاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ رَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ بَدَنَةً بِيَدِهِ ثُمَّ أَعْطَى عَلِيًّا ۞ فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَأَشْرَكَهُ فِي هَدْيِهِ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبُضْعَةٍ فَجَعَلَتْ فِي قِدْرِ فَطَبَخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَافَاضَ إِلَى الْبَيْتِ فَصَلَّى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَاتَى عَلَى بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَسْقُونَ عَلَى زُمَزَمَ فَقَالَ انْزِعُوا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا أَنْ يُغْلِبَكُمْ النَّاسُ عَلَى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ فَنَاولُوهُ دَلُّوا فَشَرِبَ مِنْهُ. (مسلم) 1-1044

مزدلفہ پہنچے اور حضرت اسامہ ۳؎ آپ کے پیچھے سوار تھے۔ پھر آپ نے ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ مغرب اور عشا کی نمازیں پڑھیں۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان اور کچھ نہیں پڑھا۔ صبح ہونے تک آپ ﷺ استراحت فرماتے رہے۔ صبح روشن ہونے پر آپ نے اذان اور اقامت کے ساتھ نماز فجر ادا کی پھر قصو پر سوار ہو کر مشعر الحرام پہنچے۔ قبلہ رو ہو کر دعائیں مانگیں، اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اظہار کیا۔ لا الہ الا اللہ اور توحید کے کلمات دہراتے رہے۔ آگے بڑھنے سے قبل وہاں کھڑے رہے۔ سورج نکلنے سے پہلے آپ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے پیچھے سوار تھے۔ واوی محسر پہنچنے پر آپ نے اپنی سواری کی قدرے رفتار بڑھائی۔

جرمۃ الکبریٰ پہنچانے والے راستے کو اختیار کیا۔ حتیٰ کہ درخت کے قریب جرمہ کے پاس پہنچے۔ جرمہ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری، مارتے وقت بلند آواز سے تکبیر کہتے۔ ہر کنکری انگلی کے پوٹے کے برابر تھی۔ آپ ﷺ نے یہ کنکریاں واوی کے بیچ سے ماریں۔ وہاں سے آپ قربان گاہ کی طرف پلٹے اور اپنے دست مبارک سے تریسٹھ اونٹوں کو نحر کیا۔ باقی ماندہ اونٹ حضرت علی ۳؎ کو قربان کرنے کے لیے دیے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی ۳؎ کو اپنی قربانی میں شامل فرمایا۔ پھر ہر جانور سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لینے کی ہدایت فرمائی۔ یہ گوشت ایک دیگ میں ڈال کر پکایا گیا۔ نبی اکرم ﷺ اور حضرت علی ۳؎ دونوں نے ان کا گوشت کھایا اور شور باپیا۔ اس کے بعد سوار ہو کر رسول معظم ﷺ بیت اللہ کا طواف افاضہ کیا اور ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں ادا کی۔ پھر آپ بنی عبدالمطلب جو لوگوں کو آب زمزم پلا رہے تھے ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا، زور سے پانی نکالتے رہو۔ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ پانی نکالنے میں تم پر غلبہ حاصل کر لیں گے تو میں ضرور تمہارے ساتھ پانی نکالنے میں شریک ہو جاتا۔ اس پر انہوں نے نبی کریم ﷺ کو پانی کا ایک ڈول پیش کیا اور آپ ﷺ نے اس میں سے پیا۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم میں سے کچھ نے عمرہ کی نیت کی تھی اور کچھ نے حج کی نیت کی۔ جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ نے حکم دیا کہ جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور اس

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِعُمْرَةٍ ۞ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِحَجٍّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَهَلَ بِعُمْرَةٍ

وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحِلُّ وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَاهْدَى
فَلْيُحِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى
يَحِلَّ مِنْهُمَا وَفِي رِوَايَةٍ فَلَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ
بِنَحْرِ هَدْيِهِ وَمَنْ أَهَلَ بِحَجٍّ فَلْيَتِمَّ حَجَّهُ قَالَتْ
فَحَضَّتْ وَلَمْ أَطْفُ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا
وَالْمَرْوَةِ فَلَمْ أَزَلْ حَائِضًا حَتَّى كَانَ يَوْمُ
عَرَفَةَ وَلَمْ أَهْلِلْ إِلَّا بِعُمْرَةٍ فَأَمَرَنِي النَّبِيُّ
ﷺ أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِي وَأَمْتَشِطُ وَأَهْلُ بِالْحَجِّ
وَأَتْرِكَ الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ حَتَّى قَضَيْتُ حَجِّي
بَعَثَ مَعِيَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ
وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَمِرَ مَكَانَ عُمْرَتِي مِنَ التَّنْعِيمِ
قَالَتْ فَطَافَ الَّذِينَ كَانُوا أَهْلُوا بِالْعُمْرَةِ
بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ
طَافُوا طَوَافًا بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مَنَى وَأَمَّا
الَّذِينَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا
طَوَافًا وَاحِدًا. (متفق عليه) 2-1045

کے ساتھ قربانی نہیں ہے وہ (عمرہ کرنے کے بعد) احرام
کھول دے۔ جس شخص نے عمرہ کی نیت سے احرام باندھا
ہے اور اس کے ساتھ قربانی کا جانور ہے تو وہ عمرہ کے ساتھ
حج کی نیت کر لے۔ وہ اس وقت تک حلال نہ ہوگا جب تک
وہ حج اور عمرہ سے فارغ نہ ہو جائے۔ دوسری روایت میں
ہے، وہ حلال نہیں ہوگا جب تک وہ قربانی ذبح کر کے حلال
نہ ہو جائے اور جس شخص نے حج کی نیت سے احرام باندھا
ہے وہ حج مکمل کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں
میں حائضہ ہو گئی۔ نہ میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ ہی
صفا و مروہ کے درمیان سعی۔ یوم عرفہ تک میں حائضہ رہی اور
میں نے عمرہ ہی کا احرام باندھا تھا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے
مجھے حکم دیا کہ میں بال کھول دوں، کنگھی کروں اور حج کی نیت
سے احرام باندھ لوں اور عمرہ کو ترک کر دوں۔ میں نے ایسا
ہی کیا یہاں تک کہ میں نے فریضہ حج ادا کیا۔ آپ ﷺ
نے عبد الرحمن بن ابی بکر کو میرے ساتھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ
اپنے عمرہ کے مقام کے بجائے تنعیم سے عمرہ کے لئے

احرام باندھوں۔ حضرت عائشہ بیان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جن لوگوں نے عمرہ کی نیت کی تھی وہ طواف بیت اللہ اور سعی بین
الصفا والمروہ کے بعد حلال ہو گئے۔ پھر منی سے واپس آ کر انہوں نے طواف کیا اس کے بالمقابل جنہوں نے حج اور عمرہ کو اکٹھا
کیا تھا انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول
اکرم ﷺ حجۃ الوداع میں حج کے ساتھ عمرہ سے متمتع ہوئے
آپ ذوالحلیفہ سے قربانی کے جانور ساتھ لے گئے۔ آپ
نے ابتداء عمرہ کا احرام باندھا بعد ازاں حج کی بھی نیت کر لی۔
چنانچہ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی حج کے ساتھ عمرہ کا فاف
نہ اٹھایا۔ بعض کے ساتھ قربانی کے جانور تھے اور بعض کے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
تَمَتَّعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ
بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي
الْحُلَيْفَةِ وَبَدَأَ فَأَهَلَ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَ بِالْحَجِّ
فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْعُمْرَةِ إِلَى
الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى وَمِنْهُمْ مَنْ

لَمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرَمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضَى حَجُّهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيُطَفِّ بِالْبَيْتِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيَقْصِرْ وَلْيَحِلِّ ثُمَّ لِيَهْلُ بِالْحَجِّ وَلِيُهْدِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدًى فَلْيَضْمُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةَ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَطَافَ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشَى أَرْبَعًا فَرَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَأَنْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرَمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَى حَجُّهُ وَنَحَرَ هَذِيحَةَ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرَمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ. (متفق عليه) 3-1046

ساتھ نہ تھے۔ جب رسول اکرم ﷺ نے مکہ میں قدم رنجہ فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس کے ساتھ قربانی ہے وہ حج کی ادائیگی تک حلال نہیں ہوگا اور جس کے ساتھ قربانی نہیں ہے وہ بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کرے، بال کٹوائے اور احرام کھول کر حلال ہو جائے۔ دوبارہ حج کی نیت سے احرام باندھے اور قربانی دے۔ جس کو قربانی کی استطاعت نہ ہو وہ دوران حج تین روزے رکھے۔ اور گھر لوٹ کر سات روزے رکھے چنانچہ آپ ﷺ نے مکہ پہنچنے پر بیت اللہ کا طواف کیا۔ ہر چکر کی ابتدا حجر اسود کے بوسے سے کی۔ پہلے تین چکر تیزی سے چل کر اور چار چکر آرام سے پورے کئے۔ بیت اللہ کا طواف مکمل کرنے کے بعد آپ نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد پلٹے اور صفا اور مروہ کے سات چکر کاٹے۔ پھر آپ فریضہ حج کی ادائیگی، قربانی کے دن اپنی قربانیاں ذبح کرنے، اور بیت اللہ کے طواف افاضہ کے بعد آپ ﷺ تمام پابندیوں سے آزاد ہوئے۔ لوگوں میں سے جو اپنے ساتھ قربانی کے جانور لائے تھے انہوں نے بھی رسول اکرم ﷺ کی طرح عمل کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، یہ عمرہ ہے جس سے ہم متمتع ہوئے۔ سو جس شخص کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے وہ پوری طرح حلال ہو جائے۔ بے شک حج کے ساتھ عمرہ کی شمولیت قیامت تک کے لیے ہے۔ (مسلم)

تیسری فصل

حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں میں نے اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ کہ ہم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ الْهَدْيُ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ فَإِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ. (مسلم) 4-1047

الفصل الثالث

عَنْ عَطَاءٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَا مَعِيَ قَالَ أَهْلَلْنَا

أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ بِالْحَجِّ خَالِصًا وَخَدَهُ
 قَالَ عَطَاءٌ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ جَابِرٌ
 ﷺ فَقَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ
 ذِي الْحِجَّةِ فَأَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ قَالَ عَطَاءُ رَحِمَهُ
 اللَّهُ قَالَ حِلُّوْا وَأَصْبِيُوْا النِّسَاءَ قَالَ عَطَاءُ
 رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَلَمْ يَغْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ
 أَحْلَهُنَّ لَهُمْ فَقُلْنَا لِمَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ
 إِلَّا خَمْسٌ أَمَرْنَا أَنْ تُفْضَى إِلَى نِسَائِنَا فَتَأْتِي
 عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيرُنَا الْمَنِيَّ قَالَ يَقُولُ جَابِرٌ
 ﷺ بِيَدِهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى قَوْلِهِ بِيَدِهِ يُحَرِّكُهَا
 قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِينَا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي
 أَتَقَكُّمُ لِلَّهِ وَأَصْدُقُكُمْ وَأَبْرُكُمْ وَلَوْ لَا هَدَيْتِي
 لَحَلَلْتُ كَمَا تُحِلُّوْنَ وَلَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي
 مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسْقِ الْهَدْيَ فِحِلُّوْا فَحَلَلْنَا
 وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا قَالَ عَطَاءُ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى
 قَالَ جَابِرٌ ﷺ فَقَدِمَ عَلَيَّ مِنْ سَعَاتِهِ فَقَالَ بِمَ
 أَهْلَلْتُ قَالَ بِمَا أَهَلَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ لَهُ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَهْدِ وَأَمْكُثْ حَرَامًا قَالَ
 وَأَهْدِي لَهُ عَلَيَّ ﷺ هَدِيًّا فَقَالَ سَرَاةُ بْنُ
 مَالِكِ بْنِ جُعْشَمٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلْعَامِنَا هَذَا أَمْ
 لَا بَدِ قَالَ لَا بَدِ. (مسلم) 5-1048

اصحاب محمد ﷺ نے صرف حج کے لیے ہی احرام باندھا تھا
 عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت جابرؓ کی بات نقل کرتے ہیں کہ
 نبی اکرم ﷺ نے ذوالحجہ کی چار تاریخ کی صبح کو قدم رنجہ فرمایا
 اور ہمیں حلال ہونے کا حکم دیا۔ عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا بیان
 ہے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پاک ہو جاؤ اور اپنی عورتوں
 سے مل سکتے ہو۔ عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں مجامعت
 ضروری نہیں لیکن عورتیں ان کے لئے حلال ہو گئیں۔ ہم نے
 آپس میں کہا ہمیں بیویوں سے جماع کا اس وقت حکم دیا گیا
 ہے جبکہ ہمارے اور عرفہ کے درمیان صرف پانچ راتیں باقی
 ہیں گویا جب ہم عرفہ پہنچیں گے؟ تو ہمارے آلہ متاسل منی
 کے قطرے گرا رہے ہوں گے۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ کا
 بیان ہے گویا کہ اس بات پر میں حضرت جابر کو ہاتھ سے
 اشارہ کرتے دیکھ رہا ہوں اور انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ
 ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ تم سب کو معلوم
 ہے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا، سب سے
 زیادہ سچا اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار ہوں۔
 اگر میرے پاس قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی تمہاری طرح
 حلال ہو جاتا اگر اس معاملہ میں قبل ازیں وہ معلوم ہو جاتا جو
 بعد میں علم ہوا تو میں کبھی قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا۔ پس تم
 حلال ہو جاؤ۔ چنانچہ ہم نے احرام کھول دیے اور ہم نے سنا
 اور اطاعت کی عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت

جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ یمن سے قضا کی ڈیوٹی سے آئے تھے۔ رسول معظم ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا
 ، تیرے احرام کی کیا نیت ہے؟ انہوں نے جواب دیا جس طرح نبی اکرم ﷺ نے احرام باندھا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا
 ، تیرے پاس قربانی کے جانور ہیں اس لیے احرام باندھ رکھو۔ حضرت جابرؓ نے بھی بتایا کہ حضرت علیؓ آپ ﷺ کے
 لیے قربانی کے جانور لائے تھے۔ سراة بن مالک بن جشم نے دریافت کیا کیا حج کے ساتھ عمرہ کرنا صرف اس سال کے لیے
 ہے یا ہمیشہ کے لیے؟۔ نبی اکرم ﷺ فرمایا، ہمیشہ کے لیے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَرْبَعِ مَضِينٍ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ أَوْ خَمْسٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ وَهُوَ غَضَبَانُ فَقُلْتُ مَنْ أَغْضَبَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ قَالَ أَوْ مَا شَعَرْتُ أَنِّي أَمَرْتُ النَّاسَ بِأَمْرٍ فَإِذَا هُمْ يَتَرَدَّدُونَ وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَذْبَرْتُ مَا سَقْتُ الْهَدْيَ مَعِيَ حَتَّى أَشْتَرِيهِ ثُمَّ أُحِلَّ كَمَا حَلُّوا.

(مسلم) 6-1049

حضرت عائشہ بیان رضی اللہ عنہا کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے چار یا پانچ ذوالحجہ کو قدم رنجہ فرمایا۔ آپ ﷺ میرے ہاں غصہ سے بھرے تشریف لائے میں نے عرض گزاری یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کس نے ناراض کیا؟ اللہ تعالیٰ اس کو واصل جہنم کرے۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، کیا تجھے معلوم نہیں۔ میں نے ان لوگوں کو حکم دیا لیکن وہ اس کے بجا لانے میں متردد ہوئے؟ مجھے جس طریقہ کا علم بعد میں ہوا اگر پہلے ہی ہو جاتا تو میں اپنے ساتھ قربانی کے جانور نہ لاتا، یہیں سے خرید لیتا پھر دوسرے لوگوں کے ساتھ احرام کھول دیتا۔ (مسلم)

خطبہ عرفات کا خلاصہ

- ۱۔ تمہارے خون مال ایک دوسرے کے لیے اس طرح محترم ہیں جس طرح یوم عرفہ ماہ ذوالحجہ اور مکہ معظمہ۔
- ۲۔ دور جہالت کی تمام رسومات کو میں اپنے پاؤں تلے روندتا ہوں۔
- ۳۔ سابقہ قتل و غارت اور سب سے پہلے اپنے خاندان یعنی ربیعہ بن الحارث کے بیٹے کے قاتل کو معاف کرتا ہوں۔
- ۴۔ واجب الادا سود کی رقم لینا حرام ہوگی اور میں اپنے چچا کا سود سب سے پہلے معاف کرتا ہوں۔
- ۵۔ لوگو! عورتوں اور غلاموں کے حقوق کا خیال رکھنا۔
- ۶۔ اللہ تعالیٰ کے قرآن اور میرے طریقے کو مضبوطی سے جب تک تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے۔



بَابُ دُخُولِ مَكَّةَ وَالطَّوَافِ

مکہ میں داخل ہونا اور بیت اللہ کا طواف کرنا

تاریخ کعبہ

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبْرَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ (آل عمران ۳: ۹۶)

”بے شک سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لیے تعمیر ہوئی وہ مکہ مکرمہ میں ہے اسے خیر و برکت دی گئی ہے اور اس کو اہل دنیا کے لیے مرکز ہدایت بنایا گیا ہے۔“ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں ایک روایت ذکر کی ہے جس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ بیت اللہ کی سب سے پہلی اساس حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں رکھی گئی اور فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس جگہ کی نشاندہی کی۔ بعد ازاں طوفان نوح اور سینکڑوں سال کے حوادث نے اسے بے نشان کر دیا تھا۔ البتہ کچھ آثار باقی تھے جن پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنیاد رکھی تھی جیسا کہ آپ چند سطور کے بعد صحیح بخاری کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں گے یہی وہ مقام بنیاد ہے جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (پ ۱۷- الحج ۲۶: ۲۲)

”وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے ابراہیم کے لیے اس گھر کی جگہ تجویز کی تھی کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھا جائے۔“

کعبہ اللہ کی عظمت و فضیلت

اس جہان رنگ و بو میں بے شمار خوبصورت سے خوبصورت ترین عمارات و محل موجود ہیں جن کے حسن و جمال میں اضافہ کرنے کے لئے لاکھوں کروڑوں روپے لگائے گئے اور مزید خرچ کئے جا رہے ہیں۔ ان کو دیکھیں تو عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ لیکن کوئی ایسی جگہ یا عمارت نہیں جس کے دیدار کو اہل جہاں کے لیے لازم قرار دیا گیا ہو اور جس کے لیے اتنی دنیا کے دل تڑپتے ہوں۔ یہ اکرام و مقام صرف ایک عمارت کو نصیب ہوا جس کو عام پتھروں سے بنایا گیا ہے اللہ رب العزت نے جس کو بیت اللہ قرار دیا ہے۔

مرکزِ ملتِ اسلامیہ

اسے قبلہ بنا کر ملت اسلامیہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کا موقعہ دیا گیا ہے تاکہ جس طرح ان کے احساسات و جذبات کا رخ ایک ہی طرف یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اسی طرح ان کا جسمانی زاویہ بھی ایک ہی رخ اختیار کرے تاکہ ملت مسلمہ کی مرکزیت قائم اور مضبوط ہو سکے۔

الفصل الاول

عَنْ نَافِعٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ لَا يَقْدُمُ مَكَّةَ إِلَّا بَاتَ بِدِي طُوى حَتَّى يُصْبِحَ وَيَغْتَسِلَ وَيُصَلِّيَ فَيَدْخُلُ مَكَّةَ نَهَارًا وَإِذَا نَفَرَ مِنْهَا مَرَّ بِدِي طُوى وَبَاتَ بِهَا حَتَّى يُصْبِحَ وَيَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ. (متفق)

(عليه) 1-1050

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا جَاءَ إِلَى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ أَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا. (متفق)

(عليه) 2-1051

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ﷺ قَالَ قَدْ حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرْتَنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوْفَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ مِثْلَ ذَلِكَ. (متفق عليه) 3-1052

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ أَوَّلَ الْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدُمُ سَعْيَ ثَلَاثَةِ أَطْوَافٍ وَمَشَى أَرْبَعَةً ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. (متفق عليه) 4-1053

وَعَنْهُ قَالَ رَمَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا وَكَانَ يَسْعَى

پہلی فصل

حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں قدم رنجہ فرمانے سے پہلے ذی طوی میں رات گزارتے۔ صبح غسل کر کے نماز ادا کرتے۔ مکہ مکرمہ میں دن کے وقت داخل ہوتے۔ اسی طرح مکہ مکرمہ سے لوٹتے تو رات ذی طوی میں گزار کر صبح کے وقت روانہ ہوتے اور فرماتے رسول معظم ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر بلندی کی جانب سے داخل ہوتے اور واپسی نشیب والی طرف سے ہوتی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ جب رسول معظم ﷺ نے حج کیا اور مکہ معظمہ میں قدم رنجہ فرمایا تو پہلے جس کام سے ابتدا کی وہ وضو کرنا تھا۔ پھر صرف بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ ﷺ نے عمرہ نہ کیا پھر حضرت ابو بکر رحمہ اللہ نے حج کیا تو ابتدا بیت اللہ کے طواف سے کی اور عمرہ نہ کیا۔ پھر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے اسی طرح کیا۔ (بخاری و مسلم)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ یا حج کرتے تو طواف کے پہلے تین چکروں میں تیز تیز چلتے اور باقی چار چکروں میں عام رفتار اختیار فرماتے پھر دو رکعت ادا کرتے پھر صفا و مروہ کا طواف کرتے۔ (مسلم و بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین چکر تیز اور چار چکر

بِطْنِ الْمَسِيلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا
وَالْمَرْوَةِ. (مسلم) 5-1054

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا
قَدِمَ مَكَّةَ أَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ مَشَى عَلَى
يَمِينِهِ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى
أَرْبَعًا. (مسلم) 6-1055

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ
فَقَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ
وَيُقْبِلُهُ. (بخاری) 7-1056

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ
أَرَ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ
الْيَمَانِيِّينِ. (متفق عليه) 8-1057

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ طَافَ
النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ
يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمُحَجِّنٍ. (متفق
عليه) 9-1058

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَافَ بِالْبَيْتِ عَلَى
بَعِيرٍ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ
فِي يَدِهِ وَكَبَّرَ. (بخاری) 10-1059

ہوئی چیز سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ اکبر کہا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

یادر ہے جب آپ ﷺ نے اونٹ پر بیٹھ کر طواف کیا تھا تو مطاف اس طرح صاف اور برابر نہیں تھا۔ پھر آپ ﷺ نے
اس لیے بھی سوار ہو کر طواف کیا تا کہ معذور لوگ سواری پر بیٹھ کر طواف کرنے کو برانہ سمجھیں۔ چھڑی کو چومنے کا ثبوت نہیں ملتا۔

آرام سے لگائے۔ اور وادی کے اندر پہنچے تو صفا و مروہ کے
طواف میں تیز تیز چلے (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول معظم ﷺ نے جب مکہ
معظمہ میں قدم رنجہ فرمایا تو حجر اسود کے بوسے کے بعد دائیں
طرف سے طواف کا آغاز کیا۔ تین چکر مل کے ساتھ اور چار
چکر عام رفتار سے لگائے۔ (مسلم)

زبیر بن عربی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں ایک آدمی نے حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کے بوسے کے بارے میں
دریافت کیا، انہوں نے بتایا رسول اکرم ﷺ اس کو ہاتھ بھی
لگاتے تھے اور بوسہ بھی دیتے تھے۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں انہوں نے
رسول اکرم ﷺ کو بیت اللہ کے دو کونوں (رکن یمانی اور
حجر اسود) کے علاوہ کسی دوسرے کونے کو استلام کرتے (یعنی
ہاتھ لگاتے) نہیں دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حجۃ الوداع میں
نبی کریم ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور حجر اسود کا
استلام چھڑی سے کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول
مکرم ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اونٹ پر سوار ہو کر کیا۔ جب
آپ ﷺ حجر اسود کے قریب پہنچے تو اپنے ہاتھ میں پکڑی

عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضي الله عنه قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَيَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمُحَجِّنٍ مَعَهُ وَيُقَبِّلُ الْمُحَجِّجِينَ. (مسلم)

11-10560

حضرت ابو طفیل رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول مکرم ﷺ کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا۔ وہ حجر اسود کو اپنی چھڑی لگاتے پھر چھڑی کو چوم لیتے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفِ طِمِثُ فَدْخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ لَعَلَّكَ نَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ ذَلِكَ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَأَفْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهَرِي. (متفق)

12-10601 (عليه)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ہم حج کے لئے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ہمارا حج کے سوا اور کوئی مقصد نہ تھا۔ جب ہم مقام سرف پہنچے تو مجھے حیض آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ آئے تو میں رو رہی تھی آپ ﷺ نے دریافت کیا تو حائضہ ہو گئی ہے؟ میں نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا، یہ وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ تم حاجیوں کے تمام امور سر انجام دو لیکن حیض سے پاک ہونے سے پہلے بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِي رَهْطٍ أَمَرَهُ أَنْ يُؤْذِنَ فِي النَّاسِ إِلَّا لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا. (متفق)

13-1062 (عليه)

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں جس سال رسول معظم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضي الله عنه کو امیر حج مقرر فرمایا انہوں نے مجھے قربانی کے دن لوگوں میں یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا، سن لو! اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا اور نہ ہی کوئی بیت اللہ کا نکاح طواف کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا تَرَكْنَا اسْتِلَامَ هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيِّ وَالْحَجَرِ فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُسْتَلِمُهُمَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لُهُمَا قَالَ نَافِعٌ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهُ وَقَالَ مَا تَرَكْتُهُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اکرم ﷺ کو حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرتے دیکھا ہے ہم نے بھیڑ یا غیر بھیڑ کسی حالت حجر اسود اور رکن یمانی کو ہاتھ لگانا نہیں چھوڑا۔ (بخاری و مسلم)

بخاری مسلم میں ہی حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حجر اسود کو

اکرم ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے اس وقت سے میں نے اس کو نہیں چھوڑا۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ۖ قَالَتْ شَكُوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنِّي اشْتَكَيْتُ فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابِ مُسْطُورٍ. (متفق علیہ) 15-1064

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں نے رسول کریم ﷺ سے شکایت کی کہ بیماری کے سبب پیدل نہیں چل سکتی آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں سے فاصلے پر رہ کر سوار ہو کر طواف کر لے۔ چنانچہ میں نے اس وقت طواف کیا جب رسول معظم ﷺ خانہ کعبہ کے قریب (صبح کی) نماز پڑھا

رہے تھے جس میں ”وَالطُّورِ وَكِتَابِ مُسْطُورٍ“ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ ۖ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ يَقْبِلُ الْحَجَرَ وَيَقُولُ إِنِّي لَا عَلَمَ أَنْكَ حَجَرٌ مَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْبِلُ مَا قَبَلْتُكَ. (متفق علیہ) 16-1065

حضرت عابس بن ربیعہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کو چومتے دیکھا پھر انہوں نے حجر اسود کو مخاطب کر کے فرمایا، میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نہ تو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں رسول اکرم ﷺ کو بوسہ دیتے نہ دیکھتا کبھی مجھے بوسہ نہ دیتا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ بیت اللہ کا طواف حجر اسود کے بوسہ یا اشارہ سے شروع کرنا چاہیے۔
- ۲۔ حجر اسود کو ہاتھ یا چھڑی لگا کر چومنا سنت ہے۔
- ۳۔ حجر اسود کو ہاتھ لگاتے ہوئے اللہ اکبر کہنا چاہیے۔
- ۴۔ پہلے تین چکروں میں رمل اور باقی چار میں عام رفتار ہونی چاہیے۔
- ۵۔ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی سواری پر بیٹھ کر کی جاسکتی ہے۔
- ۶۔ رسول اللہ طواف کے دوران حجر اسود کی طرف کسی چیز کے ساتھ اشارہ کرتے تھے۔
- ۷۔ عورت حیض یا استحاضے کے ایام میں بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتی۔
- ۸۔ مشرک کو حرم میں داخل ہونے کا حق نہیں پہنچتا۔
- ۹۔ حجر اسود کو چومنا یا چھونا سنت رسول مقبول ﷺ ہے اس کو نفع و نقصان کا مالک سمجھنا جائز نہیں۔
- ۱۰۔ رکن یمانی کو چھو کر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ نہیں چوما۔

بَابُ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةٍ

وقوفِ عرفات

نبی اکرم ﷺ نے میدانِ عرفات میں پہنچنے کو حج کا رکنِ اعظم قرار دیا ہے۔ پہاڑوں کے درمیان یہ وہ سرزمین ہے جس کے بارے روایات میں پایا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہما السلام جب جنت سے زمین پر اتارے گئے تو بڑی مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس جگہ ان کو باہم ملنے کا موقع نصیب فرمایا۔ اس لیے اسے عرفات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یعنی پہچاننے کی جگہ۔

یہ وہ جائے مبارکہ ہے کہ جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان بدر میں ذلیل ہوا تھا یا پھر اس کی ذلت و رسوائی کی انتہا عرفہ کے دن ہوا کرتی ہے کیونکہ اس دن اور اس جگہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

سمع واطاعت کا نقطہ عروج

عرفات کی حاضری حج کا رکنِ اعظم ہونے کے باوجود حکم یہ ہے کہ غروبِ آفتاب کے بعد نمازِ مغرب ادا کئے بغیر یہاں سے مزدلفہ روانہ ہوا جائے۔ مسلمان کی سمع و اطاعت کا اندازہ کیجئے کہ وہ مومن جو ہمیشہ نماز کے وقت کا انتظار کیا کرتا تھا نماز کا وقت ہوتے ہی ہر تعلق سے لاتعلق ہو کر اس کے قدم مسجد کی طرف اٹھ جایا کرتے تھے وہ نماز جس کی پابندی وقت کے لیے حکم تھا:

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا ○ (النساء: ١٠٣)

”مومنوں کے لیے نماز کے اوقات مقرر کر دیے گئے ہیں۔“

لیکن اب حکم ہوا ہے کہ یہاں نماز پڑھنے کے بجائے یونہی آگے چل دیجئے اور مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو اکٹھا ادا کرو۔ ایک لمحہ ٹھہر کے ذرا سوچیے کہ بندہ اپنے رب کے حکم کے سامنے کس طرح بے اختیار و بے بس ہے کہ پہلے بیماری یا کسی مجبوری کے بغیر اس نے ظہر اور عصر جمع کی تھیں اور اب مغرب کی نماز کے لیے یہاں ٹھہرنے کی اجازت ہی نہیں۔ یہ وہی مقام مقدس ہے کہ جہاں آپ ﷺ نے انسانیت کو دونوں جہانوں کی کامیابی کی ضمانت دیتے ہوئے ایک چارٹر سے متعارف کروایا تھا جس کے چند نکات یہ ہیں: ۱۔ جب تک قرآن و سنت کو تھامے رکھو گے دنیا کی کوئی سازش اور طاقت تمہیں گمراہ نہیں کر سکے گی۔

۲۔ آج میں ہر قسم کی عصبیتوں کو اپنے پاؤں تلے روند رہا ہوں۔

۳۔ معاشی استحصال ختم کرتے ہوئے ہمیشہ کے لیے سود کو حرام قرار دیا اور فرمایا کہ سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس رحمۃ اللہ علیہ کا سود معاف کرتا ہوں وہ اب کے بعد اصل رقم کے علاوہ کسی سے ایک دھڑی بھی سود وصول نہیں کر سکتے۔ (حجۃ الوداع)

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ الثَّقَفِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ
تَعَالَى أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا

محمد بن ابی بکر ثقفی رحمۃ اللہ علیہ بتاتے ہیں کہ حضرت انس بن
مالک ؓ کے ساتھ منیٰ سے عرفات جاتے ہوئے انہوں

غَادِيَانِ مِنْ مَنَى إِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ
تَصْنَعُونَ فِي هَذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
فَقَالَ كَانَ يَهْلُ مِنَّا الْمَهْلُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ
وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ. (متفق عليه) 1-1066

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ نَحْرُثُ
هَهُنَا وَمِنَى كُلُّهَا مَنَحَرٌ فَانْحَرُوا فِي رِحَالِكُمْ
وَوَقِفْتُ هَهُنَا وَعَرَفَةَ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَوَقِفْتُ
هَهُنَا وَجَمَعَ كُلُّهَا مَوْقِفٌ. (مسلم) 2-1067

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتَقَ
اللَّهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَإِنَّهُ
لَيَذْنُوا ثُمَّ يُبَاهَى بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ فَيَقُولُ مَا
أَرَادَهُؤُلَاءِ. (مسلم) 3-1068

نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آج کے
دن آپ رسول اکرم ﷺ کی معیت میں کیا اعمال سرانجام
دیا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم میں سے کچھ لوگ تلبیہ
کہتے اور کوئی ان پر اعتراض نہ کرتا اور کچھ تکبیر کہتے اور کوئی
اس پر معترض نہ ہوتا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے اس
جگہ قربانیاں کی ہیں جب کہ تمام منی قربان گاہ ہے۔ لہذا تم اپنی
قیام گاہوں میں قربانیاں ذبح کرلو۔ میں نے اس جگہ وقوف کیا
جبکہ تمام عرفات ٹھہرنے کا مقام ہے۔ اسی طرح میں مزدلفہ
میں اس جگہ ٹھہرا ہوں جبکہ تمام مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ
ہے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول معظم ﷺ
نے فرمایا، یوم عرفہ سے بڑھ کر اور کوئی دن نہیں جس میں اللہ
تعالیٰ اپنے بندوں کو نارِ جہنم سے آزادی بخشا ہے۔ عرفہ کے دن
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے قریب ہوتا ہے اور فرشتوں پر ان
بندوں کے بارے میں فخر کرتا ہے اور استفسار فرماتا ہے میرے یہ
بندے کیا چاہتے ہیں؟ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ
قُرَيْشٌ أَوْ مِنْ دَانَ دِينَهَا يَقْفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ
وَكَانُوا يُسَمُّونَ الْحُمْسَ فَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ
يَقْفُونَ بِعَرَفَةَ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ أَمَرَ اللَّهُ نَبِيُّهُ
أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ فَيَقِفَ بِهَا ثُمَّ يَفِضُ مِنْهَا
فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ
أَفَاضَ النَّاسُ (پ ۲. رکوع ۹) (متفق)

تیسری فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ (زمانہ جاہلیت
میں) قریش اور ان کے ہم مذہب مزدلفہ میں قیام کیا کرتے
اور ”حُصْم“ کہلاتے تھے۔ جب کہ تمام عرب عرفہ میں وقوف
کرتے۔ جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا
کہ وہ بھی عرفات جائیں اور وہاں ٹھہرا کریں۔ پھر وہاں
سے واپس لوٹیں۔ اس بارے میں اللہ عز و جل کا یہ فرمان ہے
”پھر تم لوگ وہاں سے لوٹو جہاں سے دوسرے لوگ واپس

خلاصہ باب

- ۱۔ میدانِ عرفات میں تلبیہ، قرآن مجید کی تلاوت، ذکر و اذکار دعائیں اور توبہ و استغفار کرنا چاہیے۔
- ۲۔ مزدلفہ اور حد و عرفات اور منیٰ میں جہاں چاہے ٹھہر سکتا ہے۔
- ۳۔ یومِ عرفہ عظیم ترین دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فخر کرتے ہوئے ان کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔
- ۴۔ وقوفِ عرفہ حج کا رکن اعظم ہے۔ عرفہ کے دن سے محروم ہونے والے کاج حج نہیں ہوتا۔



بَابُ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ

عرفات اور مزدلفہ سے واپسی

حجاج کا بے بس و بے اختیار قافلہ رات کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتا ہوا مزدلفہ کی سنگلاخ زمین پر آن لیتا ہے، جسم تھکن سے چور طبیعت نڈھال، نیند کا غلبہ اور آرام کی حاجت کے باوجود لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تاکہ نماز مغرب و عشا میں اللہ تعالیٰ کے حضور سرائق نگدگی کا اظہار کیا جائے۔ اب آرام اور قیام کی ضرورت تھی۔ لہذا نبی محترم ﷺ اپنی امت پر شفقت و مہربانی کرتے ہوئے نہ خود اس رات تہجد کے لیے اٹھے اور نہ ہی لوگوں کو تلقین فرمائی تاکہ سفر کی صعوبتوں اور تھکاؤوں کی بنا پر لوگوں کو آرام کا موقع میسر آجائے۔ اور دس ذوالحجہ کے چار مناسک تازہ دم ہو کر ادا کر سکیں۔

بدعات سے بچنے

حج کے تربیتی کیمپوں میں مزدلفہ کی رات کو لیلۃ القدر سے افضل یا برابر بیان کیا جاتا ہے پھر ایسے لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ تو اعلیٰ مقام کے حامل تھے اس لیے آپ ﷺ ساری رات آرام فرماتے رہے۔ ہمیں اس رات کو غنیمت سمجھ کر جاگنا چاہیے یہ من گھڑت اور بلا دلیل بات ہے اور اپنی طرف سے اضافہ ہے اسی انداز کو بدعت کہا گیا ہے۔ جس سے بچنا لازم ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ کو ان کے والد نے بتایا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عرفات سے واپسی کی کیا کیفیت تھی؟ انہوں نے جواب دیا آپ درمیانی چال چلتے مگر کھلی جگہ ملتی تو اپنی سواریوں کو تیز چلاتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سُئِلَ أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسِيرُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فُجُوةً نَصَّ. (متفق عليه) 1-1070

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ عرفہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ واپس آئے تو آپ نے اونٹوں کو ڈانٹنے اور مارنے کی آوازیں سنیں تو آپ نے اپنے کوڑے سے ان کو اشارہ کرتے ہوئے تنبیہ فرمائی، لوگو! سنجیدگی اختیار کرو کیونکہ دوڑانے میں نیکی نہیں ہے۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَرَأَاهُ زَجْرًا شَدِيدًا وَضَرْبًا لِلْبَلْبَلِ فَأَشَارَ بِسَوْطِهِ إِلَيْهِمْ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِنْصَاعِ. (بخاری) 2-1071

وَعَنْهُ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رضي الله عنه كَانَ رَدَفَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ أَرَدَفَ الْفَضْلَ رضي الله عنه مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مَنَى فِكَلَاهُمَا قَالَا لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ. (متفق عليه) 3-1072

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما عرفات سے مزدلفہ تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار رہے اور مزدلفہ سے منیٰ تک فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو آپ نے اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ ان دونوں کا بیان ہے کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک لبیک پکارتے رہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بِاقَامَةٍ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلَى الْإِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا. (بخاری) 4-1073

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو الگ الگ تکبیروں کے ساتھ جمع فرمایا نہ ان کے درمیان کوئی نوافل ادا کئے اور نہ ان کے بعد۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَّى صَلَاةً إِلَّا لِمِيقَاتِهَا إِلَّا صَلَاتَيْنِ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا. (متفق عليه) 5-1074

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماسوائے دو نمازوں کے تمام نمازیں ان کے اوقات پر ادا کرتے دیکھا (مزدلفہ میں) مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کیں اور نماز فجر اوّل وقت سے پہلے ادا کی۔ (بخاری و مسلم) (وضاحت خلاصہ میں دیکھیں)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعْفَةِ أَهْلِهِ. (متفق عليه) 6-1075

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کمزور اہل و عیال میں شامل تھا جنہیں مزدلفہ کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی آگے بھیج دیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے بتاتے ہیں کہ مجھے عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح تلقین فرمائی کہ تمہاری واپسی سکون سے ہو۔ اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کو وادی محسر میں داخل ہونے تک تیز چلنے سے روکتے رہے۔ یہ وادی منیٰ سے متصل ہے۔ آپ نے نصیحت فرمائی کہ تمہارے لیے ضروری ہے کہ جمرات پر ماری جانے والی کنکریاں چنے کے برابر ہوں۔ حضرت فضل رضي الله عنه نے

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَكَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ فِي عَشِيَةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةٍ جَمَعَ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَهُوَ كَأَنَّ نَاقَتَهُ حَتَّى دَخَلَ مُحَسِّرًا وَهُوَ مِنْ مَنَى قَالَ عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِي يُرْمَى بِهِ الْجَمْرَةُ وَقَالَ لَمْ يَزَلِ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُلَبِّي حَتَّى رَمَى

مزید بتایا کہ رسول اللہ ﷺ حجرۃ العقبہ کو کنکریاں مارنے تک لبیک پکارتے رہے۔ (مسلم)
تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ علیہ کو حضرت سالم رحمہ اللہ علیہ نے خبر دی کہ جس سال حجاج بن یوسف ابن زبیر رحمہ اللہ کے مقابلہ کے لیے آیا تو اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ عرفہ کے دن ہم کیا کریں۔ سالم نے جواب دیا، اگر تم سنت کی پیروی چاہتے ہو تو عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں ظہر کے اول وقت میں ادا کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ نے تصدیق کی اور فرمایا صحابہ کرام رحمہ اللہ ظہر اور عصر کو جمع کیا کرتے تھے۔ ابن شہاب زہری نے سالم رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کیا؟ اس نے جواب دیا۔ صحابہ کرام رحمہ اللہ سنت کے علاوہ اور کسی چیز کی اتباع نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ يَوْسُفَ عَامَ نَزْلِ بَابِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ كَيْفَ نَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ سَالِمٌ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَهَجِرْ بِالصَّلَاةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَدَقَ إِنَّهُمْ كَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السُّنَّةِ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَفَعَلَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ سَالِمٌ وَهَلْ يَتَّبِعُونَ ذَلِكَ إِلَّا سُنَّتَهُ. (بخاری) 8-1077

خلاصہ باب

- ۱۔ مزدلفہ میں مغرب اور عشا کٹھی پڑھنا سنت ہے۔
- ۲۔ مزدلفہ کی رات آپ نے تہجد نہیں پڑھی۔
- ۳۔ مزدلفہ سے منیٰ سورج نکلنے کے بعد جانا سنت ہے۔ البتہ معذور لوگوں کو پہلے جانے کی اجازت ہے۔
- ۴۔ کنکریاں مزدلفہ یا راستے سے پکڑی جاسکتی ہیں۔ جو چنے کے دانے کے برابر ہونی چاہئیں۔
- ۵۔ وادی محشر سے تیزی کے ساتھ نکل جانا چاہیے۔ کیونکہ یہاں اصحاب الفیل تباہ ہوئے تھے۔
- ۶۔ ظہر اور عصر جمع کرنے کا ثبوت صفحہ نمبر ۲۸۲ پر موجود ہے۔ اور صبح کی نماز عام طور پر جس وقت پر ادا کرتے تھے اس سے ذرا پہلے ادا کی۔



بَابُ رَمَى الْجَمَارِ

جمرات کو کنکریاں مارنا

اللہ تعالیٰ کے پاک نبی ﷺ مزدلفہ میں صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد سورج نکلنے سے پہلے تک دعا و مناجات میں مصروف رہے اور جونہی سورج نکلنے کا وقت قریب آیا آپ ﷺ منیٰ کی طرف رواں دواں ہوئے۔ راستے میں وادی محسر سے گزرتے ہوئے آپ نے لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ یہاں سے تیزی کے ساتھ نکل جائیے کیونکہ اسی جگہ یمن کے گورنر ابرہہ اور اس کے ظالم ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب نے تہس نہس کر دیا تھا۔ جس کا تذکرہ سورۃ الفیل میں بڑے پُر جلال انداز میں کیا گیا ہے۔

رمی اور منیٰ میں قیام

منیٰ پہنچنے کے بعد سب سے پہلا کام بڑے شیطان جمرہ کو کنکریاں مارنا ہے۔ رمی کوئی کھیل اور رسم نہیں ہے بلکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے غیرت اور جرأت مندانہ اقدام کی عملی تائید اور انسانیت کے ابدی اور ازلی دشمن شیطان سے نفرتوں کی انتہا کا مظہر ہے۔

ابلیس کے ساتھ ساری یا ہماری کسی ایک نسل ہی کی عداوت نہیں بلکہ یہ غیظ و غضب تو حضرت آدم علیہ السلام کے حوالے سے سب کی گھٹی اور جبلت میں رکھ دیا گیا ہے۔ جس نے اس غیرت اور نفرت کو قائم رکھا وہ جنت کے راستے پہ چلا جا رہا ہے اور جو نفرت کے اس جذبے سے محروم ہوا جہنم کے دہکتے انگارے اس کے انتظار میں ہیں۔ کنکریاں مارتے وقت مومن کے وجود میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا روحانی خون گردش کرنے لگتا ہے اس لیے کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہنے کا حکم ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنی سواری پر سوار ہو کر قربانی کے دن کنکریاں مارتے دیکھا اور آپ نے فرمایا۔ مجھ سے حج کے طریقے سیکھ لو۔ میں نہیں جانتا کہ میں اس حج کے بعد حج کر پاؤں گا۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو جمرہ عقبہ کو پھینکنے کے برابر کنکریاں مارتے دیکھا۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَرْمِي عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النُّحْرِ وَيَقُولُ لِنَاخِذُوا مِنَّا سِغْكُمْ فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحْجُ بَعْدَ حَجَّتِي هَذِهِ. (مسلم) 1-1078

وَعَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ. (مسلم) 2-10789

وَعَنْهُ قَالَ رَمَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْجَمْرَةَ يَوْمَ

دن سورج کے بلند ہونے پر جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں اس کے بعد اگلے دنوں میں سورج کے زوال کے بعد کنکریاں ماریں۔ (بخاری و مسلم)

النَّحْرِ ضُحًى وَأَمَّا بَعْدُ ذَلِكَ فَإِذَا زَالَتْ الشَّمْسُ. (متفق علیہ) 3-1080

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ جمرہ الکبریٰ تک گئے۔ بیت اللہ کو اپنے بائیں طرف اور منیٰ کو دائیں طرف رکھا۔ ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے۔ پھر کہا کہ اسی طرح اس ذات اقدس نے کنکریاں ماریں جس پر سورۃ البقرہ کا نزل ہوا ﷺ۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ؓ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمَنَى عَنْ يَمِينِهِ وَرَمَى بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَمَى الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ. (متفق علیہ) 4-1081

حضرت جابر ؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا استنجاء کے لیے ڈھیلے استعمال کرنا بھی ہے جمروں کو کنکریاں مارنا بھی طاق ہے صفا و مروہ کی سعی کرنا بھی طاق ہے۔ طواف کرنا بھی طاق ہے۔ لہذا تم میں سے کوئی ڈھیلے استعمال کرے تو طاق استعمال کرے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْإِسْتِجْمَارُ تَوْ وَرَمَى الْجَمَارِ تَوْ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَوْ وَالطَّوَّافُ تَوْ وَإِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ بِتَوْ. (مسلم) 5-1082

خلاصہ باب

- ۱۔ کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہنا چاہیے۔
- ۲۔ کنکری چنے کے دانے کے برابر ہونی چاہئے۔
- ۳۔ کنکری مارتے وقت قبلہ بائیں طرف ہونا چاہیے۔
- ۴۔ پہلے اور دوسرے شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد پیچھے ہٹ کر دعا کرنا سنت ہے۔
- ۵۔ تیسرے کو کنکریاں مار کر آپ نے دعا نہیں کی۔
- ۶۔ رمی کے لیے کنکریاں دھونا شیطانوں پر دوپٹے پھینکنا اور گالیاں دینا جہالت کی بات ہے۔ جہالت کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔



بَابُ الْهَدْيِ

قربانی کرنا

قربانی کی وجہ تسمیہ

قربان کا لفظ بروزن سلطان ہے۔ عربی محاورات میں قربان ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے جیسا کہ امام ابو بکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے احکام القرآن میں نقل کیا:

وَالْقُرْبَانُ مَا يَقْصَدُ بِهِ الْقُرْبُ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ أَعْمَالِ الْبِرِّ“ قربان ہر اس نیک کام کو کہا جاتا ہے جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی قربت اور رضا حاصل کرنا ہو۔ لیکن عرف عام میں قربانی کے ایام میں بکرے دئے گئے وغیرہ کو ذبح کرنے کا نام قربانی ہے۔

قربانی کی تاریخ

جب سے حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے اس وقت سے لے کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کی رضا کے لیے قربانی کرنا مشروع ہے جیسا کہ اللہ پاک نے قرآن حکیم میں واقعہ قربانی بیان فرمایا ہے۔

وَآتِلْ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنِي آدَمَ بِالْحَقِّ إِذَا قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتَقَبَّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ لَئِنْ مَسَّطْتُ إِلَىٰ يَدِكَ لَتَقَتِّلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِي إِلَيْكَ لَأَقْتُلَنَّكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ (المائدہ ۲۷، ۲۸)

اے نبی! ان کو آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ سنا۔ جب ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قربانی قبول نہیں کی گئی جس کی قربانی قبول نہ ہوئی اس نے دوسرے بھائی کو کہا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ اس نے جواب دیا۔ اللہ پاک تو متقی لوگوں کی قربانی قبول کرتا ہے اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔ کیونکہ مجھے اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔“

دین و دنیا کی امامت کا تاج

ابتلا کے معنی جانچنے پر کھنے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلا معاذ اللہ اس لیے نہیں ہوتی کہ خالق اپنی مخلوق کو پریشان کرنا چاہتا ہے، نہیں بلکہ آزمائش کرنے کا مقصد فرد یا قوم کی صلاحیتوں کو نکھارنا اور نشوونما کرنا ہوتا ہے۔ اس بنا پر آزمائشوں کے ذریعے ابراہیم علیہ السلام کی عزیمت اور استقامت کا امتحان لیا گیا۔ کبھی تو ابراہیم علیہ السلام قوم کے بت کدے کے درمیان کھڑے ہو کر نعرہ تو حید بلند کر رہے ہیں اور کبھی حاکم وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کی جھوٹی خدائی کے یرنچے اڑا رہے ہیں۔ اور پھر اس جرم کی یاداش میں آگ میں بے خطر ”حَسْبِيَ اللَّهُ“ کہہ کر کود پڑتے ہیں۔

اَسْلَمْتُ کا یہ عالم ہے کہ گھریلو ملک و وطن سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہجرت کر جاتے ہیں اور اس کے بعد اکلوتے جگر گوشے اور نہایت فرمان بردار اطاعت شعار رفیقہء حیات کو سنسان وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ کر پیچھے پلٹ کر بھی نہیں دیکھتے بالآخر نہایت خوبصورت و سیرت معصوم لخت جگر کے حلقوم نازک پر خدائے وحدہ لا شریک کی رضا کے لئے چھری چلا دیتے ہیں۔ تب جا کر اعلان ہوا۔

وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا (البقرة: ۱۲۴)

”جب ابراہیم کے رب نے اس کو چند معاملات کے ساتھ آزمایا تو وہ پورا اترے۔ فرمایا ابراہیم میں تجھ کو دنیا کا امام بناتا ہوں۔“ (البقرة: ۱۲۴ پ ۱)

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز و الحلیفہ میں ادا فرمائی پھر اپنی قربانی کی اونٹنی منگوائی اور اس کے کوہان کے دائیں طرف نیزہ مار کر خون بہا کر اس کا شعار کیا اور خون صاف کر دیا۔ اونٹنی کے گلے میں دو جوتیوں کا قلابہ ڈالا۔ پھر اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب اونٹنی بیدار مقام پر چڑھی تو آپ ﷺ نے حج کی نیت سے تلبیہ کہنا شروع کیا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهِ فَأَشْعَرَهَا فِي صَفْحَتِ سَنَامِهَا الْأَيْمَنِ وَسَلَّتِ الدَّمُ عَنْهَا وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهْلُ بِالْحَجِّ. (مسلم) 1-1083

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کی طرف بکریاں بطور قربانی بھیجیں تو آپ نے ان کو قلابہ پہنائے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ أَهْدَى النَّبِيُّ ﷺ مَرَّةً إِلَى الْبَيْتِ غَنَمًا فَقَلَّدَهَا. (متفق عليه) 2-1084

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے گائے قربان کی۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ذَبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ عَائِشَةَ بَقْرَةً يَوْمَ النُّحْرِ. (مسلم) 3-1085

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی بیوی کے لیے ایک گائے ذبح کی۔ (مسلم)

عَنْهُ قَالَ نَحَرَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ بَقْرَةً فِي حَجَّتِهِ. (مسلم) 4-1086

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے قربانی کے اونٹوں کے قلابہ اپنے ہاتھ سے بٹے پھر آپ نے قربانی کے گلے میں باندھے اور ان کی کوہان سے خون نکال کر نشان زد کیا اور ان کو قربانی کیلئے مکہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَابِدَ بُذْنِ النَّبِيِّ ﷺ بِيَدِي ثُمَّ قَلَّدَهَا وَأَشْعَرَهَا وَأَهْدَاهَا فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ أَحِلَّ لَهُ. (متفق عليه) 5-1087

معظمہ روانہ کیا۔ اس سے آپ پر کوئی چیز حرام نہ ہوئی جو قبل ازیں آپ کے لئے حلال کی گئی تھی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ فَلَا يَدَهَا مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدِي ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي. (متفق عليه) 6-1088

دیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قربانی کی اونٹنی ہانک کر لے جاتے دیکھا، آپ نے فرمایا، اس پر سوار ہو جاؤ۔ اس نے عرض کیا یہ قربانی کا جانور ہے۔ آپ نے پھر فرمایا، اس پر سوار ہو جاؤ۔ اس نے پھر جواب دیا یہ قربانی کا جانور ہے، دوسری یا تیسری بار

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيُتْلَى فِي الثَّانِيَةِ أَوْ الثَّالِثَةِ. (متفق عليه) 7-1089

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تجھ پر افسوس! اس پر سوار ہو جاؤ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے قربانی پر سوار ہونے کے متعلق سوال کا جواب سنا۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا اگر تم قربانی کے جانور کی سواری پر مجبور ہو تو دوسری سواری میسر نہ ہونے تک اچھے انداز سے سواری کر سکتے ہو۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ سُئِلَ عَنْ رَكُوبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا. (مسلم) 8-1090

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو امیر بنا کر سولہ اونٹ قربانی کے روانہ کئے اس نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان میں سے جو نہ چل سکے اس کا کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اس کو خر کر دو، اس کے کھروں کو اس کا خون لگاؤ، پھر اس کے کھروں کو اس کے کوہان کے پہلو پر مل دے۔ لیکن اس میں نہ خود کھانا اور نہ تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی کھائے۔ (مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم سِتَّةَ عَشَرَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ وَأَمَرَهُ فِيهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا أَبْدِعَ عَلَيَّ مِنْهَا قَالَ انْحَرَهَا ثُمَّ اصْبُغْ نَعْلَيْهَا فِي دِمِهَا ثُمَّ اجْعَلْهَا عَلَى صَفْحَتَيْهَا وَلَا تَأْكُلْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ. (مسلم) 9-1091

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں حدیبیہ کے سال سات آدمیوں کی طرف سے اونٹ اور سات آدمیوں کی طرف سے گائے ذبح کی۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةِ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ. (مسلم) 10-1092

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَتَى عَلَى رَجُلٍ

قَدْ أَنَاخَ بَدَنَتُهُ يَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً
سُنَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ. (متفق عليه) 11-1093

کھڑا کر کے اس کے پاؤں باندھ کر (پھر نحر کرنا) یہ حضرت محمد
عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُومَ عَلَى بَدَنِهِ وَأَنْ
أَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُودِهَا وَأَجَلَّتْهَا وَأَنْ لَا
أُعْطِيَ الْجَزَارَ مِنْهَا قَالَ نَحْنُ نُعْطِيهِ مِنْ
عِنْدِنَا. (متفق عليه) 12-1094

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لَحْمٍ بَدَنًا
فَوْقَ ثَلَاثٍ فَرَخَّصَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ
كُلُوا وَتَزَوَّدُوا فَأَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا. (متفق
عليه) 13-1095

الفصل الثالث

عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ
فَلَا يُضْبَحُ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَفِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ
فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ
نَفَعَلُ كَمَا فَعَلْنَا الْعَامَ الْمَاضِيَ قَالَ
كُلُوا وَأَطْعِمُوا وَادْخِرُوا فَإِنَّ ذَلِكَ الْعَامَ
كَانَ بِالنَّاسِ جُهْدٌ فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهِمْ
(متفق عليه) 14-1096

تیسری فصل
حضرت سلمہ بن اکوع ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ
نے فرمایا تم میں سے جو شخص قربانی کرے تو تین راتوں کے
بعد وہ اس طرح صبح کرے کہ اس کے گھر میں اس میں سے
کچھ موجود نہیں ہونا چاہیے۔ اگلے سال لوگوں نے دریافت
کیا، یا رسول اللہ! کیا ہم گزشتہ سال والا طریقہ اختیار
کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، خود کھاؤ، دوسروں کو کھلاؤ،
اور ذخیرہ بھی کر سکتے ہو۔ یہ حکم اس لئے تھا کہ گزشتہ سال
لوگ عسرت میں تھے۔ میں نے چاہا کہ ان کی مدد
ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ قربانی کے اونٹ پر سوار ہوا جاسکتا ہے۔ ۲۔ اونٹ کی قربانی میں سات آدمی بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ ۳۔ قربانی کا
گوشت تین دن سے زیادہ ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔ ۴۔ قصاب کی مزدوری قربانی کے گوشت یا چمڑے سے ادا کرنا منع ہے۔

بَابُ الْحَلْقِ

سرمنڈوانے کا ذکر

صفاء و مروہ کی سعی کے بعد بندہ عاجز کے قدم مروہ پر جم گئے ہیں اب وہ قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی سعی و کوشش اور حاضری کی قبولیت کی دعائیں کر رہا ہے پھر وہ یک دم اپنے بال منڈوانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے وہ بال جو اس کی زینت اور خوبصورتی کی علامت تھے جنہیں سنوار اور سنبھال کر رکھا کرتا تھا۔ آج بندہ اس قدر اپنے رب کے حضور وارفتگی اور سپردگی کا اظہار کر رہا ہے کہ اس نے اپنے حسن و جمال کو بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر دیا ہے۔ یاد رہے عورت اپنی چوٹی سے چند بال کاٹ لے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے سرمنڈوایا اور آپ کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے سرمنڈوائے۔ اور بعض نے بال کتروائے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأَنَّاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَرَ بَعْضُهُمْ. (متفق عليه) 1-1097

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ ؓ نے مجھے بتلایا میں نے نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کے بالوں کو مروہ کے قریب قینچی سے تراشا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِي مُعَاوِيَةُ ؓ إِنِّي قَصَرْتُ مِنْ رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَرَّةِ بِمَشْقَصٍ. (متفق عليه) 2-1098

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ کی حجۃ الوداع میں یہ دعایاں کی۔ ”بارہا! سر کے بال مونڈنے والوں پر رحم فرما۔“ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا اور سر کے بال کترانے والوں کے لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے دوبارہ وہی دعا کی صحابہ ؓ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ! کترانے والوں کی لیے بھی دعا فرمائیں حضرت یحییٰ بن حصین رحمۃ اللہ علیہ اپنی دادی سے روایت کرتے تب آپ ﷺ نے بال منڈوانے والوں کے لیے بھی رحم کی دعا فرمائی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ”سر کے بال کترانے والوں پر بھی۔“ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَللّٰهُمَّ اَرْحِمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَرْحِمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَرْحِمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ. (متفق عليه) 3-1099

عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَصِينِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَنْ تَبِ آفِ ﷺ نَ بَالِ مَنُودَانِ وَالْوَلِ كَ لِيْ بِهٖ رَحْمَ كِي دَعَا فَرَمَائِيْ۔ تُو آفِ ﷺ نَ فَرَمَائِيْ ”سَر كَ بَالِ كُتْرَانِ وَالْوَلِ پَر بِهٖ۔“ (بُخَارِيْ وَ مُسْلِمُ)

جَدَّتِهِ أَنَّهُاسَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ فِي حَجَّةِ
الْوَدَاعِ دَعَا لِلْمُحَلِّقِينَ ثَلَاثًا وَلِلْمُقَصِّرِينَ مَرَّةً
وَاحِدَةً. (مسلم) 4-1100

عَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى مِنَى فَاتَى
الْجَمْرَةَ ﷻ فَرَمَاهَا ثُمَّ أَتَى مَنْزِلَهُ بِمِنَى وَنَحَرَ
نُسْكَهُ ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَّاقِ وَنَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّةُ
الْأَيْمَنِ فَحَلَقَهُ ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ
الْأَنْصَارِيَّ ﷻ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَ الشِّقَّ
الْأَيْسَرَ فَقَالَ احْلِقْ فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ
ﷻ فَقَالَ اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ. (متفق
عليه) 5-1101

ہیں انہوں نے حجۃ الوداع میں نبی اکرم ﷺ کو سر کے بال
مونڈنے والوں کے تین بار اور بالوں کو ترشوانے والوں کے لیے
ایک بار رحم کی دعا کرتے سنا تھا۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں نبی معظم ﷺ جب منیٰ میں
پہنچے تو آپ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ میں اپنی
قیام گاہ میں تشریف لائے۔ اپنی قربانیوں کو نحر کیا پھر سر
مونڈنے والے کو بلا بھیجا اور اپنے سر کی دائیں جانب کو اس
کے سامنے کیا۔ اس نے بال مونڈے پھر آپ ﷺ نے
ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور بال اسے دے دیے پھر بائیں
جانب مونڈنے کا حکم دیا۔ اس نے بال مونڈ دیئے پھر آپ
نے بال ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیے۔ اور انہیں لوگوں میں تقسیم کرنے
کی ہدایت فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ
کو احرام باندھنے سے قبل اور قربانی کے دن بیت اللہ کے
طواف سے پہلے کستوری سے ملی ہوئی خوشبو لگاتی
تھی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے رسول
اکرم ﷺ نے قربانی کے دن طواف افاضہ کیا واپس تشریف
لائے اور منیٰ میں ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ كُنْتُ
أُطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَيَوْمَ
النَّحْرِ قَبْلَ أَنْ يُطَوَّفَ بِالْبَيْتِ بِطِيبٍ فِيهِ
مِسْكٌ. (متفق عليه) 6-1102

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ أَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّى
الظُّهْرَ بِمِنَى. (مسلم) 7-1103

خلاصہ باب

- ۱۔ حج یا عمرے کے بعد مردوں کو سر منڈوانے یا کتروانے چاہئیں۔
- ۲۔ حج میں صفا و مروہ کی سعی کے بعد منیٰ میں واپس پہنچنا لازم ہے۔
- ۳۔ سر منڈوانے والوں کے لیے تین گنا رحمت ہے۔
- ۴۔ عورت چوٹی کے بالوں میں سے کچھ کاٹ لے۔



بَابُ فِي تَقْدِيمِ وَتَأْخِيرِ بَعْضِ الْمَنَاسِكِ

احرام سے حلال ہونا اور مناسک حج کو ایک دوسرے سے پہلے ادا کرنا

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ حجۃ الوداع میں منیٰ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ سے مسائل دریافت فرما رہے تھے ایک صحابی ﷺ آپ کی خدمت میں آکر عرض کرتا ہے مجھے معلوم نہیں تھا اور میں نے قربانی ذبح کرنے سے قبل سر منڈوالیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، کوئی حرج نہیں۔ اب قربانی کر لو۔ دوسرا آیا اور اس نے پوچھا مجھے علم نہ تھا اور میں نے کنکریاں مارنے سے قبل قربانی کر دی۔ ارشاد ہوا کوئی مضائقہ نہیں اب کنکریاں مار لو۔ آپ سے جس عمل کی بھی تقدیم و تاخیر کے بارے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، کوئی گناہ نہیں۔ یہ عمل اب کر لو۔ (بخاری و مسلم)۔ مسلم کی دوسری روایت

میں ہے کہ ایک نے عرض کیا میں نے جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے سے پہلے سر منڈوالیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ حرج نہیں اب کنکریاں مار لو، دوسرے نے عرض کیا کنکریاں مارنے سے قبل میں نے بیت اللہ کا طواف افاضہ کر لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اب کنکریاں مار لو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا۔ آپ ﷺ فرماتے کچھ حرج نہیں، چنانچہ ایک شخص نے پوچھا، میں نے شام کے بعد جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔ آپ نے فرمایا، کچھ حرج نہیں۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنَى لِلنَّاسِ يَسْأَلُونَهُ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَمْ أَشْعُرُ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ فَقَالَ أَذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ لَمْ أَشْعُرُ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ فَقَالَ أَرْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ النَّبِيُّ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ أَفْعَلْ وَلَا حَرَجَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رَوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَنَّهُ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ أَرْمِ وَلَا حَرَجَ وَأَنَّهُ آخَرُ فَقَالَ أَفْضْتُ إِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ أَرْمِ وَلَا حَرَجَ. 11104

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسْأَلُ يَوْمَ النُّحْرِ بِمِنَى فَيَقُولُ لَا حَرَجَ فَمَسَّالَهُ رَجُلٌ فَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ. (بخاری) 2-1105



بَابُ خُطْبَةِ يَوْمِ النَّحْرِ وَرَمَى أَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَالتَّوْدِيعِ

دس ذوالحجہ کو خطبہ دینا، ایام تشریق میں جمرات کو کنکریاں مارنا اور طوافِ وداع

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن ہمیں خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا، کہ زمانہ گردش کر کے اسی حالت میں آگیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی تھی۔ ایک سال کے بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں تین مہینے ذوالقعدة، ذوالحجہ اور محرم متصل ہیں اور چوتھا مہینہ رجب مضر ہے۔ یہ جمادی ثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا، یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے جواب دیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خاموش رہے۔ ہم نے سوچا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپ نے پھر پوچھا، کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے جواب دیا ہاں کیوں نہیں آپ نے پوچھا، یہ کون سا شہر ہے ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے سکوت فرمایا حتیٰ کہ ہم نے سوچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کوئی دوسرا نام تجویز کریں گے۔ ارشاد ہوا کہ یہ حرمت والا شہر نہیں ہے؟ ہم نے جواب دیا ہاں بے شک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا، یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے پھر خاموشی اختیار فرمائی یہاں تک کہ ہم سوچنے لگے کہ شاید آپ اس کا نام بدل دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا یہ قربانی کا دن نہیں؟ ہم نے جواب دیا ہاں۔ کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو سنو تمہاری جانیں تمہارے مال

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ خُطِبْنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثُ مَتَوَالِيَّاتٍ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمَحْرَمُ وَرَجَبٌ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ وَقَالَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلَى قَالَ أَيُّ بَلَدٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ الْبَلَدُ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمُ النَّحْرِ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَإِنْ دِمَاءُكُمْ وَأَمْوَالُكُمْ وَأَعْرَاضُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا وَتَسْتَلْقُونَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضَلَالًا يُضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا هَلْ بَلَغْتُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدْ فَلْيَبْلُغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ قُرْبٌ مُبْلَغٌ أَوْعَى مِنْ

سامع. (متفق عليه) 1-1106

اور تمہاری عزتیں اسی طرح تم پر حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن تمہارا یہ شہر اور یہ مہینہ حرمت والے ہیں۔ تم عنقریب اپنے رب سے ملنے والے ہو۔ وہ تم سے تمہارے اعمال کی جواب طلبی کرے گا۔ سن رکھو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔ پھر پوچھا کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ سب نے بیک زبان جواب دیا ہاں! کیوں نہیں! اس پر آپ نے فرمایا میرے رب گواہ رہنا اس کے بعد ہدایت فرمائی، حاضر لوگ غیر حاضر لوگوں تک پہنچا دیں کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جن کو تبلیغ کی جاتی ہے اکثر وہ سننے والوں سے بھی زیادہ عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ وَبَرَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَرُمِي الْجَمَارَ قَالَ إِذَا رُمِيَ إِمَامُكَ فَأَرِمِهِ فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ فَقَالَ كُنَّا نَتَحَيَّنُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا. (بخاری) 2-1107

حضرت وبرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت فرمایا، میں کب رمی جمار کروں؟ انہوں نے جواب دیا جب تمہارا امام رمی کرے تو تم بھی کنکریاں مارو۔ میں نے اپنے سوال کا اعادہ کیا تو انہوں نے فرمایا، ہم وقت کا خیال رکھتے تھے۔ جب سورج ڈھل جاتا تو ہم کنکریاں مارتے۔ (بخاری)

عَنْ سَالِمٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ كَانَ يَرُمِي جَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ يُكَبِّرُ عَلَىٰ إِنْثَرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتَّىٰ يُسْهَلَ فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ طَوِيلًا وَيَدْعُو يَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرُمِي الْوُسْطَىٰ بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَىٰ بِحَصَاةٍ ثُمَّ يَأْخُذُ بِذَاتِ الشِّمَالِ فَيُسْهَلُ وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ يَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَقُومُ طَوِيلًا ثُمَّ يَرُمِي جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقْبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ يُكَبِّرُ عِنْدَ كُلِّ حَصَاةٍ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُولُ هَكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَفْعَلُهُ. (بخاری) 3-1108

حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بتاتے ہیں کہ وہ جمرہ اولیٰ کو سات کنکریاں مارتے ہر کنکری کے بعد اللہ اکبر کہتے۔ پھر کھلی جگہ کی طرف بڑھتے اور قبلہ رو ہو کر دیر تک کھڑے ہو کر قیام کرتے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتے۔ پھر درمیانی جمرہ کو سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے پھر بائیں طرف ہٹ کر ہموار جگہ پر طویل قیام فرماتے اور دونوں ہاتھ بلند کر کے دعائیں مانگتے۔ اس کے بعد جمرہ عقبہ کو وادی سے سات کنکریاں مارتے ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے اس کے قریب نہ ٹھہرتے اور واپس پلٹ آتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا۔ (بخاری)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ رضی اللہ عنہ بَنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يُبَيِّتَ بِمَكَّةَ لَيْلًا مَنَىٰ مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ. (متفق علیہ) 4-1109

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاجیوں کو پانی پلانا منیٰ والی راتیں مکہ مکرمہ میں رہنے کی اجازت طلب فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَاءَ إِلَى السَّقَايَةِ فَاسْتَسْقَى فَقَالَ الْعَبَّاسُ ﷺ يَا فَضْلُ اذْهَبْ إِلَى أُمِّكَ فَأْتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِشَرَابٍ مِّنْ عِنْدِهَا فَقَالَ اسْقِنِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُمْ يَجْعَلُونَ أَيْدِيَهُمْ فِيهِ قَالَ اسْقِنِي فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ أَتَى زَمْزَمَ وَهُمْ يَسْقُونَ وَيَعْمَلُونَ فِيهَا فَقَالَ ااعْمَلُوا فَإِنَّكُمْ عَلَى عَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ تُغْلَبُوا لَنَزَلْتُ حَتَّى أَضَعَ الْحَبْلَ عَلَى هَذِهِ وَأَشَارَ إِلَى عَلَاقِهِ. (بخاری) 5-1110

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ پانی پینے کے لیے تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا۔ اس پر حضرت عباس ؓ نے اپنے بیٹے فضل ؓ سے کہا کہ جاؤ اپنی والدہ سے پانی لاؤ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مجھے پانی پلائیے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! وہ اس میں اپنے ہاتھ ڈالتے ہیں اس پر بھی آپ نے فرمایا مجھے یہی پلاؤ۔ چنانچہ آپ نے اسی سے پانی پیا۔ پھر چاہ زمزم کے قریب آئے۔ آل عباس پانی نکال کر لوگوں کو پلا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس نیک کام کو جاری رکھو۔ پھر فرمایا اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم لوگوں

سے مغلوب ہو جاؤ گے تو نیچے اتر کر ڈول کی رسی یہاں رکھتا اور اپنے کندھے کی طرف اشارہ کیا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

زمانہ قدیم کی تقسیم کار کے مطابق حاجیوں کو پانی پلانا عبدالمطلب کے خاندان کی ذمہ داری تھی۔ آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر کنویں سے از خود پانی اس لیے نہیں نکالا کہ لوگ سنت سمجھ کر پانی نکالنے کی کوشش کریں گے جس سے بنو عبدالمطلب کی سعادت چھن جانے کا خطرہ ہے۔

حضرت انس ؓ نے بتایا رسول کریم ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں وادی محصب میں ادا فرمائیں وہاں سے تھوڑی دیر کے بعد سوار ہو کر بیت اللہ تشریف لے گئے۔ اور طواف وداع کیا۔ (بخاری)

عَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ. (بخاری) 6-1111

عبدالعزیز بن رفیع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک ؓ سے سوال کیا۔ اگر آپ کو رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل اچھی طرح ذہن نشین ہو تو مجھے بتائیے کہ رسول محترم ﷺ نے یوم الترویہ (۸ ذوالحجہ) کو نماز ظہر کہاں ادا کی تھی۔ انہوں نے جواب دیا، منیٰ میں۔ میں

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رَفِيعٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﷺ قُلْتُ أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّروِيَةِ قَالَ بِمَنَى قَالَ فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفَرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ الْفَعْلُ

کَمَا يَفْعَلُ امْرَأَةٌ كَ. (متفق) نے پھر پوچھا آپ نے یوم النفر (۱۳ ذوالحجہ) کو عصر کی نماز
(علیہ) 7-1112 کہاں ادا کی تھی؟ انہوں نے بتایا وادی مہصب میں،

ساتھ ہی یہ ہدایت کی کہ تم ویسے ہی کرو جیسے تمہارے امیر حج کریں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ نَزُولُ الْأَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ إِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَنَّهُ كَانَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ إِذَا خَرَجَ. (متفق علیہ) 8-1113

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے وادی مہصب میں ٹھہرنا سنت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ وہاں اس لیے اترے کہ جب آپ منیٰ جانا چاہیں تو آپ کے لیے آسانی ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُونَ فِي كُلِّ وَجْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَنْفِرُونَ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِفَ عَنِ الْحَائِضِ. (متفق علیہ) 9-1114

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگوں کی (اپنے گھروں کو) روانگی ہر طرف سے ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ تم میں سے کوئی بھی شخص بیت اللہ کا طواف کئے بغیر واپس نہ جائے۔ البتہ حائضہ کے لیے آپ نے رخصت فرمادی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفَرِ فَقَالَتْ مَا أَرَانِي إِلَّا حَابَسْتُكُمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَقْرَى حَلْقِي أَطَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قِيلَ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِي. (متفق علیہ) 10-1115

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حج سے واپس لوٹنے کی رات حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئیں اور کہنے لگیں شاید تم لوگوں کو میری وجہ سے رکنا پڑے گا۔ تو نبی معظم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے جسم کو تکلیف اور تیرے حلق کو درد پہنچائے کیا یوم نحر (۱۰ ذوالحجہ) کو طواف نہیں کیا تھا؟ کہا گیا کہ کیا تھا تو فرمایا کہ پھر تو (بغیر طواف کئے) کوچ کرو۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ نے حضرت صفیہ کے بارے میں محاورہ ایسے الفاظ استعمال فرمائے جو کسی بھی زبان میں بددعا کے بجائے تعجب کے طور پر بولے جاتے ہیں۔



بَابُ مَا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ

محرم کو کن چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا۔ محرم کو (احرام باندھتے ہوئے) کس طرح کے کپڑے پہننے چاہئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا قمیص، عمامے، کرتے، ٹوپیاں اور موزے نہ پہنے البتہ وہ شخص جس کے پاس جوتا نہ ہو وہ موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کر پہن سکتا ہے اور ایسے کپڑے نہ پہنے جنہیں زعفران یا درس لگایا گیا ہو (بخاری و مسلم) بخاری کی روایت میں یہ اضافہ کیا گیا ہے کہ محرم عورت چہرہ پر نقاب نہ ڈالے اور ہاتھوں میں دستانے نہ پہنے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو خطبہ میں کہتے ہوئے سنا کہ اگر محرم کے پاس جوتا نہ ہو تو موزے پہن لے اور اگر چادر نہ ہو تو شلوار پہن سکتا ہے (بخاری و مسلم)

حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ میں نے نبی ﷺ سے ہجرانہ میں سنا جب ایک دیہاتی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے جبہ پہنا ہوا تھا جو کہ خلوق سے مشک بار تھا۔ اس نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا۔ میں نے عمرہ کی نیت سے احرام باندھا ہے اور یہ زیب تن ہے آپ نے ہدایت فرمائی۔ تم نے اسے خوش بو لگائی ہوئی ہے لہذا اس کو تین بار دھو ڈال اور جبہ اتار دے جس طرح تو حج کے مناسک ادا کرتا ہے اسی طرح عمرہ میں بھی کرو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الْخِيَابِ فَقَالَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرَائِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدًا لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَيَلْبَسُ خُفَيْنِ وَلَيَقْطَعُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الْخِيَابِ شَيْئًا مِّسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ (متفق عليه) وَزَادَ الْبُخَارِيُّ فِي رِوَايَةٍ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْءَةُ الْمُحْرَمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقَفَازِينَ 1-1116

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمُحْرِمُ نَعْلَيْنِ لَبَسَ خُفَيْنِ وَإِذَا لَمْ يَجِدْ إِذَا لَبَسَ سَرَاوِيلَ. (متفق عليه) 2-1117

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمِيَّةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِالْجَعْفَرَانَةِ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ أَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلْقِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِالْعُمْرَةِ وَهَذِهِ عَلَيَّ فَقَالَ أَمَا الطَّيِّبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ. (متفق عليه) 3-1118

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكَحُ وَلَا يَخْطُبُ. (مسلم) 4-1119

حضرت عثمان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ محرم کسی سے نکاح نہ کرے نہ ہی کسی کا نکاح کرائے اور نہ ہی کسی کو منگنی کا پیغام دے۔ (مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ. (متفق عليه) 5-1120

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں نکاح کیا (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

جب آپ (نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ذوالقعدہ کے آخری ایام تھے۔ جس کی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو سہو ہو گیا ہے حالانکہ آپ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح نہیں کیا تھا۔

وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِ ابْنِ أُخْتِ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ. (رواه مسلم) 6-1121

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے یزید بن اصم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے اس سے حلال ہونے کی حالت میں نکاح کیا۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ. (متفق عليه) 7-1122

حضرت ابو ایوب انصاری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ حالت احرام میں اپنا سر دھو لیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ اخْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ. (متفق عليه) 8-1123

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں نبی محترم ﷺ نے بحال احرام کچھنے لگوائے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الرَّجُلِ إِذَا اشْتَكَى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ ضَمَدَهُمَا بِالصَّبْرِ. (مسلم) 9-1124

حضرت عثمان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب کسی شخص کو آنکھوں میں درد کی شکایت ہو اور وہ حالت احرام میں ہو تو اس کو اپنی آنکھوں پر ”رسونت“ کا لپ

کرنا چاہیے (مسلم)

فہم الحدیث

یہ ایک قسم کی مرہم ہوتی تھی۔

جسم سے فاسد خون نکالنے کے لیے ایک برتن ہوتا تھا جسے بچھنا لگانا کہتے ہیں۔

حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اسامہ ؓ اور حضرت بلال ؓ کو دیکھا کہ ان میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار کو پکڑے ہوا تھا اور دوسرا آپ پر اپنا کپڑا اتانے ہوا تھا تاکہ آپ گرمی سے بچے رہیں حتیٰ کہ آپ نے جمرہ عقبہ کو نکلیں مار لیں۔ (مسلم)

عَنْ أُمِّ الْحَصَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ رَأَيْتُ أُسَامَةَ وَبَلَالًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَآخَذَهُمَا أَخِذٌ بِخَطَامِ نَاقَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ يَسْتُرُهُ مِنَ الْحَرِّ حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ. (مسلم) 10-1125

فہم الحدیث

اس زمانے میں چھتریاں نہیں ہوتی تھیں۔ گرمی سے بچنے کے لئے چادر اوپر کی ہوئی تھی۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ سر کو کپڑا نہ چھونے تو احرام میں اس طرح کرنا جائز ہے۔

حضرت کعب بن عجرہ ؓ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ احرام کی حالت میں جب میں حدیبیہ میں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے دیہی کے نیچے آگ جلا رہا تھا تو نبی اکرم ﷺ میرے قریب سے گزرے اور جوئیں میرے سر سے گر رہی تھیں آپ نے دریافت فرمایا، کیا تجھے جوؤں سے تکلیف پہنچ رہی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! آپ ﷺ نے مجھے ہدایت فرمائی، اپنا سر موٹڈ ڈال، چھ مسکینوں کو تین صاع کھجوریں کھلاؤ یا، تین دن روزے رکھو قربانی ذبح کرو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ بِالْحَدْيِيَّةِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَهُوَ يُوقِدُ تَحْتَ قِدْرِ الْقَمَلِ تَتَهَافُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ أَيُّذِيكَ هُوَ أُمُّكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَخْلَقَ رَأْسَكَ وَأَطْعَمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ أَصْعَاقٍ أَوْ صُمُّ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ أَنْسُكَ نَسِيكَةً. (متفق عليه) 11-1126

تیسری فصل

حضرت عبداللہ بن مالک بن نجینہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مکہ معظمہ کے راستے میں ”لحی جمل“ کے مقام پر بحالت احرام اپنے سر کے درمیان میں پچھنا لگوا دیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِمَا قَالَا احْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِي جَمَلٍ مِنْ طَرِيقِ مَكَّةَ فِي وَسْطِ رَأْسِهِ. (متفق عليه) 12-1127



خلاصہ باب

- ۱۔ احرام کی حالت میں پگڑی، ٹوپی، موزے، قمیص اور ٹخنوں کو ڈھانپنے والے جوتے پہننا جائز نہیں۔
- ۲۔ عورت چہرے پر نقاب ڈال سکتی ہے۔ البتہ چہرہ مکمل لپیٹنے سے انحصار کرنا چاہیے۔
- ۳۔ احرام کی حالت میں خوش بولگنا جائز نہیں۔
- ۴۔ احرام میں نکاح، منگنی اور بیوی سے مباشرت حرام ہے۔
- ۵۔ احرام میں غسل کرنا اور ٹیکہ لگوانا جائز ہے۔
- ۶۔ تکلیف کی حالت میں احرام میں سر منڈوانے والے کو دم دینا یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا تین روزے رکھنا پڑیں گے۔



بَابُ الْمُحْرَمِ يَجْتَنِبُ الصَّيْدَ

محرم کو شکار کرنے کی ممانعت

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے ابواء یا ودان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نیل گائے ہدیہ پیش کیا لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ جب آپ نے ان کے چہرہ پر مایوسی دیکھی تو فرمایا ہم نے آپ کا ہدیہ صرف اس لیے واپس کیا ہے کہ میں حالت احرام میں ہوں۔ (بخاری و مسلم) بوذان اور ابواء جگہ کا نام ہے۔

عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِمَارًا وَحَشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بُوْذَانَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَا حُرْمٌ. (متفق عليه) 11128

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج کے لیے نکلے۔ وہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ پیچھے رہ گئے جنہوں نے احرام باندھا ہوا تھا لیکن وہ خود غیر محرم تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے دیکھنے سے پہلے جنگی گدھے کو دیکھا اور قطعاً اس کی پرواہ نہ کی یہاں تک کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی۔ وہ گھوڑے پر اس کے شکار کے لیے سوار ہوئے انہوں نے اپنے ساتھیوں سے درخواست کی اس کا کوڑا اٹھا کر اسے تھما دیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے خود ہی کوڑا اٹھایا اور نیل گائے پر حملہ آور ہوئے اور اس کو مار گرایا پھر اس نے کھایا اور دوسرے ساتھیوں نے بھی کھایا۔ اس پر انہیں گناہ کا احساس ہوا۔ جب وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں پہنچے تو انہوں نے مسئلہ پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَخَلَّفَ مَعَ بَعْضِ أَصْحَابِهِ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَوْا حِمَارًا وَحَشِيًّا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ فَلَمَّا رَأَوْهُ تَرَكُوهُ حَتَّى رَأَاهُ أَبُو قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يُنَاولُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَتَنَاولَهُ فَحَمَلَ عَلَيْهِ فَعَقَرَهُ ثُمَّ أَكَلَ فَأَكَلُوا فَتَدِمُوا فَلَمَّا أَدْرَكُوا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَأَلُوهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ قَالُوا مَعَنَا رِجْلُهُ فَآخَذَهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَكَلَهَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رَوَايَةٍ لُهُمَا فَلَمَّا اتَّوَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يُحْمَلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوا لَا قَالَ فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا. 2-1129

تمہارے پاس اس میں سے کچھ موجود ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہمارے پاس اسکی ران ہے چنانچہ آپ نے ان سے ران لے کھائی۔ (بخاری و مسلم) بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ جب وہ آپ کی خدمت میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، کیا تم میں سے کسی نے اس پر حملہ کرنے کی ترغیب دلائی یا اس کی طرف اشارہ کیا؟ انہوں نے عرض کیا

نہیں۔ تو آپ نے فرمایا بچا ہوا گوشت بھی نوش کر لو۔ آپ نے اس سے کھایا تاکہ ان کی پریشانی دور ہو جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَمْسٌ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْأَحْرَامِ الْفَأْرَةُ وَالْفَرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْعُقْرُبُ وَالْكَلْبُ الْعُقُورُ. (متفق علیہ) 3-1130

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نے فرمایا کہ حدود حرم اور احرام کی حالت میں پانچ جانوروں کو مارنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ چوہا، کوا، چیل، بچھو اور کاٹنے والا کتا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحَيَّةُ وَالْفَرَابُ الْأَبْقَعُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعُقُورُ وَالْحَدْيَا. (متفق علیہ) 4-1131

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا پانچ ایسے فاسق ہیں جنہیں حیل اور حرم میں مار دیا جائے سانپ، سیاہ کوا، چوہا، کاٹنے والا کتا اور چیل۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

فاسق کا معنی ہے نافرمان۔ ان جانوروں کو فاسق کہنے کا مطلب ہے کہ انسان کے تابع اور خیر خواہ ہونے کے بجائے نقصان پہنچانے والے ہیں۔ لہذا ان کو احرام کی حالت میں مارنا جائز ہے۔ حرم سے باہر والی جگہ کو حل کہا جاتا ہے۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ حُرْمٌ فَأَهْدَيْ لَه طَيْرٌ وَطَلْحَةُ ﷺ يَرَاقِدُ فَمِنَّا مَنْ أَكَلَ وَمِنَّا مَنْ تَوَرَّعَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ ﷺ وَافَقَ مَنْ أَكَلَهُ قَالَ فَاكَلْنَاهُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (مُسْلِمٌ) 5-1132

حضرت عبدالرحمن بن عثمان تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں ہم طلحہ بن عبید اللہ کے ساتھ بحالت احرام تھے۔ حضرت طلحہ ﷺ مسور ہے تھے تو ان کو ہدیا ایک پرندے کا گوشت دیا گیا ہم میں سے کچھ نے اس کو کھالیا اور کچھ نے اجتناب کیا۔ جب حضرت طلحہ ﷺ بیدار ہوئے تو انہوں نے اس کے کھانے والوں سے اتفاق فرمایا اور کہا ہم نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھایا تھا۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ محرم شکار کھا سکتا ہے بشرطیکہ اس میں کسی قسم کی مدد نہ کی ہو۔

۲۔ ہدیہ قبول کر لینا چاہیے۔

۳۔ حرم کے اندر پانچ چیزوں کو مارنا جائز ہے۔ چوہا، کوا، چیل، بچھو اور کاٹنے والا کتا۔ ایک روایت میں سانپ کا تذکرہ بھی ہے۔

بَابُ الْإِخْصَارِ وَقُوتِ الْحَجِّ

حج اور عمرہ ادا کرنے میں رکاوٹ کی وجہ سے حج کرنے سے محروم رہنا

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب رسول اکرم ﷺ کو عمرہ کرنے سے منع کر دیا گیا تو آپ ﷺ نے سرمنڈوا دیا اپنی بیویوں سے صحبت کی اور اپنی قربانیوں کو ذبح کیا۔ پھر اگلے سال عمرہ کیا۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدْ أُخْصِرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَحَلَقَ رَأْسَهُ وَجَامَعَ نِسَاءَهُ وَنَحَرَ هَذِيهٗ حَتَّى اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا. (بخاری) 1-1133

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ (عمرہ کی نیت) سے روانہ ہوئے۔ لیکن کفار قریش بیت اللہ کے قریب حائل ہو گئے۔ تو نبی محترم ﷺ نے اپنی قربانیاں نحر کیں سرمنڈوا دیا اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سر کے بالوں کو کتر دیا۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ ﷺ هَذَايَا فَحَلَقَ وَقَصَّرَ أَصْحَابُهُ. (بخاری) 2-1134

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سرمنڈوانے سے پہلے اپنی قربانیاں نحر کیں اور اپنے ساتھیوں کو یہی حکم دیا۔ (بخاری)

عَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَحَرَ قَبْلَ أَنْ يُحَلِقَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ بِذَلِكَ. (بخاری) 3-1135

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کی سنت کافی نہیں ہے؟ جب تم میں سے کسی کو حج کرنے سے روک دیا جائے تو وہ بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کرے پھر ہر پابندی سے حلال ہو جائے اور اگلے سال حج کرے، اور قربانی دے اگر قربانی نہ پائے تو روزے رکھے (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ أَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنْ حُبَسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَيُهْدِيَ أَوْ يَصُومَ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَذِيًا. (بخاری) 4-1136

فہم الحدیث

قدیم زمانے میں لوگ عمرہ کرنے کے وقت بھی جانور اپنے ساتھ لے جاتے تھے تاکہ وہاں ذبح کر کے زائرین میں گوشت تقسیم کر دیا جائے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ اور کچھ صحابہ اسی غرض کیلئے اپنے ساتھ جانور لے گئے۔ جنہیں حدیبیہ کے مقام پر قربان کر دیا گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكَ أَرَدْتَ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجْعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّي وَاشْتَرِطِي وَقُولِي اَللَّهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي. (متفق عليه) 5-1137

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسولِ مکرم ﷺ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاں تشریف لے گئے پوچھا کیا تیرا حج کرنے کا ارادہ ہے؟ اس نے عرض کیا اللہ کی قسم! میں تو درد سے بے حال ہو رہی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج کرو اور اس شرط کے ساتھ نیت کرو کہ جہاں مجھے رکاوٹ حائل ہوگی میں حلال ہو جاؤں گی۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ بیماری یا کسی رکاوٹ کی وجہ سے بیت اللہ نہ پہنچ سکے تو اسی مقام پر احرام اتار دیا جائے
- ۲۔ سفر میں مجبوری کی وجہ سے عمرہ یا حج نہ ہو سکے تو دوبارہ قضا دینا پڑے گی
- ۳۔ احرام اتار کر معمول کے لباس پہننے کو حلال کہتے ہیں۔
- ۴۔ حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کی بھتیجی لگتی تھیں۔



بَابُ حَرَمِ مَكَّةَ حَرَسَهَا اللَّهُ

حرم مکہ کی عظمت، اس کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا

مکہ مکرمہ کی فضیلت

یہ وادی اقدس، جلالت و عظمت، رفعت و بلندی اور غلو مرتبت کے لحاظ سے اپنا ثانی نہیں رکھتی، یہ دنیا و جہان کی تمام بستیوں، قصبوں اور شہروں میں نرالی حیثیت کی حامل ہے۔ یہ ایسی نگری ہے جس میں داخل ہونے والے کو قرار اور سکون میسر ہوتا ہے، اس کی ہواؤں اور فضاؤں میں خالق کائنات نے طہانیتِ قلب کا وہ سامان پیدا فرمایا ہے جو دنیا میں ڈھونڈے سے نہیں ملتا۔ اور اس کو مرکزِ ہدایت مقرر کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ○ (ال عمران ۹۶:۳)

”یقیناً لوگوں کے لیے پہلی عبادت گاہ مکہ مکرمہ میں بنائی گئی، اس میں بڑی برکت ہے اور اس کو ہدایت کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔“
یہی وہ شہر مقدس ہے جس کی رب ذوالجلال نے قسمیں اٹھائی ہیں۔

وَالَّتَيْنِ وَالزَّيْتُونِ ○ وَطُورِ سَيْنِينَ ○ وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ○ (التین ۹۵:۳)

”قسم ہے انجیر، زیتون، طور سینا اور اس پر امن شہر (مکہ) کی“

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے مختلف موقعوں پر اس شہر محترم کی عزت و حرمت اور تکریم و تعظیم بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”قیامت تک اس شہر کی سرزمین اور گلی کو چوں کو جائے امن قرار دیا گیا ہے لہذا کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کے احترام و اکرام میں خلل اندازی کرے۔“

شہر امن

فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے یہ بھی اعلان فرمایا تھا کہ اس شہر مکہ کو خدا نے اسی دن سے محترم بنایا ہے جب سے زمین و آسمان کو پیدا کیا لہذا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کا ادب و احترام قیامت تک کے لیے واجب ہے۔ مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو یہاں قبائل کی اجازت نہیں دی اور مجھے بھی صرف تھوڑے وقت کے لیے اجازت ملی تھی۔ اب یہ وقت گزر جانے کے بعد قیامت تک کے لیے یہاں جنگ و جدال یا کوئی ایسی حرکت جس سے حرم کی حرمت متاثر ہو منع ہے۔ اس مخصوص علاقہ کے خاردار درخت بھی نہ کاٹے جائیں، یہاں کے جانوروں کو بھی پریشان نہ کیا جائے کوئی گری ہوئی چیز نہ اٹھائے سوائے اس کے جو اس کے مالک کو جانتا ہو یا ذمہ دار کے حوالے کرنے کے لیے اٹھائے، یہاں تک کہ گھاس بھی نہ اکھاڑی جائے۔ اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بولے کہ آپ ﷺ اذخر گھاس کی اجازت دیں کیونکہ یہاں کی صنعت اور گھروں میں ایندھن کے کام آتی ہے۔ تب رسول اکرم ﷺ نے اس گھاس کو مستثنیٰ قرار دیا۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتَنْفَرْتُمْ فَاَنْفِرُوا وَقَالَ يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَمُ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةٌ مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنْفَرُ صَيْدُهُ وَلَا يُلْتَقَطُ لِقَطْعُهُ إِلَّا مَنْ عَرَفَهَا وَلَا يُخْتَلَى خِلَاهَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا الْإِذْخَرُ فَإِنَّهُ لَقَيْنِهِمْ وَلَبِئْتُهُمْ فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخَرُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلَّا مُنْشِدٌ 1-1138)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا، اب ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد اور ہجرت کی نیت باقی ہے اور جب تمہیں جہاد کا حکم دیا جائے تو تمہیں نکلنا ہوگا۔ فتح مکہ کے دن ہی آپ نے فرمایا بلا شک یہ وہ شہر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے وقت سے ہی محترم قرار دیا ہے۔ پس یہ شہر اللہ تعالیٰ کی حرمت کے سبب قیامت تک محترم ہے۔ مجھ سے پہلے کسی کے لیے بھی اس میں قتال کی اجازت نہیں دی گئی اور مجھے بھی دن کی صرف ایک ساعت کے لیے اجازت ہوئی۔ حسب سابق وہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کے سبب قیامت تک محترم ہے۔ اس کے کانٹے نہ کاٹے جائیں، اس کے جانوروں کو نہ بھگایا جائے، اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے ماسوائے اس کے جس کی نیت اس کے مالک تک پہنچانا ہو اور نہ ہی اس کی گھاس کاٹی جائے۔ اس پر

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے توجہ دلائی، یا رسول اللہ! اذخر مستثنیٰ فرمائیں کیونکہ یہ ہمارے لوہاروں اور گھروں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اذخر کا ثنا جائز ہے۔ (بخاری و مسلم)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حرم کے درختوں کو نہ کاٹا جائے اور نہ ہی اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے ماسوائے بتانے کی نیت سے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِأَحَدِكُمْ أَنْ يُحْمَلَ بِمَكَّةَ السِّلَاحِ. (مسلم) 2-1139

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا انہوں نے فرمایا ”تم میں سے کسی شخص کے لیے مکہ مکرمہ میں ہتھیار اٹھا کر چلنا جائز نہیں۔“ (مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ وَقَالَ إِنَّ ابْنَ خَطْلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلْهُ. (متفق عليه) 3-1140

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول محترم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر غود تھا جب آپ نے غود اتارا تو ایک شخص نے آکر بتایا کہ ابن خطل غلاف کعبہ کے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔ آپ ﷺ

نے حکم دیا اس کو قتل کر دو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ فتح مکہ کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ پگڑی باندھ رکھی تھی کیونکہ آپ احرام میں نہیں تھے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک فوج خانہ کعبہ پر حملہ آور ہوگی۔ جب وہ بیدا مقام میں پہنچے گی تو فوج اول و آخر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! فوج کے اول و آخر کو کیسے دھنسا دیا جائے گا حالانکہ ان میں کاروباری بھی ہوں گے۔ اور وہ بھی ہوں گے جو ان میں سے نہیں ہوں گے، آپ صلی اللہ

گا۔ پھر وہ اپنی اپنی تبتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

علیہ وسلم نے فرمایا، ان کے اول و آخر سب کو دھنسا دیا جائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خانہ کعبہ کو حبشہ کا دوپٹلی پنڈلیوں والا گرائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، گویا کہ میں سیاہ قام حبشی، جس کی دونوں پنڈلیوں کا درمیانی فاصلہ معمول سے زیادہ ہے، اس کو کعبۃ اللہ کی ایک ایک اینٹ اکھاڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری)

تیسری فصل

حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کو کہ مکہ مکرمہ کی طرف لشکر بھیج رہے تھے، سے کہا، اے امیر! مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سناؤں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی جسے میرے دونوں کانوں نے

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ. (مسلم) 4-1141

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُوا جَيْشُ الْكَعْبَةِ فَإِذَا كَانُوا بَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخَسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يُخَسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِيهِمْ أَسْوَأُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ قَالَ يُخَسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ ثُمَّ يَبْعَثُونَ عَلَى

يَبَائِهِمْ. (متفق عليه) 5-1142

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُخَرَّبُ الْكَعْبَةُ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ. (متفق عليه) 6-1143

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ كَاتَبَنِي بِهِ أَسْوَدٌ أَفْحَجَ يَقْلَعُهَا حَجْرًا حَجْرًا. (بخاری) 7-1144

الفصل الثالث

عَنْ أَبِي شَرِيحٍ نِ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ يَوْمَ هُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ إِنْ دَنَى لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ أَحَدٌ ثَكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعْتُهُ أَذْنَايَ وَعَاةَ قَلْبِي وَأَبْصَرْتُهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ

حَمِدَ اللّٰهَ وَاتَّئِنِّي عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَمَهَا
اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لَا مَرِيءٌ
يَوْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا
وَلَا يَعْصِدَ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ
رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهَا فَقُولُوا لَهُ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ
أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذُنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي
فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ
كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيَبْلُغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ
فَقِيلَ لِأَبِي شَرِيحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرُو قَالَ
قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شَرِيحٍ إِنَّ
الْحَرَمَ لَا يُعِيدُ عَاصِيًا وَلَا فَارًا بِدَمٍ وَلَا فَارًا
بِخَرْبَةٍ. (متفق عليه و في البخارى الخبره
الجنة) 8-1145

سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا جب آپ ﷺ خطاب
فرما رہے تھے تو میری دونوں آنکھیں آپ پر جمی ہوئی تھیں۔
رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا بلاشبہ مکہ کو اللہ
تعالیٰ نے حرمت بخشی ہے کسی شخص نے اس کو حرمت نہیں
دی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس
کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس میں خون ریزی کرے، حرمِ کعبہ
میں کسی درخت کو کاٹے۔ اگر کوئی اللہ کے رسول ﷺ کے
مکہ مکرمہ میں قتال کو مثال بنا کر اس میں لڑائی جائز سمجھے
تو اسے بتا دو اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے
رسول کو اجازت عطا فرمائی لیکن تمہیں اجازت نہیں دی
گئی۔ اور میرے لیے بھی بس دن کے تھوڑے وقت کے
لیے اجازت دی گئی اور اب اس کی حرمت کل کی طرح ہے۔
یہ بات غیر موجود لوگوں تک پہنچا دو۔ اس پر ابوشریح سے

ابوشریح نے بتایا، اس نے جواب دیا، ابوشریح مجھے تم سے زیادہ اس بات کا علم ہے۔ حرم نہ کسی گنہگار کو پناہ دیتا ہے اور نہ ہی
مفروہ قاتل اور نہ خیانت کر کے بھاگنے والے کو پناہ دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم) اور بخاری میں الخربة کا معنی ہے جرم کرنا۔

خلاصہ باب

- ۱۔ مکہ ابد سے ازل تک محترم ہے۔
- ۲۔ آپ ﷺ کو مختصر وقت کے لیے مکہ میں قتال کی اجازت عطا ہوئی تھی۔
- ۳۔ آپ ﷺ نے اس عمل کو دلیل بنانے سے منع فرمایا ہے۔
- ۴۔ حج اور عمرہ کی نیت نہ ہو تو بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا جائز ہے۔
- ۵۔ بیت اللہ پر حملہ آور ہونے والے کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔
- ۶۔ مجرموں کو بیت اللہ میں سے گرفتار کیا جاسکتا ہے۔



بَابُ حَرَمِ الْمَدِينَةِ حَرَسَهَا اللَّهُ تَعَالَى

حرم مدینہ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے

نبی محترم ﷺ نبوت کے تیرھویں سال مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے۔ اس وقت مدینہ کا نام یثرب تھا۔ آپ کی تشریف آوری کی وجہ سے شہر کا نام مدینۃ الرسول ہوا جس کو مختصر مدینہ کہا جانے لگا۔ آپ ﷺ کی آمد کے وقت مدینہ کی آب و ہوا غیر موزوں اور یہ شہر وائرس سے گھرا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے دعا کی کہ بارالہا! اس کی آب و ہوا کو ہمارے لیے صحت افزا اور اس کے پھلوں اور اناج اور پیمانے میں برکت فرما دے اور اس کو رہتی دنیا تک اس طرح ہی محترم و مکرم بنا دے جس طرح ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعاؤں کے نتیجے میں تو نے مکہ کو محترم قرار فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے حدود کا تعین فرمایا جو قیامت تک کے لیے محترم قرار پائیں۔ دجال ہر جگہ پھرے گا لیکن وہ کوشش کے باوجود مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا کیونکہ اللہ کے حکم سے مدینہ کی حفاظت پر فرشتے مامور ہوں گے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت علی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے قرآن اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے اس کو ضبط تحریر میں لایا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مدینہ منورہ غیر پہاڑ سے لے کر ثور پہاڑ تک حرم ہے جو شخص اس میں کسی بدعت کا ارتکاب کرے گا یا کسی بدعتی کو پناہ دے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اس کی فرضی و نفلی عبادت قبول نہ کی جائے گی۔ تمام مسلمانوں کی پناہ ایک جیسی ہے۔ ان کا ادنیٰ ترین مسلمان بھی پناہ دے سکتا ہے۔ لیکن جو کسی مسلمان کی دی گئی پناہ کو توڑتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اس کی فرضی اور نفلی عبادت قبول نہ کی جائے گی۔ جو شخص اپنے آزاد کرنے والوں کی اجازت کے بغیر کسی قوم سے رشتہ داری قائم کرتا ہے تو اس پر اللہ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس کی فرض اور نفلی عبادت قبول نہ ہوگی (بخاری مسلم) بخاری اور مسلم میں یہ بھی ہے۔ کہ جو کوئی اپنے باپ

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا كَتَبْنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا الْقُرْآنَ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ غَيْرِ إِلَى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ أَوْى مُحَدَّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يُسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرُ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَمَنْ وَآلِي قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنٍ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ 1-1146

کے علاوہ کسی غیر سے باپ کہلواتا ہے یا غلام اپنے آزاد کرنے والے کے بجائے غیر کو آقا بناتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ اسکے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اس کی فرض اور نفل عبادت قبول نہ کی جائے گی۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتِي الْمَدِينَةِ أَنْ يُقَطَعَ عِضَاهَا أَوْ يُقْتَلَ صَيْلُهَا وَقَالَ الْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ لَا يَدْعُهَا أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَبَدَلَ اللَّهُ فِيهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَلَا يَنْبُتُ أَحَدٌ عَلَى لَأَوَائِهَا وَجَهْدِهَا إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ. (مسلم) 2-1147

حضرت سعد بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول معظم ﷺ نے فرمایا بے شک میں نے مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے مابین کو حرم قرار دیا ہے۔ نہ اسکے کانٹوں کو کاٹا جائے، نہ اسکے شکار کو مارا جائے۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا مدینہ منورہ لوگوں کے لئے بہتر ہے اگر وہ سمجھیں۔ جو شخص بلا وجہ یہاں کی سکونت چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر کو کر دے گا

اور جو بھی اسکی تکلیفوں اور مصیبتوں پر ثابت قدم رہے گا تو میں یوم قیامت اسکا شفیق اور گواہ بنوں گا۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأَوَاءِ الْمَدِينَةِ وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ. (مسلم) 3-1148

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کا جو شخص بھی مدینہ منورہ کی تکلیفوں اور سختیوں پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اسکی شفاعت کرنے والا بنوں گا (مسلم)

عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الْفَمَةِ جَاءُوا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا أَخَذَهُ قَالَ (اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي فَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدْنَا اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدَكَ وَخَلِيلَكَ وَنَبِيَّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَأَنَا أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ) ثُمَّ قَالَ يَدْعُوا أَصْغَرَ وَلَيْدٍ لَهُ فَيُعْطِيهِ ذَلِكَ الْفَمَرُ. (مسلم) 4-1149

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ سب سے پہلے پکنے والا پھل نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کرتے۔ آپ اس کو لیتے ہوئے اور یہ دعا کرتے ”یا الہی! ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما، ہمارے اس شہر میں برکت کا نزول فرما اور ہمارے پیانوں میں برکت دے۔ اے ہمارے اللہ! بلاشبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے، تیرے دوست اور تیرے نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں انہوں نے مکہ معظمہ کے لئے دعا کی تھی اور میں مدینہ کے لئے دعا مانگتا ہوں ان کی مکہ

کے لئے مانگی گئی دعاؤں کے ساتھ اتنی ہی مزید دعا کرتا ہوں“ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر آپ اپنے قریب کسی بچے کو بلاتے اور وہ پھل اسے عطا فرمادیتے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم

حَرَمٌ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَامًا وَإِنِّي حَرُمْتُ الْمَدِينَةَ حَرَامًا مَا بَيْنَ مَا زِمْنَهَا أَنْ لَا يُهْرَاقَ فِيهَا دَمٌ وَلَا يُحْمَلَ فِيهَا سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَلَا تُخْبَطَ فِيهَا شَجَرَةٌ إِلَّا لِعَلْفٍ. (مسلم) 5-1150

ﷺ نے فرمایا بلاشبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کی حرمت قائم کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسکو محترم قرار دے دیا اور میں نے مدینہ منورہ کو حرم قرار دیا ہے اسکے دو تنگ پہاڑی راستوں کے درمیان علاقہ حرم ہے۔ اس میں کسی کا خون نہ

گرایا جائے اور نہ لڑائی کی غرض سے ہتھیار اٹھائے جائیں اور کسی درخت کے پتوں کو چارہ کے علاوہ نہ جھاڑا جائے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ سَعْدًا رَكِبَ إِلَى قَصْرِهِ بِالْعَقِيقِ فَوَجَدَ عَبْدًا يَقْطَعُ شَجَرًا أَوْ يَخْبِطُهُ فَسَلَبَهُ فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدٌ جَاءَهُ أَهْلُ الْعَبْدِ فَكَلَّمُوهُ أَنْ يَرُدَّ عَلَى غَلَامِهِمْ أَوْ عَلَيْهِمْ مَا أَخَذَ مِنْ غَلَامِهِمْ فَقَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ أَرُدَّ شَيْئًا نَفْلَنِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَابْنِي أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ (رواه مسلم) 6-1151

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ عقیقہ کے مقام میں اپنے محل کی جانب سوار ہو کر گئے۔ انہوں نے ایک غلام کو دیکھا وہ درخت کاٹ رہا تھا یا پتے گرا رہا تھا۔ انہوں نے اس کا مال و اسباب چھین لیا۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ واپس لوٹے تو غلام کے مالک نے آپ سے عرض کیا کہ غلام کا مال و اسباب اس کو واپس کر دیں حضرت سعد نے جواب

دیا میں اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ میں وہ چیز واپس کروں جو رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے جائز قرار دی ہے اور انہوں نے اس کو واپس لوٹانے سے انکار کر دیا۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَوَعَكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ (اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ). (متفق عليه) 7-1152

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمایا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ کو انکے بخار کے متعلق عرض کیا آپ ﷺ نے دعا فرمائی ”اللہا! ہمارے دلوں میں مدینہ منورہ کی محبت پیدا فرما دے۔ الہی جیسی محبت ہمیں مکہ معظمہ سے ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اسکو ہمارے

لئے صحت افزا بنادے اور ہمارے صاع اور مد میں برکت عطا فرما اور اسکے بخار کو جھک کی طرف لے جا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَدِينَةِ رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَابِرَةً الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى نَزَلَتْ مَهْيَعَةَ فَتَأَوَّلَتْهَا أَنْ وَبَاءَ الْمَدِينَةَ نُقِلَ إِلَى مَهْيَعَةَ وَهِيَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ کے بارے رسول اکرم ﷺ کے خواب کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کی عورت ہے جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں جو مدینہ منورہ سے نکل کر مہیجہ منتقل

ہوئی۔ آپ نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ مدینہ منورہ کی وہاں بھیجہ
نقل ہوگئی ہے اور اس سے مراد چھ ہے۔ (بخاری)

حضرت سفیان بن ابی زبیر رحمہ اللہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ
فرماتے ہوئے سنا۔ یمن فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے اہل و عیال
اور جو انکا کہنا مانیں گے، ان کے ساتھ یہاں سے کوچ
کر جائیں گے حالانکہ ان کے لئے مدینہ بہتر ہے کاش وہ
اس بات کو سمجھیں۔ اسی طرح شام فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے
اہل و عیال اور اقرباء کے ساتھ یہاں سے نکل جائیں گے
حالانکہ مدینہ انکے لئے بہتر ہے کاش وہ اسکو سمجھیں۔ بعینہ
عراق فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے اہل و عیال اور انکے چاہنے
والے انکے ساتھ چلے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے
بہتر ہے کاش وہ اس بات کو سمجھیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول
مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے ایسی طرف ہجرت کرنے کا حکم
دیا گیا جو تمام بستیوں پر غالب آجائے گی لوگ اس کو یثرب
کہتے ہیں حالانکہ وہ مدینہ ہے وہ لوگوں کو اس طرح خالص

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ رحمہ اللہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ يُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَسُونُ
فَيَحْمِلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ
لَّهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَيُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ
يَسُونُ فَيَحْمِلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ
خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَيُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي
قَوْمٌ يَسُونُ فَيَحْمِلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ
وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ. (متفق
عليه) 9-1154

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رحمہ اللہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَمْرٌ
بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقَرْيَ يَقُولُونَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِينَةُ تَنْفِي
النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكَبِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ. (متفق
عليه) 10-1155

کر دے گی جس طرح بھٹی لوہے کو کھوٹ سے صاف کر دیتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رحمہ اللہ نے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے
ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کا نام طابہ (پاک
جگہ) رکھا ہے (مسلم)

حضرت جابر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی نے اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ پھر وہ مدینہ منورہ میں بخاری میں مبتلا
ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا،
یا محمد! مجھے میری بیعت واپس کر دو۔ رسول اللہ نے انکار کر دیا
وہ دوبارہ بیعت کے واپس کرنے کا مطالبہ لے کر آیا لیکن آپ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رحمہ اللہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى سَمَى الْمَدِينَةَ
طَابَةَ. (مسلم) 11-1156

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رحمہ اللہ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ
اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاصَابَ الْأَعْرَابِيُّ وَعْكَ بِالْمَدِينَةِ فَاتَى
النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم أَقْلِنِي بَيْعَتِي فَأَبَى
رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقْلِنِي بَيْعَتِي فَأَبَى
ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقْلِنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ تَنْفِي
اس پر رسول معظم ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ بھٹی کی مانند ہے جو کھوٹ نکال کر اور اپنے بہترین کو الگ کر دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

خَبَرُهَا وَتَنْصَعُ طَيِّبَهَا. (متفق علیہ) 12-1157
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْفِي الْمَدِينَةَ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكَبِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ. (مسلم) 13-1158

چاہی۔ آپ ﷺ نے پھر انکار کر دیا۔ چنانچہ دیہاتی چلا گیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مدینہ منورہ بالکل اسی طرح اپنے اشرار کو نکال باہر نہیں کرتا جس طرح بھٹی لوہے کی میل کو نکال باہر کر دیتی ہے۔ (مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونَ وَلَا الدَّجَالُ. (متفق علیہ) 14-1159

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ کے دروازوں پر فرشتے مقرر ہیں۔ اس میں نہ طاعون داخل ہو سکتی ہے اور نہ دجال داخل ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَاطَةُ الدَّجَالِ إِلَّا مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ لَيْسَ نَقَبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ يَخْرُسُونَهَا فَيَنْزِلُ السَّبِيحَةُ فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ. (متفق علیہ) 15-1160

دیں گے اس سے تمام کافر اور منافق نکل کر دجال کے پاس چلے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَكِيدُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَحَدٌ إِلَّا انْمَاعٌ كَمَا يَنْمَاعُ الْمَلْحُ فِي الْمَاءِ. (متفق علیہ) 16-1161

حضرت سعد بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل مدینہ کو مکر و فریب دینے والا اس طرح ختم ہو جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَتَنْظَرُ إِلَى جُدْرَاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حَبِّهَا. (بخاری) 17-1162

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ جب مدینہ منورہ میں داخل ہوتے اور مدینہ کی دیواروں پر آپ کی نظر پڑتی تو سواری کو تیز چلاتے اور اگر گھوڑے پر سوار ہوتے تو بھی مدینہ کی محبت کی وجہ سے تیز چلانے کے لیے ایڑی لگاتے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أَحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَا بَتَّيْهَا (متفق عليه) 18-1163

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو احد پہاڑ نظر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس کے ساتھ محبت

کرتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا اور میں مدینہ کے دونوں پہاڑی سلسلوں کے درمیان کے مقام کو حرم قرار دیتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ. (بخاری) 19-1164

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا احد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس کو چاہتے ہیں۔ (بخاری)

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُغْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَان. (بخاری) 20-1165

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ مسیح دجال کے رعب سے متاثر نہ ہوگا۔ اس وقت مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو پہرے دار فرشتے ہوں گے۔ (بخاری)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ (اللَّهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفِي مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَاتِ). (متفق عليه) 21-1166

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ سے یہ دعا نقل کرتے ہیں۔ الہی جتنی برکت مکہ معظمہ کو عطا فرمائی اس سے دوگنی مدینہ کو عطا فرما۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَوَادُّ الْعَقِيقِي يَقُولُ أَتَانِي اللَّيْلَةُ ابْتِ مِنْ رَبِّي فَقَالَ صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِ الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِي حَجَّتِي وَفِي رَوَايَةٍ وَقُلْ عُمْرَةٌ وَحُجَّةٌ. (بخاری) 22-1167

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو وادی عقیق میں یہ فرماتے سنا۔ آج رات میرے پاس پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا اس مبارک وادی میں نماز ادا کریں اور کہیں کہ عمرہ حج کے ساتھ ہے دوسری روایت میں ہے کہ کہیں عمرہ اور حج اکٹھے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

اس روایت میں جو کہا گیا ہے کہ فرشتے نے کہا کہ آپ کہیں عُمْرَةٌ فِي حَجَّتِي يَا عُمْرَةٌ وَحُجَّةٌ مراد اس سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ آپ حج قرآن کی نیت کریں۔ کیونکہ وادی عقیق ذوالحلیفہ کے قریب ہے۔ جہاں سے آپ نے حج کی

نیت کی تھی۔ اور یہ خواب وہی پر آیا تھا۔ (ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب)

خلاصہ باب

- ۱۔ مدینہ میں بدعت کرنے والے اور اس کو پناہ دینے والے پر کائنات کی چیز لعنت کرتی ہے۔
- ۲۔ حرم مکہ کی طرح حرم مدینہ بھی محترم ہے۔
- ۳۔ مکہ اور مدینہ کو اللہ تعالیٰ نے برکات سے نوازا ہے۔
- ۴۔ مدینہ میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوں گے۔
- ۵۔ دجال کے مقابلے میں مدینہ کی فرشتے حفاظت کریں گے۔

کِتَابُ النُّفُوعِ

بَابُ الْکَسْبِ وَطَلَبِ الْحَلَالِ

کسب اور حلال روزی

اللہ تعالیٰ کے نزدیک رزق حلال اس قدر اہم اور بنیادی مسئلہ ہے جس کی تلقین کرتے ہوئے انبیاء کرام علیہم السلام اور لوگوں کو ایک ہی جیسے الفاظ میں خطاب فرمایا۔

گویا کہ دنیا کے تمام مذاہب میں رزق حلال کا اہتمام کرنا مسلمہ مسئلہ رہا ہے۔ اس سے انسان میں محنت و مشقت اور رزق تلاش کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جب ہر آدمی اپنے حقوق کے لئے کوشش کرے گا تو وہ فرد ہو یا معاشرہ ترقی کی راہوں پر گامزن ہوگا۔ انسان بنیادی طور پر حریص اور لالچی واقع ہوا ہے جس کی وجہ سے یہ اپنے حق سے تجاوز کر کے ہوئے دوسرے کے حقوق پر ڈاکا ڈالنے کی کوشش کرتا ہے جس سے معاشی زندگی ناہموار ہونے کے ساتھ اخلاقی قدروں کی پامالی اور باہمی احترام و تعلق میں ضعف اور کمزوری واقع ہو جاتی ہے۔ شریعت نے جس طرح دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں ایک دوسرے کے حقوق متعین فرمائے ہیں اسی طرح معاشیات کے میدان میں انسان بالخصوص مسلمان کو سنہری اصولوں سے آگاہ فرمایا ہے تاکہ ہر مسلمان اپنے معاشی حدود کار میں رہ کر رزق حلال کی تلاش میں جدوجہد کرتے ہوئے ان اخلاقی قدروں کا لحاظ رکھے جن کی پامالی سے نہ صرف اجتماعی معیشت ناہمواری کا شکار ہوتی ہے بلکہ آدمی کی اخلاقی قدریں بھی تباہ ہو جاتی ہیں۔ جس کی بناء پر وہ انسانیت کو چھوڑ کر وحشی درندوں کا روپ دھار لیتا ہے۔ معاشی زیادتوں سے اجتناب، کاروبار میں خیانت، بددیانتی، ملاوٹ اور دوسرے کے حقوق کو سلب کرنے سے روکتے ہوئے آجر اور اجیر، گاہک اور دوکاندار، دوکاندار مالک اور ملازم کے حقوق کا تعین اور ہر کسی کو محنت و مشقت کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے معاشی زندگی میں بھی انبیاء کرام علیہم السلام کو نمونے کے طور پر پیش فرمایا ہے۔

انداز تجارت اور مزدور کا تحفظ

انبیاء کرام علیہم السلام دین کی ترویج و اشاعت اور عوام الناس کی خدمت کرنے کے باوجود لوگوں پر بوجھ بننے کے بجائے سیلف میڈ (self made) ہوا کرتے تھے۔ وہ تمام کوشش اور کاوش کے بدلے لوگوں سے ایک دمڑی کے بھی روادار نہیں ہوتے تھے۔ وہ تو بر ملا فرمایا کرتے تھے کہ ہم اس دینی اور عوامی خدمت کے صلہ میں لوگوں سے ایک پیسے کے بھی طلب گار نہیں۔ سورۃ الشعراء میں حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط اور حضرت شعیب علیہم السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے پیغمبروں کی زبان اطہر سے اس بات کا اظہار کروایا گیا ہے۔

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجَرْتُمْ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ (الشعراء- ۱۰۹، ۱۲۷، ۱۴۵، ۱۶۴، ۱۸۰)

”میں تم سے اس خدمت کا کوئی بدلہ نہیں چاہتا بلکہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اجر کا طلب گار ہوں۔“

انبیاء تو اپنی ذات اور اہل و عیال پر صدقہ و زکوٰۃ اور ہر قسم کے معاوضے کو حرام تصور کرتے تھے۔ بے پناہ مصروفیات اور گونا

گوں مشکلات کے باوجود اپنی معاش کا خود انتظام کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی معاشی زندگی میں بھیڑ بکریوں کی گلہ بانی کے واقعات بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی روایت اور اصول کو پیش نگاہ رکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے نبوت کے بعد ایک وقت تک تجارت کا سلسلہ جاری رکھا۔ جبکہ نبی ہونے سے پہلے آپ مضاربہ کی بنیاد پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت میں بھرپور حصہ لے رہے تھے۔ تھوڑے ہی عرصے میں آپ ﷺ ایک بین الاقوامی تاجر کی حیثیت اختیار کر گئے۔ آپ کی دیانت و امانت اور کاروباری فہم و فراست سے متاثر ہو کر عرب کی عظیم اور امیر ترین خاندانی عورت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کی پیش کش کی جسے آپ ﷺ نے اپنے بزرگوں کی مشاورت سے قبول فرمایا۔ کاروبار اور منڈی میں اصلاحات جاری کرتے ہوئے تجارت کی دنیا میں آپ ﷺ نے تاجروں کو نئی روایات اور اصولوں سے متعارف کروایا۔ اس سے پہلے کاروباری اور تاجر لوگ کسی اخلاقی اور انسانی ہمدردی کی پروا کئے بغیر پیسے پر پیسہ کمانے کے اصول پر کاروبار کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے کاروبار میں انسانی ہمدردی اور اخلاقی قدروں کو مقدم رکھنا لازم قرار دیا۔ تجارت کے مال میں ملاوٹ کو ملت اور انسان دشمنی قرار دیتے ہوئے فرمایا جس نے آج کے بعد ملاوٹ کی وہ ہماری جماعت میں تصور نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ ملاوٹ کرنے والا تول میں اضافے اور ملاوٹ کے ذریعے قیمت دوگنی تگنی کرنے کے ساتھ ناقص خوراک کے سبب لوگوں کی صحت کی خرابی اور بعض اوقات بالواسطہ ان کی موت کا سبب بنتا ہے۔ بازار اور منڈی کے حالات درست رکھنے کے لیے بعض اوقات آپ ﷺ بنفس نفیس منڈی میں جا کر تجارت کا جائزہ لیتے۔ اسی سلسلے میں ایک دن آپ ﷺ منڈی تشریف لے گئے تو اچانک آپ ﷺ نے اپنی آستین کو اوپر کرتے ہوئے غلے کے ایک ڈھیر میں ہاتھ داخل کیا۔ تو نیچے والا غلہ گیلا اور اوپر والا خشک پایا تو فرمایا ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ جس نے ایسا کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حَتَّىٰ يَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا (مسلم)

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا، کسی شخص نے اپنی محنت مزدوری سے کمائے گئے کھانے سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا۔ بلاشبہ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔ (بخاری)

عَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلٍ يَدِيهِ وَأَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلٍ يَدَيْهِ (رواه البخاری) 1-1168

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک صاف کے علاوہ کسی چیز کو قبول نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کو ان باتوں کا حکم دیا ہے جن باتوں کا اس نے اپنے رسولوں کو حکم دیا۔ اللہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَهُ الْمُرْسَلِينَ فَقَالَ "يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ

وَأَعْمَلُوا صَالِحًا“ (پ ۱۸. رکوع ۳) وَقَالَ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا
رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ
إِغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ
حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغَدَى
بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ (رواه
مسلم) 2-1169

تعالیٰ کا نرمان ہے۔ ”میرے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور عمل
صالح کرو۔“ اے ایمان والو! جو رزق ہم نے تمہیں عطا
کیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔“ پھر آپ نے ایک
ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو لمبا سفر طے کرتا ہے۔۔۔ پرانگندہ
بال، اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائے دعا
کرتا ہے۔ یا رب! یا رب! جب کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا
حرام، اس کا لباس حرام اور حرام غذا سے اس کی نشوونما ہوئی
اس حالت میں اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟۔ (مسلم)

فہم الحدیث

حرام کھانے والا اصولاً دعا کی قبولیت کا استحقاق کھو بیٹھتا ہے۔ یہ تفورب کریم کا کرم ہے کہ وہ حرام خوروں کی دعائیں قبول کرتا
ہے تاہم قیامت کے دن ان لوگوں کی عبادات اور صدقہ خیرات ضائع ہو جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ حرام چیز قبول نہیں فرماتا۔
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ
مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ (رواه
البخاری) 3-1170

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں رسول مکرم
ﷺ نے فرمایا کہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے
اور ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں جنہیں بہت
سے لوگ نہیں جانتے جو ان مشتبہات سے بچا رہا اس نے
اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا اور جو شخص مشتبہات میں
پڑ گیا وہ حرام کا مرتکب ہوا۔ اس کی مثال اس چرواہے کی ہے
جو کسی محفوظ چراگاہ کے ارد گرد اپنے جانور چراتا ہے۔ عین
ممکن ہے کہ وہ اس چراگاہ میں چرنے لگیں سن رکھو! ہر بادشاہ
کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کی حرام
کی گئی چیزیں ہیں۔ خبردار! جسم میں گوشت کا ایک ٹوٹرا

عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَلَالُ بَيِّنٌ
وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ
كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ
لِدِينِهِ وَعَرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ
فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى
يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ أَوْ لَا وَإِنْ لِكُلِّ مَلِكٍ
حِمَى أَوْ لَا وَإِنْ حِمَى اللَّهِ مَحَارِمُهُ أَوْ لَا وَإِنْ فِي
الْجَسَدِ مُضْغَةٌ إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ
كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَوْ هِيَ

ہے، جب تک وہ درست ہوگا تو وہ تمام جسم درست رہے

گا۔ اور جب اس میں خرابی واقع ہوگی تو سارا جسم فساد زدہ ہو جائے گا۔ سنو! وہ لوٹھڑا دل ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَلِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَنُّ الْكَلْبِ خَبِيثٌ وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ. (رواه مسلم) 5-1172

وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ تَمَنِّ الْكَلْبِ وَمَهْدِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ. (متفق علیہ) 6-1173

وَعَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ تَمَنِّ الدِّمِّ وَتَمَنِّ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ وَلَعْنِ آكِلِ الرِّبَا وَمُؤْكَلِهِ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ. (رواه البخاری) 7-1174

حضرت ابو جحیفہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت، زانیہ کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔ مزید برآں سود کھانے والے، کھلانے والے، گودنے والی، گدوانے والی اور تصویر بنانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

سر کے بال زیادہ کرنے اور خداداد حسن میں مصنوعی اضافہ کے لئے مصنوعی بال لگوانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس میں سراسر تکلف پایا جاتا ہے۔ یقیناً صحت کے لحاظ سے یہ مضر ہوں گے باوجود اس کے کہ میڈیکل سائنس نے ابھی اور معر توجہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا کوئی حکم دینا آخرت کے فائدے سے خالی نہیں ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ تُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْمَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبَحُ بِهَا النَّاسُ

نرم کئے جاتے ہیں اور لوگ اس سے دیے جلاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں یہ قطعی حرام ہے۔ اسی وقت آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا، اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ و برباد کرے۔ جب اللہ تعالیٰ نے جانوروں کی چربی حرام قرار

فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذَلِكَ قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ إِنَّ اللَّهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا أَجْمَلُوهُ ثُمَّ بَاغَوْهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ (متفق علیہ) 8-1175

دے دی تو انہوں نے اس کو پکھلایا، بیچا اور اس کی قیمت کھانے لگے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ و برباد کرے۔ ان پر چربی حرام کی گئی تو انہوں نے اس کو پکھلایا اور اس کی تجارت شروع کر دی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَبَاغَوْهَا (متفق علیہ) 9-1176

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے کتے اور بلی کی قیمت ممنوع قرار دی۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنُورِ (رواه مسلم) 10-1177

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ابو طیبہ رضی اللہ عنہ نے رسولِ معظم ﷺ کو بچنے لگائے آپ ﷺ نے اس کو ایک صاع کھجوریں دینے کا حکم دیا اور اس کے مالک کو حکم دیا کہ اس پر عائد کردہ مزدوری میں کمی کر دے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ حَجَّمَ أَبُو طَيْبَةَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ (متفق علیہ) 11-1178

فہم الحدیث

اس باب کی 5 حدیث میں ایسی مزدوری سے منع کیا گیا ہے۔ جب کہ اس حدیث میں آپ ﷺ نے ایسے شخص کو مزدوری دینے کا نہ صرف حکم دیا بلکہ وہ کسی کا غلام تھا۔ اس کے مالک کو ہدایت بھی فرمائی کہ اس سے یومیہ وصول کرنے میں رعایت کرے اس کا معنی یہی سمجھ میں آتا ہے۔ کہ ایسے شخص کی اجرت مقرر نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ کوئی اسے کچھ تو اسے قبول کر لینی چاہیے ساتھ ہی یہ بات ثابت ہوئی کہ ایسے آدمی کو کچھ نہ کچھ اس کے فن کا معاوضہ دینا چاہیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے بتاتی ہیں ان کا ایک غلام کمائی کر کے بطور خراج آپ کو دیتا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کو استعمال کرتے تھے۔ ایک دن وہ غلام کوئی چیز لے کر آیا اور آپ نے اس میں

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ فَبَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ تَلَرِي مَا هَذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ

وَمَا هُوَ قَالَ كُنْتُ تَكْهَنُ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ
وَمَا أَحْسَنُ الْكَهَانَةِ إِلَّا أَنِّي خُدَعْتُه فَلَقِينِي
فَأَعْطَانِي بِذَلِكَ فَهَذَا الَّذِي أَكَلْتُ مِنْهُ قَالَتْ
فَادْخُلْ أَبُو بَكْرٍ ﷺ يَدُهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ
(رواه البخاری) 12-1179

سے کھایا۔ غلام نے عرض کی آپ کو معلوم ہے یہ کیا ہے؟
حضرت ابو بکر نے پوچھا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ
دور جاہلیت میں اس نے کسی آدمی کے لئے کہانت کی تھی چونکہ
میں کہانت کے متعلق زیادہ نہ جانتا تھا، میں نے اس کو دھوکا
دیا تھا۔ اب اس کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے یہ
مزدوری دی۔ آپ اسی میں سے تناول فرما رہے ہیں۔ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق ﷺ
نے اپنے منہ میں ہاتھ ڈال کر قے کر دی۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ اپنے ہاتھ سے کمانے کو بہترین رزق قرار فرمایا۔
- ۲۔ حرام کھانے والادعا کی قبولیت کا استحقاق کھو بیٹھتا ہے۔
- ۳۔ حرام و حلال کے درمیان کچھ متشابہ چیزیں اور معاملات ہیں جن سے بچنا نہایت ضروری ہے۔
- ۴۔ حرام چیزوں کی کمائی کھانا بھی حرام ہے۔
- ۵۔ شرکیہ و ظائف، منتر اور ٹونے ٹوکے حرام اور ان کی کمائی بھی حرام ہے۔
- ۶۔ زندہ اور مردہ حرام جانور کی ہر چیز حرام ہے۔



بَابُ الْمَسَاهَلَةِ فِي الْمُعَامَلَةِ

معاملات میں آسانی روارکھنا

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کے بیان میں جس صفت کا سب سے زیادہ تذکرہ فرمایا ہے وہ اس کا رؤف، غفور، کریم اور رحمان رحیم ہونا ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ہر وقت اور ہر اعتبار سے نرمی اور آسانی فرماتا ہے۔ اس نے پورے دین کی بنیاد اس اصول پر رکھی ہے:

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (البقرة ۲: ۲۸۶)

”اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی روارکھتا ہے وہ تمہارے ساتھ سختی پسند نہیں کرتا“

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (البقرة ۲: ۲۸۶)

”وہ اللہ کسی جان کی طاقت سے بڑھ کر اسے تکلیف نہیں دیتا۔“

اسی کی روشنی میں نبی محترم ﷺ نے تمام معاملات زندگی کے ساتھ کاروبار میں بھی نرمی، آسانی، ہمدردی اور خیر خواہی کا حکم دیتے ہوئے ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید مہربانیوں کی دعا کی ہے۔ جو لوگوں پر نرمی اور آسانی اختیار کرتا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول محترم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرتا ہے جو بیچتے، خریدتے اور رقم کا مطالبہ کرتے وقت آسانی کرتا ہے۔ (بخاری)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص تھا۔ جب فرشتہ اس کی روح قبض کرنے کے لیے آیا تو فرشتے نے اس سے پوچھا کیا تو نے کبھی کوئی نیک کام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں۔ اس سے پھر پوچھا گیا۔ غور کرو۔ اس نے پھر کہا مجھے اور تو معلوم نہیں البتہ میں دنیا میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتے وقت اچھا معاملہ کرتا خوش حال کو مہلت دیتا اور تنگ دست کو معاف کر دیتا۔ چنانچہ اس عمل کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی دوسری روایت میں بعینہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس طرح کے

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمَحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَى وَإِذَا اقْتَضَى. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 1-1180

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ آتَاهُ الْمَلِكُ لِيَقْبِضَ رُوحَهُ فَقِيلَ لَهُ هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ قَالَ مَا أَعْلَمُ قِيلَ لَهُ انْظُرْ قَالَ مَا أَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ أَتَابِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَأَجَازِيهِمْ فَإِنْظَرُ الْمُوسِرُ وَتَجَاوَزْ عَنِ الْمُعْسِرِ فَأَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لَبْحُوهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ اللَّهُ أَنَا أَحَقُّ بِدَا مِنْكَ تَجَاوَزْ وَ عَنْ عَبْدِ

2-1181

معاملہ میں مجھے تجھ سے زیادہ حق پہنچتا ہے فرشتو! میرے بندے سے صرف نظر کرو۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُنَّ ثَلَاثَةٌ لَا يَكْلِمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَانُ وَالْمُنْفِقُ سَلَعَتْهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 3-1182

حضرت ابو قتادہ رسول اکرم ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا، خبردار! خرید و فروخت میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو کیونکہ اس سے کاروبار ”وقتی طور پر“ بڑھتا ہے لیکن پھر ختم ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ الْحَلْفُ مَنْفَقَةٌ لِلْسَّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِلْبَرَكَةِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 4-1183

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا، قسمیں کاروبار میں ترقی کا سبب ہیں لیکن برکت اٹھ جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يَكْلِمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَانُ وَالْمُنْفِقُ سَلَعَتْهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 5-1184

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا تین شخص ہیں جن سے روز قیامت اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی ان کو پاک کرے گا۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب بھی ہے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! وہ تو تباہ ہونے والے اور گھائے میں رہنے والے ہیں۔ وہ کون ہیں؟ فرمایا تکبر سے اپنی چادر زمین پر گھسیٹنے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسمیں کھا کر کاروبار چکانے والا۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ معاملات میں آسانی کرنے والے پر رب کریم نرمی اور آسانیاں پیدا فرماتا ہے۔
- ۲۔ کاروبار میں خیر خواہی اور تنگ دست کو مہلت دینے والے کو اللہ جنت میں داخل فرمائے گا۔
- ۳۔ قسمیں اٹھا کر سودا بیچنے والے کے کاروبار سے برکت اٹھ جاتی ہے۔
- ۴۔ متکبر، احسان جتلانے والا اور کاروبار میں قسمیں اٹھانے والے کو اللہ تعالیٰ کی ہم کلامی اور زیارت سے محروم ہوگی اور وہ جہنم میں داخل ہوگا۔



بَابُ الْخِيَارِ

خرید و فروخت میں اختیار

تجارت کے بارے میں آپ ﷺ کے ارشادات ہیں کہ اس میں محنت، مزدوری اور زمینداری وغیرہ کے پڑشوں سے زیادہ برکت پائی جاتی ہے۔ اس پیشے میں نسبتاً دوسرے پیشوں کے آدمی کو فرصت بھی ملتی ہے اور تاجر حضرات کا شخصی تعارف بھی بڑھتا ہے جس سے فائدہ اٹھا کر آدمی تبلیغ بھی کر سکتا ہے۔ دنیا میں بے شمار علاقے ایسے ہیں جہاں اسلام تجارت کے ذریعے پھیلا۔ اس کے لئے تجارت میں ایمان داری اور معاملات میں عہد کی پاس داری کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، بیچنے والے اور خریدنے والے ہر ایک کو ایک دوسرے سے جدا ہونے تک سودا توڑنے کا اختیار ہے۔ سوائے اس کے کہ ان کے درمیان اختیاری خرید و فروخت ہو۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ خریدنے والا اور بیچنے والے کو آپس میں الگ ہونے سے پہلے سودا ختم کرنے کا اختیار ہوگا یا دونوں کے درمیان بیع اختیاری ہو اگر بیع اختیاری ہو تو وہ ان کی بیع ثابت ہوگی۔ نیز بخاری و مسلم میں ہے یا ان میں سے ایک دوسرے کو بخیرا کی بجائے اختر کے الفاظ کہے کہ تجھے اختیار ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُتَبَايَعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ إِذَا تَبَايَعَ الْمُتَبَايَعَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مِنْ بَيْعِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُونَا بَيْنَهُمَا عَنْ خِيَارٍ فَإِذَا كَانَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ وَجَبَ (وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ أَوْ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اخْتَرْ بَدَلًا أَوْ يَخْتَارَا. 1-1185)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا دونوں خرید و فروخت کرنے والے جب تک جدا نہ ہوں معاملہ ختم کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اگر دونوں نے بیع بولا اور وضاحت کر دی تو سودے میں برکت ہوگی اور اگر وہ

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُتَبَايَعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَلَفَا وَبَيْنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 2-1186

چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو دونوں کے لئے سودے میں برکت ختم ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں بیان کیا کہ خرید و فروخت

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أَخَذْتُ فِي الْبَيْعِ فَقَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ

إِذَا بَا يَغَتْ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ میں اس کے ساتھ دھوکا ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا
 يَقُولُهُ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 3-1187 جب تو سودا کرے تو واضح کر دیا کرو کہ دھوکا نہیں ہونا چاہیے
 چنانچہ وہ شخص ایسے ہی کہا کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ سودا طے ہو جانے کے باوجود اسی نشست میں فریقین میں سے ہر ایک کو اسے ختم کرنے کا شرعی طور پر اختیار ہے۔
- ۲۔ دھوکے سے بچنے کے لیے دوسرے کو دھوکہ نہ کرنے کی تلقین کرنی چاہیے۔
- ۳۔ مجلس برخاست ہونے کے بعد باہمی رضامندی کے بغیر طے شدہ بات ایک فریق کو ختم کرنے کا اختیار نہیں۔
- ۴۔ مال کا نقص بتلانے سے تجارت میں برکت پیدا ہوتی ہے۔
- ۵۔ نقص چھپا کر سودا بیچنے سے برکت اٹھ جاتی ہے۔



بَابُ الرِّبَا

سود کے احکامات

اللہ تعالیٰ نے ہر برے عمل سے بچنے کے احکامات صادر فرمائے ہیں لیکن کسی بڑے سے بڑے گناہ کو اپنی ذات کے ساتھ معرکہ آرائی کرنے کے مترادف قرار نہیں دیا جبکہ سود ایسا جرم اور گناہ ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ قرار دیا ہے۔ کیونکہ سود کھانے والا لوگوں کا بدترین مالی استحصال کرنے کے ساتھ طوطا چشم، مفاد پرست اور سنگ دل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ دوسرے کی تنگ دستی اور بد حالی پر بھی ترس کھانے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اس لیے آپ ﷺ نے سودی کاروبار میں شراکت کرنے والوں پر پھٹکار کی ہے اور کاروبار کی ہر اس صورت سے منع فرمایا ہے جس میں سود کا کوئی شائبہ پایا جاتا ہو۔ اس باب میں کاروبار کے بڑے بڑے بنیادی اصولوں کی وضاحت کے ساتھ ساتھ سود کی لعنت سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ۝ (البقرة ۲: ۲۷۸ تا ۲۷۹)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود سے جو باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم سچے دل سے ایماندار ہو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے اعلان جنگ ہے سن لو اگر تم توبہ کر لو تو اصل مال مل جائیں گے نہ تم ظلم کیا کرو اور نہ تم ظلم کئے جاؤ گے۔“

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكَلَّ الرِّبَا وَمُؤْكَلَّهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدِيهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1-1188

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے، سود دینے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت بھیجی ہے اور فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔ (مسلم)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: الدَّهَبُ بِالدَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، سَوَاءٌ بِسَوَاءٍ يَدًا بِيَدٍ فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هَذِهِ الْأَصْنَافُ فَبَيْعُو كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 2-1189

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، سونا سونے کے ساتھ، چاندی چاندی کے ساتھ، گندم گندم کے ساتھ، جو جو کے ساتھ، کھجور کھجور کے ساتھ اور نمک نمک کے ساتھ برابر نقد بانقد ہوں گے۔ یہ چیزیں باہم مختلف ہوں تو دست بدست جس طرح چاہو خرید و فروخت کرو۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلِ يَدَا بَيْدٍ فَمَنْ زَادَ أَوْ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبَى الْأَخِذَ وَالْمُعْطَى فِيهِ سَوَاءٌ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 3-1190

حضرت ابوسعید خدری رضي الله عنه کا بیان ہے رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے، نمک نمک کے بدلے ایک دوسرے کے برابر دست بدست ہونے چاہئیں۔ پس جس نے زیادہ دیا یا لیا اس نے سودی کاروبار کیا اور سود لینے والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔ (مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلِ وَلَا تُشْفُوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلِ وَلَا تُشْفُوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا مِنْهَا غَائِبًا بِنَا حِزٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ. 4-1191

حضرت ابوسعید خدری رضي الله عنه ہی سے روایت ہے رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سونے کو سونے کے بدلے برابر برابر ہی فروخت کرو۔ ایک دوسرے میں کمی بیشی نہ کرو۔ اسی طرح چاندی کو چاندی کے بدلے برابر برابر ہی لو اور ایک دوسرے میں کمی بیشی نہ کرو۔ اور نہ نقد کو ادھار کے عوض فروخت کرو۔ (بخاری و مسلم) دوسری روایت میں ہے سونے کا سونے اور چاندی کا چاندی سے برابر وزن کے ساتھ ہی لین دین کرو۔

عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنه قَالَ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ الطَّعَامُ بِالطَّعَامِ مِثْلًا بِمِثْلِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 5-1192

حضرت معمر بن عبد اللہ رضي الله عنه نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کھانے کے بدلے کھانا برابر ہو۔ (بخاری) مراد کھنے والی چیزیں۔

عَنْ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْوَرِقَ بِالْوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 6-1193

حضرت عمر رضي الله عنه بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا سونے کے، چاندی چاندی کے، گندم گندم کے عوض، جو جو کے بدلے اور کھجور کھجور کے عوض، سود ہے ماسوائے نقد لین دین کے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى

حضرت ابوسعید خدری رضي الله عنه اور ابو ہریرہ رضي الله عنه نے ایک شخص کے بارے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا

خَيْرَ فَعَجَاءَهُ، بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ أَكُلْ تَمْرٌ خَيْرَ هَكَذَا قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالْفَلَاحِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعِ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا وَقَالَ فِي الْمِيزَانِ مِثْلَ ذَلِكَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 7-1194

عامل مقرر فرمایا وہ اعلیٰ قسم کی کھجوریں لایا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا خیر کی ساری کھجوریں ایسی ہی ہیں؟ اس نے جواب دیا یا رسول اللہ! واللہ ایسی نہیں ہیں۔ ہم نے دو صاع کے بدلے اس کا ایک صاع اور تین صاع کے عوض اس کے دو صاع وصول کئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو، ان کھجوروں کو نقد درہموں سے بیچ کر پھر ان

درہموں سے اعلیٰ کھجوریں خرید لیا کرو۔ اور یہی ہدایت وزن کی جانے والی اشیا کے بارے میں فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ نَ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ بِلَالٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَيْنَ هَذَا قَالَ كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِّي فَبِعتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ أَوْهَ عَيْنُ الرَّبْوَعَيْنِ الرَّبْوَا لَا تَفْعَلْ وَلَكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْعِرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ آخَرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ 8-1195

حضرت ابو سعید خدری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بتاتے ہیں حضرت بلال رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں برنی کھجوریں لائے۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا، یہ کہاں سے آئی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہمارے پاس ردی کھجوریں تھیں میں نے ان کے دو صاع کے بدلے اس کے ایک صاع کا تبادلہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، سخت افسوس! یہ تو کھلا سود ہے، ایسا نہ کیا کرو اگر تم ایسی کھجوریں خریدنا چاہو تو پہلے ان کھجوروں کو نقد فروخت کرو بعد ازاں اس رقم سے عمدہ کھجور خرید لو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ عَبْدٌ قَبَا يَبِيعُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْهَجْرَةِ وَلَمْ يَشْعُرْ أَنَّهُ عَبْدٌ فَعَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيدُهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْيِيهِ فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ وَلَمْ يَتَّيْعَ أَحَدًا بَعْدَهُ حَتَّى يَسْأَلَهُ أَعْبَدُ هُوَ أَوْ حُرٌّ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 9-1196

حضرت جابر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے بیان کیا ایک غلام نعمی معظم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے آپ سے ہجرت پر بیعت کی اور آپ کو معلوم نہ تھا کہ یہ غلام ہے۔ اسے اس کا مالک واپس لینے کے لیے آگیا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اس کو فرمایا۔ اس کو مجھے بیچ دو۔ چنانچہ آپ نے اس کو دو حبشی غلاموں کے بدلے خرید لیا اور اس کے بعد آپ ﷺ کسی شخص سے

بیعت نہیں کرتے تھے جب تک اس سے یہ پوچھ نہ لیتے کہ وہ غلام ہے یا آزاد۔ (مسلم)

حضرت جابر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے کھجوروں کے ڈھیر کو جس کا وزن نہ معلوم ہو، ان کھجوروں کے عوض جن کا وزن کیا گیا ہو تبادلہ کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيلَتُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمَّى مِنَ التَّمْرِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 10-1197

حضرت فضالہ بن ابی عبیدؓ نے فرمایا میں نے خیبر کے دن ایک بار بارہ دینار میں خریدا۔ اس میں کچھ سونا اور کچھ موتی ہیرے تھے۔ ان کو الگ الگ کرنے سے مجھے بارہ دینار سے زیادہ کا سونا حاصل ہوا۔ اس بات کا ذکر نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اس وقت تک نہ بیچا جائے جب تک اس کو الگ الگ نہ کر دیا جائے۔ (مسلم)

تیسری فصل

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نے فرمایا، ادھار میں سود ہے ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا دست بدست نقد خرید و فروخت میں سود نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰؓ اپنا حال بیان کرتے ہیں جب میں مدینہ منورہ آیا تو عبداللہ بن سلامؓ سے ملاقات کی انہوں نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ جس علاقہ سے تیرا تعلق ہے اس میں کھلم کھلا سود ہے۔ اگر تیرا کسی شخص پر کوئی حق ہو اور وہ تجھے بھوسہ یا جو کا گٹھیا رسی میں باندھی ہوئی خشک گھاس ہدیہ بھیجے تو وہ قبول نہ کرو کیونکہ وہ سود ہے۔ (بخاری)

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ ؓ قَالَ اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً بِائْتِي عَشَرَ دِينَارًا فِيهَا ذَهَبٌ وَخَزَرٌ فَفَضَلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنَ اثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَا تَبَاْعَ حَتَّى تُفْصَلَ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 12-1198

الفصل الثالث

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الرَّبَا فِي النَّسِيئَةِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ لَا رَبَا فِي مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 12-1199

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى ؓ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ ؓ فَقَالَ إِنَّكَ بَارِضٌ فِيهَا الرَّبَا فَامْضِ فَإِذَا كَانَ لَكَ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَأَهْدِي إِلَيْكَ حِمْلَ بَنِينَ أَوْ حِمْلَ شَعِيرٍ أَوْ حِمْلَ قَبْ قَلَا تَأْخُذْهُ فَإِنَّهُ رَبَا. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 13-1200

خلاصہ باب

- ۱۔ سود لینے دینے، لکھنے اور گواہی دینے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔
- ۲۔ باہم تبادلہ کرتے ہوئے چیز کا ہم جنس اور ہم وزن ہونا ضروری ہے ورنہ سود ہوگا۔
- ۳۔ سودا کرتے وقت کسی چیز کی مقدار، ماپ یا وزن کرنا ضروری ہے۔
- ۴۔ مقرض شخص سے قرض کی وجہ سے فائدہ اٹھانا سود کے زمرہ میں شمار ہوگا۔



بَابُ الْمَنْهَى عَنْهَا مِنَ الْيُئُوعِ

ناجائز تجارت

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بیع مزانہ سے منع فرمایا کہ باغ کے پھلوں کو اگر کھجوریں ہیں تو ان کو خشک کھجور کے بدلے ماپ کر و اگر انگور ہیں تو ان کو منقہ کے بدلے ماپ کر کے فروخت کیا جائے۔ اسی طرح دوسرے پھلوں کا معاملہ ہے۔ اور مسلم میں ہے کہ خواہ کھیتی ہو کہ اس کو وزن ہوئے غلہ کے عوض فروخت کرنا منع ہے۔ اسی طرح کے ہر معاملہ کو ممنوع قرار دیا۔ (بخاری و مسلم) دوسری روایت دونوں سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مزانہ سے منع فرمایا اور مزانہ یہ ہے کہ کھجور

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ أَنْ يَبِيعَ فَمَرَّ حَاطِطُهُ إِنْ كَانَ نَخْلًا يَتَمَرُ كَيْلًا وَإِنْ كَانَ كَرْمًا أَنْ يَبِيعَهُ بِزَبِيبٍ كَيْلًا أَوْ كَانَ. وَعِنْدَ مُسْلِمٍ وَإِنْ كَانَ زَرْعًا أَنْ يَبِيعَهُ بِكَيْلٍ طَعَامٍ نَهَى عَنْ ذَلِكَ كُلِّهِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رَوَايَةٍ لَهُمَا نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ قَالَ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يُبَاعَ مَا فِي رُؤُسِ النَّخْلِ بِتَمَرٍ بِكَيْلٍ مُسَمًّى إِنْ زَادَ فَلَيْ وَإِنْ نَقَصَ فَعَلَى. 1-1201

کے درخت کی کھجوریں خشک کھجور کے بدلے متعین ماپ سے فروخت کی جائیں اگر زیادہ ہوں تو میرا حق ہوگا اور کم پڑیں تو ان کی ادائیگی میرے ذمے ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول مجتبیٰ ﷺ نے مخابره، محاقلہ، اور مزانہ کو ممنوع قرار دیا۔ محاقلہ یہ ہے کہ کوئی شخص گندم کی کھیتی کو ایک سو فرق گندم کے عوض بیچ دے۔ مزانہ یہ ہے کہ درختوں کی تازہ کھجوریں خشک کھجور کے بدلے ایک سو فرق میں فروخت کرے۔ اسی طرح مخابره یہ ہے کہ پیداوار ایک تہائی یا ایک چوتھائی حصے کے بدلے زمین

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُخَابَرَةِ، وَالْمَحَاقِلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمَحَاقِلَةُ أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ الزَّرْعَ بِمِائَةِ فَرْقٍ حِنْطَةٍ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يَبِيعَ الثَّمَرُ فِي رُؤُسِ النَّخْلِ بِمِائَةِ فَرْقٍ وَالْمُخَابَرَةُ كِرَاءُ الْأَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبْعِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 2-1202

کرایہ پردے۔ (مسلم) (فرق کی وضاحت خلاصہ باب میں ملاحظہ فرمائیں)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول معظم ﷺ نے محاقلہ، مزانہ، مخابره، معاومہ اور ثنیا کو ناجائز قرار دیا اور بیع عرایا کی اجازت دی۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمَحَاقِلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمَعَاوِمَةِ وَغَيْرِ الشَّيْءِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 3-1203

حضرت سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ إِلَّا أَنَّهُ رَخِصَ فِي الْعَرِيَّةِ أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا تَمْرًا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رَطْبًا. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 4-1204

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرَخَصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ فِيهَا ذُؤُنُ خُمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِي خُمْسَةِ أَوْسُقٍ شَكُّ دَاوُدَ بْنِ الْحَصِينِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 5-1205

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ نَهَى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى تَزْهُوَ وَ عَنْ السَّنْبُلِ حَتَّى يَبْيَضَ وَ يَأْ مَنْ الْعَاهَةِ. 6-1206

وَعَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَارِ حَتَّى تَزْهِيَ قِيلَ وَمَا تَزْهِي. قَالَ حَتَّى تَحْمَرَ وَ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ اللَّهُ الثَّمَرَةَ بِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 7-1207

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ السَّيْنِ وَأَمَرَ بِوَضْعِ الْجَوَائِحِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 8-1208

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ بَعْتَ مِنْ أَخِيكَ تَمْرًا فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَجِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا بِمَ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيكَ بِغَيْرِ

ﷺ نے کھجور کے بدلے کھجور کی فروخت کو ممنوع قرار دیا ”عرایا“ میں رخصت دی ہے کہ اندازاً درخت کے پھل کو خشک کھجور کے عوض بیچا جاسکتا ہے۔ تاکہ مالک مخصوص درختوں کے تازہ پھل کو اپنے استعمال میں لاسکے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے بیع عرایا کو جائز قرار دیا ہے بشرطیکہ خشک کھجور کا اندازہ پانچ سے کم یا پانچ وسق ہو۔ راوی حدیث داؤد بن حصین کو اس میں شک ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے پھلوں کو ان کے پکنے کے قریب پہنچنے سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا یہ حکم فروخت کنندہ اور خرید کنندہ دونوں کے لیے ہے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے کھجوروں کے رنگ بدلنے اور بالیوں کے سفید ہونے سے قبل بیچنے سے منع فرمایا۔ تاکہ آفت سے محفوظ ہو جائیں۔

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے کچے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا۔ پوچھا گیا پکنے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا سرخ ہو جائیں۔ نیز فرمایا آپ بتائیں جب اللہ نے پھلوں کو روک دیا تو تم میں سے کوئی شخص کیوں اپنے بھائی کا مال مباح سمجھ رہا ہے؟ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر ؓ رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے باغ کو کئی سالوں کے لئے فروخت کرنے سے منع فرمایا مزید آپ ﷺ نے ہدایت کی؟ فروخت کنندہ ہونے کی صورت میں خریدار کو نقصان معاف کر دے۔ (مسلم)

حضرت جابر ؓ ہی روایت کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا، اگر تو اپنے بھائی کے ہاتھ میں پھل فروخت کرے وہ آفت زدہ ہو جائے تو تیرے لیے حلال نہیں کہ اس سے

کچھ وصول کرے کیونکہ تو بغیر حق کے اپنے بھائی کا مال کس لئے لے رہا ہے؟ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی راوی ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، جو شخص غلہ خریدے وہ قبضہ میں لینے سے پہلے اسے فروخت نہ کرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب تک اس کا وزن نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے جس غلہ کی فروخت سے منع فرمایا وہ ہے جس کو مکمل قبضہ میں نہ لے لیا جائے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہر چیز کو غلہ کی مانند خیال کرتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَتَّى يَكْتَالَه. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 10-1210

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَّا الَّذِي نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ يُبَاعَ حَتَّى يَقْبَضَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَلَا أَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مِثْلَهُ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 11-1211

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول محترم ﷺ نے فرمایا تم تجارتی قافلوں کو شہر سے باہر نہ ملو۔ اور کوئی شخص کسی کے سودے پر سودا نہ کرے۔ اور (دھوکے سے) قیمت نہ بڑھاؤ اور نہ کوئی شہری دیہاتی کے لیے فروخت کرے اور اونٹوں اور بکریوں کا دودھ تھنوں میں روک کر نہ بیچو۔ اگر کوئی ایسا جانور خریدے (جس کا دودھ کئی وقت نہ نکالا گیا ہو) تو دودھ دوہنے کے بعد دو باتوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرے کہ اگر جانور پسند ہے تو رکھ لے بصورت دیگر جانور لوٹا دے اور ایک صاع کھجور بھی دے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے اگر کسی نے ایسی بکری خریدی جس کا دودھ

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تَلْقُوا الرُّكْبَانَ لِبَيْعٍ وَلَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تَصْرُوا إِلَّا بِلٍ وَالْغَنَمَ ، فَمَنْ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلِبَهَا إِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا ، وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ”مَنْ اشْتَرَى شَاةَ مُصْرَاءَ“ فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمْرَاءَ“ 12-1212

روکا گیا تھا اس کو تین دن تک اختیار ہے۔ اگر وہ اس بکری کو واپس کرے تو ایک صاع گندم کے علاوہ غلہ بھی دے۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا تجارتی قافلوں کو شہر سے باہر نہ ملو۔ جو شخص ان سے ملا اور اس نے سامان خریدا جب سامان کا مالک بازار پہنچے گا تو اسے اختیار

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ” لَا تَلْقُوا الْجَلَبَ ، فَمَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرَى مِنْهُ ، فَإِذَا أَتَى سَيِّدَهُ السُّوقَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ“. (رَوَاهُ

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَلْقُوا السِّلْعَ حَتَّى يُهْبَطَ بِهَا إِلَى السُّوقِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 14-1214

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 15-1215

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَسُمُّ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 16-1216

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعَا النَّاسَ يَرْزُقُ اللَّهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 17-1217

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ نَهَى عَنْهُنَّ اللَّهُ ﷻ الْمَلَامَسَةُ وَالْمُنَابَذَةُ فِي الْبَيْعِ وَالْمَلَامَسَةُ لَمَسُ الرَّجُلِ قُوبَ الْآخَرِ بِيَدِهِ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يُقْلَبُهُ إِلَّا بِذَلِكَ وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ بِقُوبِهِ وَيَنْبِذُ الْآخَرُ قُوبَهُ وَيَكُونُ ذَلِكَ بَيْنَهُمَا وَعَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلَا تَرَاضٍ وَاللِّبْسَتَيْنِ إِشْتِمَالُ الصَّمَاءِ وَالصَّمَاءِ أَنْ يَجْعَلَ قُوبَهُ عَلَى أَحَدٍ عَاتِقِيهِ فَيَبْذُلُو أَحَدَ شِقِيهِ لَيْسَ عَلَيْهِ قُوبٌ وَاللِّبْسَةُ الْآخَرَى إِحْتِبَاؤُهُ بِقُوبِهِ وَهُوَ جَالِسٌ لَيْسَ

ہے چاہے بلی پختہ کرے یا واپس کرے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تجارتی قافلوں سے سامان منڈی میں آنے سے پہلے نہ خریدا کرو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کی شادی کے پیغام پر پیغام بھیجے الا یہ کہ وہ اجازت دے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے سودا طے ہو جانے کے بعد اس چیز کی قیمت نہ لگائے۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے دلالی نہ کرے۔ لوگوں کو ان کے حال پر رہنے دو۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے بعض کو بعض سے رزق عطا کرے گا۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے دو طرح کے لباس اور دو طرح کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔ خرید و فروخت میں ملامسہ اور منابذہ کو ناجائز قرار دیا۔ ملامسہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کپڑے کو دن ہو یا رات چھوتا ہے اور اس کو الٹ پلٹ کر نہیں دیکھتا اور منابذہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی طرف اپنا کپڑا پھینکتا ہے اور دوسرا اس کی طرف اپنا کپڑا پھینکتا ہے اور ان کا سودا بغیر دیکھے اور بغیر رضامندی کے طے ہو جاتا ہے۔ اور لباس سے مراد ایک اشتمال الصماء ہے۔ اور الصماء یہ ہے کہ آدمی (تکبر سے) اپنے ایک کندھے پر کپڑا اڑال لیتا ہے جس سے اس کی ایک طرف نگلی ہو جاتی ہے اس پر کپڑا نہیں ہوتا۔ اور دوسرا

عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 18-1218

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ . (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 19-1219

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ حَبْلِ الْحَبْلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ الرَّجُلُ يَتَّاعُ الْجَزُورَ إِلَى أَنْ تُنْتَجِ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجِ الْتِي فِي بَطْنِهَا . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 20-1220

وَعَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ عُسْبِ الْفَحْلِ . (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 21-1221

لباس یہ ہے کہ آدمی اپنے کپڑے سے اس طرح گوٹھ مار کر بیٹھے کہ اس کی شرمگاہ نگلی ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ”بیع الحصاة“ اور دھوکے فریب کی بیع سے منع فرمایا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ”بیع جبل الحبلة“ کو ممنوع قرار دیا۔ اس طرح کے سودے کا اہل جاہلیت میں رواج تھا۔ ایک شخص اونٹنی خریدتا اور یہ شرط کرتا کہ اس کی ادائیگی اس وقت ہوگی جب مادہ بچہ جنے اور مادہ حاملہ ہو کر پھر مادہ کو جنم دے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سانڈ کی منی کو بیچنے سے منع فرمایا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

اس سے مراد وہ پانی نہیں جو کوئی زمیندار خود قیمتا خریدتا ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے۔ کہ قدرتی یا ذرائع سے حاصل شدہ پانی روکنا منع ہے۔

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کی (ملائی) جفت ہونے کی بیع پانی اور زمین کی برائے کاشت بیع کو ممنوع قرار دیا۔ (مسلم)

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی ضرورت سے زائد پانی کو بیچنا ممنوع قرار دیا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے زائد پانی کی فروخت ممنوع قرار دی کہ اس وجہ سے گھاس فروخت کی جائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ کا غلہ کے ایک ڈھیر پر گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں ڈالا تو آپ ﷺ کی انگلیوں کو تری محسوس

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ وَعَنْ بَيْعِ الْمَاءِ وَالْأَرْضِ لِتُحْرَثَ . (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 22-1222

وَعَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ . (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 23-1223

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُبَاعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِبَيْعٍ بِهِ الْكَلَاءُ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 24-1224

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ عَلَى صُبْرَةٍ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بِلَدًا فَقَالَ مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ قَالَ أَصَابَتْهُ

السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتَّى يَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 25-1225

ہوئی آپ ﷺ نے غلے کے مالک سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا یا رسول اللہ! اس پر بارش ہوئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، اس گیلے غلے کو اوپر کیوں نہیں ڈالتا کہ لوگ

اس کو دیکھ لیتے اور فرمایا دھوکا کرنے والے کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ پھول (بھور) لگنے کے وقت باغ کی خرید و فروخت جائز نہیں۔
- ۲۔ ایک یا زیادہ سالوں کے لیے باغ کا پھل خریدنا منع ہے۔
- ۳۔ قدرتی آفات کی وجہ سے ہونے والے نقصان پر خریدار کو واجب الادا رقم معاف کر دینی چاہیے۔
- ۴۔ خریدی ہوئی چیز پر قبضہ ضروری ہے۔
- ۵۔ تاجر کا مال منڈی میں آنے سے پہلے خریدنا جائز نہیں۔
- ۶۔ دھوکے کی صورت میں خریدار کو جانور واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔
- ۷۔ سودے پر سود اور شادی کے پیغام پر پیغام بھیجنا حرام ہے۔
- ۸۔ سانڈ کی کمائی کھانا ناجائز ہے۔
- ۹۔ رسول اللہ ﷺ نے ملاوٹ اور دھوکا دینے والے کو امت سے خارج قرار دیا۔

۱۔ فرق..... ۳ صاع۔

ایک صاع..... ۲۱۰۰ گرام۔

تین صاع..... ۶۳۰۰ گرام۔

۱۰۰ فرق..... ۶۳۰۰۰ گرام۔



بَابُ فِي الْبَيْعِ الْمَشْرُوطِ

باب مشروط تجارت

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص کھجور کی گابھ پر نر کی پیوند کاری کرنے کے بعد فروخت کرے تو اس کا پھل فروخت کرنے والے کا ہوگا الا یہ کہ خریدنے والا شرط کر لے۔ اگر کوئی غلام فروخت کرے اور اس کے پاس مال ہو تو مال فروخت کرنے والے کا ہوگا الا یہ کہ خریدنے والا شرط کر لے۔ (مسلم) اور امام بخاری نے صرف پہلی شرط بیان کی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ وہ اپنے اونٹ پر سفر کر رہے تھے اور وہ تھکا ہوا تھا۔ نبی اکرم ﷺ اس کے قریب سے گزرے اور اس کو مارا جس سے وہ اتنا تیز چلا کہ اس سے پہلے بھی اتنا تیز نہیں چلا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ایک اوقیہ کے عوض مجھے بیچ دو۔ حضرت جابر بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فروخت کر دیا لیکن یہ شرط پیش کی کہ اپنے گھریک اس پر سواری کروں گا۔ میں جب مدینہ

منورہ پہنچ گیا تو اونٹ لے کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا آپ نے اس کی قیمت ادا کر دی دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے اونٹ کی قیمت عطا فرمائی اور اونٹ بھی مجھے واپس کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

بخاری ہی کی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہدایت فرمائی کہ اس کی قیمت چکا دو اور کچھ زیادہ دینا چنانچہ انہوں نے قیمت عطا فرمائی اور قیراط زیادہ بھی دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اور اس نے بتایا کہ میں نے نو اوقیہ (۳۲۰ درہم) کے عوض مکاتبت کی ہے کہ ہر سال ایک اوقیہ ادا

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تَوَبَّرَ فَشَمَرْتُهَا لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُتَبَاعُ وَمَنْ ابْتَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ، فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُتَبَاعُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ الْمَعْنَى الْأَوَّلَ وَحَدَّثَهُ 1-1226

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَسِيرُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ قَدْ أُعِيَ فَمَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِهِ فَضْرَبَهُ فَسَارَ سَيْرًا لَيْسَ يَسِيرُ مِثْلَهُ ثُمَّ قَالَ "بِعْنِيهِ بِوَقِيَّةٍ" قَالَ فَبِعْتُهُ فَاسْتَنْثَيْتُ حُمْلَانَهُ إِلَى أَهْلِي فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَنَقَدَنِي ثَمَنَهُ وَفِي رِوَايَةٍ فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ وَرَدَّهٗ عَلَيَّ. (متفق عليه) 2-1227

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِبِلَالٍ أَقْضِهِ وَرَدَّهٗ فَأَعْطَاهُ وَرَادَّهٗ قَيْرَاطًا.

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيرَةُ فَقَالَتْ: إِنِّي كَاتَبْتُ عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ وَقِيَّةً فَأَعِينِي فَقَالَتْ عَائِشَةُ:

إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكَ أَنْ أَعْلَمَهَا لَهُمْ عِدَّةً وَاحِدَةً وَأَعْيَقَكَ، فَعَلْتُ وَيَكُونُ وَلَاؤُكَ لِي فَذَهَبْتُ إِلَى أَهْلِهَا فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "خُذِيهَا وَأَعْيِقِيهَا" ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَتْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ. فَقَضَاءُ اللَّهِ أَحَقُّ، وَشَرْطُ اللَّهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَغْتَقَ" 3-1228

کرے گی۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر تیرے آقا یہ پسند کریں تو میں انہیں ایک بار مکاتبت کی رقم ادا کر کے تجھے آزاد کرادوں لیکن تیری ولا میری ہوگی۔ چنانچہ وہ اپنے آقاؤں کے پاس گئی انہوں نے انکار کیا اور اس کی ولا اپنے لیے رکھنے پر اصرار کیا۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، اسے لے کر آزاد کر دے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرائط کا مطالبہ کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں۔ اور جو شرط بھی کتاب اللہ میں نہیں ہے وہ باطل ہے خواہ وہ ایک سو ہی کیوں نہ

ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہی برحق ہے اور اللہ تعالیٰ کی شرائط ہی قابل اعتبار ہیں اور ولاء تو اسی کو ملے گی جو آزاد کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هَيْبَةَ . (متفق عليه) 4-1229

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ولاء کی فروخت اور اس کو ہبہ کرنا ممنوع قرار دیا۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "إِشْتَرَى رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ عَقَارًا مِنْ رَجُلٍ، فَوَجَدَ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ عَنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ الْعَقَارَ وَلَمْ أَبْتَغِ مِنْكَ اللَّذْبَ فَقَالَ بَائِعُ الْأَرْضِ: إِنَّمَا بَعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ، فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ: الْكُفَا وَلَدٌ فَقَالَ أَحْلَهُمَا لِي غُلَامٌ وَقَالَ الْآخَرُ لِي جَارِيَةٌ فَقَالَ أَنْكِحُوا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایک شخص نے دوسرے شخص سے زمین خریدی۔ زمین خریدنے والے کو اپنی زمین میں سے ایک سونے سے بھرا مٹکا ملا۔ زمین خریدنے والے نے فروخت کنندہ سے کہا مجھ سے اپنا سونا لے لو کیونکہ میں نے زمین خریدی تھی تم سے سونا نہیں خریدا تھا۔ اس پر زمین کے فروخت کنندہ نے کہا میں نے زمین اور جو کچھ زمین میں تھا تیرے ہاتھ بیچا تھا۔ پھر دونوں نے اپنے جھگڑے کا فیصلہ ایک شخص کے سپرد کیا چنانچہ جس شخص کے

الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَالْفَقْرَاءَ عَلَيْهِمَا مِنْهُ، پاس جھڑا برائے فیصلہ گیا تھا اس نے کہا کیا تم دونوں کی
وَتَصَدَّقُوا“ (متفق علیہ) 5-1230
اولاد ہے ان میں سے ایک نے بتایا میرا ایک لڑکا ہے اور
دوسرے نے بتایا میری ایک بیٹی ہے ثالث نے کہا لڑکے کا بیٹی سے نکاح کرو اور دونوں پر خرچ کرو جو باقی بچ جائے صدقہ کر دو
(بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ قیمت طے ہونے کے باوجود خریدار اپنی خوشی سے زیادہ دینا چاہے تو ایسا کرنا جائز ہے۔
- ۲۔ خرید و فروخت کے وقت طے شدہ شرائط کا احترام کرنا لازم ہے۔
- ۳۔ جو غلام یا لونڈی کو آزاد کرے ولاء اسی کی ہوتی ہے۔



بَابُ السَّلَمِ وَالرَّهْنِ

”السلم“ اور ”الرهن“ کا ذکر

کوئی چیز لینے سے پہلے اس چیز کی رقم ادا کر دی جائے اسے بیع ”سلم“ کہتے ہیں۔ لیکن اس کی جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ سودا کرتے وقت دونوں فریق شریعت کی مقرر کردہ شرائط کا خیال رکھیں۔ ”سلم“ کا معنی ہے سپرد کرنا گویا کہ اس نے چیز حاصل کرنے سے پہلے اس کی رقم دوسرے کے سپرد کر دی ہے۔ الرهن: کسی کو رقم دے کر اس کی زمین، دکان یا کوئی چیز اپنے قبضہ میں رکھنا۔ اگر قبضہ میں رکھنے والا اس زمین، دکان یا زیر قبضہ چیز سے استفادہ کرتا رہتا ہے اور دی ہوئی رقم میں سے حقیقی مالک کو کچھ بھی کٹوتی نہیں کرواتا اور مدت مقررہ کے بعد اپنی دی ہوئی رقم پوری کی پوری وصول کرتا ہے تو یہ سراسر سود ہوگا اس کو وہ رهن کہا جاتا تھا جس سے منع کیا گیا ہے۔ البتہ جاندار چیز ہو تو اس سے استفادہ کر سکتا ہے کیونکہ اسے چارہ وغیرہ کھلانا ہوتا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو اہل مدینہ پھلوں کی تجارت میں ایک سال، دو سال اور تین سال تک بیع کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی چیز میں بیع سلم کرنا چاہتا ہے وہ معلوم پیمانے، طے شدہ وزن اور مقررہ مدت کے ساتھ سودا کرے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي الثِّمَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ ”مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوزنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ“ (متفق عليه) 1-1231

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ کچھ مدت کی مہلت پر خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ اس کو بطور رهن دی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اشْتَرَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ وَرَهْنَهُ ذِرْعًا لَهُ مِنْ حَدِيدٍ“ (متفق عليه)

2-1232

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے وفات پائی تو ان کی زرہ ایک یہودی کے پاس

وَعَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَذِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِينَ صَاعًا مِنْ

فہم الحدیث

رسول کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کوئی سائل آپ کے پاس آتا تو آپ کی ہر ممکن کوشش ہوتی کہ اسکی امداد ہو جائے بسا اوقات تعاون کے لیے کوئی صورت نہ بنتی تو آپ ﷺ کسی یہودی سے قرض لے کر اس غریب کی مدد فرماتے۔ وفات کے وقت اسی سلسلہ میں آپ کی زرہ ضمانت کے طور پر یہودی کے پاس گروی تھی۔

شَعِيرٌ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 3-1233

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "الظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرَهُونًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرَهُونًا وَعَلَى الْإِذَى يُرْكَبُ وَيُشْرَبُ النَّفَقَةُ". (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 4-1234

تیس صاع جو کے عوض گروی تھی۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا گروی رکھی گئی سواری پر اس پر خرچ کرنے کی وجہ سے سواری کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح مرہونہ دودھ دینے والے جانور کا دودھ اس پر خرچ کرنے کی وجہ سے پیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ جو سواری کرتا ہے اور دودھ پیتا ہے وہ اخراجات کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ سودا کرتے وقت چیز کا وزن، پیمائش اور قیمت کا تعین ہونا ضروری ہے۔
- ۲۔ باغ کے پھل کا وزن اندازے سے بھی متعین کرنا جائز ہے۔
- ۳۔ گروی رکھ کر دوسرے سے ادھار لینا جائز ہے۔
- ۴۔ گروی رکھنے والے کو اصل مالک کو سہولت دینی چاہیے۔



بَابُ الْإِحْتِكَارِ

ذخیرہ اندوزی کا بیان

لوگوں کو جنس کی ضرورت ہو تو ذخیرہ اندوزی اخلاقی، اسلامی اور کاروباری لحاظ سے جائز نہیں اس سے مہنگائی میں مزید اضافہ اور باہم شدید نفرتیں پیدا ہونا یقینی امر ہے۔ ایک طرف تو لوگ دانے، دانے کو ترس رہے ہوں اور دوسری جانب ایک حریص اور سنگ دل سا ہو کارغلہ پر سانپ بن کر بیٹھا ہوا ہو۔ کہ جب تک ریٹ مزید نہیں بڑھ جاتا یہ گودام کا تالہ کھولنے کی لیے تیار نہیں ہوتا۔ ایسا شخص انسان کی شکل میں بھیڑیا ہے۔ جس میں نہ صرف اخلاقی اور اسلامی قد ریں ختم ہو چکی ہیں۔ بلکہ یہ انسانیت سے بھی محروم ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ نے دوسرے موقع پر سخت ترین الفاظ میں ایسے تاجر کو انتباہ کرتے ہوئے فرمایا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ مَعْمَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنِ اخْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِيٌّ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1-1235 حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ذخیرہ اندازی کرتا ہے وہ خطا کار ہے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ بازار میں کسی جنس کی کمی ہو تو ذخیرہ اندوزی جائز نہیں۔
- ۲۔ جنس دستیاب ہونے کی صورت میں اس کو گودام کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔
- ۳۔ قحط کے موقع پر ذخیرہ اندوزی کرنے والا سنگ دلی کا مظاہرہ کرتا ہے۔



بَابُ الْإِفْلَاسِ وَالْإِنْظَارِ

مہلت دینے اور دیوالیہ کے بارے میں

وَأِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقرة ۲: ۲۸۰)

”اور اگر مقروض تنگ دست ہو تو اسے فراخی تک مہلت دو اگر اس کا قرض معاف کر دو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔“
قرض ایسی مصیبت ہے جس سے نہ صرف عزت و وقار پر حرف آتا ہے بلکہ آدمی اعصابی تناؤ، جہنی پریشانی اور بعض دفعہ کئی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں قرآن مجید اور رسول کریم ﷺ نے قرض خواہ کو مہلت دینے یا بالکل معاف کر دینے کی ترغیب دیتے ہوئے اس کے اجر و ثواب سے آگاہ فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی جان بوجھ کر قرض نہ دینے والے کو ظالم قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَصَلَحِ الدِّينِ وَعَلَبَةِ الرِّجَالِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ).

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
”إِنَّمَا رَجُلٌ أَفْلَسَ فَأَذْرَكَ رَجُلٌ مَا لَهُ بِهِ عَيْنُهُ
فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ“ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1-1236
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص دیوالیہ ہو جائے اور کوئی شخص اپنا مال اسی حالت میں اس کے پاس پائے تو باقی لوگوں کی نسبت وہ شخص اس مال کا زیادہ حق دار ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

یعنی ایک آدمی دیوالیہ ہوا پھر اسے اللہ تعالیٰ نے کشادگی عطا فرمائی۔ اب وہ اس قابل ہے کہ اپنی جائیداد خرید سکے ایسی صورت میں اسے یہ جائیداد کریدنے کا زیادہ حق ہوگا۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَمَارٍ ابْتَاعَهَا، فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ“ فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعُرْمَانِهِ ”خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ“
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بتایا نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص پھلوں کی تجارت کی وجہ سے بہت زیادہ مقروض ہو گیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو اس پر صدقہ کرنے کی توجہ دلائی۔ لوگوں نے اس پر صدقہ کیا لیکن وہ صدقہ اس کے قرض کے لیے کافی نہ ہو سکا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کے قرض خواہوں کو ہدایت فرمائی کہ جو کچھ تمہیں مل رہا ہے وہ لے لو اس

فہم الحدیث

عدالت یا ذمہ دار حضرات کو اس بات کا جائزہ لینا چاہیے۔ اگر مقرض آدمی حقیقتاً قرض کی ادائیگی کے بارے میں مخلصانہ کوشش کرنے والا ہو لیکن پھر بھی وہ قرض ادا نہیں کر سکتا تو ایسے آدمی کا سارا یا کچھ قرض معاف کر دینا چاہیے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ "كَانَ رَجُلٌ يَدَايِنُ النَّاسَ ، فَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ إِذَا آتَيْتَ مُعْسِرًا تَجَاوَزْ عَنْهُ ، لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا" قَالَ فَلَقِيَ اللَّهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ". (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 3-1238

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول معظم ﷺ نے فرمایا، ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا وہ اپنے خادم کو کہتا کہ تنگ دست کے ہاں جاؤ تو اس کو معاف کر دو عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف فرمادے۔ چنانچہ جب اس کی ملاقات اللہ تعالیٰ سے ہوئی اس نے اسے معاف فرمادیا۔

(بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنَجِّيهَ اللَّهُ مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، فَلْيُنْفِسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ" (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 4-1239

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ اس کو قیامت کی سختیوں سے نجات عطا فرمائے اس کو چاہیے کہ وہ تنگ دست کو مہلت دے یا اس کو قرض معاف کر دے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ ، أَنْجَاهُ اللَّهُ مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ". (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 5-1240

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے میں نے رسول مکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا، جو شخص کسی تنگ دست کو مہلت دے یا اس کا بوجھ ختم کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی سختیوں سے نجات عطا فرمائے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي الْيُسْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ أَظَلَّهُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 6-1241

حضرت ابو یسر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا جو کسی تنگ دست کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَكْرًا فَبَجَاءَ تَهُ إِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ فَقُلْتُ لَا أَجِدُ إِلَّا جَمَلًا خَيْرًا رُبًّا عِيًا فَقَالَ

ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے ایک جوان اونٹ ادھار لیا۔ پھر آپ کے پاس صدقہ کے اونٹ آئے۔ ابو رافع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اس شخص کے نو جوان اونٹ کا بدلہ عطا کر دو۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَإِنْ خَيْرَ النَّاسِ
أَحْسَنَهُمْ قَضَاءً. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 7-1242

میں نے عرض کیا میرے پاس اس کے اونٹ سے زیادہ
بہتر چھ سالہ اونٹ کے علاوہ اور نہیں ہے چنانچہ آپ ﷺ
نے فرمایا، اسے یہی دے دیا جائے کیونکہ انسانوں میں سب سے اچھے وہ ہیں جو دوسرے کو بہتر طور پر ادائیگی کرتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا تَقَاضَى رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ فَأَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ أَصْحَابُهُ ﷺ فَقَالَ
دَعُوهُ فَإِنْ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَاشْتَرَوْا لَهُ
بَعِيرًا فَأَعْطَوْهُ إِيَّاهُ قَالُوا لَا نَجِدُ إِلَّا أَفْضَلَ مِنْ
سِنِّهِ قَالَ اشْتَرَوْهُ فَأَعْطَوْهُ إِيَّاهُ فَإِنْ خَيْرَكُمْ
أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 8-1243

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں ایک شخص نے رسول اکرم
ﷺ سے بڑی سختی سے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا آپ
کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دینے کا ارادہ کیا ان آپ نے
فرمایا، اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ حق دار سخت
بات کہہ سکتا ہے اس کے لیے ایک اونٹ خرید کر اسے دیا
جائے۔ صحابہ نے جواب دیا ہمارے پاس اس سے بہتر

زیادہ عمر کے اونٹ کے علاوہ اور نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہی خرید کر دے دو اس لیے کہ تم میں سے بہتر وہ ہیں جو اچھے
انداز سے ادائیگی کرتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ
ظُلْمٌ فَإِذَا اتَّبَعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ.
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 9-1244

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم
ﷺ نے فرمایا مال دار کا ادائیگی کے لیے بہانے بنانا ظلم
ہے۔ اگر تم میں سے کسی صاحب حیثیت شخص کو ضامن بنایا
جائے تو اسے قبول کر لے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنُ
أَبِي حَذْرَدَةَ دَيْنًا لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَأَرْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى
سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ
إِلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى كَشَفَ سَجْفَ
حُجْرَتِهِ وَنَادَى كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ يَا
كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَاشَارَ
بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشُّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبُ
قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ قُمْ فَأَقْضِهِ.
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 10-1245

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے
رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں ابن ابی حذرہ سے مسجد
نبوی میں اپنے قرض کا تقاضا کیا۔ ان دونوں کی آوازیں بلند
ہو گئیں یہاں تک کہ آپ نے اپنے گھر ان کی آوازیں سنیں
چنانچہ آپ نے حجرے کا پردہ اٹھا کر جھانکا اور حضرت کعب
بن مالک رضی اللہ عنہ کو پکارا، یا کعب! اس نے جواب دیا یا رسول
اللہ! حاضر ہوں۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا قرض
معاف کر دے۔ اس نے جواب دیا میں نے معاف کر دیا
آپ ﷺ نے ابن ابی حذرہ کو حکم دیا اب اٹھو اور ادائیگی
کرو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کی

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا

عَنْ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوا صَلِّ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوا لَا فَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوا ثَلَاثَةَ دَنَاقَاتٍ فَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ أُتِيَ بِالْثَالِثَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوا ثَلَاثَةُ دَنَاقَاتٍ فَقَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوا لَا قَالَ صَلُّوا عَلَيَّ صَاحِبُكُمْ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ ﷺ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَعَلَى دَيْنِهِ فَصَلَّى عَلَيْهِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 11-1246

خدمت میں حاضر تھے کہ ایک جنازہ آیا آپ سے نماز جنازہ پڑھنے کی درخواست کی گئی۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا اس پر قرض ہے؟ لوگوں نے بتایا نہیں آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر دوسرا جنازہ آیا اس کے متعلق بھی پوچھا کیا اس پر قرض ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں ہے۔ فرمایا اس نے کچھ ترکہ چھوڑا ہے؟ بتایا گیا تین دینار چھوڑے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی پھر تیسرا جنازہ آیا اس کے بارے میں پوچھا کیا یہ مقروض ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ تین دینار قرض ہے آپ نے ترکہ کے بارے دریافت فرمایا تو جواب نفی میں آیا اس پر آپ ﷺ نے

فرمایا پھر تم اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بول اٹھے یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اس کے قرض کا ذمہ میں لیتا ہوں تب آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (بخاری)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ آدَاءَ مَا آدَى اللَّهُ عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ إِتْلَاً فَهَا أَتْلَفُهُ اللَّهُ عَلَيْهِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 12-1247

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول معظم ﷺ نے فرمایا، جس نے لوگوں کا مال (بطور قرض) لیا اور اس کی نیت اس کو ادا کرنے کی ہے اللہ تعالیٰ اس قرض کو اس سے اتار دے گا۔ اور جس کا ارادہ قرض کے ادا کرنے کا نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی تلافی نہ فرمائے گا۔ (بخاری)

وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنْ قُضِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ يُكَفِّرُ اللَّهُ عَنِّي خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعَمْ فَلَمَّا أَذْبَرَ نَادَاهُ فَقَالَ نَعَمْ إِلَّا الدِّينَ كَذَلِكَ قَالَ جَبْرِئِيلُ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 13-1248

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا یا رسول اللہ! اگر میں اللہ کے راستے میں صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اجر کی نیت سے ثابت قدمی سے پیش قدمی کرتے ہوئے شہید ہو جاؤں تو کیا اللہ تعالیٰ میری خطائیں مٹا دے گا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا ہاں۔ جب وہ پلٹنے لگا تو آپ ﷺ نے اس کو بلا کر فرمایا قرض کے سوا، کیونکہ جبرائیل نے اس طرح بتایا ہے۔ (مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ

إِلَّا الدِّينَ: (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 14-1249

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُؤْتِي بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى عَلَيْهِ الدِّينُ فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدِينِهِ قِضَاءً فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ وَفَاءً صَلَّى وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْفُتُوحَ قَامَ فَقَالَ أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تَوَفَّى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دِينًا فَعَلَى قِضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 15-1250

کردیتا ہے۔ سوائے قرض کے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی مرنے والے مقروض شخص کو لایا جاتا تو آپ استفسار فرماتے کیا اس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ ترکہ چھوڑا ہے؟ اگر بتایا جاتا کہ اس نے اتنا ترکہ چھوڑا ہے جس سے اس کا قرض ادا ہو سکتا ہے تو آپ اس کی نماز پڑھاتے بصورت دیگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرماتے کہ تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے فتوحات کے دروازے کھول دیے تو آپ نے خطبہ دیا میں مومنین کی جانوں سے زیادہ ان کا خیر

خواہ ہوں۔ جو مومن مقروض فوت ہو جائے میں اس کا قرض ادا کروں گا اور جو مال وہ ترکہ میں چھوڑ جائے اس کے مالک اس کے ورثا ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ حقیقی مجبور کا قرض معاف کرنے والے کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معاف فرمائیں گے۔
- ۲۔ حقیقی مقروض کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگنے کی اجازت فرمائی ہے۔ بشرطیکہ تین معتبر آدمی اس کے حق میں گواہی دیں۔
- ۳۔ ضامن کی ضمانت قبول کرنی چاہیے۔
- ۴۔ جان بوجھ کر قرض ادا نہ کرنا قرض خواہ پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔
- ۵۔ قرض کے علاوہ مواحد شہید کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
- ۶۔ مرنے والا اگر مقروض ہو تو اس کے قرض کی ادائیگی اس کے ورثاء یا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔



بَابُ الشَّرِكَةِ وَالْوَكَالَةِ

شرکت اور وکالت کا بیان

پہلی فصل

الفصل الاول

زہرہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس کے دادا عبد اللہ بن ہشام اس کو بازار لے جا کر غلہ خریدا کرتے تھے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما ان سے ملتے تو کہتے کہ ہمیں بھی شریک کریں اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لیے برکت کی دعا کی ہے اور وہ ان کو شریک کر لیتے۔ بسا اوقات انہیں تندرست اونٹنی غلہ سے لدی ہوئی منافع میں ملتی اور وہ اسے گھر بھجوا دیتے۔ یہ اس لیے کہ عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی تھیں آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ (بخاری)

عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبُدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هِشَامٍ إِلَى السُّوقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَيَقُولَانِ لَهُ أَشْرَكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيُشْرِكُهُمْ فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعُثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هِشَامٍ رضی اللہ عنہ ذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ (رواه البخاری) 1-1251

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہمارے اور مہاجر بھائیوں کے درمیان کھجوروں کے درخت تقسیم فرمادیں آپ نے انکار فرما دیا اس پر انصار نے عرض کیا تم مہاجر لوگ باغوں میں محنت مشقت میں شریک ہو جاؤ اور ہم تمہیں پھلوں میں شریک کر لیں گے مہاجرین نے اس پیشکش کو قبول کر لیا۔ (بخاری)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَقْسِمُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلُ قَالَ لَا تَكْفُونَنَا الْمَوُونَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا (رواه البخاری) 2-1252

عروہ بن ابی الجعد البارقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک دینار دیا کہ وہ اس کی بکری خرید کر لائے۔ اس نے ایک دینار کے ساتھ دو بکریاں خریدیں۔ ایک بکری ایک دینار کے عوض فروخت کر دی۔ اس کے بعد وہ آپ کے پاس بکری اور ایک دینار لے کر حاضر ہوا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں تجارت کے بارے

وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَعْطَاهُ دِينَارًا لِيَشْتَرِيَ بِهِ شَاةً فَاشْتَرَى لَهُ شَاتَيْنِ فَبَاعَ أَحَدَهُمَا بِدِينَارٍ وَأَتَاهُ بِشَاةٍ وَدِينَارٍ فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي بَيْعِهِ بِالْبَرَكَةِ فَكَانَ لَوْ اشْتَرَى ثَرَابًا لَرَبِحَ فِيهِ (رواه البخاری) 3-1253

میں خیر و برکت کی دعا کی اس کے بعد اگر وہ مٹی بھی خرید لیتے تو ان کو اس میں بھی فائدہ حاصل ہوتا۔ (بخاری)

بَابُ الْغَضَبِ وَالْعَارِيَةِ

نا جائز قبضہ کرنا اور ادھار لینا

دنیا میں ہر انسان کو ایک دوسرے سے تعاون لینا پڑتا ہے اچھے لوگ وہ ہیں جو تعاون کرنے والے کا شکریہ ادا کریں اور اگر کوئی چیز استعمال کے لیے عاریتاً لی ہو تو اسے صحیح سالم واپس لوٹائیں۔ اور دوسرے کی چیز پر قبضہ کرنے سے اجتناب کریں۔ ان ارشادات میں یہ بات واضح فرمائی جا رہی ہے کہ جو کسی کی چیز پر ناجائز قبضہ کرے گا یہاں تک کہ اگر اس نے ایک ہاتھ کے برابر کسی کی زمین پر قبضہ کیا تو قیامت کے دن وہ مقبوضہ حصہ کے برابر سات زمینوں کو اٹھائے ہوگا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ظلم سے ناجائز باشت بھر زمین پر قبضہ کیا تو یوم قیامت سات زمینیں اس کے گلے میں ڈال دی جائیں گی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1-1254

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص کسی کے جانوروں کا دودھ اجازت لیے بغیر نہ دو ہے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص اس کے گودام میں گھس آئے، اس کا تالا توڑے اور اس کا غلہ نکال لے جائے؟ بے شک لوگوں کے مویشیوں کے تھن ان کی خوراک کا گودام ہیں۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَحْلِبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةً أَمْرِي بِغَيْرِ إِذْنِهِ أَحِبُّ أَحَدَكُمْ أَنْ يُؤْتِيَ مَشْرَبَتَهُ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ فَيَنْتَقِلَ طَعَامُهُ وَإِنَّمَا يَخْزَنُ لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 2-1255

حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک بیوی کے ہاں تھے کہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں سے ایک نے ایک پلیٹ میں کھانا ارسال کیا۔ تو اس بیوی نے جس کے گھر میں آپ کا قیام تھا خادم کے ہاتھ پر مارا اور کھانے والا برتن ٹوٹ گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے اکٹھے کئے اور اس میں سے گرے ہوئے کھانے کو سمیٹا اور خادم کو فرمایا تمہاری ماں نے غیرت کی ہے۔ پھر خادم کو روکے

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِصُحْفَةٍ فِيهَا طَعَامٌ فَضْرَبَتِ النَّبِيَّ فِي بَئِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصُّحْفَةُ فَأَنْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ فَلَقَّ الصُّحْفَةَ ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ الَّذِي كَانَ فِي الصُّحْفَةِ وَيَقُولُ غَارَتْ أُنْكُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتَّى أَتَى

رکھا حتی کہ جس بیوی کے ہاں آپ تھے اس کے ہاں سے برتن لیا اور جس کا برتن ٹوٹا تھا اس کو صحیح برتن واپس کیا توڑنے والی کے گھر میں ٹوٹا ہوا برتن رکھ دیا۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن یزید ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے لوٹ چمانے، مشلہ کرنے سے منع فرمایا۔ (بخاری)

حضرت جابر ؓ نے بتایا کہ جس دن رسول کریم ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم نے وفات پائی سورج گرہن لگا۔ آپ نے صحابہ کرام ؓ کو چھ رکوعوں اور چار سجدوں سے نماز کسوف پڑھائی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔ فرمایا کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے میں نے اس کو اپنی اس نماز میں دیکھا ہے مجھے دوزخ پر لے جایا گیا اور اس کا مشاہدہ میں نے اس وقت تک کیا جب تم نے مجھے دیکھا۔ کہ میں ڈر کر پیچھے ہٹا کہ کہیں اس کی لپیٹ میں نہ آ جاؤں حتی کہ میں نے ایک کھوٹی والے کو آگ میں اپنی انتریاں گھسیٹ رہا تھا دیکھا وہ اپنی کھوٹی سے حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا۔ اگر چوری پکڑی جاتی تو کہتا میری کھوٹی سے ایک گئی تھی اور اگر کوئی بے خبر ہوتا تو اس کو لے اڑتا اور میں نے اس میں بلی والی عورت کو دیکھا جس نے بلی کو باندھے رکھا نہ تو وہ اس کو کھانا دیتی اور نہ اس کو آزاد کیا کہ زمین کے حشرات کھا کر گزارہ کر لے حتی کہ وہ بلی بھوک سے مر گئی۔ پھر مجھے جنت کی سیر کروائی گئی اور وہ اس وقت ہوا جب تم لوگوں نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا یہاں تک کہ میں اپنی جگہ کھڑا ہو گیا اور میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور

بِصَحْفَةٍ مِنْ عِنْدَالْتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا قَدْ دَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الَّتِي كَسَرَتْ صَحْفَتَهَا وَأَمْسَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِ الَّتِي كَسَرَتْ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 3-1256

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ أَنَّهُ نَهَى عَنِ النَّهْبَةِ وَالْمُثَلَّةِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 4-1257

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ فَأَنْصَرَفَ وَقَدْ أَضَتْ الشَّمْسُ وَقَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ تُوعَدُونَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي صَلَوَتِي هَذِهِ قَدْ جِئْتُ بِالنَّارِ وَذَلِكَ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَا خَرْتُ مَخَافَةَ أَنْ يُصِيبَنِي مِنْ لَفْحِهَا وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمَحْجَنِ يَجْرُ قُصْبُهُ فِي النَّارِ وَكَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمَحْجَنِهِ فَإِنْ فُطِنَ لَهُ قَالَ إِنَّمَا تَعْلَقُ بِمَحْجَنِي وَإِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَةَ الْهَرَّةِ الَّتِي رَبَطْتُهَا فَلَمْ تُطْعَمْهَا وَلَمْ تَدْعُهَا تَأْكُلْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا ثُمَّ جِئْتُ بِالْجَنَّةِ وَذَلِكَ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَقْلَمْتُ حَتَّى قُلَّمْتُ فِي مَقَامِي وَلَقَدْ مَدَدْتُ يَدِي وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَتَنَاوَلَ مِنْ ثَمَرِهَا لِنَنْظُرُوا إِلَيْهِ ثُمَّ بَدَأَ لِي أَنْ لَا أَفْعَلَ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 5-1258

میں چاہتا تھا کہ جنت کے پھل پکڑوں تاکہ آپ بھی اس کا مشاہدہ کرتے لیکن پھر مجھے ایسا نہ کرنے کا خیال آیا۔ (مسلم)

عَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ
فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا مِنْ
أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُقَالُ لَهُ الْمُنْدُوبُ فَرَكِبَ
فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ مَا رَأَيْتُ مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ
لَبَحْرًا. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 6-1259

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا
ایک دفعہ مدینہ میں ہنگامہ ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے مندوب نامی گھوڑا مستعار لیا آپ
نے اس پر سواری فرمائی جب واپس لوٹے تو آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے کوئی خطرناک چیز نہیں دیکھی ہم
نے اس گھوڑے کو سمندر کی مانند پایا۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ سَالِمٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ
شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى
سَبْعِ أَرْضِينَ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 7-1260

حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
جس کسی نے بغیر حق کے کسی زمین پر قبضہ کیا تو یومِ قیامت
سات زمینوں تک دھنسا یا جائے گا۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ ایک بالشت زمین ہتھیلانے والا قیامت کے دن ساتوں زمینیں اٹھائے ہوئے ہوگا۔
- ۲۔ کسی کا نقصان کرنے کی صورت میں اس کا نقصان پورا کرنا چاہیے۔
- ۳۔ جانور پر ظلم کرنے والا قیامت کے دن اس کی سزا پائے گا۔
- ۴۔ مستعار چیز لینا جائز ہے۔ لیکن اسے ٹھیک حالت میں واپس کرنا چاہیے۔
- ۵۔ جانور پر ظلم کرنے والا قیامت کے دن اپنے ظلم کا بدلہ پائے گا۔
- ۶۔ کسی کے جانور کا بلا اجازت دودھ دوھنا ناجائز ہے۔



بَابُ الشُّفْعَةِ

شفعہ کے مسائل

قرآن وحدیث میں پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھنے کے بارے میں بڑے مدلل اور مؤثر انداز میں نصیحتیں فرمائی گئی ہیں۔ شریعت کی روت فقط بود و باش کے اعتبار سے ہی آدمی کسی کا پڑوسی نہیں ہوتا بلکہ کاروبار اور کھیتی باڑی میں ایک دوسرے کے قریب ہونے کی بنا پر بھی دوسرے پڑوسی اور آپس کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے۔ زمین یا دکانداری میں کوئی شراکت دار ہو یا پڑوسی ہو تو جائیداد فروخت کرتے ہوئے اس کو بتانا فروخت کنندہ کی اخلاقی ذمہ داری ہے۔ قرب مکانی کی وجہ سے وہ خریدنا چاہے تو اس کا حق فائق ہو گا تا کہ کسی دوسرے کا آنا اس کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہو۔ بشرطیکہ پڑوسی اس چیز کی پوری قیمت ادا کرنے پر آمادہ ہو۔ خرید و فروخت کے اس عمل کو شفیعہ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

شفعہ ایسی جائیداد میں ہو گا جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہو سکے جیسے مکان زمین وغیرہ یہ نقطہ نظر حضرت امام بخاری کا ہے جب کہ کچھ اہل علم پڑوسی کو شفیعہ کا حق دار نہیں سمجھتے۔ میرے نزدیک امام بخاری کا نظریہ اسلامی مزاج سے زیادہ قریب ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَالٍ يُقْسَمُ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطَّرُوقُ فَلَا شُفْعَةَ . (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 1-1261

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہر غیر منقسم جائیداد میں شفیعہ کا فیصلہ فرمایا لیکن جب حد بندی ہو جائے اور راستے بدل جائیں تو پھر شفیعہ نہیں ہو سکتا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق جب زمین کی حد بندی ہو جائے جسے محکمہ مال کی اصطلاح میں اشتمال اور انتقال کہا جاتا ہے اور زمین تک پہنچنے کے راستے بھی جدا جدا ہوں تو شفیعہ کا حق ختم ہو جاتا ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ شِرْكَةٍ لَمْ تُقْسَمْ رُبْعَةً أَوْ حَائِطًا لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَبِيعَ حَتَّى يُؤْذَنَ شَرِيكُهُ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ فَإِذَا بَاعَ وَلَمْ يُؤْذَنَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ . (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 2-1262

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ہر غیر منقسم شرکت میں خواہ وہ سکنی ہو یا باغ شفیعہ کا فیصلہ فرمایا ہے۔ اور جب تک اپنے شریک کو بتایا نہ جائے اس کو بیچنے کی اجازت نہیں دی۔ اگر وہ اس کو لینا چاہے تو خرید لے اور ورنہ انکار کر دے لیکن اگر اس کو مطلع کیے بغیر فروخت کرے تو اس صورت میں اس کھاتے دار کا حق زیادہ فائق ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقْبِهِ**. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 3-1263
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ**. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 4-1264
 وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **إِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِي الطَّرِيقِ جُعِلَ عَرْضُهُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ**. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 5-1265

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پڑوسی کا حق قربت کے سبب زیادہ ہے۔ (بخاری)
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی پڑوسی کسی پڑوسی کو اپنی دیوار پر لکڑی (شہتیر، لکڑی) رکھنے سے نہ روکے۔ (بخاری و مسلم)
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب راستے کے بارے تمہارے درمیان اختلاف ہو جائے تو اس کی چوڑائی سات ہاتھ رکھی جائے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ پڑوسی یا کھاتے دار مشترکہ چیز کو خریدنے کا زیادہ حق دار ہوتا ہے۔
- ۲۔ فروخت کرنے سے پہلے کھاتے دار کو اطلاع کرنا لازمی ہے۔
- ۳۔ پڑوسی دوسرے کی دیوار سے اپنی جانب سے فائدہ اٹھانا چاہے تو اسے اجازت ہے۔
- ۴۔ پڑوسی اپنے پڑوسی کی چیز خریدنے کا زیادہ حق دار ہے۔
- ۵۔ گلی کم از کم سات ہاتھ کشادہ ہونی چاہیے۔



بَابُ الْمَسَاقَاتِ وَالْمُزَارَعَةِ

زمین کو پانی پلانا اور بٹائی پر دینا

مساقات میں زمین ٹھیکے پر لینے کے بجائے اس شرط پر حاصل کی جاتی تھی کہ لینے والا صرف آب پاشی اور فصل کی نگرانی کرے گا۔ مالک اور مزارع کے درمیان طے پانے والی شرائط کے مطابق حصہ لے گا۔

قسم آج کل کے مروجہ طریقے کے مطابق تھی کہ زمین کی ملکیت تو حقیقی مالک کی ہوگی اور مزارع زمین ٹھیکے پر لے کر اس میں زراعت کرے گا ٹھیکے کی قیمت کے علاوہ مالک زمین کو کچھ اور ادا کرنے کا پابند نہیں ہوگا۔ آپ نے مذکورہ دونوں صورتوں کو جائز قرار دیا۔ تاہم آپ ﷺ اس بات کی رغبت دلایا کرتے تھے کہ جس کے پاس اپنی ضرورت سے زیادہ زمین ہو وہ اپنے بھائی کو عاریتاً عنایت کرے۔ آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے اہل علم کی قلیل تعداد نے یہ استدلال کیا ہے کہ زمین یا مکان کرائے پر دینا جائز نہیں۔ حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی موجودگی میں ٹھیکیداری کیا کرتے تھے۔

زمین کا مالک کاشت کے لیے دوسرے کو زمین اس شرط پر دے کہ اچھی فصل میری ہوگی اور ناقص تمہارے حصے میں آئے گی۔ جن روایات میں مزارعت کی حوصلہ شکنی آئی اس سے مراد زراعت کی یہی قسم ہے۔ یہ مزارع پر انتہائی ظلم تھا آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ عربی زبان میں ”مساقات“ فصلوں کو پانی دینا اور ”مزارعت“ کا معنی کھیتی باڑی کرنا ہے۔ مکے کے لوگ تاجر اور مزدور پیشہ تھے جبکہ مدینہ طیبہ کی اکثریت کھیتی باڑی کیا کرتی تھی۔ نبی معظم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہاں کھیتی باڑی کی کئی قسمیں رائج تھیں۔ آپ ﷺ نے اس نظام کے بارے میں کئی اصلاحات جاری فرمائیں جن میں چند ایک کا تذکرہ یہاں کیا جا رہا ہے۔

رسول معظم ﷺ کے زمانے میں مزارعت اور مساقات کے کئی انداز پائے جاتے تھے آپ ﷺ نے شعبہ زراعت اور مساقات میں زمینداروں کو نئی اصلاحات سے متعارف کروایا جس سے مزارع حضرات پر ہونے والے ظلم کا خاتمہ ہوا اور زراعت کے شعبہ میں ترقی کے راستے ہموار ہونے کے ساتھ بنجر زمینوں کی آباد کاری کے دور کا آغاز ہوا۔ مزارعت کا معنی ہے زمین کا مالک اپنا رقبہ کاشت کے لیے دوسرے کو دے اور طے شدہ مدت کے مطابق مزارع سے مقررہ رقم وصول کرے۔ اگر یہی معاملہ باغات کے لین دین میں ہو تو اسے مساقات کہتے ہیں آپ ﷺ کے زمانے میں مزارعت اور مساقات کی درج ذیل شکلیں پائی جاتی تھیں۔ البتہ تیسری قسم سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر کی کھجوریں اور زمین اس شرط پر ان کو واپس دیں کہ وہ اپنی رقم خرچ کر کے کاشت کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کو ان کے پھل کا نصف ملے گا۔ (مسلم بخاری کی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَفَعَ إِلَى يَهُودِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَأَرْضَهَا عَلَى أَنْ يُعْتَمِلُوهَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَلِرَسُولِ اللَّهِ شَطْرُ ثَمَرِهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي

رَوَايَةُ الْبُخَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَعْطَى خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوا هَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا) وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا نَخَابِرُ وَلَا نَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا حَتَّى زَعَمَ رَافِعُ ابْنُ خَدِيجٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْهَا فَتَرَكْنَا مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ (رواه مسلم) 1-1266

روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہود کو اس شرط پر زمین عطا فرمائی کہ وہ محنت سے کاشت کریں گے اور ان کو پیداوار کا نصف حصہ ملے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ ہم زمین مزارعت پر دیتے تھے اور اس میں کچھ حرج نہیں جانتے تھے۔ یہاں تک کہ رافع بن خدیج ﷺ نے خیال کیا کہ نبی نے اس سے منع کیا ہے تو اس لیے ہم نے ترک کر دیا۔ (مسلم)

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ ﷺ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمَّا يَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُكْرَوْنَ الْأَرْضَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْأَرْبَعَاءِ أَوْشَىءِ يَسْتَتْنِيهِ صَاحِبُ الْأَرْضِ فَهَئِنَا النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقُلْتُ لِرَافِعٍ ﷺ فَكَيْفَ هِيَ بِالذَّرَاهِمِ وَاللَّهِ نَانِيرٍ فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ وَكَأَنَّ الَّذِي نَهَى عَنْ ذَلِكَ مَالُو نَظَرَ فِيهِ ذَوُو الْفَهْمِ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُجِزُوهُ لِمَافِيهِ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ (متفق عليه) 2-1267

حضرت حنظلہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ حضرت رافع بن خدیج ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے چچاؤں نے بتایا کہ وہ زمین ٹھیکے پر مشروط دیا کرتے تھے کہ اس زمین سے جو پیداوار پانی کے کھال کے قریب ہوتی یا جس کو زمین کا مالک مستثنیٰ قرار دے لیتا تو وہ مالک کی ہو جاتی اس سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا اس پر حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے حضرت رافع ﷺ سے دریافت کیا درہموں اور دیناروں کے عوض کاشت کا کیا حکم ہے۔ انہوں نے جواب دیا کوئی حرج نہیں ہے جس صورت میں منع کیا گیا ہے وہ ایسی ہے کہ اس پر اگر حلال و حرام کی تمیز رکھنے والے غور فرمائیں تو وہ کبھی اسکی

اجازت نہیں دیں گے کیونکہ اس میں بہت خطرات ہیں۔ (بخاری مسلم)

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ ﷺ قَالَ كُنَّا أَكْثَرُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ حَقْلًا وَكَانَ أَحَدُنَا يُكْرِى أَرْضَهُ فَيَقُولُ هَذِهِ الْقِطْعَةُ لِي وَهَذِهِ لَكَ فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ ذِهِ وَلَمْ تَخْرُجْ ذِهِ فَهَئَا هُمُ النَّبِيُّ ﷺ (متفق عليه) 3-1268

حضرت رافع بن خدیج ﷺ کا بیان ہے کہ تمام مدینہ والوں سے ہم زراعت میں زیادہ تھے اور ہم سے ایک زمین ٹھیکہ پر دیتا تو وہ کہا کرتا کہ یہ قطعہ زمین کا میرے لیے ہوگا اور دوسرا تمہارے لئے ہے کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ اس کے قطعہ زمین میں تو فصل ہوتی لیکن دوسرے میں نہیں اگتی تھی۔ اس سے نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمروؓ بتاتے ہیں انہوں نے حضرت طاؤسؓ سے کہا کاش! آپ مزارعت ترک کر دیں۔ کہندہ لوگ۔ یہ

عَنْ عَمْرٍو ﷺ قَالَ قُلْتُ لِطَاوُسٍ ﷺ لَوْ تَرَكَتِ الْمُخَابِرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى

خیال کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ طاؤس ؓ نے جواب دیا کہ اے عمرو! میں ان کو زمین دیتا ہوں اور ان کی مدد کرتا ہوں اور ان میں سب سے بڑے عالم یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ؓ نے کہا نبی کریم ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا تم

عَنْهُ قَالَ أَيْ عَمْرُو ۖ وَسَوَائِي أُعْطِيَهُمْ وَأَعِينُهُمْ وَإِنْ أَعْلَمَهُمْ أَخْبَرَنِي يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلَكِنْ قَالَ إِنْ يُمْنَحُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَعْلُومًا (متفق علیہ) 4-1269

میں سے کسی شخص کا اپنے بھائی کو زمین بطور عطیہ دینا بہ نسبت طے شدہ اجرت پر دینے سے بہتر ہے۔ (بخاری مسلم)

حضرت جابر ؓ کا بیان ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس زمین ہو وہ خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو بطور عطیہ عنایت کرے۔ اگر ایسا نہ کرے تو اپنی زمین اسی طرح رہنے دے۔ (بخاری مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ۖ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيُزْرِعْهَا أَوْ لِيُْمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُْمْسِكْ أَرْضَهُ (متفق علیہ) 5-1270

حضرت ابو امامہ ؓ نے ہل اور دیگر آلات زراعت دیکھے تو کہا میں نے نبی محترم ﷺ کو فرماتے سنا، یہ آلات جن لوگوں کے گھروں میں داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ ان میں ذلت داخل کرے گا۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ۖ وَرَأَى سِكَّةً وَشَيْئًا مِنْ آلَةِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ هَذَا بَيْتَ قَوْمٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الذَّلَّ (رواہ البخاری) 6-1271

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت قیس بن مسلم ؓ حضرت ابو جعفر ؓ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں مہاجرین میں کوئی ایسا گھر نہ تھا جو تیسرے اور چوتھے حصہ پر زمین کاشت نہ کرتا ہو۔ حضرت علی، سعد بن مالک، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم، عمر بن عبدالعزیز، قاسم، عروہ، رحمۃ اللہ علیہ آل ابی بکر، آل عمر، آل علی ؓ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حصہ پر کاشت کرتے تھے۔ عبدالرحمن بن اسود ؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کا عبدالرحمن بن یزید ؓ سے زراعت میں اشتراک تھا اور حضرت عمر ؓ کاشت کرنے والوں سے یہ شرط کیا کرتے تھے کہ اگر بیج عمر ؓ دے گا تو اس کا حصہ نصف ہوگا اور بیج وہ مہیا کریں گے تو ان کو اتنا حصہ ملے گا۔ (بخاری)

عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ۖ قَالَ مَا بِالْمَدِينَةِ أَهْلُ بَيْتِ هَجْرَةٍ إِلَّا يَزْرَعُونَ عَلَى الثَّلْثِ وَالرُّبْعِ وَزَارِعَ عَلِيٍّ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ ۖ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَالْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ رَحِمَهُمَا اللَّهُ وَالْأَبِيُّ بَكْرٌ وَالْأُمُّ عُمَرُ وَالْأُمُّ عَلِيٌّ وَابْنُ سِيرِينَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى كُنْتُ أَشَارِكُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدٍ فِي الزُّرْعِ وَعَامَلَ عُمَرُ ۖ النَّاسُ عَلَى أَنْ جَاءَ عُمَرُ ۖ بِالْبُزْرِ مِنْ عِنْدِهِ فَلَهُ الشَّطْرُ وَإِنْ جَاءَ وَابِلًا بَدْرٍ فَلَهُمْ كَذَا (رواہ البخاری) 7-1272

اجرت پردینے کے مسائل

حدیث میں اجارہ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ طے شدہ معاوضہ کے بدلے میں کسی شخص کی خدمات حاصل کرنا۔ جیسے مستری، مزدور اور ڈاکٹر وغیرہ۔

۲۔ اپنی چیز کا حق استعمال دوسرے کو دے کر اس پر اس سے معاوضہ حاصل کرنا مثلاً مکان، زمین، گاڑی اور دوسری اشیاء۔ اس کو اردو میں پٹہ داری اور انگلش میں لیزنگ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس اجارہ کے درست ہونے کی بنیادی شرائط یہ ہیں۔

(i) اجارہ میں رکھی ہوئی چیز اصل مالک کی ہی رہتی ہے دوسرا آدمی اس کو استعمال کر کے اس کا معاوضہ ادا کرتا ہے۔ چیز کا مالک کو لوٹاتے ہوئے پہلی حالت میں ہونا ضروری ہے نقصان کی صورت میں مالک کو جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔

(ii) اجارہ (لیزنگ) پر چیز لیتے دیتے وقت اس کی مدت استعمال کا دورانیہ طے کرنا چاہیے۔

(iii) اجارہ کی چیز جس مقصد کے لیے لی ہو شرعاً اسی کے لیے استعمال کرنا چاہیے بصورت دیگر مالک سے اجازت لینا ضروری ہے۔

نوٹ: سونا، چاندی اور کرنسی کو اجارہ پر قیاس کر کے اس طرح مزید رقم وصول کرنا کھلم کھلا سود ہے جس سے ہر صورت میں بچنا چاہیے آپ ﷺ نے دستی کام یعنی محنت و مزدوری کی بڑی قدر افزائی فرمائی ہے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے اللہ کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام اپنے وقت کے نبی اور حکمران ہونے کے باوجود اپنی روزی اپنے ہاتھ سے کمایا کرتے تھے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی روزی خود کماتے یہاں تک کہ اکثر انبیاء نے بھیڑ بکریوں کی گلہ بانی کی ہے اور نو عمری میں بھی ایسا کرتا رہا ہوں۔ مزدور کی محنت اور تکلیف کا اس قدر خیال تھا کہ حکم فرمایا کرتے تھے کہ پسینہ خشک ہونے سے پہلے اسکی مزدوری ادا کر دی جائے۔ جو شخص کسی مزدور کا حق مارے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے جھگڑا فرمائیں گے۔ اس باب میں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مجبوری کے عالم میں دم درو دیڑھنے کا صلہ بھی لیا جاسکتا ہے۔

یاد رہے موجودہ دور میں تعویذ، دھاگہ اور دم درود کا جو سلسلہ چل نکلا ہے اس پیشے کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔ اس سے آدمی کے عقیدے اور کردار پر بدترین اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ شریعت آدمی کو اللہ تعالیٰ پر توکل اور خود عمل کرنے کی تلقین کرتی ہے۔ جبکہ اس پیشے پر یقین رکھنے والے صحیح العقیدہ لوگ بھی سستی اور بے عملی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ توبہ استغفار، اپنی اصلاح اور جائز وسائل اختیار کرنے کی بجائے تعویذات پر بھروسہ کر بیٹھتے ہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ رضي الله عنه قَالَ زَعَمَ ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَى عَنِ الْمُزَارَعَةِ وَأَمَرَ بِالْمُؤَاجِرَةِ وَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے کہ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ رسول اللہ نے مزارعت سے منع فرمایا اور اجرت پر دینے کا حکم دیا اور فرمایا اس میں کوئی حرج

(رواہ مسلم) 1-1273

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اخْتَجَمَ فَأَعْطِيَ الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَاسْتَعْطَ

(متفق علیہ) 2-1274

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ فَقَالَ أَصْحَابُهُ وَأَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ كُنْتُ أَرْعَى عَلَى قَرَارِيطَ

لِأَهْلِ مَكَّةَ. (رواہ البخاری) 3-1275

ہاں میں چند قیراط کے عوض مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أُعْطِيَ بِي ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ

يُعْطِهِ أَجْرَهُ (رواہ البخاری) 4-1276

کسی مزدور کو رکھا، اس سے کام پورا لیا اور اس کو اس کی مزدوری پوری نہ دی۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَرُّوا بِمَاءٍ فِيهِمْ لَدِيغٌ أَوْ سَلِيمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ؟ إِنْ فِي الْمَاءِ لَدِيغٌ أَوْ سَلِيمٌ فَأَنْطَلِقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى شَاءِ فَبَرِئَ فَبَجَاءَ بِالشَّاءِ إِلَى أَصْحَابِهِ ﷺ فَكَرِهُوا ذَلِكَ وَقَالُوا أَخَذْتَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ أَجْرًا حَتَّى قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ عَلَى كِتَابِ

نہیں ہے۔ (مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ نبی معظم ﷺ نے پھنچے لگوائے اور حجام کو اس کی مزدوری دی اور ناک میں دوا بھی ڈالی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں آپ سے اصحاب رضی اللہ عنہ نے استفسار کیا آپ نے بھی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں قیامت کے دن تین آدمیوں سے جھگڑا کروں گا۔ ایک وہ شخص جس نے میرا نام لے کر معاہدہ کیا پھر اس کے خلاف کیا، دوسرا وہ جس نے کسی آزاد کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کھالی، تیسرا وہ شخص جس نے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اصحاب نبی رضی اللہ عنہم میں سے چند کا گزر ایک ایسے قبیلہ پر ہوا جس میں ایک شخص کو سانپ یا بچھونے ڈس لیا تھا۔ اس قبیلہ کا ایک شخص ان اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کیا تم میں کوئی دم جھاڑ کرنے والا ہے؟ کیونکہ قبیلہ میں ایک سانپ یا بچھو کا ڈسا ہوا ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک صحابی گیا اور اس نے کچھ بکریوں کے عوض سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو اس کی تکلیف دور ہو گئی۔ چنانچہ دم کرنے والا وہ بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہوں نے کراہت کا اظہار

اللّٰهُ أَجْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَحَقَّ مَا
 أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
 وَ فِي رِوَايَةٍ أَصَبْتُمْ أَقْسَمُوا وَاضْرِبُوا لِي
 مَعَكُمْ سَهْمًا“ 5-1277

کیا اور کہا تو نے کتاب اللہ کے عوض اجرت لی ہے یہاں تک
 کہ مدینہ منورہ پہنچ گئے اور انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول
 ﷺ اس نے کتاب اللہ کے عوض اجرت لی ہے۔ رسول اللہ
 نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب کا حق فائق ہے کہ تم اس پر
 مزدوری کرو۔ (بخاری)

اور دوسری روایت میں ہے تم نے ٹھیک کیا تقسیم کر لو اس میں میرا بھی حصہ رکھو۔



بَابُ إِحْيَاءِ الْمَوَاتِ وَالشُّرْبِ

بے آباد زمین کو آباد کرنا اور پانی کی باری کا بیان

مزارعت کے باب میں یہ بات واضح ہوئی ہے کہ رسول محترم ﷺ نے جس طرح دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں اصلاحات جاری فرمائیں ایسے ہی آپ ﷺ نے کاشت کاری اور زمینداری میں اصلاحات نافذ فرمائی تھیں۔ آپ ﷺ نے قدرتی ذرائع سے حاصل ہونے والے فالتو پانی کو ضائع کرنے کے بجائے دوسرے زمین دار کو دینے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ہی زمینداروں کو یہ ہدایت فرمائی کہ پانی کم ہونے کی صورت میں جس شخص کی پانی لگانے کی پہلے باری ہو وہ اپنے کھیتوں کو پانی سے لبا لب بھرنے کی بجائے دوسرے کے لیے ایثار کرتے ہوئے اپنے حصہ کا کچھ پانی چھوڑ دے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اس بات کو جائز قرار نہیں دیا کہ ایک آدمی زمین کو کاشت کئے بغیر یوں ہی چھوڑ رکھے اس سے نہ صرف زراعت کے شعبے کو نقصان اور غربت میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ ایک مدت کے بعد زمین بخر ہو جایا کرتی ہے۔ ان نقصانات سے بچنے کے لیے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ زمین اسی کی ہونی چاہیے جو زراعت کرتا ہو۔ تاہم زمیندار کو تجارت اور دوسرے شعبوں کے مقابلے میں پسند نہیں فرمایا کیونکہ اس میں آفات کی وجہ سے نقصانات کا اندیشہ زیادہ لاحق ہوتا ہے۔ اور زراعت پیشہ لوگ اس مشکل اور ہمہ وقت کام کی وجہ سے تہذیب و تمدن، علم و عمل میں دوسرے لوگوں سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ گویا کہ زمیندار مٹی کے ساتھ مٹی بن کر رہ جاتا ہے۔ اسے سے 1270 میں بیان ہوا ہے کہ اس سے قومیں تہذیب و تمدن اور ترقی کی بجائے ان پڑھ رہ جاتی ہیں۔ دیہاتی زندگی آج بھی ناخواہی کا شکار ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی غیر آباد زمین کو آباد کرے اس کا اس پر حق فائق ہے۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں اسی کے مطابق فیصلے کئے۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ عَمَرَ أَرْضًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ قَالَ عُرْوَةُ رَحِمَهُ اللَّهُ قَضَى بِهِ عُمَرُ فِي خِلَافَتِهِ (رواه البخاری) 1-1278

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا، اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ اور کسی کے لیے چراگاہ نہیں۔ (بخاری)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا حِمَى إِلَّا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ (رواه البخاری) 2-1279

فہم الحدیث

یعنی ایسی زمین جو شخص ملکیت نہ ہو۔ اس کو بحق سرکار ضبط کرتے ہوئے حکومت اس پر چراگاہ بنا سکتی ہے۔

عَنْ عُرْوَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فِي شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ! ثُمَّ أَرْسَلَ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ أَنْ كَانَ ابْنُ عَمَّتِكَ؟ فَتَلَوْنَ وَجْهَهُ ثُمَّ قَالَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَحْبَسَ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَذْرِ ثُمَّ أَرْسَلَ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ فَاسْتَوْعَى النَّبِيُّ ﷺ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيحِ الْحُكْمِ حِينَ أَحْفَظَهُ الْأَنْصَارِيُّ وَكَانَ أَشَارَ عَلَيْهِمَا بِأَمْرِ لُهُمَا فِيهِ سَعَةٌ (متفق عليه) 3-1280

حضرت عروہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت زبیرؓ کا ایک انصاری سے پہاڑی نالے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ نبی محترم ﷺ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا زبیر پہلے اپنے کھیت کو سیراب کر لے پھر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دے اس پر انصاری معترض ہوا یہ اس لئے ہے کہ یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ اس پر آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ ﷺ نے زبیرؓ سے کہا زبیر! اپنے کھیت کو پانی لگاؤ اور لگائے رکھ حتیٰ کہ کناروں تک پہنچے۔ اس کے بعد پانی اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑنا نبی کریم ﷺ نے اس صریح حکم میں حضرت زبیرؓ کو اس کا پورا حق دیا اور

انصاری کو ناراض ہونے دیا جبکہ پہلے آپ ﷺ نے دونوں کو ایسا حکم دیا جس میں وسعت تھی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

پہلے فیصلہ میں آپ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو رواداری کا حکم دیا تھا۔ کہ اپنے حق میں سے دوسرے کے ساتھ تعاون کرو لیکن جب انصاری نے آپ ﷺ پر زیادتی کی اور جانب داری کا الزام لگایا تو آپ ﷺ نے جناب زبیرؓ کو اپنا حق پورا لینے کی تلقین فرمائی تاکہ زیادتی کرنے والے کو احساس ہو۔ معلوم ہوتا ہے یہ شخص منافق تھا کیونکہ مخلص مسلمانوں سے ایسی بدگمانی اور گستاخانہ کلام کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَمْنَعُوا فَضْلَ الْمَاءِ لَتَمْنَعُوا بِهِ فَضْلَ الْكَلْبِ (متفق عليه) 4-1281

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی ضرورت سے زائد پانی اور اس سے اگنے والی زائد گھاس سے منع نہ کرو۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

زائد پانی اور ضرورت سے زائد گھاس ضائع کرنے کے بجائے دوسرے کو استعمال کرنے دینا چاہیے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ لَا يَكْلِمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ خَلَفَ عَلَى سَلْعَةٍ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا أَكْثَرُ مِمَّا أُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ، وَرَجُلٌ خَلَفَ عَلَى

حضرت ابو ہریرہؓ رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں اللہ قیامت کے دن تین قسم کے آدمیوں سے نہ کلام کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر التفات کرے گا۔ ایک وہ شخص جس نے قسم اٹھائی کہ اس سامان پر اس سے کہیں زیادہ

يَمِينٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطَعَ بِهَا مَالٌ
 رَجُلٍ مُسْلِمٍ، وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُولُ
 اللَّهُ الْيَوْمَ أَمْنَعَكَ فَضْلِي كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ
 مَاءٍ لَمْ تَعْمَلْ يَذَاكَ (متفق عليه) 5-1282

مل اسے رہا تھا حالانکہ وہ غلط بیانی کر رہا ہے، دوسرا وہ شخص
 جس نے بعد نماز عصر اپنے مال کے لیے جھوٹی قسم اٹھائی
 تاکہ کسی مسلمان کے مال کو چھین سکے اور تیسرا وہ شخص جس
 نے فالتو پانی کو روک لیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا

آج میں اپنا فضل تجھ سے روک روکوں گا جس طرح تو نے فالتو پانی روکا تھا کیونکہ وہ تیرے زور بازو کی وجہ سے
 نہیں تھا۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ فالتو اور کاشت نہ کرنے والے کی زمین حکومت بحق سرکار ضبط کر سکتی ہے۔
- ۲۔ برساتی اور قدرتی چشموں سے حاصل ہونے والے فالتو پانی کو روکنا منع ہے۔
- ۳۔ زمینداروں کو ایک دوسرے کے ساتھ کاشت کاری میں تعاون کرنا چاہیے۔
- ۴۔ جھوٹی قسم اٹھانے والے اور قدرتی پانی روکنے والے کو اللہ تعالیٰ نظر کرم سے نہیں دیکھے گا۔



بَابُ الْعَطَايَا

عطیات کا بیان

عطیہ اور تحفہ کے بارے میں اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ یہ دینے والا واپس نہیں لے سکتا الا یہ کہ اس نے دوسرے کو عطیہ کرتے وقت واپس کی شرط لگائی ہو یہ شرط واضح اور دو لوگ الفاظ میں ہونی چاہیے تاکہ واپس لیتے وقت دوسرے کو غلط پروپیگنڈہ کرنے کا موقع نہ مل پائے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشورہ طلب کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے خیبر میں ایسی زمین ملی ہے کہ اس سے قبل اس سے بہتر مال مجھے میسر نہیں آیا اس کے بارے میں آپ مجھے کیا ہدایت فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو اصل زمین کو روکے رکھ اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اسی طرح وقف فرمایا کہ اصل زمین نہ فروخت کی جائے گی اور نہ کسی کو ہبہ کی جائے گی اور نہ کوئی اس کا وارث ہوگا اور اس کی پیداوار فقراء اقرباء غلاموں کی گردن چھڑانے فی سبیل اللہ، مسافروں اور مہمانوں پر وقف ہوگی۔ اس زمین کا منتظم معروف طریقے سے اس کی پیداوار

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ أَصَابَ أَرْضًا بِخَيْبَرَ فَاتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أَصِبْ مَالًا قَطُّ أَنَفْسَ عِنْدِي مِنْهُ، فَمَا تَأْمُرُنِي بِهِ قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا وَفَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنَّهُ لَا يَبَاعُ أَصْلُهَا وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ وَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبَى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلَيَّ مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ قَالَ ابْنُ سِيرِينَ غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا (متفق عليه) 1-1283

کو کھا سکتا ہے یا غریبوں کو کھلا سکتا ہے حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جبکہ وہ مال جمع نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں تمام عمر کے لیے عطیہ نافذ العمل ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَى جَائِزَةٌ (متفق عليه) 2-1284

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا 'تمام عمر کے لیے عطیہ عزیزوں کا ورثہ ہے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ الْعُمْرَى مِيرَاثٌ لِأَهْلِهَا (رواه مسلم) 3-1285

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّمَا رَجُلٍ
أَعْمَرَ عُمْرِي لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَإِنَّهَا لِلَّذِي أُعْطِيَهَا لَا
تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أَعْطَاهَا، لِأَنَّهُ أُعْطِيَ عَطَاءً
وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ (متفق عليه) 4-1286

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو
شخص کسی شخص اور اس کے پس ماندگان کو ساری عمر کے لئے
عطیہ دیتا ہے تو وہ عطیہ لینے والے کا ہے۔ عطیہ دینے والے کی
طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔ کیونکہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے جس
میں وراثت داخل ہوگئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ إِنَّمَا الْعُمْرَى الَّتِي أَحْزَرَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ أَنْ يَقُولَ هِيَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ فَأَمَّا إِذَا
قَالَ هِيَ لَكَ مَا عِشْتَ فَإِنَّهَا تَرْجِعُ إِلَى
صَاحِبِهَا (متفق عليه) 5-1287

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا
جس عطیہ کو نافذ العمل قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ عطیہ دینے والا
یہ کہے کہ یہ جائیداد تیرے اور تیرے پس ماندگان کے لیے
ہے لیکن اگر وہ ان الفاظ کے ساتھ عطیہ دے کہ یہ جائیداد

تیرے لیے ہے جب تک تو زندہ رہے گا تو وہ جائیداد اس کے مالک کی طرف لوٹائی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے فرمان کا مقصد واضح ہے کہ جس کو مستقل طور پر کوئی چیز عطیہ ہو وہ اس کا مالک ہوگا اور بعد ازاں اس کے قریبی
اس کے وارث ہوں گے۔ اگر دینے والا صرف اس کی ذات اور قابل واپسی عطیہ کرے تو اس کے بعد وہ چیز دینے والے کی
ملکیت ہوگی۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے
فرمایا اپنا مال اپنے پاس رکھو۔ اسے خراب نہ کرو۔ لیکن جس شخص
نے عطیہ دیا، وہ اس کا ہے جس کو دیا گیا۔ جب تک وہ زندہ رہے
بعد ازاں اس کے ورثا کا حق ہے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
أَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ لَا تَفْسِدُوهَا فَإِنْ مَنْ أَعْمَرَ
عُمْرِي فَهِيَ لِلَّذِي أَعْمَرَ حَيًّا وَ مَيِّتًا وَ لِعَقِبِهِ
(رواه مسلم) 6-1288

خلاصہ باب

- ۱۔ مشروطیت کے ساتھ صدقہ کیا جاسکتا ہے
- ۲۔ اگر کسی شخص کے لیے عطیہ ہو تو اس کے وارثین کا اس میں کوئی حق نہیں ہوتا۔
- ۳۔ مشروط طور پر عطیہ کرنے والے کو عطیہ دیتے وقت واضح بات کرنی چاہیے۔



بَابُ فِي الْهَبَةِ وَالْهَدِيَّةِ

ہبہ اور تحائف

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کسی کو پھولوں کا تحفہ دیا جائے وہ ان کو رد نہ کرے کیونکہ اٹھانے میں ہلکا اور خوش بو میں عمدہ ہے۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو رد نہیں کیا کرتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ عَرِضَ عَلَيْهِ رِيحَانٌ فَلَا يَرُدُّهُ فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْمَلِ طَيِّبُ الرَّيْحِ (رواه مسلم) 1-1289

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ لَا يَرُدُّ الطَّيِّبَ (رواه مسلم) 2-12890

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کر کے چاٹ لیتا ہے کیا ایسا کرنا ہمارے لیے بری حرکت نہیں ہے۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَلْعَائِدُ فِي هَبْتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السُّوءِ (رواه البخاری) 3-1291

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ اس کے والد اسے لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے اور عرض کی کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام عطا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نے تمام کو اس جیسا عطیہ دیا ہے اس نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو واپس لے لو۔ دوسری روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ وہ تمام تیرے مطیع فرمان ہوں؟ اس نے جواب دیا کیوں نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر یہ درست نہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت نعمان نے بیان کیا میرے باپ نے مجھے عطیہ دیا۔ میری ماں عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گی جب تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گواہ نہ بن جائیں۔ چنانچہ نعمان رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا فَقَالَ أَكْمَلْ وَلَدِكَ نَحَلْتُ مِثْلَهُ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ وَفِي رَوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ أَيْسُرُكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبَرِّ سَوَاءً قَالَ بَلَى قَالَ فَلَا إِذَا وَفِي رَوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ أَعْطَانِي أَبِي عَطِيَّةً فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهَدَ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاتَى رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ إِنِّي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَأَمَرْتَنِي أَنْ أَشْهَدَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هَذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ وَفِي رَوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ لَا

ہے۔ اس نے مجھے آپ کو گواہ بنانے کو کہا ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا تم نے اپنے تمام بیٹوں کو اسی طرح عطیہ دیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرو اپنی اولاد کے مابین مساوات قائم کرو چنانچہ وہ واپس آئے اور اپنا عطیہ واپس لے لیا۔ ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتْ امْرَأَةٌ بِشِيرٍ أَنْحَلِ ابْنِي غَلَامَكَ وَأَشْهَدْ لِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ إِنْ ابْنَةُ فَلَانٍ سَأَلْتَنِي أَنْ أَنْحَلَ ابْنَهَا غَلَامِي وَقَالَتْ أَشْهَدْ لِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَلَهُ إِخْوَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَفَكُلُّهُمْ أَعْطَيْتَهُمْ مِثْلَ مَا أَعْطَيْتُهُ قَالَ لَا قَالَ فَلَيْسَ يَصْلُحَ هَذَا وَإِنِّي لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلَى حَقٍّ (رواه مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بشیر کی بیوی نے اپنے بیٹے کے لئے غلام کا مطالبہ کیا اور اس پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ ٹھہرانے کا کہا چنانچہ اس نے عرض کیا فلاں کی بیٹی نے اپنے بیٹے کے لئے ایک غلام کا مطالبہ کیا ہے اور کہا کہ آپ ﷺ کو گواہ بناؤں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا اس کے بیٹے کے اور بھائی ہیں؟ اس کا جواب اثبات میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے ان تمام کو اس جیسا عطیہ دیا ہے۔ اس نے جواب دیا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

5-1293

نے فرمایا یہ صحیح نہیں ہے اور میں حق کے علاوہ کسی بات پر گواہ نہیں بنتا۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ اولاد میں بھی انصاف کرنا چاہیے۔
- ۲۔ ظلم پر گواہ بننا گناہ ہے۔
- ۳۔ پھول اور خوش بو کا تحفہ قبول کرنا چاہیے۔
- ۴۔ تحفہ یا عطیہ غلط طریقے سے دیا گیا ہو تو اسے واپس لینا جائز ہے۔



بَابُ اللَّقْطَةِ

گری ہوئی چیز کو اٹھانا

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے گری پڑی چیز کے بارے دریافت کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی تھیلی اور دھاگے کا اعلان کر اور سال بھر کرتا رہ۔ اگر اس کا مالک مل جائے تو بہتر ہے بصورت دیگر جیسے چاہے استعمال کر۔ پھر اس نے پوچھا گم شدہ بکری کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ یا تمہارے لئے ہے یا تمہارے بھائی کے لیے ہے یا بھیڑے کے لیے اسی طرح گمشدہ اونٹ کے بارے میں سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا اس سے کیا تعلق ہے؟ اس کے ساتھ پانی کا ذخیرہ ہے اور اس کے پاؤں ہیں۔ وہ پانی تک پہنچ سکتا ہے۔ اور درختوں کو کھا سکتا ہے حتیٰ کہ اس کا

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ اللَّقْطَةِ فَقَالَ أَعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَائَهَا ثُمَّ عَرَفَهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَانُكَ بِهَا قَالَ فَضَالَةُ الْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لَا خِيكَ أَوْلِلِ الذُّبَّ قَالَ فَضَالَةُ الْإِبِلِ قَالَ مَالِكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرُدُّ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَفِي رَوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَقَالَ عَرَفَهَا سَنَةً ثُمَّ أَعْرِفْ وَكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَذْهَابَ إِلَيْهِ 1-1294

مالک اس کو پالے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے سال بھر اس کا اعلان کر اس کے دھاگے اور تھیلی کی پہچان کراؤ اور پھر اس کو خرچ کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو ادا کرنا ہوگا۔

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جو شخص گمشدہ جانور کو بغیر پہچان کروائے اپنے پاس رکھتا ہے وہ گمراہ ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَوَى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَمْ يُعَرَفْهَا (رواه مسلم) 2-1295

عبد الرحمن بن عثمان تمیمی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حاجیوں کے گرے پڑے سامان کو اٹھانے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التِّمِيمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُقْطَةِ الْحَاجِّ (رواه مسلم) 3-1296

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے ارشادات کا جامع مفہوم یہ ہے کہ ہر وہ گری ہوئی یا گمشدہ چیز جس کے ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہو اسے اٹھا کر اس کا اعلان کرنا چاہیے تاکہ اس کے مالک کو خبر ہو جائے اگر سال تک اس کا مالک نہیں ملتا تو وہ چیز اٹھانے والے کی ملکیت ہو جائے گی۔ لیکن اگر اس کا مالک آجائے تو اسے وہ سامان لوٹانا ہوگا۔ اونٹ بڑا جانور ہے اس کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ بھی کم ہوتا ہے۔ پھر وہ کئی دن تک بھوکا بھی رہ سکتا ہے لہذا اسے پکڑ رکھنے کو پسند نہیں فرمایا ویسے بھی اونٹ، گھوڑا یہ جانور سمجھ دار ہوتے ہیں اپنے گھر کو پہچان کر اکثر واپس آ جایا کرتے ہیں۔

خلاصہ باب

- ۱۔ نہ ضائع ہونے والی گم شدہ چیز کا ایک سال تک اعلان کرنا چاہیے۔
- ۲۔ اعلان کے بغیر ایسی چیز اپنے پاس رکھنا گمراہی کی علامت ہے۔
- ۳۔ غیر کا بالخصوص حجاج کا سامان بلا اجازت اٹھانا حرام ہے۔
- ۴۔ ضائع ہونے والی چیز کو استعمال کر لینا چاہیے ہونے پر مالک کو اس کا بدلہ دینا ہوگا۔



بَابُ الْفَرَائِضِ

وراثت کے مسائل کا بیان

مسلمانوں پر کبھی وہ دور تھا کہ غزوہ احد کے کئی شہداء کو کفن بھی میسر نہیں تھا لیکن آپ ﷺ نے مسلمانوں کی معیشت کو ان خطوط اور اجتماعی بیت المال کو اس طرح منظم فرمایا کہ اپنی حیات مبارکہ میں ہی یہ اعلان فرمایا کرتے تھے کہ مقروض میت کے ورثہ غریب ہوں تو اس کا قرض بیت المال سے ادا کیا جائے گا۔ قرآن مجید اور حدیث پاک میں بڑی تفصیل کے ساتھ وراثت کے مسائل بیان ہوئے ہیں۔ لیکن ان کو سمجھنے کے لیے علم حساب سے واقفیت ضروری ہے۔ کیونکہ بعض اوقات حق دار ورثہ کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں۔ جن کو ہر عالم نہیں سمجھ سکتا۔ سوائے ایسے عالم کے جو یک وقت حسابی علم اور وراثت کے شرعی قانون سے واقف ہو۔ بہتر یہ ہے کہ وراثت کا مسئلہ تحریری طور پر پوچھا جائے تاکہ غلطی کا احتمال نہ رہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ وَفَاءً فَعَلَى قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ وَفِي رَوَايَةٍ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضِيَاعًا فَلْيَأْتِنِي فَأَنَا مَوْلَاهُ وَفِي رَوَايَةٍ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَلْيَأْتِنَا (متفق عليه) 1-1297

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا میں ایمانداروں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے قرض ہو اور اس نے ادائیگی کے لئے مال نہ چھوڑا ہو تو میں اس کا قرض ادا کروں گا اور جو وہ مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔ ایک روایت میں ہے جس قدر قرض یا اہل و عیال چھوڑ جائے اور اہل و عیال میرے پاس آئیں تو میں ان کا ذمہ دار ہوں۔ ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص مال چھوڑے وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے اور جو شخص اہل و عیال چھوڑے تو ہم اس کے ذمہ دار ہیں (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَلْحَقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ (متفق عليه) 2-1298

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا مقرر حصوں کو ان کے ورثہ کو دو جو مال ان سے باقی بچے گا وہ فوت شدہ کے قریبی (عصبہ) رشتہ دار کو ملے گا (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

وراثت کی زبان میں عصبہ سے مراد میت کے وہ رشتہ دار جو براہ راست وراثت کے حق دار تو نہیں ہوتے البتہ وراثت میں ان کو حصہ ملتا ہے جنہیں اصحاب الفروض کہا جاتا ہے وارث نہ ہونے یا وراثت زائد ہونے کے صورت میں عصبہ حق دار ہوتے ہیں۔

وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ (متفق عليه) 3-1299

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ (رواه البخاری) 4-1300

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ (متفق عليه) وَذَكَرَ حَدِيثُ عَائِشَةَ أَنَّهَا الْوَلَاءُ فِي بَابِ قَبْلِ بَابِ السَّلَامِ. وَسَنَدُ كُرْ حَدِيثِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْخَالَةَ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ فِي بَابِ بُلُوغِ الصَّغِيرِ وَحَصَانَتِهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى 5-1301

الفصل الثانی

عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شَرَحْبِيلَ قَالَ سَأَلَ أَبُو مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ ابْنَةِ وَبْنِ ابْنٍ وَأُخْتِ فَقَالَ لِلْبَنَاتِ النِّصْفُ وَلِلْأَخْتِ النِّصْفُ وَابْنِ ابْنٍ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَسَيِّئًا بَعْنِي فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَأُخْبِرَ بِقَوْلِ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذْنُ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَهْدِينَ أَقْضَى فِيهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ لِلْبَنَاتِ النِّصْفُ وَلِلْأَبْنَةِ الْإِبْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثَّلَاثِينَ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأَخْتِ فَاتَيْنَا أَبَا مُوسَى فَأُخْبِرْنَا بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ لَا تَسْأَلُونِي مَا دَامَ هَذَا الْحَبْرُ فِيكُمْ. (رواه البخاری) 6-1302

کہا جب تک یہ عالم تم میں موجود ہے تم مجھ سے پوچھا نہ کرو۔ (بخاری)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان کسی کافر کا اور کوئی کافر کسی مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی گرامی ﷺ نے فرمایا قوم کا آزاد کردہ غلام قوم میں شمار ہوگا یعنی آزاد کرنے والا اس کا وارث ہوگا۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قوم کا بھانجا ان میں سے ہے (بخاری و مسلم) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ”انما الولاء“ کا ذکر ”باب السلم“ سے پہلے باب میں کیا گیا ہے اور عنقریب حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ”الخالة بمنزلة الام“ کا ذکر باب ”بلوغ الصغیر و حضانتہ“ میں کریں گے۔

دوسری فصل

حضرت ہزیل بن شرحبیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک بہن کے بارے میں پوچھا گیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ بیٹی اور بہن دونوں کے لیے نصف نصف ہے اور آپ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس جائیں وہ بھی میری موافقت کریں گے چنانچہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا اور انہیں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب سے بھی آگاہ کیا گیا تو انہیں نے فرمایا اس وقت میں سیدھے راہ سے بھٹک جاؤں گا اور صحیح راہ پر نہیں رہوں گا اگر ایسا فیصلہ کروں۔ میں تو ایسا فیصلہ کروں گا جو نبی ﷺ نے کیا تھا بیٹی کے لیے نصف پوتی کے لیے چھٹا حصہ ہوگا تاکہ دو تہائیاں ان کے لیے مکمل ہو جائیں اور باقی بہن کے لیے ہے۔ تب حضرت ابو موسیٰ نے

بَابُ الْوَصَايَا

وصیت کے مسائل

آپ ﷺ کی وصیت کے بارے میں تعلیم یہ ہے کہ جس شخص نے کوئی قرض لینا دینا ہو یا اس کے ذمہ دوسروں کے حقوق ہوں۔ تو اس کا فرض ہے وہ تحریری یا زبانی طور پر اپنے لواحقین کو ان معاملات میں ہدایات دے تاکہ اچانک موت واقع ہونے کی صورت میں متعلقہ افراد کی حق تلفی نہ ہونے پائے۔ اور یہ بھی دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی مسلمان کے لیے مناسب نہیں کہ اس کی کوئی جائیداد ہو جس میں وہ وصیت کرنا چاہتا ہو اور وہ بغیر وصیت تحریر کئے دو راتیں گزار دے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ (متفق عليه) 1-1303

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے سال میں بیمار ہو گیا، قریب تھا کہ موت واقع ہو جائے۔ رسول کریم ﷺ میرے پاس بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میری ملکیت میں بہت مال ہے اور میری وارث صرف میری بیٹی ہے، کیا میں سب مال کی وصیت کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے نفی میں جواب دیا۔ میں نے دریافت کیا، دو تہائی کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں۔ میں نے عرض کیا، نصف مال کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں۔ میں نے عرض کیا، تیسرے حصہ کی؟ آپ ﷺ نے تیسرے حصہ کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ بھی زیادہ ہے اپنے وارثوں کو صاحب مال چھوڑنا ان کو

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ مَرَضْتُ عَامَ الْفَتْحِ مَرَضًا أَشْفَيْتُ عَلَى الْمَوْتِ فَاتَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعُودُنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي فَأَوْصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَخُلْتُ مَالِي قَالَ لَا قُلْتُ فَالْشُّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُلُثُ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَأَنْتَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَجَرْتَ بِهَا حَتَّى اللَّقْمَةِ تَرْفَعَهَا إِلَى فِي أَمْرٍ أَنْتَ (متفق عليه) 2-1304

کن گال چھوڑنے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ یقیناً جب تم خرچ کرو اس میں اللہ کی خوشی مقصود ہو تو تجھے اس کا اجر دیا جائے گا یہاں تک کہ تجھے اپنی بیوی کو کھلانے کا بھی ثواب ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

نشریات اکیڈمی

از قلم میاں محمد جمیل

- ۱۔ دین تو آسان ہے ۲۔ برکاتِ رمضان
- ۳۔ آپ ﷺ کا حج ۴۔ انبیاء کا طریقہ دعا
- ۵۔ سیرت ابراہیم علیہ السلام ۶۔ زکوٰۃ کے مسائل و فوائد
- ۷۔ اتحاد امت اور نظم جماعت ۸۔ آپ ﷺ کا تہذیب و تمدن
- ۹۔ فضیلت قربانی اور اس کے مسائل ۱۰۔ مشکلات کیوں؟ نکلنے کے الہامی راستے
- ۱۱۔ جادو کی تباہ کاریاں۔ ان کا شرعی علاج ۱۲۔ آپ ﷺ کی نماز، قیام، حج و عمرہ کی عملی تصاویر

منفرد تفسیر

فہم القرآن

ابن کثیر، کشاف، جامع البیان، رازی و دیگر عربی تفاسیر کا خلاصہ، اور تفسیر ثنائی، احسن، معارف، تذکرہ تیسرے تفہیم القرآن کے اہم نکات پر مشتمل، جدید و قدیم علوم کا سنگم۔ جس میں لفظی ترجمہ، حلی لغات، تفسیر بالحدیث کا التزام۔ پہلے پانچ پاروں پر محیط جلد اول رمضان 2006 میں دستیاب ہوگی انشاء اللہ